نہج البلاغہ

ترجمہ و حواشی

علامہ مفتی جعفر حسین

مرکز افکار اسلامی

--

نہج البلاغہ (اُردُو)

ترجمہ: حضرت علاّمہ مُفتی جعفر حسینؒ

ترتیب و تنظیم: ریاض احمد

نہج البلاغہ

نہجُ البلاغہ علوم وہ معارف کا وہ گراں بہا سرمایہ ہے جس کی اہمیت و عظمت ہر دور میں مسلّم رہی ہے اور ہر عہد کے علماء وادباء نے اس کی بلند پائگی کا اعتراف کیا ہے۔ یہ صرف ادبی شاہکار ہی نہیں ہے، بلکہ اسلامی تعلیمات کا الہامی صحیفہ، حکمت و اخلاق کا سرچشمہ اور معارف ایمان و حقائق تاریخ کا ایک انمول خزانہ ہے، جس کے گوہر آبدار علم وادب کے دامن کو زر نگار بنائے ہوئے ہیں اور اپنی چمک دمک سے جوہر شناسوں کو محوِ حیرت کئے ہوئے ہیں۔ افصح العرب کے آغوش میں پلنے والے اور آبِ وحی میں دُھلی ہوئی زبان چوس کر پروان چڑھنے والے نے بلاغتِ کلام کے وہ جوہر دکھائے کہ ہر سمت سے فوق الکلام المخلوق و تحت الکلام الخالق کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ یہ نثر اس دور کی نثر ہے جب عربوں کی طلاقت وجوش گفتاری صرف نظم تک محدود تھی۔ ریگزار عرب پر بستر لگا کے آزادی کی فضا میں پُر بہار زندگی گزارنے والے فرزندانِ صحرا شعر و نظم اور تخیل و محاکات کے لازوال نقوش تو چھوڑ گئے، مگر جہاں تک نثر کا تعلق ہے ان کے جیب و دامن میں کوئی ایسا گوہر شاہوار نہ تھا جسے بطور تفاخر پیش کرتے اور اہل علم کو اپنے مقابلہ میں للکارتے۔ دامن اسلام میں اگرچہ قرآن کریم ایسا عربی نثر کا زندہ جاوید معجزہ موجود ہے مگر وہ اپنے قائل کی عظمت و جلالت اور اعجازی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے انسانی کلام کے مقابلہ میں نہیں لایا جا سکتا۔ اور پیغمبرؐ کے اقوال و ارشادات ہیں تو وہ اگرچہ معنوی لحاظ سے وسیع اور ہمہ گیر ہیں مگر لفظی اعتبار سے اختصار بداماں۔ چنانچہ پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد "اوتیت جوامع الکلم" اس کا شاہد ہے کہ آپ کم سے کم لفظوں میں زیادہ مطالب سمیٹ لیتے تھے اسی لیے آپ کو خطب و مکاتب مختصر ہوتے تھے۔ رہی خلفاء کی نثر تو اس میں فطری حُسن ادا اور طبعی سادگی کے بجائے بناوٹ اور تصنّع کا رنگ جھلکتا ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ انہیں مختصر سے مختصر تقریر کیلئے بھی خصوصی تیاری کی ضرورت ہوتی تھی اور اگر کہیں بغیر تیاری کے کھڑے ہو گئے تو ذہن میں قفل پڑ گئے، زبان لڑکھڑانے لگی اور مُنہ سے ایک لفظ نہ نکال سکے۔ اگرچہ ملکی فتوحات کے سلسلہ میں ان کے "کارہائے نمایاں" نظر آتے ہیں مگر کسی علمی و ثقافتی مرکز کی سرپرستی یا کسی علمی تحریک میں گام فرسائی کہیں نام کو نظر نہیں آئی۔ یہ باب مدینۃُ العلم ہی کی ذات تھی جس نے علم و حکمت کے بند دروازے کھولے، نطق و فصاحت کے پرچم لہرائے اور علمی ذوق کو پھر سے زندہ کیا، باوجودیکہ آپ کا دَور سکون واطمینان سے یکسر خالی تھا اور ہوس اقتدار کی فتنہ سامانیوں نے اسے اپنی جولانگاہ بنا رکھا تھا اور شورش پسندوں نے خونِ عثمان کو ہوا دے کر آپ کو لڑائیوں میں اُلجھائے رکھنا ہی اپنے مقاصد کیلئے ضروری سمجھ لیا تھا، مگر ان رات دن کی لڑائیوں اور چپقلشوں کے باوجود آپ نشرِ علوم و معارف کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔

کبھی تلواروں کی جھنکار اور خون کی بارش میں علم وحکمت کے رموز بتائے اور کبھی ذہنی الجھاؤ اور افکار کے ہجوم میں ارشاد و ہدایت کے فرائض انجام دیئے، چنانچہ اِس مجوعہ کے خطب و مکاتیب میں دو چار خطبوں اور ایک آدھ خط کے علاوہ تمام تحریریں اسی دَور کی تخلیق ہیں کہ جب آپ ظاہری خلافت پر ایک دن بھی اطمینان و دلجمعی سے نہ بیٹھ سکے تھے۔ یہ بلاغت کے رگ و پے میں سرایت کر جانے کا نتیجہ ہے کہ اس انتشار و پراگندگی خاطر کے باوجود نہ کلام میں انتشار و برہمی پیدا ہوتی ہے، نہ عبارت کے تسلسل و ہم آہنگی میں فرق آنے پاتا ہے اور ہر موقع پر اسلوبِ بیان کی یک رنگی اپنے خصوصی امتیازات کے ساتھ بر قرار رہتی ہے۔

امیر المومنینؑ نے علمی حقائق کو فروغ دینے کے ساتھ علم وادب کے نشوونما میں بھی پورا حصّہ لیا اور عربی نثر کو نہ صرف حدِ کمال تک پہنچایا بلکہ فلسفیانہ نظر و فکر کو ادبی لطافتوں میں سمو کر ایک نئے طرز تحریر کی داغ بیل ڈالی جس کی اس زمانہ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ عرب تو خیر اس وقت میں منطقیانہ اندازِ استدلال سے روشناس ہی نہ تھے کہ اس دَور میں اس کی مثال ڈھونڈھی جائے۔ آج بھی جب کہ نثر ترقی کے مدارج طے کر چکی ہے اور ادبی وفنی ارتقاء اپنے نقطہ کمال کو پہنچ چکا ہے کہ اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ اگر کسی کلام میں معانی و بیان کی مناسبتیں اور تشبیہ واستعارہ کی لطافتیں پائی جاتی ہیں تو وہ حکمت واخلاق کے تعلیمات سے تہی داماں ہے اور اگر کسی میں حکمت و اخلاق کے جوہر بھرے ہوئے ہیں تو طرز ادا کی شگفتگی اور رنگینی غائب ہے۔ فلسفہ وحکمت کے حقائق اورالٰہیات کے دقیق مسائل کو اس طرح بیان کرنا کہ کلام کی بلاغت، بیان کی ندرت اور طرزِ ادا کی لطافت میں کہیں جھول نہ آئے بہت دشوار ہے، کیونکہ ہر فن کا ایک خاص لب ولہجہ خاص پیرایہ اور خاص طریقہ بیان ہوتا ہے اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ علمی مطالب میں نہ بلیغانہ تعبیرات کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ ان میں اعلیٰ معیار بلاغت کو باقی رکھا جا سکتا ہے، کیونکہ ٹھوس حقائق کی وادی اور ہے اور بلاغت کا پُر بہار چمن اور ہے۔ چنانچہ ابنِ خلدون کو یہ کہنا پڑا کہ علماء وفقہا کی تحریروں میں فصاحت و بلاغت کو ڈھونڈھنا بیکار ہے، کیونکہ فقہی عبارتیں کلام وجدل کی تحریریں اور علمی وفنی تعبیریں اسلُوبِ بلاغت سے میل نہیں کھاتیں۔ اہل فن کے ذہنوں میں جو مخصوص تعبیرات محفوظ ہوتی ہیں وہ انہیں کو دہرانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ وہ اگر اپنے بیان میں شعریت لانا بھی چاہیں گے تو ہر پھر کر وہی لفظیں، وہی تعبیریں ہوں گی جو ان کی زبانوں پر چڑھ کر منجھ چکی ہیں۔

چنانچہ ابنِ خلدون نے لکھاہے کہ ابو القاسم ابن رضوان نے ایک دفعہ ابو العباس ابنِ شعیب کے سامنے شاعر کا یہ شعر پڑھا۔

"لم ادر حین وقفت بالا طلال   مال الفرق بین حدیدھا و البالی"

(میں جب دوست کے کھلنڈروں کے پاس ٹھہرا تو نہ جان سکا کہ نئے اور پُرانے کھلنڈروں میں کیا فرق ہے)

تو ابوالعباس نے فوراً کہا کہ: یہ کسی فقیہہ کا شعر معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ: ہاں یہ مشہور فقیہہ الخوی کا شعر ہے، مگر آپ کو اِس کا اندازہ کیسے ہوا؟ ابوالعباس نے کہا: اِس میں لفظ ما الفرق ببانگ دہل پکار رہی ہے کہ میں کسی فقیہہ کی زبان سے نکلی ہوں۔ بھلا اس لفظ کو بلاغت اور اسلُوب کلام عرب سے کیا واسطہ اور فقہی زبان کو شعر و سخن کی زبان سے کیا لگاؤ۔ لیکن امیر المومنینؑ کے کلام کی یہ نمایاں خصوصیت ہے کہ اس میں ادب کی سحر انگیزی اور علم و حکمت کی باریک نگاہی دونوں سمٹ کر جمع ہو گئی ہیں اور کسی پہلو میں بھی کمزوری کا شائبہ تک نہیں آنے پاتا۔ حضرت علیؑ ابنِ ابِی طالب وہ پہلے مفکرِ اسلام ہیں جنہوں نے خداوندِ عالم کی توحید اور اس کی صفات پر عقلی نقطہ نظر سے بحث کی ہے اور اس سلسلہ میں جو خطبات ارشاد فرمائے ہیں وہ علم الٰہیات میں نقش اوّل بھی ہیں اور حرف آخر بھی۔ ان کی بلند نظری و معنی آفرینی کے سامنے حکماء و متکلمین کی ذہنی رسائیاں ٹھٹھک کر رہ جاتی ہیں اور نکتہ رس طبیعتوں کو عجز و نارسائی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ بلاشبہ جن لوگوں نے الٰہیاتی مسائل میں علم و دانش کے دریا بہائے ہیں ان کا سرچشمہ آپ ہی کے حکیمانہ ارشادات ہیں۔ یوں تو مخلوقات کی نیرنگیوں سے خالق کی صنعت آفرینیوں پر استدلال کیا ہی جاتا ہے، لیکن جس طرح امیر المومنینؑ دنیائے کائنات کی چھوٹی سے چھوٹی اور پست سے پست مخلوق میں نقاش فطرت کی نقش آرائیوں کی تصویر کھینچ کر صانع کے کمال صنعت اور اس کی قدرت و حکمت پر دلیل قائم کرتے ہیں وہ ندرت بیانی و اعجاز کلامی میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ اس موقع پر صرف طاؤس کی خوش خرامی اور اس کے پر و بال کی رنگینی و رعنائی ہی نظروں کو جذب نہیں کرتی، بلکہ چمگادڑ، ٹڈی اور چیونٹی ایسی روندی ہوئی اور ٹھکرائی ہوئی مخلوق کا دامن بھی فطرت کی فیاضیوں سے چھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔

اِن خطبات و نگارشات میں مابعد الطبیعیاتی و نفسیاتی مسائل کے علاوہ اخلاقی، تمدّنی، معاشرتی اُصول، عدل و داد خواہی کے حدود، حرب و ضرب کے ضوابط اور عمال و محصلین زکوٰۃ کے لیے ہدایات بھی نمایاں حیثیت رکھتی ہیں اور ایک ایسا مکمل و جامع دستور حکومت بھی ان صفحات کے زینت ہے جس کی افادیت اس ترقی یافتہ دَور میں بھی مسلّم ہے کہ جب سیاست مدنی کے اُصول اور جمہوری اور غیر جمہوری حکومتوں کے آئین منضبط ہو چکے ہیں۔ یہ صرف نظریاتی چیز نہیں بلکہ ایک عملی لائحہ ہے جس پر مسلمانانِ عالم بڑی آسانی سے عمل پیرا ہو کر دنیوی و اُخروی اِرتقاء کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ سکتے ہیں۔ ان تحریروں میں ان علماء دنیا و فقہاء سُو کی فریب کاریوں سے بھی متنبہ کیا ہے کہ جنہیں علم سے تو کوئی لگاؤ ہوتا نہیں، مگر علماء کا رُوپ دھار کر مسندِ قضا پر بیٹھ جاتے ہیں اور علم و مشیخت کی دکان سجا کر دین فروشی

کرتے ہیں۔

بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ نہجُ البلاغہ کے تعلیمات دنیوی تعمیر و ترقی میں سدِّراہ ہیں۔ بیشک امیر المومنینؑ اس ترقی و فراوانی دنیا کے خواہاں نہ تھے، جو اسلام کی سادگی کو قیصری و کسروی رنگ میں رنگ دے، بلکہ ان کا اصل مقصد ہمیشہ روحانی ترقی و اخلاقی بلندی رہا، لیکن اس کے ساتھ وہ رہبانیت کا درس نہ دیتے تھے۔ چنانچہ بصرہ میں جب عاصم بن زیاد کے متعلق اس کے بھائی نے آپ سے گلہ کیا کہ وہ گھر بار اور زن و فرزند کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہو گیا ہے تو حضرت نے اسے بُلایا اور سختی سے اسے ڈانٹا کہ وہ اس ڈھونگ کو جلد ختم کرے اور دنیا کی نعمتوں سے بہرہ مند ہو۔ نہجُ البلاغہ میں جہاں جہاں ترک دنیا کی تعلیم ہے اِس سے اِس قِسم کی رہبانیت قطعاً مُراد نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ انسان دنیوی سروسامان پر بھروسہ نہ کر بیٹھے کہ یہ صبح ہے تو شام نہیں، شام ہے تو صبح نہیں اور اس کی کامرانیوں اور دلفریبوں میں کھو کر حیات بعد الممات سے غافل نہ ہو جائے۔ یہ مقصد نہیں کہ اس کی نعمتوں اور آسائشوں سے کلیۃً دستبردار ہو جائے۔ وہ انہیں حد اعتدال میں رہ کر استعمال کر سکتا ہے، البتہ دنیا کے بے اعتدالانہ استعمال جہاں اخلاقی تباہی کا پیش خیمہ اور روحانی زندگی کے لیے زہر ہلاہل بن جائے، کوئی اخلاقی رہنما اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔

نہجُ البلاغہ اخلاقی تعلیمات کا سرچشمہ ہے۔ اس کے مختصر جملے اور ضرب المثلیں اخلاقی شائستگی، خود اعتمادی، حق گوئی اور حقیقت شناسی کا بہترین درس دیتی ہیں۔ اس کے ایک ایک فقرہ میں قرآن و حدیث کی روح اور اسلام کی صحیح تعلیم مضمر ہے۔ جن لوگوں نے اموی و عباسی دَور کی نغمہ بار و حُسن پاش رنگینیوں سے اسلامی اخلاق کا اندازہ لگایا ہے وہ اسلام کی پاکبازانہ تعلیم اور اس کے بلند معیار اخلاق سے بیگانہ ہیں اور اس وقت تک بیگانہ رہیں گے جب تک اِس معلّم اسلام کی حکمت آگین کلام کے آئینہ میں اسلام کے خدّوخال کو پہچاننے اور اس کے بلند پایہ اسرار و نکات تک پہنچنے کی کوشش نہ کریں گے۔

علّامہ سیّد شریف رضی کا دنیائے علم و ادب پر بڑا احسان ہے کہ وہ ان جواہر ریزوں کو بڑی کاہش و کاوش اور تحقیق و جُستجو سے جمع کرنے کے بعد نہجُ البلاغہ کے نام سے چھوڑ گئے، جس کے بلند پایہ حکم و رف نے دنیا کی نظروں کو اپنی طرف موڑ لیا۔

علاّمہ سیّد شریف رضی علیہ الرحمہ کی مختصر سوانح حیات

علاّمہ سیّد شریف رضی علیہ الرحمہ کی زندگی کا ہر پہلو ان کے آباؤ اجداد کے کردار کا آئینہ دار اور ان کی سیرت کا ہر رُخ آئمہ اطہارؑ کی پاکیزہ زندگیوں کا نمونہ تھا۔ وہ اپنے علمی تجربہ، عملی کمال، پاکیزگی اخلاق اور حُسنِ سیرت واستغناء نفس کی دلآویز اداؤں میں اتنی کشش رکھتے تھے کہ نگاہیں ان کی خوبی وزیبائی پر جم کر رہ جاتی تھیں اور دل اس ورثہ دارِ عظمت ورفعت کے آگے جھکنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔

آپ کا نام محمد، لقب رضی اور کنیت ابوالحسن تھی۔ ۳۵۹ ہجری میں سرزمین بغداد میں پیدا ہوئے اور ایک ایسے گھرانے میں آنکھ کھولی جو علم وہدایت کا مرکز اور عزّت وشوکت کا محور تھا۔

ان کے والد بُزرگوار ابُواحمد حسین تھے جو پانچ مرتبہ نقابتِ آل ابی طالب کے منصب پر فائز ہوئے اور بنی عباس و بنی اُمیّہ کے دورِ حکومت میں یکساں عظمت وبزرگی کی نظر سے دیکھے گئے۔ چنانچہ ابونصر بہاؤالدولہ ابن بویہ نے انہیں الطاہر الاوحد کا لقب دیا اور ان کی جلالتِ علمی وشرافت نسبی کا ہمیشہ پاس ولحاظ رکھا۔ ان کا خاندانی سلسلہ صرف چار واسطوں سے امامت کے سلسلہ زرّین سے مل جاتا ہے جو اس شجرہ نسب سے ظاہر ہے۔ ابواحمد حسین ابن موسیٰ ابن ابراہیم ابن امام موسیٰ کاظمؑ۔ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۴۰۶ ہجری میں ۹۷ برس کی عمر میں انتقال فرمایا اور حائر حسینی میں دفن ہوئے۔ ابوالعلاٗمعری نے ان کا مرثیہ کہاہے جس کا ایک شعر یہ ہے۔

"انتم ذو والنسب القصیر فطولکم بادعلی الکبراء والاشراف"

"تمہارے اور امام کے درمیان بہت تھوڑے سے وسائط حائل ہیں اور تمہاری بلندیاں اکابر واشراف پر نمایاں ہیں"

آپ کی والدہ معظمہ کی شرافت وبلندی مرتبت کی طرف آگے اشارہ ہوگا۔ یہاں پر صرف ان کا شجرۂ نسب درج کیا جاتاہے۔

فاطمہ بنت الحسین بن حسن الناصر ابن علی ابن حسن ابن عمر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب۔

ایسے عجیب وبلند مرتبت ماں باپ کی اخلاقی نگہداشت وحُسنِ تربیت کے ساتھ آپ کو استاد ومربّی بھی ایسے نصیب ہوئے جو اپنے وقت کے ماہرین باکمال اور ائمۂ فن مانے جاتے تھے۔ جن میں سے چند کا یہاں پر ذکر کیا جاتا ہے۔

حسن ابن عبداللہ سیرافی: نحو ولغت وعروض وقوافی میں استادِ کامل تھے۔ کتاب سیبویہ کی شرح اور متعدّد کتابیں لکھی ہیں۔ سیّد نے بچپن میں ان سے قواعد نحو پڑھے اور انہی کے متعلّق آپ کا مشہور نحوی لطیفہ ہے کہ ایک دن حلقۂ درس میں نحوی اعراب کی مشق کراتے ہوئے سیّد رضی سے پوچھا کہ اذا تلنارایت عمر فما علامۃ نصب عمر ۔"جب ہم رایت عمر کہیں تو اس میں علامت نصب کیا ہوگی"

آپ نے برجستہ جواب دیا "بغض علی" اس جواب پر سیرافی اور دوسرے لوگ ان کی ذہانت وطاعی پر دنگ رہ گئے۔ حالانکہ ابھی آپ کا سِن دس برس کا بھی نہ تھا۔

ابو اسحاق ابراہیم احمد ابن محمد طبری: بڑے پایہ کے فقیہہ و محدّث اور علم پرور جوہر شناس تھے۔ سیّد نے ان سے بچپن میں قرآن مجید کا درس لیا۔

علی ابن عیسیٰ ربعی: انہوں نے بیس برس ابو علی فارسی سے استفادہ کیا اور نحو میں چند کتابیں لکھی ہیں ۔ سیّد نے ان سے ایضاح ابو علی اور عروض و قوافی کی چند کتابیں پڑھیں۔

ابو الفتوح عثمان ابن جنی: علوم عربیہ کے بڑے ماہر تھے۔ دیوانِ متنبّی کی شرح اور اصول و فقہ میں متعدّد کتابیں لکھی ہیں۔ سیّد نے اِن سے بھی استفادہ کیا۔

ابو بکر محمد ابن موسیٰ خوارزمی: یہ اپنے وقت میں مرجع درس اور صاحب فتویٰ تھے۔ سیّد نے ان سے بھی استفادہ علمی کیا۔

ابو عبداللہ شیخ مفید علیہ الرحمہ: سیّد رضی کے اساتذہ میں سب سے زیادہ بلند منزلت ہیں۔ علم و فقاہت اور مناظرہ و کلام میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتے تھے۔ تقریباً دو سو کتابیں اپنی یاد گار چھوڑی ہیں۔

ابن ابی الحدید نے معد ابنِ فخار سے نقل کیا ہے کہ ایک رات شیخ مفید نے خواب میں دیکھا کہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا حسنؑ اور حسینؑ کے ہمراہ مسجد کرخ میں تشریف لائیں اوران سے خطاب کر کے فرمایا کہ: اے شیخ! میرے اِن بچوں کو علم فقہ و دین پڑھاؤ۔ شیخ جب خواب سے بیدار ہوئے تو حیرت واستعجاب نے گھیر لیا اور ذہن خواب کی تعبیر میں اُلجھ کر رہ گیا۔ اِسی عالَم میں صبح ہوئی تو دیکھا کہ فاطمہ بنت الحسین کنیزوں کے جُھرمٹ میں تشریف لا رہی ہیں اور ان کے دونوں بیٹے سیّد مرتضیٰ اور سیّد رضی ان کے ہمراہ ہیں۔ شیخ انہیں دیکھ کر تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جب وہ قریب آئیں تو فرمایا: اے شیخ! میں اِن بچوں کو آپ کے سُپرد کرنے آئی ہوں آپ انہیں علم دین پڑھائیں۔ یہ سُن کر رات کا منظر ان کی نظروں میں پھرنے لگا۔ مجسم تعبیر نگاہوں کے سامنے آ گئی۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ان سے رات کا خواب بیان کیا، جسے سُن کر سب دم بخود ہو کر رہ گئے۔ شیخ نے اسی دن سے انہیں اپنی توجہ کا مرکز بنا لیا اور انہوں نے بھی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر علم و فضل میں وہ بلند مقام حاصل کیا، جس کی رفعت اپنوں ہی کو نظر نہ آتی تھی، بلکہ دوسرے بھی نظریں اُٹھا کر دیکھتے رہ جاتے تھے۔

سیّد علیہ الرحمہ علم و فضیلت میں یگانہ روزگار ہونے کے ساتھ ایک بہترین انشاء پرداز اور بلند پایہ سخن طراز بھی تھے۔ چنانچہ ابو حکیم خبری نے آپ کے جواہر پاروں کو چار ضخیم جلدوں میں جمع کیا ہے، جو شوکتِ الفاظ، سلاستِ بیان، حُسنِ ترکیب اور بلندیٔ اسلوب میں اپنا جواب نہیں رکھتے اور پرکھنے والوں کی یہ رائے کہ انہوں نے لوحِ ادب پر جو بیش بہار موتی ٹانکے ہیں، ان کے سامنے کلام عرب کی چمک دمک ماند پڑگئی اور بلاشبہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ قریش بھر میں ان سے بہتر کوئی ادیب و سخن راں پیدا نہیں ہوا۔ لیکن سیّد علیہ الرحمہ نے کبھی اسے اپنے لئے وجہ نازش و سرمایہ افتخار نہیں سمجھا اور نہ ان کے دوسرے کمالات و خصوصیات کو دیکھتے ہُوئے ان کی طبع موزُوں کی روانیوں کو اتنی اہمیّت دی جا سکتی ہے کہ شعر و سخن کو ان کے لیے وجہ فضیلت سمجھ لیا جائے۔ البتہ انہوں نے اپنے مخصوص طرزِ نگارش میں جو علمی و تحقیقی نقش آرائیاں کی ہیں ان کی افادیت و معنویت کا پایہ اتنا بلند ہے کہ انہیں سیّد کی بلندی نظر کا معیار ٹھہرایا جاسکتا ہے اور ان کی تفسیر کے متعلق تو ابنِ خلدون کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ **یتعذر وجود مثلہ** "اس کی مثل پیش کرنا دشوار ہے" انہوں نے اپنی مختصر سی عمر میں جو علمی و ادبی نقوش اُبھارے ہیں۔ وہ علم و ادب کا بہترین سرمایہ ہیں۔ چنانچہ ان کی چند نمایاں تصنیفات یہ ہیں۔

حقائق التاویل، تلخیص البیان عن مجاز القرآن، مجازت الآثار النّبویہ، خصائص الائمہ، حاشیہ خلاف الفقہاء، حاشیہ ایضاح وغیرہ۔

مگر ان تمام تصنیفات میں آپ کی تالیف کردہ کتاب نہج البَلاغہ کا پایہ بلند ہے کہ جس میں امیر المومنینؑ کے خطبات و توقیعات اور حکم و نصائح کے انمول موتیوں کو ایک رشتہ میں پرو دیا ہے۔

سیّد ممدوح کے علمی خدوخال کو ان کی حمیّت و خودداری اور عالی ظرفی و بلند نظری نے اور بھی نکھار دیا تھا۔ انہوں نے زندگی بھر بنی بویہ کے انتہائی اصرار کے باوجود ان کا کوئی صلہ و جائزہ قبول نہیں کیا۔ اور نہ کسی کے زیرِ بارِ احسان ہو کر اپنی آن میں فرق اور نفس میں جھکاؤ آنے دیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ کے ہاں فرزند کی ولادت ہوئی تو اس زمانہ کے رسم و رواج کے مطابق ابو غالب فخر الملک وزیر بہاؤ الدولہ نے ایک ہزار دینار بھجوائے اور طبیعت شناس و مزاج آشنا ہونے کی وجہ سے یہ کہلوا بھیجا کہ یہ دایہ کے لیے بھیجے جا رہے ہیں۔ مگر آپ نے وہ دینار واپس کر دیئے اور یہ جواب دیا کہ ہمارے ہاں کا دستور نہیں ہے کہ غیر عورتیں ہمارے حالات پر مطلع ہوں، اس لیے دوسری عورتوں سے یہ خدمت متعلق نہیں کی جایا کرتی، بلکہ ہمارے گھر کی بڑی بوڑھیاں خود ہی اسے سر انجام دے لیا کرتی ہیں اور وہ اس کے لئے کوئی ہدیہ و اُجرت قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہو سکتیں۔

اسی عزتِ نفس و احساسِ رفعت نے انہیں سہارا دے کر جوانی ہی میں وقار و عظمت کی اس بلندی پر پہنچا دیا تھا کہ جو عمر طویل کی کار

گزاریوں کی آخری منزل ہو سکتی ہے۔ ابھی ۲۱ سال کی عمر تھی کہ آلِ ابی طالب کی نقابت اور حجّاج کی امارت کے منصب پر فائز ہوئے۔ اس زمانہ میں یہ دونوں منصب بہت بلند سمجھے جاتے تھے۔ خصوصاً نقابت کا عہدہ تو اتنا ارفع و اعلیٰ تھا کہ نقیب کو حدود کے اجراء اُمور شرعیہ کے نفاذ، باہمی تنازعات کے تصفیہ اور اس قبیل کے تمام اختیارات حاصل ہوتے تھے اور اس کے فرائض میں یہ بھی داخل ہوتا تھا کہ وہ سادات کے نسب کی حفاظت اور ان کے اخلاق و اطوار کی نگہداشت کرے اور آخر میں تو ان کی نقابت کا دائرہ اتنا ہمہ گیر و وسیع ہو گیا تھا کہ مملکت کا کوئی شہر اس سے مستثنیٰ نہ تھا اور نقیب النّقباء کے لقب سے یاد کئے جانے لگے تھے۔ مگر عمر کی ابھی ۴۷ منزلیں ہی طے کرنے پائے تھے کہ ۴۰۶ ہجری میں نقیب موت نے ان کے دروازے پر دستک دی اور یہ وجود گرامی ہمیشہ کے لیے آنکھوں سے روپوش ہو گیا۔ للہ عمرك من قصير طاهر ولرب عمر طال بالادناس

"تمہاری چھوٹی مگر پاک و پاکیزہ عمر کی خوبیوں کا کیا کہنا! اور بہت سی عمریں تو گندگیوں کے ساتھ بڑھ جایا کرتی ہے"

ان کے بڑے بھائی سیّد علم الہدیٰ سیّد مرتضیٰ نے جس وقت یہ روح فرسا منظر دیکھا تو تاب و توانائی نے ان کے ساتھ چھوڑ دیا اور درد و غم کی شدّت سے بے قرار ہو کر گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور اپنے جدّ امام موسیٰ کاظمؑ کے روضۂ اطہر پر آ کر بیٹھ گئے۔ چنانچہ نماز جنازہ ابو غالب فخر الملک نے پڑھائی۔ جس میں تمام اعیان و اشراف اور علماء و قضاۃ نے شرکت کی۔ اس کے بعد علم الہدیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑی مشکلوں سے انہیں واپس لے جانے میں کامیاب ہوئے۔ ان کا مرثیہ ان کے قلبی تاثرات کا آئینہ دار ہے جس کا ایک شعر اُوپر درج کیا گیا ہے۔

تاریخ اشاعت

بدھ ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۷ ہجری (عید غدیر)

riaz.ahmad514@gmail.com

21-09-2016

فہرست خطبات

خطبہ نمبر	مضمون خطبہ	صفحہ نمبر	خطبہ نمبر	مضمون خطبہ	صفحہ نمبر
خطبہ:1	معرفت باری کے درجات، زمین و آسمان کی خلقت، آدمؑ کی پیدائش، احکام قرآنی کی تقسیم اور حج کا بیان	20	خطبہ:2	بعثت سے قبل عرب کی حالت، اہل بیت علیہم السلام کی فضیلت اور ایک جماعت کی منقصت	24
خطبہ:3 خطبہ شقشقیہ	خلفائے ثلاثہ کی حکومت کے بارے میں آپؑ کا نظریہ اور آپؑ کے عہد خلافت میں دشمنوں کی شورش انگیزیاں	26	خطبہ:4	حضرت کی دُور رس بصیرت اور دین میں یقین کامل اور حضرت موسیٰؑ کے خوف زدہ ہونے کی وجہ	28
خطبہ:5	پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جب ابوسفیان نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہی تو اس موقع پر فرمایا	29	خطبہ:6	جب طلحہ وزبیر کے تعاقب سے آپؑ کو روکا گیا تو اس موقع پر فرمایا	30
خطبہ:7	منافقین کی حالت	30	خطبہ:8	جب زبیر نے کہا کہ میں نے دل سے بیعت نہ کی تھی تو آپؑ نے فرمایا	31
خطبہ:9	اصحاب جمل کا بودا پن	31	خطبہ:10	طلحہ وزبیر کے بارے میں	31
خطبہ:11	محمد ابن حنفیہ کو آداب حرب کی تعلیم	32	خطبہ:12	عمل کا دارومدار نیت پر ہے	32
خطبہ:13	بصرہ اور اہل بصرہ کی مذمّت میں	32	خطبہ:14	اہل بصرہ کی مذمّت میں	33
خطبہ:15	حضرت عثمان کی دی ہوئی جاگیریں جب پلٹالیں تو فرمایا	34	خطبہ:16	جب اہل مدینہ نے آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کی تو فرمایا	34
خطبہ:17	مسند قضا پر بیٹھنے والے نااہلوں کی مذمّت میں	36	خطبہ:18	علماء کے مختلف آراء ہونے کی مذمّت اور تصویب کی رد	37
خطبہ:19	اشعث ابن قیس کی غدّاری و نفاق کا تذکرہ	38	خطبہ:20	موت کی ہولناکی اور اس سے عبرت اندوزی	38
خطبہ:21	دنیا میں سبکبار رہنے کی تعلیم	39	خطبہ:22	قتل عثمان کا الزام عائد کرنے والوں کے بارے میں	39
خطبہ:23	حسد سے باز رہنے اور عزیز و اقارب سے حُسنِ سلوک کے بارے میں	40	خطبہ:24	جنگ پر آمادہ کرنے کے لیے فرمایا	42
خطبہ:25	بسر ابن ابی ارطاۃ کی تاخت و تاراج کے بعد جنگ سے جی چُرانے والے ساتھیوں کے متعلق فرمایا	42	خطبہ:26	بعثت کے قبل عرب کی حالت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اہل دنیا کی بے رخی اور معاویہ اور عمرو ابن عاص کا معاہدہ	43
خطبہ:27	جہاد پر برانگیختہ کرنے کے لیے فرمایا	44	خطبہ:28	دنیا کی بے ثباتی اور زادِ آخرت کی اہمیت کا تذکرہ	46
خطبہ:29	جنگ کے موقعہ پر حیلے بہانے کرنیوالوں کے متعلق فرمایا	47	خطبہ:30	قتل عثمان کے سلسلہ میں آپؑ کی روش	48
خطبہ:31	جنگ جمل چھڑنے سے پہلے ابن عباس کو زبیر کے پاس جب بھیجا تو فرمایا	48	خطبہ:32	دنیا کی مذمت اور اہل دنیا کی قسمیں	49
خطبہ:33	جب جنگ جمل کے لیے روانہ ہوئے تو فرمایا	51	خطبہ:34	اہل شام کے مقابلہ میں لوگوں کو آمادہ جنگ کرنے کے لیے فرمایا	51
خطبہ:35	تحکیم کے بارے میں فرمایا	53	خطبہ:36	اہل نہروان کو ان کے انجام سے مطلع کرنے کے لیے فرمایا	53
خطبہ:37	اپنی استقامت دینی و سبقتِ ایمانی کے متعلق فرمایا	54	خطبہ:38	شبہ کی وجہ تسمیہ اور دوستانِ خدا و دشمنانِ خدا کی مذمّت	54
خطبہ:39	جنگ سے جی چرانے والوں کی مذمت	55	خطبہ:40	خوارج کے قول "لا حکم الا اللہ" کے جواب میں فرمایا	56
خطبہ:41	غدّاری کی مذمت میں فرمایا	56	خطبہ:42	نفسانی خواہشوں اور لمبی اُمیدوں کے متعلق فرمایا	57
خطبہ:43	جب آپؑ کے ساتھیوں نے جنگ کی تیاری کے لیے کہا تو فرمایا	57	خطبہ:44	جب مصقلہ ابن ہبیرہ معاویہ کے پاس بھاگ گیا تو آپؑ نے فرمایا	58
خطبہ:45	اللہ کی عظمت وجلالت اور دنیا کی سبکی وبے وقاری کے متعلق فرمایا	58	خطبہ:46	جب شام کی جانب روانہ ہوئے تو فرمایا	59
خطبہ:47	کوفہ پر وارد ہونے والی مصیبتوں کے متعلق فرمایا	59	خطبہ:48	جب شام کی طرف روانہ ہوئے تو فرمایا	60
خطبہ:49	اللہ کی عظمت و بزرگی کے بارے میں فرمایا	60	خطبہ:50	حق و باطل کی آمیزش کے نتائج	61
خطبہ:51	جب شامیوں نے آپؑ کے ساتھیوں پر پانی بند کر دیا تو فرمایا	61	خطبہ:52	دنیا کے زوال و فنا اور آخرت کے ثواب و عتاب کے متعلق فرمایا	62
خطبہ:53	گوسفندِ قربانی کے اوصاف	63	خطبہ:54	آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنیوالوں کا ہجوم	63
خطبہ:55	میدان صفین میں جب آپؑ کے ساتھیوں نے یہ محسوس کیا کہ آپؑ	63	خطبہ:56	میدان جنگ میں آپؑ کے صبر و ثبات کی حالت	64

	اذنِ جہاد دینے میں تاخیر فرما رہے ہیں تو فرمایا				
خطبہ:57	معاویہ کے بارے میں فرمایا	64	خطبہ:58	خوارج کے متعلق آپؑ کی پیشین گوئی	65
خطبہ:59	خوارج کی ہزیمت کے متعلق آپؑ کی پیشین گوئی	65	خطبہ:60	جب آپؑ کو اچانک قتل کر دیئے جانے سے ڈرایا گیا تو آپؑ نے فرمایا	66
خطبہ:61	دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ	66	خطبہ:62	دنیا کے زوال وفنا کے سلسلہ میں فرمایا	67
خطبہ:63	صفاتِ باری کا تذکرہ	68	خطبہ:64	جنگ صفین میں تعلیم حرب کے سلسلہ میں فرمایا	69
خطبہ:65	سقیفہ بنی ساعدہ کی کاروائی سننے کے بعد فرمایا	69	خطبہ:66	محمد ابن ابی بکرؓ کی خبر شہادت سُن کر فرمایا	70
خطبہ:67	اپنے اصحاب کی کجروی وبے رخی کے بارے میں فرمایا	70	خطبہ:68	شب ضربت سحر کے وقت فرمایا	71
خطبہ:69	اہل عراق کی مذمت میں فرمایا	71	خطبہ:70	پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر دُرُود بھیجنے کا طریقہ	72
خطبہ:71	جب حسنؑ اور حسینؑ نے مروان کی سفارش کی تو آپ نے فرمایا	73	خطبہ:72	جب لوگوں نے عثمان کی بیعت کا ارادہ کیا تو آپؑ نے فرمایا	73
خطبہ:73	جب لوگوں نے قتل عثمان میں شرکت کا الزام آپؑ پر لگایا تو فرمایا	74	خطبہ:74	پند ونصیحت کے سلسلہ میں فرمایا	74
خطبہ:75	بنی اُمیّہ کے متعلق فرمایا	75	خطبہ:76	دُعائیہ کلمات	75
خطبہ:77	منجمین کی پیشن گوئیوں کی رد	76	خطبہ:78	عورتوں کے فطری نقائص	76
خطبہ:79	پند ونصیحت کے سلسلہ میں فرمایا	77	خطبہ:80	اہل دنیا کے ساتھ دنیا کی روش	77
خطبہ:81 خطبہ غرام	موت اور موت کے بعد کی حالت انسانی خلقت کے درجات اور پند ونصائح	78	خطبہ:82	عمرو ابنِ عاص کے بارے میں	83
خطبہ:83	تنزیہ باری اور پند ونصائح کے سلسلہ میں فرمایا	84	خطبہ:84	آخرت کی تیاری اور احکام شریعت کی نگہداشت کے سلسلہ میں فرمایا	85
خطبہ:85	دوستانِ خدا کی حالت اور علماء سوء کی مذمت میں فرمایا	86	خطبہ:86	اُمّت کے مختلف گروہوں میں بٹ جانے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وامامؑ کے ارشادات کو پس پُشت ڈال دینے کے سلسلہ میں فرمایا	88
خطبہ:87	بعثت کے قبل دنیا کی حالت پراگندگی اور یہ کہ پہلے لوگوں اور موجودہ دَور کے لوگوں کے حالات یکساں ہیں	89	خطبہ:88	صفات باری اور پند وموعظت کے سلسلہ میں فرمایا	90
خطبہ:89 خطبہ اشباح	آسمان وزمین کی خلقت اور زمین کے پانی پر بچھائے جانے اور اللہ سُبحانہ کے عالم جزئیات ہونے کے بارے میں فرمایا	91	خطبہ:90	جب آپؑ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تو فرمایا	100
خطبہ:91	خوارج کی بیخ کنی اور اپنے علم کی ہمہ گیری اور بنی اُمیّہ کی فتنہ پردازی کے سلسلہ میں فرمایا	101	خطبہ:92	خداوند عالم کی حمد وثنا اور انبیاء کی توصیف میں فرمایا	102
خطبہ:93	بعثت کے وقت لوگوں کی حالت اور تبلیغ کے سلسلہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مساعی کے متعلق فرمایا	103	خطبہ:94	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مدح وتوصیف میں فرمایا	103
خطبہ:95	اپنے اصحاب کو تنبیہ اور سرزنش کرتے ہوئے فرمایا	104	خطبہ:96	بنی اُمیّہ اور اُن کے مظالم کے متعلق فرمایا	106
خطبہ:97	ترک دنیا اور نیرنگئی عالم کے سلسلہ میں فرمایا	106	خطبہ:98	اپنی سیرت وکردار اور اہل بیتؑ کی عظمت کے سلسلہ میں فرمایا	107
خطبہ:99	عبد الملک بن مروان کی تاراجیوں کے متعلق فرمایا	108	خطبہ:100	بعد میں پیدا ہونے والے فتنوں کے متعلق فرمایا	109
خطبہ:101	زہد وتقوےٰ اور اہل دنیا کی حالت کے متعلق فرمایا	110	خطبہ:102	بعثت سے قبل لوگوں کی حالت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تبلیغ وہدایت کے متعلق فرمایا	111
خطبہ:103	پیغمبر اکرمؐ کی مدح وتوصیف اور فرائض امامؑ کے سلسلہ میں فرمایا	112	خطبہ:104	شریعتِ اسلام کی گراں قدری اور پیغمبرؐ کی عظمت کے متعلق فرمایا	113
خطبہ:105	جنگ صفین میں جب آپؑ کے ایک حصّہ لشکر کے قدم اکھڑنے کے بعد دوبارہ جم گئے تو فرمایا	115	خطبہ:106	پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی توصیف اور لوگوں کے گوناگوں حالات کے سلسلہ میں فرمایا	115
خطبہ:107	خدا کی عظمت، ملائکہ کی رفعت، نزع کی کیفیت اور آخرت کا ذکر فرمایا	117	خطبہ:108	فرائض اسلام اور علم وعمل کے متعلق فرمایا	121

خطبہ:109	دنیا کی بے ثباتی کے متعلق فرمایا	122	خطبہ:110	ملک الموت کے قبض روح کرنے کے متعلق فرمایا	124
خطبہ:111	دنیا اور اہل دنیا کے متعلق فرمایا	125	خطبہ:112	زہد و تقویٰ اور زادِ عقبیٰ کی اہمیّت کے متعلق فرمایا	126
خطبہ:113	طلب باران کے سلسلہ میں فرمایا	128	خطبہ:114	آخرت کی حالت اور حجّاج ابن یوسف ثقفی کے مظالم کے متعلق فرمایا	130
خطبہ:115	خدا کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرنے کے متعلق فرمایا	131	خطبہ:116	اپنے دوستوں کی حالت اور اپنی اولویت کے متعلق فرمایا	131
خطبہ:117	جب اپنے ساتھیوں کو دعوتِ جہاد دی اور وہ خاموش رہے تو فرمایا	132	خطبہ:118	اہل بیتؑ کی عظمت اور قوانین شریعت کی اہمیّت کے متعلق فرمایا	133
خطبہ:119	جب ایک شخص نے دورانِ خطبہ میں تحکیم کے بارے میں آپؑ پر اعتراض کیا تو اس کے جواب میں فرمایا اور اس میں اپنے گزر جانے والے دوستوں کا تذکرہ کیا ہے	133	خطبہ:120	جب خوارج تحکیم کے نہ ماننے پر اڑ گئے تو اُن پر احتجاج کرتے ہوئے فرمایا	134
خطبہ:121	جنگ کے موقع پر کمزور اور پست ہمّتوں کی رد کرنے کے سلسلہ میں فرمایا	136	خطبہ:122	میدانِ صفّین میں اپنے اصحاب کو فنون جنگ کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا	136
خطبہ:123	تحکیم کو قبول کرنے کے وجوہ و اسباب	138	خطبہ:124	جب بیت المال میں برابر کی تقسیم جاری کرنے پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا تو فرمایا	139
خطبہ:125	خوارج کے عقائد کے ردّ میں فرمایا	139	خطبہ:126	بصرہ میں برپا ہونے والے فتنوں، حبشیوں کے سردار کی تباہ کاریوں اور تاتاریوں کے حملوں کے بارے میں فرمایا	141
خطبہ:127	دنیا کی بے ثباتی اور اہل دنیا کی حالت	142	خطبہ:128	جب حضرت ابوذرؓ کو مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا گیا تو انہیں رخصت کرتے وقت فرمایا	143
خطبہ:129	خلافت کو قبول کرنے کی وجہ اور والی و حاکم کے اوصاف	143	خطبہ:130	موت سے ڈرانے اور پند و نصیحت کے سلسلہ میں فرمایا	144
خطبہ:131	خداوندِ عالم کی عظمت اور قرآن کی اہمیت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت اور دنیا اور اہل دنیا کا تذکرہ	145	خطبہ:132	جب حضرت عمرؓ نے غزوۂ روم میں شرکت کا ارادہ ظاہر کیا تو انہیں شرکت جنگ سے روکنے کے لیے فرمایا	147
خطبہ:133	جب مغیرہ ابن اخنس نے عثمان کی حمایت میں بولنا چاہا تو فرمایا	147	خطبہ:134	اپنی نیت کے اخلاص اور مظلوم کی حمایت کے سلسلہ میں فرمایا	148
خطبہ:135	طلحہ و زبیر اور خونِ عثمان کے قصاص اور اپنی بیعت کے متعلق فرمایا	148	خطبہ:136	ظہورِ حضرت قائمؑ کے وقت دنیا کی حالت اور کوفہ میں برپا ہونے والے فتنہ کی پیشین گوئی	149
خطبہ:137	شوریٰ کے موقع پر فرمایا	150	خطبہ:138	غیبت اور عیب جوئی سے ممانعت کے سلسلہ میں فرمایا	151
خطبہ:139	سنی سنائی باتوں کو سچا نہ سمجھنا چاہیے	151	خطبہ:140	بے محل داد و دہش سے ممانعت اور مال کا صحیح مصرف	152
خطبہ:141	طلب باران کے سلسلہ میں فرمایا	152	خطبہ:142	اہل بیتؑ راسخون فی العلم ہیں اور وہی امامت و خلافت کے اہل ہیں	154
خطبہ:143	دُنیا کی اہل دنیا کے ساتھ روش اور بدعت و سنّت کا بیان	155	خطبہ:144	جب حضرت عمر نے غزوہ فارس میں شرکت کے لیے مشورہ لیا تو اس موقع پر فرمایا	155
خطبہ:145	بعثت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی غرض و غایت اور اس زمانہ کی حالت کی کہ جب لوگ قرآن سے منحرف ہو جائیں گے اور یہ کہ ہدایت کی پہچان اُسی وقت ہو سکتی ہے جب اس کی ضد کو پہچان لیا جائے	156	خطبہ:146	طلحہ و زبیر کے متعلق فرمایا	158
خطبہ:147	موت سے کچھ قبل بطور وصیّت فرمایا	158	خطبہ:148	حضرت حجّت علیہ السلام کی غیبت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد لوگوں کی حالت کا تذکرہ	159
خطبہ:149	فتنوں میں لوگوں کی حالت اور ظلم اور اکل حرام سے اجتناب کی نصیحت	161	خطبہ:150	خداوند عالم کی عظمت و جلالت کا تذکرہ اور یہ کہ امام پر نجات کا انحصار ہے	162
خطبہ:151	غفلت شعاروں کی حالت اور چوپاؤں، درندوں اور عورتوں کے عادات و خصائل	164	خطبہ:152	اہل بیت علیہم السلام کی توصیف، علم و عمل کا تلازم اور اعمال کا ثمرہ	165

خطبہ:153	چمگادڑ کی عجیب وغریب خلقت کے بارے میں فرمایا	166	خطبہ:154	حضرت عائشہ کے عناد کی کیفیت اور فتنوں کی حالت	167
خطبہ:155	دنیا کی بے ثباتی، پندوموعظت اور اعضاد جوارح کی شہادت	169	خطبہ:156	بعثت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا تذکرہ، بنی اُمیّہ کے مظالم اور اُن کا انجام	171
خطبہ:157	لوگوں کے ساتھ آپؑ کا حسن سلوک اور ان کی لغزشوں سے چشم پوشی	172	خطبہ:158	خداوند عالم کی توصیف، خوف ورجاء انبیاء کی زندگی اور امیر المومنین علیہ السلام کے پیراہن کی حالت	172
خطبہ:159	دین اسلام کی عظمت اور دنیا سے درسِ عبرت حاصل کرنے کی تعلیم	175	خطبہ:160	حضرت کو خلافت سے الگ رکھنے کے وجوہ	177
خطبہ:161	اللہ کی توصیف، انسان کی خلقت اور ضروریاتِ زندگی کی طرف رہنمائی	177	خطبہ:162	امیر المومنین علیہ السلام کا حضرت عثمان سے مکالمہ اور ان کی دامادی پر ایک نظر	179
خطبہ:163	مور کی عجیب وغریب خلقت اور جنّت کے دلفریب مناظر	180	خطبہ:164	شفقت ومہربانی اور ظاہر وباطن کی یکرنگی کی تعلیم اور بنی اُمیّہ کا زوال	184
خطبہ:165	حقوق وفرائض کی نگہداشت اور تمام معاملات میں اللہ سے خوف کھانے کی نصیحت	185	خطبہ:166	جب لوگوں نے قاتلین عثمان سے قصاص لینے کی فرمائش کی تو فرمایا	186
خطبہ:167	جب اصحاب جمل بصرہ کی جانب روانہ ہوئے تو فرمایا	187	خطبہ:168	جب اہل بصرہ کی طرف سے ایک شخص تحقیق حال کے لیے آپؑ کے پاس آیا تو اُس سے فرمایا	188
خطبہ:169	میدان صفین میں جب دشمن سے دُوبدُو ہو کر لڑنے کا ارادہ کیا تو فرمایا	188	خطبہ:170	جب آپؑ پر حرص کا الزام رکھا گیا تو اس کی رد میں فرمایا اور اس کے ذیل میں قریش کے مظالم اور اصحاب جمل کی غارتگریوں کا تذکرہ	189
خطبہ:171	خلافت کا مستحق کون ہے اور یہ کہ ظاہری مسلمانوں سے جنگ کرنے میں بصارت وبصیرت کی ضرورت ہے	190	خطبہ:172	طلحہ ابن عبید اللہ کے بارے میں فرمایا	191
خطبہ:173	غفلت کرنے والوں کو تنبیہ اور آپ کے علم کی ہمہ گیری	192	خطبہ:174	پندوموعظت قرآن کی عظمت اور ظلم کے اقسام	193
خطبہ:175	حکمین کے بارے میں فرمایا	196	خطبہ:176	خداوندِعالم کی توصیف، دنیا کی بے ثباتی اور زوالِ نعمت کے اسباب	197
خطبہ:177	جب ذعلب یمانی نے آپؑ سے یہ سوال کیا کہ آپ نے خدا کو دیکھا ہے تو اس کے جواب میں فرمایا	198	خطبہ:178	اپنے اصحاب کی مذمّت میں فرمایا	198
خطبہ:179	اس جماعت کے متعلق فرمایا کہ جو خوارج سے مل جانے کا تہیہ کئے بیٹھی تھی	199	خطبہ:180	خداوندِعالم کی تنزیہ وتقدیس اور قدرت کی کارفرمائی پہلی اُمتوں کی حالت اور شہداءِ صفین پر اظہار تاسّف	200
خطبہ:181	خداوند عالم کی توصیف، قرآن کی عظمت واہمیّت اور عذاب آخرت سے تخویف	204	خطبہ:182	جب برج ابن مسہر طائی نے "لاحکم الا اللہ" کا نعرہ لگایا تو فرمایا	206
خطبہ:183	خداوندِعالم کی عظمت وتوصیف اور ٹڈی کی عجیب وغریب خلقت	207	خطبہ:184	مسائل الٰہیات کے بنیادی اصول کا تذکرہ	209
خطبہ:185	فتنوں کے اُبھرنے اور رزقِ حلال کے ناپید ہو جانے کے بارے میں	213	خطبہ:186	خداوندِعالم کے احسانات، مرنے والوں کی حالت اور دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ	214
خطبہ:187	پختہ اور متزلزل ایمان اور دعوئے سلونی قبل ان تفقدونی اور بنی اُمیّہ کے بارے میں پیشین گوئی	215	خطبہ:188	تقویٰ کی اہمیت، قبر کی ہولناکی، اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور اہلبیت علیہم السلام کی معرفت رکھنے والے کی موت شہادت ہے	216
خطبہ:189	خداوندِعالم کی توصیف تقوے کی نصیحت دنیا اور اہل دنیا کی حالت کا بیان	217	خطبہ:190 خطبہ قاصعہ	جس میں ابلیس کی مذمّت ہے۔ اس کے تکبّر وغرور اور آدمؑ کے آگے سربسجود نہ ہونے پر، اور پہلی امتوں کے وقائع وحالات سے مواعظ وعبرت کا درس	219
خطبہ:191	متّقین کے اوصاف اور نصیحت پذیر طبیعتوں پر موعظت کا اثر اور ابن کوا کی غلط فہمی کا ازالہ	231	خطبہ:192	پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت، قبائل عرب کی عداوت اور منافقین کی حالت کا تذکرہ	234
خطبہ:193	خداوندِعالم کی توصیف، تقویٰ کی نصیحت اور قیامت کے برپا ہونے کی کیفیت	235	خطبہ:194	بعثت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وقت دنیا کی حالت دنیا کی بے ثباتی، اور اس میں رہنے والوں کی حالت	237

خطبہ:195	پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ آپؑ کی خصوصیات اور یہ کہ آپؑ ہی نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تجہیز و تکفین کے فرائض سرانجام دیے	237	خطبہ:196	خداوندِعالم کے علم کی ہمہ گیری، تقوے کے فوائد، اسلام اور بعثت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا تذکرہ اور قرآن کی عظمت	238
خطبہ:197	نماز، زکوٰۃ اور امانت کے بارے میں فرمایا	241	خطبہ:198	معاویہ کی غدّاری و فریب کاری اور غدّاری کا انجام	242
خطبہ:199	راہِ ہدایت پر چلنے والوں کی کمی سے گھبرانا نہ چاہیئے اور قوم ثمود پر عذاب کے وارد ہونے کی کیفیت	243	خطبہ:200	جناب سیّدہ سلام اللہ علیہا کے دفن کے موقع پر فرمایا	243
خطبہ:201	دنیا کی بے ثباتی اور زادِ آخرت مہیّا کرنے کے لیے فرمایا	244	خطبہ202	اپنے اصحاب کی عقبیٰ کے خطرات سے متنبہ کرتے ہوئے فرمایا	244
خطبہ:203	جب طلحہ و زبیر نے یہ کہا کہ ہم سے مشورہ کیوں نہیں لیا جاتا تو آپؑ نے فرمایا	245	خطبہ:204	جب میدان صفین میں آپؑ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ شامیوں پر سبّ و شتم کر رہے ہیں تو فرمایا	246
خطبہ:205	جب امام حسن علیہ السلام صفین کے میدان میں تیزی سے بڑھے تو فرمایا	246	خطبہ:206	جب صفین میں آپ کا لشکر تحکیم کے سلسلہ میں سرکشی پر اتر آیا تو فرمایا	247
خطبہ:207	جب علاء ابن زیاد حارثی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو اس کے گھر کی وسعت کو دیکھ کر اسے دارِ آخرت کی طرف متوجہ کیا۔ اور اس کے بھائی کو رہبانیت کی زندگی سے منع فرمایا	247	خطبہ:208	اختلافِ احادیث کے وجوہ و اسباب اور رواۃ حدیث کے اقسام	248
خطبہ:209	خداوندِ عالم کی عظمت اور زمین و آسمان اور دریاؤں کی خلقت کے متعلق فرمایا	250	خطبہ:210	حق کی حمایت سے ہاتھ اٹھا لینے والوں کے بارے میں فرمایا	250
خطبہ:211	خداوندِ عالم کی عظمت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی توصیف و مدحت	251	خطبہ:212	پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خاندانی شرافت اور نیکوکاروں کے اوصاف	251
خطبہ:213	آپؑ کے دعائیہ کلمات	254	خطبہ:214	حکمران اور رعیّت کے باہمی حقوق کے بارے میں فرمایا	253
خطبہ:215	قریش کے مظالم کے متعلق فرمایا۔ اور اس کے ذیل میں بصرہ پر چڑھائی کرنے والوں کے مظالم کا تذکرہ کیا ہے	256	خطبہ:216	جب طلحہ اور عبد الرحمٰن بن عتاب کو میدانِ جنگ میں مقتول دیکھا تو فرمایا	257
خطبہ:217	متقی و پرہیزگار کے اوصاف	257	خطبہ:218	اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ کی تلاوت کے وقت فرمایا	258
خطبہ:219	رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کی تلاوت کے وقت فرمایا	261	خطبہ:220	يَا اَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ کی تلاوت کے وقت فرمایا	262
خطبہ:221	ظلم و غضب سے کنارہ کشی، عقیل کی حالتِ فقر و احتیاج اور اشعث ابن قیس کی رشوت کی پیشکش	264	خطبہ:222	آپؑ کے دُعائیہ کلمات	265
خطبہ:223	دُنیا کی بے ثباتی اور اہلِ قبور کی حالت بے چارگی	266	خطبہ:224	آپؑ کے دعائیہ کلمات	267
خطبہ:225	اپنے ایک صحابی کے متعلق جو انتشار دفتنہ سے قبل دنیا سے اُٹھ گئے تھے فرمایا	267	خطبہ:226	اپنی بیعت کے متعلق فرمایا	268
خطبہ:227	تقویٰ کی نصیحت اور موت سے خائف رہنے اور زہد اختیار کرنے والوں کے متعلق فرمایا	268	خطبہ:228	جب بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو فرمایا	270
خطبہ:229	عبد اللہ ابن زمعہ نے آپؑ سے مال طلب کیا تو فرمایا	270	خطبہ:230	جب جعدہ ابن ہبیرہ خطبہ نہ دے سکے تو فرمایا	270
خطبہ:231	لوگوں کے اختلاف صورت و سیرت کے وجوہ و اسباب	271	خطبہ:232	پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو غسل و کفن دیتے وقت فرمایا	271
خطبہ:233	ہجرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد ان کے عقب میں روانہ ہونے کے متعلق فرمایا	272	خطبہ:234	دنیا میں زادِ آخرت مہیّا کرنے اور موت سے پہلے عمل بجالانے کے متعلق فرمایا	272
خطبہ:235	حکمین کے بارے میں اور اہل شام کی مذمّت میں فرمایا	273	خطبہ:236	آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی توصیف اور روایت میں عقل و درایت سے کام لینے کے لیے فرمایا	274
خطبہ:237	جب عثمان نے عبد اللہ ابن عباسؓ کے ذریعے آپ کو یہ پیغام بھجوایا کہ آپ ینبع چلے جائیں تو اس موقع پر فرمایا	274	خطبہ:238	اپنے اصحاب کو آمادۂ جنگ کرنے اور آرام طلبی سے بچنے کے لیے فرمایا	275

فہرست مکتوبات

مکتوب	مکتوب	صفحہ نمبر	مکتوب	مکتوب	صفحہ نمبر
مکتوب:1	مدینہ سے بصرہ روانہ ہوتے وقت اہل کوفہ کے نام	276	مکتوب:33	قثم ابن عباس عامل مکہ کے نام	310
مکتوب:2	جنگ جمل کے خاتمہ پر اہل کوفہ کے نام	276	مکتوب:34	محمد ابن ابی بکر کے نام	311
مکتوب:3	شریح ابن حارث کے مکان کی دستاویز	277	مکتوب:35	عبداللہ ابن عباس کے نام	311
مکتوب:4	عثمان ابن حنیف انصاری کے نام	278	مکتوب:36	عقیل کے خط کے جواب میں	312
مکتوب:5	اشعث ابن قیس عامل آذربائیجان کے نام	278	مکتوب:37	معاویہ کے نام	313
مکتوب:6	معاویہ کے نام	279	مکتوب:38	اہل مصر کے نام	313
مکتوب:7	معاویہ کے نام	279	مکتوب:39	عمرو ابنِ عاص کے نام	314
مکتوب:8	جریر ابن عبداللہ بجلی کے نام	280	مکتوب:40	ایک عامل کے نام	315
مکتوب:9	معاویہ کے نام	280	مکتوب:41	ایک عامل کے نام	315
مکتوب:10	معاویہ کے نام	281	مکتوب:42	عمر ابن ابی سلمہ عامل بحرین کے نام	316
مکتوب:11	زیاد ابن نضر اور شریح ابن ہانی کے نام	283	مکتوب:43	مصقلہ ابن ہبیرہ عامل اُردشیر خرہ کے نام	317
مکتوب:12	معقل ابن قیس کے نام	283	مکتوب:44	زیاد ابن ابیہ کے نام	317
مکتوب:13	زیاد ابن نضر اور شریح ابن ہانی کے نام	284	مکتوب:45	عثمان ابن حنیف عامل بصرہ کے نام	318
مکتوب:14	جنگ صفین چھڑنے سے پہلے فوج کو ہدایت	284	مکتوب:46	ایک عامل کے نام	321
مکتوب:15	دشمن سے دوبدو ہوتے وقت حضرت کے دعائیہ کلمات	285	مکتوب:47	ابن ملجم کے حملہ کے بعد حسنین علیہما السلام کو وصیت	322
مکتوب:16	جنگ کے موقعہ پر فوج کو ہدایت	285	مکتوب:48	معاویہ کے نام	323
مکتوب:17	بجواب معاویہ	285	مکتوب:49	معاویہ کے نام	323
مکتوب:18	عبداللہ ابن عباس عامل بصرہ کے نام	286	مکتوب:50	سپہ سالاروں کے نام	324
مکتوب:19	ایک عہدہ دار کے نام	287	مکتوب:51	خراج کے کارندوں کے نام	324
مکتوب:20	زیاد ابن ابیہ کے نام	287	مکتوب:52	اوقاتِ نماز کے بارے میں عہدہ داروں کے نام	325
مکتوب:21	زیاد ابن ابیہ کے نام	288	مکتوب:53	آئین حکومت کے سلسلہ میں مالک اشتر ابن حارث کو ہدایت	326
مکتوب:22	عبداللہ ابن عباس کے نام	288	مکتوب:54	طلحہ وزبیر کے نام	339
مکتوب:23	ابن ملجم کے حملہ کے بعد حضرت کی وصیت	289	مکتوب:55	معاویہ کے نام	340
مکتوب:24	صفین سے واپسی پر اوقاف کے متعلق وصیت	289	مکتوب:56	شریح ابن ہانی کو ہدایت	341
مکتوب:25	زکوۃ جمع کرنیوالوں کو ہدایت	290	مکتوب:57	مدینہ سے بصرہ روانہ ہوتے وقت اہل کوفہ کے نام	341
مکتوب:26	زکوٰۃ کے ایک کارندے کے نام	292	مکتوب:58	مختلف شہروں کے باشندوں کے نام	341
مکتوب:27	محمد ابن ابی بکر کے نام	293	مکتوب:59	اسود ابن قطبہ کے نام	342
مکتوب:28	معاویہ کے نام	295	مکتوب:60	فوج کی گزرگاہ میں واقع ہونے والے علاقوں کے حکام کے نام	343
مکتوب:29	اہل بصرہ کے نام	298	مکتوب:61	کمیل ابن زیاد نخعی کے نام	344
مکتوب:30	معاویہ کے نام	298	مکتوب:62	اہل مصر کے نام	344
مکتوب:31	امام حسن علیہ السلام کو وصیت	299	مکتوب:63	ابوموسیٰ اشعری عامل کوفہ کے نام	346
مکتوب:32	معاویہ کے نام	310	مکتوب:64	بجواب معاویہ	346

مکتوب:65	معاویہ کے نام	348	مکتوب:73	معاویہ کے نام	353
مکتوب:66	عبداللہ ابن عباس کے نام	349	مکتوب :74	ربیعہ اور یمن کے مابین معاہدہ	354
مکتوب:67	قثم ابن عباس عامل مکہ کے نام	349	مکتوب:75	معاویہ کے نام	355
مکتوب:68	سلمان فارسیؓ کے نام	350	مکتوب:76	عبداللہ ابن عباس کے نام	355
مکتوب:69	حارث ہمدانی کے نام	350	مکتوب:77	عبداللہ ابن عباس کو ہدایت	356
مکتوب:70	سہل ابن حنیف عامل مدینہ کے نام	352	مکتوب:78	بجواب ابو موسیٰ اشعری	356
مکتوب:71	منذر ابن جارود عبدی کے نام	352	مکتوب:79	سپہ سالاروں کے نام	357
مکتوب:72	عبداللہ ابن عباس کے نام	353			

فہرست اقوال

قول	عنوان	صفحہ	قول	عنوان	صفحہ	قول	عنوان	صفحہ	قول	عنوان	صفحہ
1	فتنہ وفساد سے علٰحیدگی	358	24	مہلت	361	47	قدر ہر کس بقدر ہمت اوست	365	70	افراط و تفریط	368
2	ذلّتِ نفس کے اسباب	358	25	بات چھپ نہیں سکتی	361	48	حزم واحتیاط	366	71	کمال عقل	368
3	عیوب و محاسن	358	26	ہمّت نہ چھوڑو	361	49	شریف ورذیل	366	72	زمانہ کارویّہ	368
4	علم وادب	358	27	اخفائے زہد	361	50	دل وحشت پسند	366	73	پیشوا کے اوصاف	368
5	چند اوصاف	358	28	موت	361	51	خوش بختی	366	74	یہ سانسیں	369
6	خود پسندی	358	29	پردہ پوشی	361	52	عفو درگزر	366	75	رفتنی وگزشتنی	369
7	انسانی حاسے	359	30	ایمان	361	53	سخاوت کے معنی	366	76	آغاز وانجام	369
8	اقبال وادبار	359	31	کفر	362	54	چند صفتیں	366	77	ضرار کا بیان	369
9	حُسنِ معاشرت	359	32	نیکی وبدی	363	55	صبر کی دو قسمیں	366	78	قضاوقدر	369
10	عفو واقتدار	359	33	میانہ روی	363	56	فقر وغناء	366	79	حکمت	370
11	عجز ودرماندگی	359	34	ترکِ آرزو	363	57	قناعت	367	80	شرمایۂ حکمت	370
12	ناشکری	359	35	مرنجان مرنج	363	58	مال ودولت	367	81	ہنر کی قدر وقیمت	370
13	اپنے اور بیگانے	359	36	علول امل	363	59	ناصح کی تلخ بیانی	367	82	پانچ نصیحتیں	370
14	مبتلائے فتنہ	359	37	تعظیم کا ایک طریقہ	363	60	زبان کی درندگی	367	83	مدح سرائی	371
15	تدبیر کی بے چارگی	360	38	امام حسن علیہ السلام کو نصیحت	364	61	عورت ایک بچھو ہے	367	84	بقیتہ السیف	371
16	خضاب	360	39	فرائض کی اہمیت	364	62	احسان کا بدلہ	367	85	ہمہ دانی	371
17	غیر جانب داری	360	40	دانا ونادان	364	63	سفارش	367	86	بڑوں کا مشورہ	371
18	طول امل	360	41	عاقل واحمق	364	64	دنیاوالوں کی غفلت	367	87	استغفار	371
19	پاس مروت	360	42	اجر وعوض	364	65	دوستوں کو کھونا	367	88	ایک لطیف استنباط	371
20	شرم وحیاء	360	43	خباب ابن ارت	365	66	نااہل سے سوال	368	89	اللہ سے خوش معاملگی	372
21	حق سے محرومی	360	44	قابل مبارک باد	365	67	سائل کو ناکام نہ پھیرو	368	90	پورا علم	372
22	عمل اور نسب	361	45	مومن ومنافق	365	68	عفت وشکر	368	91	دل کی خستگی	372
23	دستگیری	361	46	خود پسندی	365	69	ناکامی کا خیال نہ کرو	368	92	علم بے عمل	372

93	فتنہ کی تفسیر	372	128	بہار وخزاں میں احتیاط	380	163	فقر وناداری	388	198	قول خوارج	393
94	خیر کی تشریح	372	129	عظمت خالق	380	164	حق کی ادائیگی	388	199	عوام	393
95	معیار عمل	373	130	مرنے والوں سے خطاب	380	165	اطاعتِ مخلوق	389	200	تماشائی	393
96	معیار تقرب	373	131	دنیا کی ستائش	380	166	حق سے دستبرداری	389	201	محافظ فرشتے	393
97	ایک خارجی کی عبادت	373	132	فرشتے کی ندا	381	167	خود پسندی	389	202	بجواب طلحہ وزبیر	393
98	روایت ودرایت	373	133	بے ثباتی دنیا	382	168	قرب موت	389	203	موت کی گرفت	394
99	اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی تفسیر	373	134	دوستی کے شرائط	382	169	صبح کا اجالا	389	204	قدرت کی قدردانی	394
100	جواب مدح	374	135	چار چیزیں	382	170	توبہ میں مشکلات	389	205	ظرفِ علم	394
101	حاجت روائی	374	136	بعض عبادات کی تشریح	382	171	حرص وطمع	389	206	علم وبردباری	394
102	ایک پیشینگوئی	374	137	صدقہ	383	172	جہل ونادانی	389	207	بردبار بنو	394
103	بوسیدہ لباس	374	138	جود وسخا	383	173	مشورہ	389	208	محاسبہ	394
104	نوف بکالی کا بیان	375	139	رزق وروزی	383	174	نیت کا روزہ	390	209	آخری دور	395
105	فرائض کی پابندی	375	140	کفایت شعاری	383	175	خوف کا علاج	390	210	آخرت	395
106	دین سے بے اعتنائی	375	141	راحت وآسودگی	383	176	سردار کی علامت	390	211	چند ہدایتیں	395
107	غیر مفید علم	375	142	میل ملاقات	383	177	بدی سے روکنے کا طریقہ	390	212	خود پسندی	395
108	دل کی حالت	375	143	غم	383	178	دل کی صفائی	390	213	صبر ودرگذر	395
109	مرکز ہدایت	376	144	صبر	383	179	ضد اور ہٹ دھرمی	390	214	نرمی وملائمت	396
110	حاکم کے اوصاف	376	145	عمل بے روح	383	180	طمع	390	215	مخالفت بے جا	396
111	سہل ابن حنیف	376	146	صدقہ وزکوٰۃ	384	181	دور اندیشی	390	216	گردن کشی	396
112	محبت اہل بیت علیہ السلام	376	147	فضیلت علم	384	182	خاموشی وگویائی کا محل	390	217	نشیب وفراز	396
113	پسندیدہ اوصاف	377	148	تا مرد سخن نگفتہ باشد	385	183	دو مختلف دعوتیں	391	218	حسد	396
114	خوش گمانی وبدگمانی	377	149	قدر ناشناسی	386	184	یقین	391	219	طمع وحرص	396
115	مزاج پرسی کا جواب	377	150	پند وموعظت	386	185	صدق بیانی	391	220	بدگمانی	396
116	ابتلاؤ آزمائش	377	151	انجام	387	186	ظلم کا انجام	391	221	ظلم وتعدی	396
117	دوست ودشمن	378	152	نیستی وبربادی	387	187	چل چلاؤ کا ہنگام	391	222	چشم پوشی	396
118	فرصت کے کھونے کا نتیجہ	378	153	صبر وشکیبائی	387	188	حق سے روگردانی	391	223	شرم وحیا	397
119	دنیا کی ایک مثال	378	154	عمل اور اس پر رضامندی	387	189	صبر	391	224	چند اوصاف	397
120	قریش کی خصوصیت	378	155	عہد وپیمان	387	190	معیار خلافت	391	225	یہ حاسد	397
121	دو عمل	378	156	معرفتِ امام	388	191	دنیا کی حالت	391	226	طمع	397
122	مشایعت جنازہ	378	157	پند ونصیحت	388	192	دوسروں کا حق	392	227	ایمان کی تعریف	397
123	چند صفات	379	158	بُرائی کا بدلہ بھلائی	388	193	خوش دلی وبددلی	392	228	غم دنیا	397
124	غیرت	379	159	مواقع تہمت	388	194	غصّہ اور انتقام	392	229	قناعت	398
125	حقیقی اسلام	379	160	جانبداری	388	195	گندگی کو دیکھ کر	392	230	شرکت	398
126	تعجب انگیز چیزیں	379	161	خود رائی	388	196	عبرت کی قدر وقیمت	392	231	عدل واحسان	398
127	کوتاہی اعمال کا نتیجہ	380	162	رازداری	388	197	دلوں کی خستگی	392	232	اِس ہاتھ دے اِس ہاتھ لے	398

233	دعوت مقابلہ	398	268	دوستی و دشمنی میں احتیاط	404	303	ابنائے دنیا	410	338	علم کی دو قسمیں	416
234	عورت و مرد کے صفات	398	269	عمل دنیا و عمل آخرت	404	304	خدا کا فرستادہ	410	339	اقبال و ادبار	416
235	عاقل و جاہل	399	270	خانہ کعبہ کے زیور	404	305	غیرت مند	411	340	عفت و شکر	416
236	دنیا کی بے قدری	399	271	بیت المال کی چوری	405	306	پاسبانِ زندگی	411	341	ظالم و مظلوم	416
237	عبادت کے اقسام	399	272	احکام میں ترمیم	405	307	مال سے لگاؤ	411	342	بڑی دولت مندی	416
238	عورت کی مذمّت	399	273	تقدیر و تدبیر	405	308	دوستی و قرابت	411	343	کچھ لوگوں کی حالت	416
239	تساہل و عیب جوئی	399	274	علم و یقین	406	309	ظن مومن	411	344	پند و موعظت	417
240	غصب	399	275	طمع و حرص	406	310	توکل	411	345	گناہ سے درماندگی	417
241	ظالم و مظلوم	399	276	ظاہر و باطن	406	311	اُنس ابن مالک	411	346	سوال	417
242	تقوےٰ	400	277	ایک قسم	406	312	دلوں کی حالت	412	347	مدح میں حد اعتدال	417
243	جوابات کی کثرت	400	278	مفید عمل	406	313	قرآن کی جامعیت	412	348	بڑا گناہ	417
244	شکر و سپاس	400	279	فرائض کی اہمیت	406	314	پتھر کا جواب پتھر سے	412	349	اچھے اور بُرے اوصاف	417
245	خواہشات کی کمی	400	280	آخرت	407	315	خط کی دیدہ زیبی	412	350	ظالم کے علامات	418
246	کفرانِ نعمت	400	281	عقل کی راہبری	407	316	یعسوب المومنین	412	351	سختی کے بعد آسانی	418
247	جذبۂ کرم	400	282	غفلت	407	317	ایک یہودی	412	352	زن و فرزند سے لگاؤ	418
248	حُسنِ ظن	400	283	عالم و جاہل	407	318	غلبہ کا سبب	413	353	عیب جوئی	418
249	افضل اعمال	400	284	قطع عذر	407	319	فقر و فاقہ	413	354	تہنیت فرزند	418
250	خدا شناسی	400	285	طلب مہلت	407	320	طرزِ سوال	413	355	دولت کے آثار	418
251	تلخی و شیرینی	401	286	بُرا دن	407	321	ایک مشورہ	413	356	رزق رسانی	419
252	فرائض کے حکم و مصالح	401	287	قضاؤ قدر	407	322	زنانِ کوفہ	413	357	تعزیت	419
253	جھوٹی قسم	401	288	علم سے محرومی	408	323	خوارج نہروان	414	358	نعمت و نقمت	419
254	امور خیر کی وصیت	401	289	ایک دینی بھائی	408	324	گواہ بھی اور حاکم بھی	414	359	اصلاح نفس	419
255	غیظ و غضب	402	290	ترکِ معصیت	408	325	محمد ابن ابی بکر کی موت	414	360	بدگمانی	419
256	حسد	402	291	تعزیت	408	326	عذر پذیری	414	361	دُعا کا طریقہ	419
257	حاجب روائی	402	292	قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر	409	327	غلط طریقہ سے کامیابی	414	362	عزت کی نگہداشت	420
258	صدقہ	402	293	بیوقوف کی مصاحبت	409	328	فقراء کا حصّہ	414	363	موقع و محل	420
259	وفاؤ غدّاری	402	294	مغرب و مشرق کا فاصلہ	409	329	عذر خواہی	415	364	بے فائدہ سوال	420
260	ابتلاء و آزمائش	402	295	دوست و دشمن	409	330	نعمت کا صرف بے جا	415	365	پسندیدہ صفتیں	420
261	بے وفا ساتھی	403	296	ایذا رسانی	409	331	ادائے فرض کا موقعہ	415	366	علم و عمل	420
262	حارث ابن حُوط	403	297	عبرت و بصیرت	409	332	بادشاہ کی حیثیت	415	367	تغیر و انقلاب	420
263	مصاحب سلطان	403	298	دشمنی میں خوفِ خدا کا لحاظ	410	333	مومن کے اوصاف	415	368	ثواب و عقاب	421
264	حُسنِ سلوک	403	299	توبہ	410	334	فریب آرزو	415	369	ایک زمانہ	421
265	کلام حکماء	403	300	حساب و کتاب	410	335	دو حصہ دار	415	370	تقویٰ و پرہیزگاری	421
266	ایک سائل کے جواب میں	404	301	قاصد	410	336	وعدہ وفائی	415	371	اچھی اور بُری صفتیں	422
267	فکر فردا	404	302	محتاج دعا	410	337	بے عمل کی دُعاء	416	372	جابر ابن عبد اللہ	422

437	فخر وغُرور	454	433	اللہ کا شکوہ	427	427	باثر اور بے اثر	400	422	امر بالمعروف نہی عن المنکر	373
437	امراء القیس	455	433	عید	428	428	اخلاق میں ہم آہنگی	401	423	امر بالمعروف نہی عن المنکر	374
437	ترک دنیا	456	433	حسرت واندوہ	429	428	بے محل گفتگو	402	423	امر بالمعروف نہی عن المنکر	375
437	دو طلب گار	457	433	ناکام کوشش	430	428	طلب الکل فوت الکل	403	423	حق و باطل کا نتیجہ	376
437	ایمان کی علامت	458	433	رزق وروزی	431	428	لاحول ولا قوۃ کے معنی	404	424	امید و یاس	377
438	تقدیر و تدبیر	459	434	دوستانِ خدا	432	428	مغیرہ ابن شعبہ	405	424	بخل	378
438	بلند ہمّتی	460	434	موت کی یاد	433	428	تواضع و خودداری	406	424	رزق وروزی	379
438	غیبت	461	434	آزمائش	434	429	عقل	407	424	زندگی و موت	380
438	حُسنِ ثناء	462	434	شکر، دُعا اور توبہ	435	429	حق سے ٹکراؤ	408	424	زبان کی نگہداشت	381
438	دُنیا	463	434	رگِ شرافت	436	429	دل	409	425	سکوت	382
438	بنی اُمیّہ	464	435	عدل وجود	437	429	تقویٰ	410	425	معصیت	383
438	انصار	465	435	جہالت	438	429	استاد کا احترام	411	425	محلِ اعتماد	384
438	ایک استعارہ	466	435	زہد کی تعریف	439	429	آراشتگیٔ نفس	412	425	دنیا	385
439	ایک والی	467	435	غفلت	440	429	قہری صبر	413	425	جوئندہ یابندہ	386
439	خرید و فروخت	468	435	حکومت	441	429	تعزیت	414	425	نیکی اور بدی	387
439	دشمن و دوست	469	435	بہترین شہر	442	430	دنیا کی حالت	415	426	بڑی نعمت	388
439	توحید و عدل	470	435	مالک اشتر	443	430	امام حسن علیہ السلام کو ہدایت	416	426	حسب ونسب	389
439	کلام اور خاموشی	471	436	استقلال	444	430	استغفار کے معنی	417	426	مومن کے اوقات	390
439	طلب باراں	472	436	صفات میں ہم رنگی	445	431	علم وبُرد باری	418	426	زہد دُنیا	391
439	ترکِ خضاب	473	436	غالب ابن صعصعہ	446	431	بے بسی	419	426	تا مرد سخن نگفتہ باشد	392
440	عفّت	474	436	تجارت	447	431	بے باک نگاہیں	420	426	طلب دنیا	393
440	قناعت	475	436	بڑی معصیت	448	431	عقل کی راہبری	421	427	بات کا اثر	394
440	زیاد ابن ابیہ	476	436	عزّتِ نفس	449	432	چھوٹی اور بڑی نیکی	422	427	قناعت	395
440	سہل انگاری	477	436	مزاح	450	432	اللہ سے خوش معاملگی	423	427	دو دن	396
440	تعلیم و تعلّم	478	436	خودداری	451	432	حلم و عقل	424	427	مشک	397
440	تکلّف	479	437	فقر و غنا	452	432	حقوق نعمت	425	427	فخر و سربلندی	398
440	مفارقت	480	437	عبد اللہ ابن زبیر	453	432	صحت وثروت	426	427	فرزند و پدر کے حقوق	399

خُطبہ: 1

❁ اِس میں ابتدائے آفرینش زمین و آسمان اور پیدائش آدمؑ کا ذِکر فرمایا ہے ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام حمد اس اللہ کیلئے ہے، جس کی مدح تک بولنے والوں کی رسائی نہیں، جِس کی نعمتوں کو گننے والے گِن نہیں سکتے، نہ کوشش کرنے والے اس کا حق ادا کرسکتے ہیں، نہ بلند پرواز ہمّتیں اسے پاسکتی ہیں، نہ عقل و فہم کی گہرائیاں اس کی تہ تک پہنچ سکتی ہیں۔ اس کے کمالِ ذات کی کوئی حد معیّن نہیں، نہ اس کے لیے توصیفی الفاظ ہیں، نہ اس (کی ابتدا) کے لیے کوئی وقت ہے جسے شُمار میں لایا جاسکے، نہ اس کی کوئی مدّت ہے جو کہیں پر ختم ہو جائے۔ اس نے مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا، اپنی رحمت سے ہواؤں کو چلاّیا، تھرتھراتی ہوئی زمین پر پہاڑوں کی میخیں گاڑیں۔ دین کی ابتدا اس کی معرفت ہے، کمالِ معرفت اس کی تصدیق ہے، کمالِ تصدیق توحید ہے، کمالِ توحید تنزیہ و اخلاص ہے اور کمالِ تنزیہ و اخلاص یہ ہے کہ اس سے صفتوں کی نفی کی جائے۔ کیونکہ ہر صفت شاہد ہے کہ وہ اپنے موصوف کی غیر ہے اور ہر موصوف شاہد ہے کہ وہ صفت کے علاوہ کوئی چیز ہے۔ لہٰذا جس نے ذاتِ الٰہی کے علاوہ صفات مانے، اس نے ذات کا ایک دُوسرا ساتھی مان لیا اور جِس نے اس کی ذات کا کوئی اور ساتھی مانا، اس نے دوئی پیدا کی، جِس نے دوئی پیدا کی، اس نے اس کے لیے جُز بنا ڈالا اور جو اس کے لیے اجزاء کا قائل ہوا، وہ اس سے بے خبر رہا اور جو اس سے بے خبر رہا، اس نے اسے قابلِ اِشارہ سمجھ لیا اور جِس نے اسے قابلِ اِشارہ سمجھ لیا، اس نے اس کی حد بندی کر دی اور جو اسے محدود سمجھا، وہ اسے دُوسری چیزوں ہی کی قطار میں لے آیا۔ جِس نے یہ کہا کہ وہ کس چیز میں ہے، اس نے اسے کسی شے کے ضمن میں فرض کر لیا اور جِس نے یہ کہا کہ وہ کس چیز پر ہے، اس نے اور جگہیں اس سے خالی سمجھ لیں۔ وہ ہے، ہُوا نہیں۔ موجُود ہے، مگر عدم سے وجود میں نہیں آیا۔ وہ ہر شے کے ساتھ ہے، نہ جسمانی اتصال کی طرح، وہ ہر چیز سے علیٰحدہ ہے، نہ جسمانی دُوری کے طور پر، وہ فاعل ہے، لیکن حرکات و آلات کا محتاج نہیں، وہ اس وقت بھی دیکھنے والا تھا جب کہ مخلوقات میں کوئی چیز دکھائی دینے والی نہ تھی۔ وہ یگانہ ہے، اس لیے کہ اس کا کوئی ساتھی ہی نہیں ہے کہ جِس سے وہ مانوس ہو اور اسے کھو کر پریشان ہو جائے۔ اس نے پہلے پہل خلق کو ایجاد کیا بغیر کسی فکر کی جُولانی کے اور بغیر کسی تجربہ کے جِس سے فائدہ اُٹھانے کی اسے ضرورت پڑی ہو اور بغیر کسی حرکت کے جسے اس نے پیدا کیا ہو اور بغیر کسی ولولہ اور جوش کے جِس سے وہ بیتاب ہُوا ہو۔ ہر چیز کو اس کے وقت کے حوالے کیا۔ بے جوڑ چیزوں میں توازن و ہم آہنگی پیدا کی۔ ہر چیز کو جُداگانہ طبیعت و مزاج کا حامل بنایا

اور ان طبیعتوں کے لیے مناسب صُورتیں ضروری قرار دیں۔ وہ ان چیزوں کو ان کے وجود میں آنے سے پہلے جانتا تھا۔ ان کی حدونہایت پر احاطہ کئے ہوئے تھا اور ان کے نفوس و اعضاء کو پہچانتا تھا۔ پھر یہ کہ اس نے کشادہ فضا، وسیع اطراف و اکناف اور خلا کی وُسعتیں خلق کیں اور ان میں ایسا پانی بہایا، جِس کے دریائے مواج کی لہریں طوفانی اور بحر زخار کی موجیں تہ بہ تہ تھیں، اسے تیز ہوا اور تُند آندھی کی پُشت پر لادا۔ پھر اسے پانی کے پلٹانے کا حکم دیا اور اسے اس کے پابند رکھنے پر قابُو دیا اور اسے پانی کی سرحد سے ملا دیا۔ اس کے نیچے ہَوا دُور تک پھیلی ہوئی تھی اور اُوپر پانی ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ پھر اللہ سبحانہ نے اس پانی کے اندر ایک ہَوا خلق کی، جِس کا چلنا بانجھ (بے ثمر) تھا اور اسے اس کے مرکز پر قرار رکھا، اس کے جھونکے تیز کر دیئے اور اس کے چلنے کی جگہ دُور و دراز تک پھیلا دی۔ پھر اس ہوا کو مامُور کیا کہ وُہ پانی کے ذخیرے کو تھپیڑے دے اور بحر بے کراں کی موجوں کو اُچھالے۔ اس ہوا نے پانی کو یُوں متھ دیا، جِس طرح دہی کے مشکیزے کو متھا جاتا ہے اور اسے دھکیلتی ہوئی تیزی سے چلی، جِس طرح خالی فضا میں چلتی ہے اور پانی کے ابتدائی حصّے کو آخری حصّے پر اور ٹھہرے ہوئے کو چلتے ہوئے پانی پر پلٹانے لگی۔ یہاں تک کہ اس متلاطم پانی کی سطح بلند ہو گئی اور وُہ تہ بہ تہ پانی جھاگ دینے لگا، اللہ نے وہ جھاگ کھلی ہَوا اور کُشادہ فضا کی طرف اُٹھائی اور اس سے ساتوں آسمان پیدا کئے۔ نیچے والے آسمان کو رُکی ہوئی موج کی طرح بنایا اور اُوپر والے آسمان کو محفوظ چھت اور بلند عمارت کی صُورت میں اس طرح قائم کیا کہ نہ ستونوں کے سہارے کی حاجت تھی، نہ بندھنوں سے جوڑنے کی ضرورت، پھر ان کو ستاروں کی سج دھج اور روشن تاروں کی چمک دمک سے آراستہ کیا اور ان میں ضُوپاش چراغ اور جگمگاتا چاند رواں کیا جو گھومنے والے فلک، چلتی پھرتی چھت اور جنبش کھانے والی لوح میں ہے۔ پھر خُداوندِ عالم نے بلند آسمانوں کے درمیان شگاف پیدا کئے اور ان کی وُسعتوں کو طرح طرح کے فرشتوں سے بھر دیا۔ کچھ ان میں سر بسجود ہیں جو رکوع نہیں کرتے، کچھ رکوع میں ہیں جو سیدھے نہیں ہوتے، کچھ صفیں باندھے ہوئے ہیں جو اپنی جگہ نہیں چھوڑتے اور کچھ پاکیزگی بیان کر رہے ہیں جو اُکتاتے نہیں، نہ ان کی آنکھوں میں نیند آتی ہے، نہ ان کی عقلوں میں بُھول چوک پیدا ہوتی ہے، نہ ان کے بدنوں میں سُستی و کاہلی آتی ہے، نہ ان پر نسیان کی غفلت طاری ہوتی ہے۔ ان میں کچھ تو وحی الٰہی کے امین، اس کے رسُولوں کی طرف پیغام رسانی کے لئے زبانِ حق اور اس کے قطعی فیصلوں اور فرمانوں کو لے کر آنے جانے والے ہیں، کچھ اس کے بندوں کے نگہبان اور جنّت کے دروازوں کے پاسبان ہیں، کچھ وہ ہیں جن کے قدم زمین کی تہ میں جمے ہوئے ہیں اور ان کے پہلو اطرافِ عالَم سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ ان کے شانے عرش کے پایوں سے میل کھاتے ہیں۔ عرش کے سامنے ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہیں اور اس کے نیچے اپنے پروں میں لپٹے ہوئے ہیں اور ان میں

اور دُوسری مخلوق میں عزّت کے حجاب اور قدرت کے سرا پردے حائل ہیں۔ وہ شکل و صُورت کے ساتھ اپنے رَب کا تصوّر نہیں کرتے، نہ اس پر مخلوق کی صفتیں طاری کرتے ہیں، نہ اسے محل و مکان میں گھرا ہوا سمجھتے ہیں، نہ اشباہ و نظائر سے اس کی طرف اِشارہ کرتے ہیں۔

آدم علیہ السّلام کی تخلیق کے بارے میں فرمایا

پھر اللہ نے سخت و نرم اور شیریں و شورہ زار زمین سے مِٹّی جمع کی، اسے پانی سے اتنا بھگویا کہ وہ صاف ہو کر نتھر گئی اور تری سے اتنا گوندھا کہ اس میں لَس پیدا ہو گیا۔ اس سے ایک ایسی صُورت بنائی، جِس میں موڑ ہیں اور جوڑ، اعضا ہیں اور مختلف حصّے۔ اسے یہاں تک سُکھایا کہ وہ خود تھم سکی اور اتنا سخت کیا کہ وہ کھنکھنانے لگی۔ ایک وقت معیّن اور مُدّت معلوم تک اسے یونہی رہنے دیا۔ پھر اس میں رُوح پھونکی، تو وُہ ایسے اِنسان کی صُورت میں کھڑی ہو گئی جو قوائے ذہنی کو حرکت دینے والا، فکری حرکات سے تصرف کرنے والا، اعضا و جوارح سے خدمت لینے والا، اور ہاتھ پیروں کو چلانے والا ہے، اور ایسی شناخت کا مالک ہے، جِس سے حق و باطل میں تمیز کرتا ہے اور مختلف مزوں، بوؤں، رنگوں اور جنسوں میں فرق کرتا ہے۔ خود رنگا رنگ کی مِٹّی اور ملتی جلتی ہوئی موافق چیزوں اور مخالف ضدوں اور متضاد خلطوں سے اس کا خمیر ہُوا ہے۔ یعنی گرمی، سردی، تری خشکی کا پیکر ہے۔

پھر اللہ نے فرشتوں سے چاہا کہ وہ اس کی سونپی ہوئی ودیعت ادا کریں اور اس کے پیمان وصیّت کو پُورا کریں۔ جو سجدۂ آدمؑ کے حکم کو تسلیم کرنے اور اس کی بزرگی کے سامنے تواضع و فروتنی کے لئے تھا۔ اس لیے اللہ نے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو۔ ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اسے عصبیت نے گھیر لیا۔ بد بختی اس پر چھا گئی۔ آگ سے پیدا ہونے کی وجہ سے اپنے کو بزرگ و برتر سمجھا اور کھنکھناتی ہوئی مٹّی کی مخلوق کو ذلیل جانا۔ اللہ نے اسے مہلت دی تا کہ وہ پُورے طور پر غضب کا مستحق بن جائے اور (بنی آدم) کی آزمائش پایۂ تکمیل تک پہنچے اور وعدہ پُورا ہو جائے۔ چُنانچہ اللہ نے اس سے کہا کہ تجھے وقتِ معیّن کے دن تک کی مہلت ہے۔ پھر اللہ نے آدمؑ کو ایسے گھر میں ٹھہرایا، جہاں ان کی زندگی کو خوش گوار رکھا۔ انہیں شیطان اور اس کی عداوت سے بھی ہوشیار کر دیا۔ لیکن ان کے دُشمن نے ان کے جنّت میں ٹھیرنے اور نیکو کاروں میں مِل جُل کر رہنے پر حسد کیا اور آخر کار انھیں فریب دے دیا۔ آدمؑ نے یقین کو شک اور اِرادے کے استحکام کو کمزوری کے ہاتھوں بیچ ڈالا۔ مسرّت کو خوف سے بدل لیا اور فریب خوردگی کی وجہ سے ندامت اُٹھائی۔ پھر اللہ نے آدمؑ کے لیے توبہ کی گنجائش رکھی۔ انہیں رحمت کے کلمے سکھائے، جنّت میں دوبارہ پہنچانے کا ان سے وعدہ کیا اور انہیں دارِ ابتلا و محل افزائش نسل

میں اُتار دیا۔ اللہ سبحانہ نے ان کی اولاد سے انبیاؑء چُنے۔ وحی پر ان سے عہد وپیمان لیا۔ تبلیغ رسالت کا انھیں امین بنایا۔ جبکہ اکثر لوگوں نے اللہ کا عہد بدل دیا تھا۔ چُنانچہ وُہ اس کے حق سے بے خبر ہو گئے۔ اوروں کو اس کا شریک بنا ڈالا۔ شیاطین نے اس کی معرفت سے انھیں رو گرداں اور اس کی عبادت سے الگ کر دیا۔ اللہ نے ان میں اپنے رسُول مبعوث کیے اور لگاتار انبیاؑء بھیجے، تاکہ ان سے فطرت کے عہد وپیمان پورے کرائیں۔ اس کی بھولی ہوئی نعمتیں یاد دلائیں۔ پیغامِ ربّانی پہنچا کر حُجت تمام کریں۔ عقل کے دفینوں کو اُبھاریں اور انھیں قدرت کی نشانیاں دکھائیں۔ یہ سروں پر بلند بام آسمان، ان کے نیچے بچھا ہوا فرشِ زمیں، زندہ رکھنے والا سامانِ معیشت، فنا کرنے والی اجلیں، بوڑھا کر دینے والی بیماریاں اور پے در پے آنے والے حادثے۔

اللہ سبحانہ نے اپنی مخلوق کو بغیر کسی فرستادہ پیغمبر یا آسمانی کتاب یا دلیل قطعی یا طریق روشن کے کبھی یونہی نہیں چھوڑا۔ ایسے رسُول جنھیں تعداد کی کمی اور جھٹلانے والوں کی کثرت درماندہ وعاجز نہیں کرتی تھی۔ ان میں کوئی سابق تھا، جِس نے بعد میں آنے والے کا نام ونشان بتایا۔ کوئی بعد میں آیا، جسے پہلا پہچنوا چُکا تھا۔ اسی طرح مُدّتیں گُزر گئیں۔ زمانے بیت گئے۔ باپ داداؤں کی جگہ پر ان کی اولادیں بس گئیں۔ یہاں تک کہ اللہ سبحانہ نے ایفائے عہد و اتمام نبوّت کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو مبعُوث کیا، جن کے متعلق نبیوں سے عہد و پیمان لیا جا چُکا تھا، جن کے علاماتِ (ظہور) مشہور محل ولادت مُبارک و مسعُود تھا۔ اس وقت زمین پر بسنے والوں کے مسلک جُدا جُدا، خواہشیں متفرق و پراگندہ اور راہیں الگ الگ تھیں۔ یوں کہ کچھ اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دیتے، کچھ اس کے ناموں کو بِگاڑ دیتے، کچھ اسے چھوڑ کر اوروں کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ خُداوندِعالم نے آپؐ کی وجہ سے انھیں گمراہی سے ہدایت کی راہ پر لگایا اور آپؐ کے وجود سے انھیں جہالت سے چُھڑایا۔ پھر اللہ سبحانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اپنے لقاؤ قُرب کے لیے چُنا، اپنے خاص انعامات آپؐ کے لیے پسند فرمائے اور دارِ دُنیا کی بودوباش سے آپؐ کو بلند تر سمجھا اور زحمتوں سے گھری ہوئی جگہ سے آپؐ کے رُخ کو موڑا اور دُنیا سے باعزّت آپؐ کو اُٹھا لیا۔ حضرت تُم میں اسی طرح کی چیز چھوڑ گئے، جو انبیاؑء اپنی اُمّتوں میں چھوڑتے چلے آئے تھے۔ اِس لیے کہ وہ طریق واضح و نشانِ محکم قائم کئے بغیر یُوں ہی بے قید و بند انھیں نہیں چھوڑتے تھے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تمہارے پروردگار کی کتاب تُم میں چھوڑی ہے۔ اس حالت میں کہ انھوں نے کتاب کے حلال وحرام، واجبات ومستحبات، ناسخ ومنسُوخ، رخص و عزائم، خاص وعام، عبر و امثال، مقید و مطلق، محکم ومتشابہ کو واضح طور سے بیان کر دیا۔ مجمل آیتوں کی تفسیر کر دی۔ اس کی گتھیوں کو سُلجھا دیا۔ اس میں کچھ آیتیں وہ ہیں، جن کے جاننے کی پابندی عائد کی گئی ہے اور کچھ وہ ہیں کہ اگر اس کے بندے ان سے ناواقف رہیں تو مضائقہ نہیں، کچھ

احکام ایسے ہیں جِن کا وجُوب کتاب سے ثابت ہے اور حدیث سے ان کے منسُوخ ہونے کا پتہ چلتا ہے اور کچھ احکام ایسے ہیں، جن پر عمل کرنا حدیث کی رُو سے واجب ہے، لیکن کتاب میں ان کے ترک کی اِجازت ہے۔ اس کتاب میں بعض واجبات ایسے ہیں جن کا وجُوب وقت سے وابستہ ہے اور زمانۂ آئندہ میں ان کا وجُوب برطرف ہو جاتا ہے۔ قرآن کے محرمات میں بھی تفریق ہے۔ کچھ کبِیرہ ہیں جن کے لیے آتش جہنّم کی دھمکیاں ہیں اور کچھ صغیرہ ہیں جن کے لئے مغفرت کے توقعات پیدا کئے ہیں۔ کچھ اعمال ایسے ہیں جن کا تھوڑا سا حصّہ بھی مقبول ہے اور زیادہ سے زیادہ اضافہ کی گنجائش رکھی ہے۔

اِسی خطبہ میں حج کے سلسلہ میں فرمایا

اللہ نے اپنے گھر کا حج تُم پر واجب کیا، جسے لوگوں کا قبلہ بنایا۔ جہاں لوگ اس طرح کھینچ کر آتے ہیں، جِس طرح پیاسے حیوان پانی کی طرف اور اس طرح وارفتگی سے بڑھتے ہیں، جِس طرح کبُوتر اپنے آشیانوں کی جانب۔ اللہ جلّ شانہ نے اس کو اپنی عظمت کے سامنے ان کی فروتنی وعاجزی اور اپنی عزّت کے اعتراف کا نشان بنایا ہے۔ اس نے اپنی مخلوق میں سے سُننے والے لوگ چُن لئے، جنھوں نے اس کی آواز پر لبیک کہی اور اس کے کلام کی تصدیق کی وہ انبیاءؑ کی جگہوں پر ٹھیرے۔ عرش پر طواف کرنے والے فرشتوں سے شباہت اختیار کی۔ وہ اپنی عبادت کی تجارت گاہ میں منفعتوں کو سمیٹتے ہیں اور اس کی وعدہ گاہ مغفرت کی طرف بڑھتے ہیں۔ اللہ سبحانہ نے اس گھر کو اسلام کا نشان، پناہ چاہنے والوں کے لئے حرم بنایا ہے۔ اس کا حج فرض اور ادائیگی حق کو واجب کیا ہے اور اس کی طرف راہ نوردی فرض کر دی ہے۔ چُنانچہ اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ "اللہ کا واجب الادا حق لوگوں پر یہ ہے کہ وہ خانۂ کعبہ کا حج کریں، جنھیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو اور جِس نے کُفر کیا تو جان لے کہ اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔"

خُطبہ:2

صفین سے پلٹنے کے بعد فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں، اس کی نعمتوں کی تکمیل چاہنے، اس کی عزت و جلال کے آگے سر جُھکانے اور اس کی معصیّت سے حفاظت حاصل کرنے کے لیے اور اس سے مدد مانگتا ہوں، اس کی کفایت و دستگیری کا محتاج ہونے کی وجہ سے۔ جسے وہ ہدایت کرے وہ گمراہ نہیں

ہوتا، جسے وہ دُشمن رکھے، اسے کوئی ٹھکانہ نہیں ملتا، جِس کا وہ کفیل ہو، وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا یہ (حمد اور طلبِ امداد) وہ ہے جِس کا ہر وزن میں آنے والی چیز سے پلّہ بھاری ہے اور ہر گنجِ گراں مایہ سے بہتر و برتر ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو یکتا و لا شریک ہے ایسی گواہی جِس کا خلوص پر کھا جا چُکا ہے اور جِس کا نچوڑ بغیر کسی شائبے کے دل کا عقیدہ بن چُکا ہے۔ زندگی بھر ہم اسی سے وابستہ رہیں گے اور اسی کو پیش آنے والے خطرات کے لیے ذخیرہ بنا کر رکھیں گے۔ یہی گواہی ایمان کی مضبوط بنیاد اور حُسنِ عمل کا پہلا قدم اور اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ اور شیطان کی دُوری کا سبب ہے اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کے عبد اور رسُول ہیں۔ جنھیں شُہرت یافتہ دین، منقُول شُدہ نشان، لکھی ہوئی کتاب، ضُوفشاں نُور، چمکتی ہُوئی روشنی اور فیصلہ کن امر کے ساتھ بھیجا تاکہ شکوک و شبہات کا ازالہ کیا جائے اور دلائل (کے زور) سے حُجّت تمام کی جائے۔ آیتوں کے ذریعے ڈرایا جائے اور عقوبتوں سے خوف زدہ کیا جائے (اس وقت حالت یہ تھی کہ) لوگ ایسے فتنوں میں مبتلا تھے جہاں دین کے بندھن شکستہ، یقین کے ستون مُتزلزل، اُصول مختلف اور حالات پراگندہ تھے۔ نکلنے کی راہیں تنگ و تاریک تھیں۔ ہدایت گمنام اور ضلالت ہمہ گیر تھی۔ (کھُلے خزانوں) اللہ کی مخالفت ہوتی تھی اور شیطان کو مدد دی جارہی تھی، ایمان بے سہارا تھا۔ چُنانچہ اس کے ستون گر گئے، اس کے نشان تک پہچاننے میں نہ آتے تھے۔ اس کے راستے مِٹ مِٹا گئے اور شاہراہیں اُجڑ گئیں، وہ شیطان کے پیچھے لگ کر اس کی راہوں پر چلنے لگے اور اس کے گھاٹ پر اُتر پڑے۔ انہی کی وجہ سے اس کے پھریرے ہر طرف لہرانے لگے تھے۔ ایسے فتنوں میں جو انہیں اپنے سموں سے روندتے اور اپنے کُھروں سے کچلتے تھے اور اپنے پنجوں کے بَل مضبُوطی سے کھڑے ہوئے تھے۔ تو وہ لوگ ان میں حیران و سرگرداں، جاہل و فریب خوردہ تھے۔ ایک ایسے گھر میں جو خود اچھا، مگر اس کے بسنے والے بُرے تھے۔ جہاں نیند کی بجائے بیداری اور سُرمے کی جگہ آنسو تھے۔ اس سرزمین پر عالِم کے مُنہ میں لگام تھی اور جاہل معزّز و سرفراز تھا۔

اِسی خطبہ کا حصّہ جو اہلِ بیت نبی علیہمُ السّلام سے متعلق ہے

وہ سرِّ خُدا کے امین اور اس کے دین کی پناہ گاہ ہیں۔ علمِ الٰہی کے مخزن اور حکمتوں کے مرجع ہیں۔ کُتب (آسمانی) کی گھاٹیاں اور دین کے پہاڑ ہیں۔ انہی کے ذریعے اللہ نے اس کی پُشت کا خم سیدھا کیا اور اس کے پہلوؤں سے ضعف کی کپکپی دُور کی۔

اِسی خطبہ کا ایک حصّہ جو دُوسروں کے متعلق ہے

انھوں نے فِسق و فجور کی کاشت کی غفلت و فریب کے پانی سے اسے سینچا اور اس سے ہلاکت کی جنس حاصل کی۔ اس اُمّت میں کسی کو آلِ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، جن لوگوں پر ان کے احسانات ہمیشہ جاری رہے ہوں، وہ ان کے برابر نہیں ہو سکتے۔ وہ دین کی بنیاد اور یقین کے ستون ہیں۔ آگے بڑھ جانے والے کو ان کی طرف پلٹ کر آنا ہے اور پیچھے رہ جانے والے کو ان سے آکر ملنا ہے۔ حق ولایت کی خصوصیات انہی کے لیے ہیں اور انہی کے بارے میں "پیغمبرؐ کی" وصیّت اور انہی کے لیے (نبیؐ کی) وراثت ہے۔ اب یہ وقت وہ ہے کہ حق اپنے اہل کی طرف پلٹ آیا اور اپنی صحیح جگہ پر منتقل ہو گیا۔

خُطبہ:3

❁ خلفائے ثلاثہ کی حکومت کے بارے میں آپ کا نظریہ اور آپ کے عہد خلافت میں دُشمنوں کی شورش انگیزیاں ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ خطبہ شقشقیہ کے نام سے مشہور ہے

خُدا کی قسم! فرزندِ ابو قحافہ نے پیراہن خلافت پہن لیا۔ حالانکہ وہ میرے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا کہ میرا خلافت میں وہی مقام ہے جو چکّی کے اندر اس کی کیل کا ہوتا ہے، میں وہ (کوہِ بلند ہوں) جِس پر سے سیلاب کا پانی گُزر کر نیچے گِر جاتا ہے اور مجھ تک پرندہ پَر نہیں مار سکتا۔ (اس کے باوجود) میں نے خلافت کے آگے پردہ لٹکا دیا اور اس سے پہلو تہی کر لی اور سوچنا شروع کیا کہ اپنے کٹے ہوئے ہاتھوں سے حملہ کروں یا اس بھیانک تیر گی پر صبر کر لوں جِس میں سن رسیدہ بالکل ضعیف اور بچّہ بُوڑھا ہو جاتا ہے اور مومن اس میں جدوجہد کرتا ہوا اپنے پروردگار کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ مجھے اس اندھیر پر صبر ہی قرین عقل نظر آیا، لہٰذا میں نے صبر کیا۔ حالانکہ آنکھوں میں (غُبار اندوہ کی) خلش تھی اور حلق میں (غم ورنج کے) پھندے لگے ہوئے تھے۔ میں اپنی میراث کو لُٹتے دیکھ رہا تھا، یہاں تک کہ پہلے نے اپنی راہ لی اور اپنے بعد خلافت ابنِ خطاب کو دے گیا۔ (پھر حضرت نے بطورِ تمثیل اعشیٰ کا یہ شعر پڑھا) کہاں یہ دن جو ناقہ کے پالان پر کٹتا ہے اور کہاں وہ دن جو حیان برادر جابر کی صحبت میں گُزرتا تھا۔ تعجُّب ہے کہ وہ زندگی میں تو خلافت سے سبکدوش ہونا چاہتا تھا، لیکن اپنے مرنے کے بعد اس کی بنیاد دُوسرے کے لئے استوار کرتا گیا۔ بے شک ان دونوں نے سختی کے ساتھ خلافت کے تھنوں کو آپس میں بانٹ لیا۔ اس نے خلافت کو ایک سخت و دُرشت محل میں رکھ دیا۔ جِس کے چرکے کاری تھے۔ جِس کو چُھو کر بھی دُرُشتی محسوس ہوتی تھی۔ جہاں بات بات میں ٹھوکر کھانا اور پھر عُذر کرنا تھا۔ جِس کا اس سے سابقہ پڑے، وہ ایسا ہے جیسے سرکش اُونٹنی کا سوار کہ اگر مہار

کھینچتا ہے تو (اس کی مُنہ زوری سے) اس کی ناک کا درمیانی حصّہ ہی شگافتہ ہو اجاتا ہے جس کے بعد مہار دیناہی ناممکن ہو جائیگا اور اگر باگ کو ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے تو وہ اس کے ساتھ مہلکوں میں پڑ جائے گا۔ اس کی وجہ سے بقائے ایزد کی قسم !لوگ کجروی، سرکشی، متلون مزاجی اور بے راہ روی میں مبتلا ہو گئے۔ میں نے اس طویل مُدّت اور شدید مصیبت پر صبر کیا۔ یہاں تک کہ دُوسرا بھی اپنی راہ لگا اور خلافت کو ایک جماعت میں محدُود کر گیا اور مجھے بھی اس جماعت کا ایک فرد خیال کیا۔ اے اللہ! مجھے اس شوریٰ سے کیا لگاؤ؟ ان میں کے سب سے پہلے کے مقابلہ ہی میں میرے استحقاق و فضیلت میں کب شک تھا جو اب ان لوگوں میں مَیں بھی شامل کر لیا گیا ہوں۔ مگر میں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جب وہ زمین کے نزدیک ہو کر پرواز کرنے لگیں تو میں بھی ایسا ہی کرنے لگوں اور جب وہ اُونچے ہو کر اُڑنے لگیں تو میں بھی اسی طرح پرواز کروں (یعنی حتی الامکان کسی نہ کسی صُورت سے نباہ کرتا رہوں۔) ان میں سے ایک شخص تو کینہ و عناد کی وجہ سے مجھ سے مُنحرف ہو گیا اور دُوسرا دامادی اور بعض ناگفتہ بہ باتوں کی وجہ سے اِدھر جُھک گیا۔ یہاں تک کہ اس قوم کا تیسرا شخص پیٹ پھلائے سرگین اور چارے کے درمیان کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ اس کے بھائی بند اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جو اللہ کے مال کو اس طرح نگلتے تھے جس طرح اُونٹ فصل ربیع کا چارہ چرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ وقت آگیا جب اس کی بٹی ہوئی رسّی کے بل کُھل گئے اور اس کی بد اعمالیوں نے اس کا کام تمام کر دیا اور شکم پُری نے اسے مُنہ کے بل گرا دیا۔ اس وقت مجھے لوگوں کے ہجوم نے دہشت زدہ کر دیا جو میری جانب بجّو کے ایال کی طرح ہر طرف سے لگاتار بڑھ رہا تھا، یہاں تک کہ عالَم یہ ہُوا کہ حسنؑ اور حسینؑ کچلے جارہے تھے اور میری ردا کے دونوں کنارے پھٹ گئے تھے، وہ سب میرے گرد بکریوں کے گلّے کی طرح گھیر اڈالے ہوئے تھے۔ مگر اس کے باوجود جب میں امر خلافت کو لے کر اُٹھا تو ایک گروہ نے بیعت توڑ ڈالی اور دُوسرا دین سے نکل گیا اور تیسرے گروہ نے فسق اختیار کر لیا۔ گویا انھوں نے اللہ کا یہ ارشاد سُنا ہی نہ تھا کہ "یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لئے قرار دیا ہے جو دُنیا میں نہ (بے جا) بلندی چاہتے ہیں نہ فساد پھیلاتے ہیں اور اچھا انجام پرہیز گاروں کے لیے ہے" ہاں ہاں خُدا کی قسم! ان لوگوں نے اس کو سُنا تھا اور یاد کیا تھا۔ لیکن ان کی نگاہوں میں دُنیا کا جمال کھپ گیا اور اس کی سج دھج نے انہیں لبھا دیا۔ دیکھو! اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور ذی رُوح چیزیں پیدا کیں۔ اگر بیعت کرنے والوں کی موجودگی اور مدد کرنے والوں کے وجُود سے مجھ پر حُجّت تمام نہ ہو گئی ہوتی اور وہ عہد نہ ہوتا جو اللہ نے عُلماء سے لے رکھا ہے کہ وہ ظالم کی شکم پُری اور مظلُوم کی گرسنگی پر سکُون و قرار سے نہ بیٹھیں، تو میں خلافت کی باگ ڈور اسی کے کندھے پر ڈال دیتا اور اس کے آخر کو اسی پیالے سے سیراب کرتا، جس پیالے سے اس کے اوّل کو سیراب کیا تھا اور تُم اپنی دُنیا کو میری نظروں میں

بکری کی چھینک سے بھی زیادہ نا قابلِ اِعتنا پاتے۔

لوگوں کا بیان ہے کہ جب حضرت خطبہ پڑھتے ہُوئے اس مقام تک پہنچے تو ایک عراقی باشندہ آگے بڑھا اور ایک نوشتہ حضرت کے سامنے پیش کیا۔ آپؑ اسے دیکھنے لگے۔ جب فارغ ہُوئے تو ابنِ عباس نے کہا: یا امیر المومنینؑ! آپ نے جہاں سے خطبہ چھوڑا تھا وہیں سے اس کا سِلسِلہ آگے بڑھائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اے ابنِ عباس! یہ تو شقشقہ (گوشت کا وہ نرم لوتھڑا، جو اُونٹ کے مُنہ سے مستی و ہیجان کے وقت نکلتا ہے) تھا جو اُبھر کر دب گیا۔

ابنِ عباس کہتے تھے کہ مُجھے کِسی کلام کے متعلّق اتنا افسوس نہیں ہُوا جتنا اس کلام کے متعلّق اس بِنا پر ہُوا کہ حضرت وہاں تک نہ پہنچ سکے جہاں تک وہ پہنچنا چاہتے تھے۔

علّامہ رضی کہتے ہیں کہ خطبے کے اِن الفاظ کراکب الصعبة ان اشنق لها خَرَم و ان اسلس لها تقحم سے مُراد یہ ہے کہ سوار جب مہار کھینچنے میں ناقہ پر سختی کرتا ہے تو اس کھینچا تانی میں اس کی ناک زخمی ہوئی جاتی ہے اور اگر اس کی سرکشی کے باوجود باگ کو ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے تو وہ اسے کہیں نہ کہیں گِرا دیگی اور اس کے قابُو سے باہر ہو جائے گی۔ اشنق الناقه اس وقت بولا جاتا ہے جب سوار باگوں کو کھینچ کر اس کے سر کو اُوپر کی طرف اُٹھائے اور اسی طرح اشنق الناقه استعمال ہوتا ہے۔ ابن سکیت نے اصلاح المنطق میں اس کا ذکر کیا ہے حضرت نے اشنقها کے بجائے اشنق لها استعمال کیا ہے۔ چونکہ آپ نے یہ لفظ اسلس لها کے بالمقابل استعمال کیا ہے اور سلاست اسی وقت باقی رہ سکتی تھی۔ جب ان دونوں لفظوں کا نہج استعمال ایک ہو۔ گویا حضرت نے ان اشنق لَها کو ان رفع لها کی جگہ استعمال کیا ہے۔ یعنی اس کی باگیں اُوپر کی طرف اُٹھا کر روک رکھے۔

خُطبہ: 4

✿ حضرت کی دُور رَس بصیرت اور دین میں یقین کامل اور حضرت موسیٰؑ کے خوف زدہ ہونے کی وجہ ✿

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہماری وجہ سے تُم نے (گمراہی) کی تیرگیوں میں ہدایت کی روشنی پائی اور رفعت و بلندی کی چوٹیوں پر قدم رکھا اور ہمارے سبب سے اندھیری راتوں کو اندھیاریوں سے صُبح (ہدایت) کے اُجالوں میں آ گئے۔ وہ کان بہرے ہو جائیں جو چِلاّنے والے کی چیخ پُکار کو نہ سُنیں،

بھلاوہ کیونکر میری کمزور اور دِھیمی آواز کو سُن پائیں گے جو اللہ و رسُولؐ کی بلند بانگ صداؤں کے سُننے سے بھی بہرے رہ چکے ہوں۔ ان دِلوں کو سکون و قرار نصیب ہو، جن سے خوفِ خُدا کی دھڑکنیں الگ نہیں ہوتیں۔ میں تُم سے ہمیشہ غُدر و بیوفائی ہی کے نتائج کا منتظر رہا اور فریب خوردہ لوگوں کے سے رنگ ڈھنگ کے ساتھ تمہیں بھانپ لیا تھا۔ اگرچہ دین کے نقاب نے مجھ کو تُم سے چُھپائے رکھا۔ لیکن میری نیّت کے صِدق وصفا نے تمہاری صُورتیں مجھے دکھادی تھیں۔ میں بھٹکانے والی راہوں میں تمہارے لیے جادۂ حق پر کھڑا تھا۔ جہاں تُم مِلتے مِلاتے تھے مگر کوئی راہ دکھانے والا نہ تھا۔ تُم کنواں کھودتے تھے مگر پانی نہیں نکال سکتے تھے۔ آج میں نے اپنی اس خاموش زبان کو جِس میں بڑی بیان کی قُوت ہے، گویا کیا ہے۔ اس شخص کے رائے کے لیے دُوری ہو، جِس نے مجھ سے کنارہ کشی کی ۔ جب سے مجھے حق دکھایا گیا ہے میں نے کبھی اس میں شک وشُبہ نہیں کیا۔

حضرت موسیٰؑ نے اپنی جان کے لیے خوف کا لحاظ کبھی نہیں کیا۔ بلکہ جاہلوں کے غلبہ اور گمراہی کے تسلُّط کا ڈر تھا (اسی طرح میری اب تک کی خاموشی کو سمجھنا چاہئیے) آج ہم اور تُم حق و باطل کے دوراہے پر کھڑے ہوئے ہیں، جسے پانی کا اطمینان ہے وہ پیاس نہیں محسوس کرتا۔ اسی طری میری موجودگی میں تمہیں میری قدر نہیں۔

خُطبہ: 5

❁ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد جب ابُوسُفیان نے آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہی تو اس موقع پر فرمایا ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دُنیا سے رحلت فرمائی تو عباس اور ابُوسُفیان ابنِ حرب نے آپؑ سے عرض کیا کہ ہم آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں، جِس پر حضرت نے فرمایا:

اے لوگو! فتنہ وفساد کی موجوں کو نجات کی کشتیوں سے چیر کر اپنے کو نِکال لے جاؤ۔ تفرقہ واِنتشار کی راہوں سے اپنا رُخ موڑلو، فخرو مباہات کے تاج اُتار ڈالو۔ صحیح طریقۂ عمل اختیار کرنے میں کامیاب وہ ہے جو اُٹھے تو پَروبال کے ساتھ اُٹھے اور نہیں تو (اِقتدار کی کُرسی) دُوسروں کے لئے چھوڑ بیٹھے اور اس طرح خلق خُدا کو بدامنی سے راحت میں رکھے۔ (اس وقت طلبِ خلافت کے لیے کھڑا ہونا) یہ ایک گندلا پانی اور ایسا لقمہ ہے جو کھانے والے کے گلوگیر ہو کر رہے گا۔ پھلوں کو ان کے پکنے سے پہلے چننے والا ایسا ہے جیسے دُوسروں

کی زمین میں کاشت کرنے والا۔ اگر بولتا ہوں تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ دُنیوی سلطنت پر مٹے ہوئے ہیں اور چُپ رہتا ہوں تو کہتے ہیں کہ موت سے ڈر گئے۔ افسوس اب یہ بات جب کہ میں ہر طرح کے نشیب و فراز دیکھے بیٹھا ہوں۔ خُدا کی قسم! ابُو طالب کا بیٹا موت سے اتنا مانُوس ہے کہ بچہ اپنی ماں کی چھاتی سے اتنا مانُوس نہیں ہوتا۔ البتہ ایک علم پوشیدہ میرے سینے کی تہوں میں لپٹا ہُوا ہے کہ اسے ظاہر کردوں تو تُم اسی طرح پیچ و تاب کھانے لگو، جس طرح گہرے کنوؤں میں رسّیاں لرزتی اور تھرتھراتی ہیں۔

خُطبہ: 6

❁ جب طلحہ وزُبیر کے تعاقُب سے آپؑ کو روکا گیا تو اس موقع پر فرمایا ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جب آپؑ کو یہ مشورہ دیا گیا کہ آپ طلحہ وزُبیر کا پیچھا نہ کریں اور ان سے جنگ کرنے کی نہ ٹھان لیں، تو آپؑ نے فرمایا

خُدا کی قسم! میں اس بجّو کی طرح نہ ہوں گا جو لگاتار کھٹکھٹائے جانے سے سوتا ہوا بن جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کا طلبگار (شکاری) اس تک پہنچ جاتا ہے اور گھات لگا کر بیٹھنے والا اس پر اچانک قابُو پالیتا ہے، بلکہ میں تو حق کی طرف بڑھنے والوں اور گوش پر آواز اطاعت شعاروں کو لیکر ان خطاؤ شک میں پڑنے والوں پر اپنی تلوار چلاتا رہوں گا، یہاں تک کہ میری موت کا دن آجائے۔ خُدا کی قسم! جب سے اللہ نے اپنے رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دُنیا سے اُٹھایا۔ برابر دُوسروں کو مجھ پر مقدّم کیا گیا اور مجھے میرے حق سے محروم رکھا گیا۔

خُطبہ: 7

❁ منافقین کی حالت ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انھوں نے اپنے ہر کام کا کرتا دھرتا شیطان کو بنا رکھا ہے اور اس نے ان کو اپنا آلہ کار بنالیا ہے۔ اس نے ان کے سینوں میں انڈے دیئے ہیں اور بچّے نکالے ہیں اور انہی کی گود میں وہ بچّے رینگتے اور اُچھلتے کُودتے ہیں۔ وہ دیکھتا ہے تو ان کی آنکھوں سے، اور بولتا ہے تو ان کی زبانوں سے، اس نے انھیں خطاؤں کی راہ پر لگایا ہے اور بُری باتیں سجا کر ان کے سامنے رکھی ہیں، جیسے اس نے انہیں اپنے تسلّط میں شریک بنالیا ہو اور انھیں کی زبانوں سے اپنے کلام باطل کے ساتھ بولتا ہو۔

خُطبہ:8

❁ جب زُبیر نے یہ کہا کہ میں نے دل سے بیعت نہ کی تھی تو آپؑ نے فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ کلام زُبیر کے متعلّق اس وقت فرمایا جب کہ حالات اس قِسم کے بیان کے مقتضی تھے

وہ ایسا ظاہر کرتا ہے کہ اس نے بیعت ہاتھ سے کر لی تھی مگر دل سے نہیں کی تھی۔ بہر صُورت اس نے بیعت کا تو اِقرار کر لیا، لیکن اس کا یہ ادعا کہ اس کے دل میں کھوٹ تھا تو اسے چاہیئے کہ اس دعویٰ کے لیے کوئی دلیل واضح پیش کرے، ورنہ جِس بیعت سے مُنحرف ہُوا ہے اس میں واپس آئے۔

خُطبہ:9

❁ اصحاب جمل کا بوداپن ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہ رعد کی طرح گرجے اور بجلی کی طرح چمکے۔ مگر ان دونوں باتوں کے باوجود بُزدلی ہی دکھائی اور ہم جب تک دُشمن پہ ٹوٹ نہیں پڑتے گرجتے نہیں اور جب تک (عملی طور پر) برس نہیں لیتے (لفظوں کا) سیلاب نہیں بہاتے۔

خُطبہ:10

❁ طلحہ وزُبیر کے بارے میں ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیطان نے اپنے گروہ کو جمع کر لیا ہے اور اپنے سوار و پیادے سمیٹ لیے ہیں۔ میرے ساتھ یقیناً میری بصیرت ہے نہ میں نے خود (جان بُوجھ کر) کبھی اپنے کو دھوکا دیا اور نہ مُجھے واقعی کبھی دھوکا ہوا۔ خُدا کی قسم! میں ان کے لیے ایک ایسا حوض چھلکاؤں گا، جِس کا پانی نکالنے والا میں ہوں۔ انہیں ہمیشہ کے لیے نکلنے یا (نِکل کر) پھر واپس آنے کا کوئی امکان ہی نہ ہو گا۔

خُطبہ:11

❁ محمد ابنِ حنفیہ کو آداب حرب کی تعلیم ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب جنگ جمل میں عَلَم اپنے فرزند محمد ابنِ حنفیہ کو دیا، تو ان سے فرمایا

پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں مگر تُم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ اپنے دانتوں کو بھینچ لینا۔ اپنا کاسئہ سر اللہ کو عاریت دے دینا۔ اپنے قدم زمین میں گاڑ دینا۔ لشکر کی آخری صفوں پر اپنی نظر رکھنا اور (دُشمن کی کثرت وطاقت سے) آنکھوں کو بند کر لینا اور یقین رکھنا کہ مدد خُدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

خُطبہ:12

❁ عمل کا دارومدار نیّت پر ہے ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب خُداوندِ عالم نے آپؑ کو جمل والوں پر غلبہ عطا کیا تو اس موقعہ پر آپؑ کے ایک صحابی نے آپؑ سے عرض کیا کہ: میرا فلاں بھائی بھی یہاں موجود ہوتا تو وہ بھی دیکھتا کہ اللہ نے کیسی آپ کو دُشمنوں پر فتح و کامرانی عطا فرمائی ہے، تو حضرت نے فرمایا کہ:

کیا تمہارا بھائی ہمیں دوست رکھتا ہے؟ اس نے کہا کہ: ہاں، تو آپؑ نے فرمایا کہ: وہ ہمارے پاس موجود تھا، بلکہ ہمارے اس لشکر میں وہ اشخاص بھی موجود تھے، جو ابھی مردوں کی صلب اور عورتوں کے شکم میں ہیں۔ عنقریب زمانہ انھیں ظاہر کرے گا اور ان سے ایمان کو تقویّت پہنچے گی۔

خُطبہ:13

❁ بصرہ اور اہل بصرہ کی مذمّت میں ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل بصرہ کی مذمّت میں

تُم ایک عورت کی سپاہ اور ایک چوپائے کے تابع تھے۔ وہ بِلبلایا تو تم لبیک کہتے ہوئے بڑھے اور وہ زخمی ہُوا تو تم بھاگ کھڑے ہُوئے۔ تُم پست اخلاق و عہد شکن ہو۔ تمہارے دین کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ تمہاری سر زمین کا پانی تک شور ہے۔ تُم میں اقامت کرنے والا گُناہوں کے جال میں جکڑا ہُوا ہے اور تُم میں سے نکل جانے والا اپنے پروردگار کی رحمت کو پالینے والا ہے۔ وہ (آنے والا) منظر میری آنکھوں میں پھر رہا ہے۔ جبکہ تمہاری مسجدیُوں نمایاں ہوگی، جِس طرح کشتی کا سینہ، درآنحالیکہ اللہ نے تمہارے شہر پر اس کے اُوپر اور اس کے نیچے سے عذاب بھیج دیا ہوگا اور وہ اپنے رہنے والوں سمیت ڈوب چُکا ہوگا۔

✍ ایک اور روایت میں یوں ہے ✍

خُدا کی قسم! تمہارا شہر غرق ہو کر رہے گا۔ اس حد تک کہ اس کی مسجد کشتی کے اگلے حصّے یا سینے کے بھل بیٹھے ہوئے شُتر مُرغ کی طرح گویا مجھے نظر آرہی ہے۔ (ایک اور روایت میں اِس طرح ہے) جیسے پانی کے گہراؤ میں پرندے کا سینہ۔

✍ ایک اور روایت میں اِس طرح ہے ✍

تمہارا شہر اللہ کے سب شہروں سے مٹی کے لحاظ سے گندا اور بدبُودار ہے، یہ (سمندر کے) پانی سے قریب اور آسمان سے دُور ہے۔ بُرائی کے دس حصّوں میں سے نو حصّے اس میں پائے جاتے ہیں۔ جو اس میں آپہنچا وہ اپنے گُناہوں میں اسیر ہے اور جو اس سے چل دیا، عفوِ الٰہی اسکے شریکِ حال رہا۔ گویا میں اپنی آنکھوں سے اس بستی کو دیکھ رہا ہوں کہ سیلاب نے اسے اس حد تک ڈھانپ لیا ہے کہ مسجد کے کنگروں کے سِوا کُچھ نظر نہیں آتا اور وہ یُوں معلوم ہوتے ہیں جیسے سمندر کے گہراؤ میں پرندے کا سینہ۔

خُطبہ: 14

❁ اہل بصرہ کی مذمّت میں ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ بھی اہل بصرہ کی مذمّت میں ہے

تمہاری زمین (سمندر کے) پانی سے قریب اور آسمان سے دُور ہے۔ تمہاری عقلیں سُبک اور دانائیاں خام ہیں، تُم ہر تیر انداز کا نشانہ، ہر کھانے والے کا لُقمہ اور ہر شکاری کی صید افگنیوں کا شکار ہو۔

خُطبہ:15

حضرت عُثمان کی دی ہوئی جاگیریں جب پلٹالیں تو فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت عُثمان کی عطا کردہ جاگیریں جب مسلمانوں کو پلٹادیں تو فرمایا

خُدا کی قسم! اگر مُجھے ایسا مال بھی کہیں نظر آتا جو عورتوں کے مہر اور کنیزوں کی خریداری پر صَرف کیا جا چُکا ہوتا تو اسے بھی واپس پلٹا لیتا۔ چُونکہ عدل کے تقاضوں کو پُورا کرنے میں وُسعت ہے اور جِسے عدل کی صُورت میں تنگی محسُوس ہو اسے ظُلم کی صُورت میں اور زیادہ تنگی محسُوس ہو گی۔

خُطبہ:16

جب اہل مدینہ نے آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کی تو فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب مدینہ میں آپؑ کی بیعت ہوئی تو فرمایا

میں اپنے قول کا ذمّہ دار اور اس کی صحت کا ضامن ہوں۔ جِس شخص کو اس کے دیدۂ عبرت نے گذشتہ عقوبتیں واضح طور سے دکھادی ہوں، اسے تقویٰ شبہات میں اندھا دُھند کُودنے سے روک لیتا ہے۔ تمہیں جاننا چاہئیے کہ تمہارے لیے وہی ابتلا آت پھر پلٹ آئے ہیں، جو رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بعثت کے وقت تھے۔ اس ذات کی قسم! جِس نے رسُولؐ کو حق و صداقت کے ساتھ بھیجا۔ تم بُری طرح تہ و بالا کئے جاؤ گے اور اس طرح چھانٹے جاؤ گے جِس طرح چھلنی سے کسی چیز کو چھانا جاتا ہے اور اس طرح خلط ملط کئے جاؤ گے جِس طرح (چمچے سے ہنڈیا) یہاں تک کہ تمہارے ادنیٰ اعلیٰ اور اعلیٰ ادنیٰ ہو جائیں گے جو پیچھے تھے آگے بڑھ جائیں گے اور جو ہمیشہ آگے رہتے تھے وہ پیچھے چلے جائیں گے۔

خُدا کی قسم! میں نے کوئی بات پردے میں نہیں رکھی، نہ کبھی کذب بیانی سے کام لیا۔ مُجھے اس مقام اور اس دن کی پہلے ہی سے خبر دی جا چکی ہے۔ معلوم ہونا چاہئیے کہ گُناہ ان سرکش گھوڑوں کے مانند ہیں جن پر ان کے سواروں کو سوار کر دیا گیا ہو اور باگیں بھی ان کی اُتار دی گئی ہوں اور وہ لے جا کر انہیں دوزخ میں پھاند پڑیں اور تقویٰ رام کی ہوئی سواریوں کے مانند ہے جن پر ان کے سواروں کو سوار کیا گیا

ہو، اس طرح کہ باگیں ان کے ہاتھ میں دے دی گئی ہوں اور وہ انہیں (باطمینان) لے جاکر جنّت میں اُتار دیں۔ ایک حق ہوتا ہے اور ایک باطل اور کچھ حق والے ہوتے ہیں، کچھ باطل والے۔ اب اگر باطل زیادہ ہوگیا تو یہ پہلے بھی بہت ہوتا رہا ہے اور اگر حق کم ہوگیا ہے تو بسا اوقات ایسا ہُوا ہے اور بہت ممکن ہے کہ وہ اس کے بعد باطل پر چھا جائے۔ اگرچہ ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ کوئی چیز پیچھے ہٹ کر آگے بڑھے۔

علّامہ رضی فرماتے ہیں کہ: اِس مختصر سے کلام میں واقعی خُوبیوں کے اتنے مقام ہیں کہ احساسِ خُوبی کا اس کے تمام گوشوں کو پا نہیں سکتا اور اِس کلام سے حیرت و استعجابت کا حصّہ پسندیدگی کی مقدار سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس حالت کے باوجود جو ہم نے بیان کی ہے اِس میں فصاحت کے اتنے بے شمار پہلو ہیں جن کے بیان کرنے کا یارا نہیں۔ نہ کوئی انسان اِس کے عمیق گہرائیوں تک پہنچ سکتا ہے۔ میری اس بات کو وہی جان سکتا ہے جِس نے اس فن کا پُورا پُورا حق ادا کیا ہو اور اس کے رگ و ریشہ سے واقف ہو اور جاننے والوں کے سوا کوئی ان کو نہیں سمجھ سکتا۔

✍ اِسی خطبے کا ایک حصّہ یہ ہے ✍

جِس کے پیشِ نظر دوزخ و جنّت ہو، اس کی نظر کسی اور طرف نہیں اُٹھ سکتی۔ جو تیز قدم دوڑنے والا ہے، وہ نجات یافتہ ہے اور جو طلب گار ہو مگر سُست رفتار اسے بھی توقع ہوسکتی ہے، مگر جو (اِرادۃً) کوتاہی کرنے والا ہو، اسے تو دوزخ ہی میں گِرنا ہے۔ دائیں بائیں گمراہی کی راہیں ہیں اور درمیانی راستہ ہی صِراطِ مستقیم ہے۔ اس راستے پر اللہ کی ہمیشہ رہنے والی کتاب اور نبوّت کے آثار ہیں۔ اسی سے شریعت کا نفاذ و اجراء ہُوا اور اسی کی طرف آخر کار بازگشت ہے۔ جِس نے (غلط) ادعا کیا وہ تباہ و برباد ہُوا اور جِس نے افتراء باندھا، وہ ناکام و نامُراد رہا۔ جو حق کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے، تباہ ہوجاتا ہے، اور اِنسان کی جہالت اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ وہ اپنی قدر و منزلت کو نہ پہچانے۔ وہ اصل و اساس جو تقویٰ پر ہو برباد نہیں ہوتی اور اس کے ہوتے ہوئے کسی قوم کی کشت (عمل) بے آب و خشک نہیں رہتی۔ تُم اپنے گھر کے گوشوں میں چُھپ کر بیٹھ جاؤ۔ آپس کے جھگڑوں کی اِصلاح کرو، توبہ تمہارے عقب میں ہے۔ حمد کرنے والا صِرف اپنے پروردگار کی حمد کرے اور بھلا بُرا کہنے والا اپنے ہی نفس کی ملامت کرے۔

خُطبہ:17

مسند قضاپر بیٹھنے والے نااہلوں کی مذمّت میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ان لوگوں کے بارے میں جو اُمّت کے فیصلے چُکانے کے لیے مسند قضا پر بیٹھ جاتے ہیں حالانکہ وہ اس کے اہل نہیں ہوتے

تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خُدا کے نزدیک مبغوض دو شخص ہیں۔ ایک وُہ جسے اللہ نے اس کے نفس کے حوالے کر دیا ہو (یعنی اس کی بد اعمالیوں کی وجہ سے اپنی توفیق سلب کر لی) جِس کے بعد وہ سیدھی راہ سے ہٹا ہُوا، بِدعت کی باتوں پر فریفتہ اور گمراہی کی تبلیغ پر مٹا ہُوا ہے۔ وہ اپنے ہوا خواہوں کے لیے فتنہ اور سابقہ لوگوں کی ہدایت سے برگشتہ ہے۔ وہ تمام ان لوگوں کے لیے جو اس کی زندگی میں، یا اس کی موت کے بعد اس کی پیروی کریں، گمراہ کرنے والا ہے۔ وہ دُوسروں کے گُناہوں کا بوجھ اُٹھائے ہوئے اور خود اپنی خطاؤں میں جکڑا ہُوا ہے، اور دُوسرا شخص وُہ ہے جِس نے جہالت کی باتوں کو (اِدھر اُدھر سے) بٹور لیا ہے۔ وہ اُمّت کے جاہل افراد میں دوڑ دُھوپ کرتا ہے اور فتنوں کی تاریکیوں میں غافل و مدہوش پڑا رہتا ہے اور امن و آشتی کے فائدوں سے آنکھ بند کر لیتا ہے۔ چند انسانی شکل و صُورت سے مِلتے جُلتے ہوئے لوگوں نے اسے عالم کا لقب دے رکھا ہے، حالانکہ وہ عالم نہیں۔ وہ ایسی (بے سُود) باتوں کے سمیٹنے کے لیے مُنہ اندھیرے نِکل پڑتا ہے جن کا نہ ہونا ہونے سے بہتر ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس گندے پانی سے سیراب ہو لیتا ہے اور لایعنی باتوں کو جمع کر لیتا ہے تو لوگوں میں قاضی بن کر بیٹھ جاتا ہے اور دُوسروں پر مُشتبہ رہنے والے مسائل کے حل کرنے کا ذمّہ لے لیتا ہے۔ اگر کوئی اُلجھا ہُوا مسئلہ اس کے سامنے پیش ہوتا ہے تو اپنی رائے سے اس کے لیے بھرتی کی فرسُودہ دلیلیں مُہیّا کر لیتا ہے اور پھر اس پر یقین بھی کر لیتا ہے۔ اس طرح وہ شبہات کے اُلجھاؤ میں پھنسا ہُوا ہے جِس طرح مکڑی خود ہی اپنے جالے کے اندر۔ وہ خود یہ نہیں جانتا کہ اس نے صحیح حکم دیا ہے یا غلط۔ اگر صحیح بات بھی کہی ہو تو اسے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں غلط نہ ہو اور غلط جواب ہو تو اسے یہ توقع رہتی ہے کہ شاید یہی صحیح ہو۔ وہ جہالتوں میں بھٹکنے والا جاہل اور اپنی نظر کے دُھندلا پن کے ساتھ تاریکیوں میں بھٹکنے والی سواریوں پر سوار ہے۔ نہ اس نے حقیقت علم کو پرکھا، نہ اس کی تہ تک پہنچا۔ وہ روایات کو اس طرح درہم وبرہم کرتا ہے، جِس طرح ہَوا سُوکھے ہوئے تنکوں کو۔ خُدا کی قسم! وہ ان مسائل کے حل کرنے کا اہل نہیں جو اس سے پوچھے جاتے ہیں اور نہ اس منصب کے قابل ہے جو اسے سپُرد کیا گیا ہے۔ جِس چیز کو وہ نہیں جانتا اس چیز کو وہ کوئی قابلِ اعتنا علم ہی نہیں قرار دیتا اور جہاں تک وہ پہنچ سکتا ہے اس کے آگے یہ سمجھتا ہی نہیں

کہ کوئی دُوسرا پہنچ سکتا ہے اور جو بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی اسے پی جاتا ہے، کیونکہ وہ اپنی جہالت کو خود جانتا ہے۔(ناحق بہائے ہوئے)خُون اس کے ناروا فیصلوں کی وجہ سے چیخ رہے ہیں اور غیر مستحق افراد کو پہنچی ہوئی میراثیں چلا رہی ہیں۔ اللہ ہی سے شکوہ ہے ان لوگوں کا جو جہالت میں جیتے ہیں اور گمراہی میں مَر جاتے ہیں۔ ان میں قرآن سے زیادہ کوئی بے قیمت چیز نہیں، جب کہ اسے اس طرح پیش کیا جائے جیسا پیش کرنے کا حق ہے اور اس قرآن سے زیادہ ان میں کوئی مقبول اور قیمتی چیز نہیں۔ اس وقت جبکہ اس کی آیتوں کا بے محل استعمال کیا جائے۔ ان کے نزدیک نیکی سے زیادہ کوئی بُرائی اور بُرائی سے زیادہ کوئی نیکی نہیں۔

خُطبہ:18

عُلماء کے مختلف آراء ہونے کی مذمّت اور تصویب کی رد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتاویٰ میں علماء کے مختلف الآرا ہونے کی مذمّت میں فرمایا

جب ان میں سے کسی ایک کے سامنے کوئی معاملہ فیصلہ کے لئے پیش ہوتا ہے تو وہ اپنی رائے سے اس کا حکم لگا دیتا ہے۔ پھر وہی مسئلہ بعینہ دُوسرے کے سامنے پیش ہوتا ہے تو وہ اس پہلے کے حکم کے خلاف حکم دیتا ہے، پھر یہ تمام کے تمام قاضی اپنے اس خلیفہ کے پاس جمع ہوتے ہیں جِس نے انھیں قاضی بنا رکھا ہے تو وہ سب کی رایوں کو صحیح قرار دیتا ہے۔ حالانکہ ان کا اللہ ایک، نبی ایک اور کتاب ایک ہے۔ (انھیں غور تو کرنا چاہئیے) کیا اللہ نے انھیں اختلاف کا حکم دیا تھا اور یہ اختلاف کر کے اس کا حکم بجالاتے ہیں؟ یا اس نے تو حقیقتاً اختلاف سے منع کیا ہے، یہ اختلاف کر کے عمداً اس کی نافرمانی کرنا چاہتے ہیں۔ یا یہ کہ اللہ نے دین کو ادھورا چھوڑ دیا تھا اور ان سے تکمیل کے لیے ہاتھ بٹانے کا خواہشمند ہُوا تھا، یا یہ کہ اللہ کے شریک تھے کہ انھیں اس کے احکام میں دخل دینے کا حق ہو اور اس پر لازم ہو کہ وہ اس پر رضامند رہے، یا یہ کہ اللہ نے تو دین کو مکمّل اُتارا تھا، مگر اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کے پہنچانے اور ادا کرنے میں کوتاہی کی تھی۔ اللہ نے قرآن میں تو یہ فرمایا ہے کہ ہم نے کتاب میں کسی چیز کے بیان کرنے میں کوتاہی نہیں کی اور اس میں ہر چیز کا واضح بیان کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ قرآن کے بعض حصّے بعض حصّوں کی تصدیق کرتے ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ چُنانچہ اللہ کا یہ اِرشاد ہے کہ اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کا بھیجا ہُوا ہوتا، تو تُم اس میں کافی اختلاف پاتے اور یہ کہ اس کا ظاہر خوش نما اور باطن

گہرا ہے۔ نہ اس کے عجائبات مٹنے والے اور نہ اس کے لطائف ختم ہونے والے ہیں۔ ظُلمت (جہالت) کا پردہ اسی سے چاک کیا جاتا ہے۔

خُطبہ:19

❁ اشعث ابنِ قیس کی غدّاری و نفاق کا تذکرہ ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر المومنین علیہ السّلام منبرِ کوفہ پر خُطبہ اِرشاد فرما رہے تھے کہ اشعث ابنِ قیس نے آپ کے کلام پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ: یاامیر المومنین علیہ السّلام! یہ بات تو آپ کے حق میں نہیں بلکہ آپ کے خلاف پڑتی ہے۔ تو حضرت نے اسے نگاہِ غضب سے دیکھا اور فرمایا: تجھے کیا معلوم کہ کون سی چیز میرے حق میں ہے اور کون سی چیز میرے خلاف جاتی ہے۔ تجھ پر اللہ کی پھٹکار اور لعنت کرنے والوں کی توجولاہے کا بیٹا جولاہا اور کافر کی گود میں پلنے والا منافق ہے۔ تو ایک دفعہ کافروں کے ہاتھوں میں اور ایک دفعہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں اسیر ہوا، لیکن تجھ کو تیر امال اور حسب اس عار سے نہ بچا سکا اور جو شخص اپنی قوم پر تلوار چلوا دے اور اس کی طرف موت کو دعوت اور ہلاکت کا بلاوادے، وہ اسی قابل ہے کہ قریبی اس سے نفرت کریں اور دُور والے بھی اس پر بھروسہ نہ کریں۔

سیّد رضی فرماتے ہیں کہ یہ ایک دفعہ کُفر کے زمانہ میں اور ایک دفعہ اسلام کے زمانہ میں اسیر کیا گیا تھا۔ رہا حضرت کا یہ ارشاد کہ جو شخص اپنی قوم پر تلوار چلوادے، تو اس سے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جو اشعث کو خالد ابنِ ولید کے مقابلہ میں یمامہ میں پیش آیا تھا کہ جہاں اس نے اپنی قوم کو فریب دیا تھا اور ان سے چال چلی تھی۔ یہاں تک کہ خالد نے ان پر حملہ کر دیا اور اس واقعہ کے بعد اس کی قوم والوں نے اس کا لقب عرف النار رکھ دیا اور یہ ان کے محاورہ میں غدّار کے لیے بولا جاتا ہے۔

خُطبہ:20

❁ موت کی ہولناکی اور اس سے عبرت اندوزی ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جن چیزوں کو تمہارے مرنے والوں نے دیکھا ہے اگر تُم بھی دیکھ لیتے تو گھبرا جاتے اور سراسیمہ اور مضطرب ہو جاتے اور (حق کی بات) سُنتے اور اس پر عمل کرتے۔ لیکن جو انھوں نے دیکھا ہے وہ ابھی تُم سے پوشیدہ ہے اور قریب ہے کہ وہ پردہ اُٹھا دیا جائے۔ اگر تُم چشم بینا و

گوش شنوار کھتے ہو تو تمہیں سُنایا اور دکھایا جا چُکا ہے اور ہدایت کی طلب ہے تو تمہیں ہدایت کی جا چکی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کی عبرتیں تمہیں بلند آواز سے پُکار چکی ہیں اور دھمکانے والی چیزوں سے تمہیں دھمکایا جا چُکا ہے۔ آسمانی رسُولوں (فرشتوں) کے بعد بشر ہی ہوتے ہیں جو تُم تک اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح میری زبان سے جو ہدایت ہو رہی ہے در حقیقت اللہ کا پیغام ہے جو تُم تک پہنچ رہا ہے۔

خُطبہ:21

❁ دُنیا میں سُبکبار رہنے کی تعلیم ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہاری منزل مقصُود تمہارے سامنے ہے۔ موت کی ساعت تمہارے عقب میں ہے، جو تمہیں آگے کی طرف لے چل رہی ہے۔ ہلکے پُھلکے رہو تا کہ آگے بڑھنے والوں کو پا سکو۔ تمہارے اگلوں کو پچھلوں کا انتظار کرایا جا رہا ہے۔ (کہ یہ بھی ان تک پہنچ جائیں)۔

سیّد رضی فرماتے ہیں کہ: کلام خُدا اور رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد جِس کلام سے بھی اِن کلمات کا موازنہ کیا جائے تو حُسن وخوبی میں ان کا پلّہ بھاری رہے گا اور ہر حیثیت سے بڑھے چڑھے رہیں گے اور آپؑ کا یہ اِرشاد کہ **تخففوا تلحقوا** اس سے بڑھ کر تو کوئی جُملہ سُننے ہی میں نہیں آیا، جِس کے الفاظ کم ہوں اور معنی بہت ہوں۔ اللہ اکبر! کتنے اِس کلمہ کے معنی بلند اور اِس حکمت کا چشمہ صاف وشفاف ہے اور ہم نے اپنی کتاب خصائص میں اس فقرے کی عظمت اور اس کے معنی کی بلندی پر روشنی ڈالی ہے۔

خُطبہ:22

❁ قتل عُثمان کا الزام عائد کرنے والوں کے بارے میں ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معلوم ہونا چاہیئے کہ شیطان نے اپنے گروہ کو بھڑکانا شروع کر دیا اور اپنی فوجیں فراہم کر لی ہیں تا کہ ظُلم اپنی انتہا کی حد تک اور باطل اپنے مقام پر پلٹ آئے۔ خُدا کی قسم! انھوں نے مجھ پر کوئی سچّا الزام نہیں لگایا اور نہ انھوں نے میرے اور اپنے درمیان انصاف برتا۔ وہ مجھ سے اس حق کا مطالبہ کرتے ہیں، جسے خود ہی انھوں نے چھوڑ دیا اور اس خُون کا عوض چاہتے ہیں، جسے انھوں نے خود بہایا ہے۔ اب اگر اس میں مَیں ان کا شریک تھا تو پھر اس میں ان کا بھی تو حصّہ نکلتا ہے اور اگر وُہی اس کے مرتکب ہوئے ہیں، مَیں نہیں تو پھر اس کی

سزا بھی صِرف انہی کو بھگتنا چاہیئے، جو سب سے بڑی دلیل وہ میرے خلاف پیش کریں گے وہ انہی کے خلاف پڑے گی۔ وہ اس ماں کا دُودھ پینا چاہتے ہیں جِس کا دُودھ منقطع ہو چُکا ہے اور مری ہوئی بِدعت کو پھر سے زندہ کرنا چاہتے ہیں۔اُف کتنا نامُراد یہ جنگ کے لیے پُکارنے والا ہے۔ یہ ہے کون جو للکارنے والا ہے اور کس مقصد کے لیے اس کی بات کو سُنا جا رہا ہے اور میں تو اس سے خوش ہوں کہ ان پر اللہ کی حُجّت تمام ہو چکی ہے اور ہر چیز اس کے علم میں ہے۔ اگر ان لوگوں نے اطاعت سے انکار کیا، تو میں تلوار کی باڑ ان کے سامنے رکھ دوں گا، جو باطل سے شِفا دینے اور حق کی نُصرت کے لیے کافی ہے۔ حیرت ہے کہ وہ مجھے یہ پیغام بھیجتے ہیں کہ میں نیزہ زنی کے لیے میدان میں اُتر آؤں اور تلواروں کی جنگ کے لیے جمنے پر تیار رہوں۔ رونے والیاں ان کے غم میں روئیں۔ میں تو ہمیشہ ایسا رہا کہ جنگ سے مجھے دھمکایا نہیں جا سکا اور شمشیر زنی سے خوفزدہ نہیں کیا جا سکا اور میں اپنے پروردگار کی طرف سے یقین کے درجہ پر فائز ہوں اور اپنے دین کی حقّانیت میں مجھے کوئی شک نہیں ہے۔

خُطبہ:23

❁ حسد سے باز رہنے اور عزیز و اقارب سے حُسنِ سلوک کے بارے میں ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر شخص کے مقسُوم میں جو کم یا زیادہ ہوتا ہے، اسے لے کر فرمانِ قضا آسمان سے زمین پر اس طرح اُترتے ہیں، جِس طرح بارش کے قطرات۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے اہل و مال و نفس میں فراوانی و وُسعت پائے تو یہ چیز اس کے لیے کبیدگی خاطر کا سبب نہ بنے، جب تک کوئی مرد مسلمان کسی ایسی ذلیل حرکت کا مرتکب نہیں ہوتا کہ جو ظاہر ہو جائے، تو اس کے تذکرہ سے اسے آنکھیں نیچی کرنا پڑیں اور جِس سے ذلیل آدمیوں کی جُرأت بڑھے، وہ اس کامیاب جواری کے مانند ہے جو جوئے کے تیروں کا پانسہ پھینک کر پہلے مرحلے پر ہی ایسی جیت کا متوقع ہوتا ہے، جِس سے اسے فائدہ حاصل ہو اور پہلے نقصان ہو بھی چُکا ہے، تو وہ دُور ہو جائے۔ اسی طرح وہ مسلمان جو بد دیانتی سے پاک دامن ہو، دو اچھائیوں میں سے ایک کا منتظر رہتا ہے۔ یا اللہ کی طرف سے بُلاوا آئے تو اس شکل میں اللہ کے یہاں کی نعمتیں ہی اس کے لیے بہتر ہیں اور یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے (دُنیا کی) نعمتیں حاصل ہوں تو اس صُورت میں اس کے مال بھی ہے اور اولاد بھی اور پھر اس کا دین اور عزّتِ نفس بھی برقرار رہے۔ بیشک مال و اولاد دُنیا کی کھیتی اور عمل صالح آخرت کی کشتِ زار ہے اور

بعض لوگوں کے لیے اللہ ان دونوں چیزوں کو یکجا کر دیتا ہے۔ جتنا اللہ نے ڈرایا ہے اتنا اس سے ڈرتے رہو اور اتنا اس سے خوف کھاؤ کہ تمہیں عُذر نہ کرنا پڑے ۔ عمل بے رِیا کرو اس لیے کہ جو شخص کسی اور کے لیے عمل کرتا ہے اللہ اس کو اسی کے حوالہ کر دیتا ہے۔ ہم اللہ سے شہیدُوں کی منزلت، نیکوں کی ہمدمی اور انبیاؑء کی رفاقت کا سوال کرتے ہیں۔

اے لوگو! کوئی شخص بھی اگرچہ وہ مالدار ہو اپنے قبیلہ والوں اور اس امر سے کہ وہ اپنے ہاتھوں اور زبانوں سے اس کی حمایت کریں بے نیاز نہیں ہو سکتا اور وہی لوگ سب سے زیادہ اس کے پُشت پناہ اور اس کی پریشانیوں کو دُور کرنے والے اور مصیبت پڑنے کی صُورت میں اس پر شفیق و مہربان ہوتے ہیں۔ اللہ جِس شخص کا سچّا ذِکرِ خیر لوگوں میں برقرار رکھتا ہے تو یہ اس مال سے کہیں بہتر ہے، جِس کا وہ دُوسروں کو وارث بنا جاتا ہے۔

اِسی خطبہ کا ایک جُز یہ ہے

دیکھو تُم میں سے اگر کوئی شخص اپنے قریبیوں کو فقر و فاقہ میں پائے تو ان کی احتیاج کو اس امداد سے دُور کرنے میں پہلو تہی نہ کرے، جِس کے روکنے سے یہ کچھ بڑھ نہ جائے گا اور صَرف کرنے سے اس میں کچھ کمی نہ ہو گی، جو شخص اپنے قبیلے کی اعانت سے ہاتھ روک لیتا ہے تو اس کا تو ایک ہاتھ رُکتا ہے لیکن وقت پڑنے پر بہت سے ہاتھ اس کی مدد سے رُک جاتے ہیں۔ جو شخص نرم خو ہو وہ اپنی قوم کی محبّت ہمیشہ باقی رکھ سکتا ہے۔

شریف رضی فرماتے ہیں کہ: یہاں پر غفیرۃ کے معنی کثرت و زیادتی کے ہیں اور یہ عربوں کے قول الجم الغفیر اور الجماء الغفیر (اژدہام) سے ماخوذ ہے اور بعض روایتوں میں غفیرہ کے بجائے عفوہ ہے اور عفوہ کسی شے کے عمدہ اور منتخب حصّہ کو کہتے ہیں۔ یوں کہا جاتا ہے اکلت عفوۃ الطعام یعنی میں نے منتخب اور عمدہ کھانا کھایا۔ و من یقبض یدہ عن عشیرتہ (تا آخر کلام) کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس جملہ کے معنی کتنے حَسین و دِلکش ہیں۔ حضرت کی مُراد یہ ہے کہ جو شخص اپنے قبیلہ سے حُسنِ سلوک نہیں کرتا تو اس نے ایک ہی ہاتھ کی منفعت کو روکا۔ لیکن جب ان کی اِمداد کی ضرورت پڑے گی اور ان کی ہمدردی و اعانت کے لیے لاچار و مُضطر ہو گا تو وُہ ان کے بہت سے بڑھنے والے ہاتھوں اور اُٹھنے والے قدموں کی ہمدردیوں اور چارہ سازیوں سے محروم ہو جائے گا۔

خُطبہ:24

❁ جنگ پر آمادہ کرنے کے لیے فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھے اپنی زندگی کی قسم! میں حق کے خلاف چلنے والوں اور گمراہی میں بھٹکنے والوں سے جنگ میں کسی قِسم کی رُو رعایت اور سُستی نہیں کروں گا۔ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اس کے غضب سے بھاگ کر اس کے دامن رحمت میں پناہ لو۔ اللہ کی دکھائی ہُوئی راہ پر چلو اور اس کے عائد کردہ احکام کو بجالاؤ (اگر ایسا ہو تو) علی تمہاری نجات اُخروی کا ضامن ہے۔ اگرچہ دُنیوی کامرانی تمہیں حاصل نہ ہو۔

خُطبہ:25

❁ بُسر ابنِ ابی ارطات کی تاخت و تاراج کے بعد جنگ سے جی چُرانے والے ساتھیوں کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب امیر المومنین علیہ السّلام کو پے در پے یہ اِطلاعات ملیں کہ مُعاویہ کے اصحاب (آپ کے مقبوضہ) شہروں پر تَسلُّط جمارہے ہیں اور یمن کے عامل عبید اللہ ابنِ عباس اور سپہ سالارِ لشکر سعید ابنِ نمران بُسر ابن ابی ارطات سے مغلُوب ہو کر حضرت کے پاس پلٹ آئے تو آپؑ اپنے اصحاب کی جہاد میں سُستی اور رائے کی خلاف ورزی سے بددل ہو کر منبر کی طرف بڑھے اور فرمایا:

یہ عالَم ہے اس کوفہ کا، جِس کا بندوبست میرے ہاتھ میں ہے۔ (اے شہر کوفہ!) اگر تیرا یہی عالَم رہا کہ تجھ میں آندھیاں چلتی رہیں، تو خُدا تجھے غارت کرے۔ پھر آپؑ نے شاعر کا یہ شعر بطورِ تمثیل پڑھا۔

اے عمرو! تیرے اچھے باپ کی قسم! مجھے تو اس برتن سے تھوڑی سی چکناہٹ ہی ملی ہے (جو برتن کے خالی ہونے کے بعد اس میں لگی رہ جاتی ہے) مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ بُسر یمن پر چھا گیا ہے۔ بخدا میں تو اب ان لوگوں کے متعلق یہ خیال کرنے لگا ہوں کہ وہ عنقریب سلطنت و دولت کو تم سے ہتیا لیں گے، اس لیے کہ وہ (مرکز) باطل پر مُتّحد و یکجا ہیں اور تم اپنے (مرکز) حق سے پراگندہ و منتشر۔ تُم امر حق میں اپنے امام کے نافرمان اور وہ باطل میں بھی اپنے امام کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ وہ اپنے ساتھی (مُعاویہ) کے ساتھ امانت داری کے فرض کو پُورا کرتے ہیں اور تُم خیانت کرنے سے نہیں چوکتے۔ وہ اپنے شہروں میں امن بحال رکھتے ہیں اور تُم شورشیں برپا کرتے ہو۔ میں اگر تُم میں سے کسی کو لکڑی کے ایک پیالے کا بھی امین بناؤں تو یہ ڈر رہتا ہے کہ وہ اس کے کُنڈے کو توڑ کر لے جائے گا۔ اے اللہ! وہ

مجھ سے تنگ دل ہو چکے ہیں اور میں ان سے۔ وہ مجھ سے اُکتا چکے ہیں اور میں ان سے۔ مجھے ان کے بدلے میں اچھے لوگ عطا کر اور میرے بدلے میں انھیں کوئی اور بُرا حاکم دے۔ خُدایا! ان کے دلوں کو اس طرح (اپنے غضب سے) پگھلا دے جس طرح نمک پانی میں گھول دیا جاتا ہے۔ خُدا کی قسم! میں اس چیز کو دوست رکھتا ہوں کہ تمہارے بجائے میرے پاس بنی فراس ابنِ غنم کے ایک ہی ہزار سوار ہوتے ایسے (جن کا وصف شاعر نے یہ بیان کیا ہے کہ) اگر تُم کسی موقعہ پر انہیں پُکارو تو تمہارے پاس ایسے سوار پہنچیں، جو تیز روی میں گرمیوں کے اَبر کے مانند ہیں۔ اس کے بعد حضرت منبر سے نیچے اُتر آئے۔

سیّد رضیؒ کہتے ہیں کہ اِس شعر میں لفظ ارمیہ رمی کی جمع ہے، جس کے معنی اَبر کے ہیں اور حمیم کے معنی یہاں پر موسم گرما کے ہیں اور شاعر نے گرمیوں کے اَبر کی تخصیص اس لیے کی ہے کہ وہ سریع السیر اور تیز رفتار ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ پانی سے خالی ہوتا ہے اور اَبر سُست گام اس وقت ہوتا ہے جب اس میں پانی بھرا ہُوا ہو اور ایسے اَبر (مُلکِ عرب میں) عموماً سردیوں میں اُٹھتے ہیں۔ اِس شعر سے شاعر کا مقصود یہ ہے کہ انہیں جب مدد کے لیے پُکارا جاتا ہے اور ان سے فریاد رسی کی جاتی ہے تو وہ تیزی سے بڑھتے ہیں اور اس کی دلیل شعر کا پہلا مصرع ہے۔ هنالك لو دعوت اتاك منهم (اگر تُم پُکارو تو وہ تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔)

خُطبہ:26

❁ بعثت کے قبل عرب کی حالت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد اہل دُنیا کی بے رُخی اور مُعاویہ اور عمرو ابنِ عاص کا معاہدہ ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تبارک و تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تمام جہانوں کو (ان کی بد اعمالیوں سے) مُتنبّہ کرنے والا اور اپنی وحی کا امین بنا کر بھیجا۔ اے گروہ عرب! اس وقت تُم بدترین دین پر اور بدترین گھروں میں تھے، کُھردرے پتھروں اور زہریلے سانپوں میں تُم بود و باش رکھتے تھے۔ تُم گدلا پانی پیتے اور موٹا جھوٹا کھاتے تھے، ایک دُوسرے کا خون بہاتے اور رشتہ قرابت قطع کیا کرتے تھے۔ بُت تمہارے درمیان گھڑے ہوئے تھے اور گُناہ تُم سے چمٹے ہوئے تھے۔

اِسی خطبہ کا ایک حصّہ یہ ہے

میں نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا، تو مجھے اپنے اہل بیت علیہم السّلام کے علاوہ کوئی اپنا مُعین و مددگار نظر نہ آیا۔ میں نے انھیں موت کے مُنہ میں

دینے سے بخل کیا۔ آنکھوں میں خس و خاشاک تھا، مگر میں نے چشم پوشی کی۔ حلق میں پھندے تھے، مگر میں نے غم و غُصّہ کے گھونٹ پی لیے اور گلوگرفتگی کے باوجود حنظل سے زیادہ تلخ حالات پر صبر کیا۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

اس نے اس وقت تک مُعاویہ کی بیعت نہیں کی جب تک یہ شرط اس سے منوانہ لی کہ وہ اس بیعت کی قیمت ادا کرے۔ اس بیعت کرنے والے کے ہاتھوں کو فتح و فیروز مندی نصیب نہ ہو اور خریدنے والے کے معاہدے کو ذِلّت و رسوائی حاصل ہو (لو اب وقت آگیا کہ) تُم جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ اور اس کے لیے سازوسامان مہیّا کرلو۔ اس کے شعلے بھڑک اُٹھے ہیں اور لپٹیں بلند ہو رہی ہیں اور جامۂ صبر پہن لو، کہ اس سے نُصرت و کامرانی حاصل ہونے کا زیادہ امکان ہے۔

خُطبہ: 27

جہاد پر برانگیختہ کرنے کے لیے فرمایا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جہاد جنّت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے اللہ نے اپنے خاص دوستوں کے لیے کھولا ہے۔ یہ پرہیزگاری کا لباس، اللہ کی محکم زِرہ اور مضبُوط سِپر ہے۔ جو اس سے پہلو بچاتے ہوئے اسے چھوڑ دیتا ہے، خُدا اسے ذِلّت و خواری کا لباس پہنا اور مصیبت و ابتلا کی رِدا اوڑھا دیتا ہے اور ذِلّتوں اور خواریوں کے ساتھ ٹھکرا دیا جاتا ہے اور مدہوشی و غفلت کا پردہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے اور جہاد کو ضائع و برباد کرنے سے حق اس کے ہاتھ سے لے لیا جاتا ہے۔ ذِلّت اسے سہنا پڑتی ہے اور انصاف اس سے روک لیا جاتا ہے۔ میں نے اس قوم سے لڑنے کے لیے رات بھی اور دن بھی، علانیہ بھی اور پوشیدہ بھی تمہیں پُکارا اور للکارا اور تُم سے کہا کہ قبل اس کے کہ وہ جنگ کے لیے بڑھیں، تُم ان پر دھاوا بول دو۔ خُدا کی قسم! جن افراد و قوم پر ان کے گھروں کے حدُود کے اندر ہی حملہ ہو جاتا ہے وہ ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ لیکن تُم نے جہاد کو دُوسروں پر ٹال دیا اور ایک دُوسرے کی مدد سے پہلو بچانے لگے۔ یہاں تک کہ تُم پر غارت گریاں ہوئیں اور تمہارے شہروں پر زبردستی قبضہ کر لیا گیا۔ اسی بنی غامد کے آدمی (سُفیان ابنِ عوف) ہی کو دیکھ لو کہ اس کی فوج کے سوار (شہر) انبار کے اندر پہنچ گئے اور حسّان ابنِ حسّان بکری کو قتل کر دیا اور تمہارے محافظ سواروں کو سرحدوں سے ہٹا دیا اور مجھے تو یہ اطلاعات بھی ملی ہیں

کہ اس جماعت کا ایک آدمی مسلمان اور ذمّی عورتوں کے گھروں میں گھس جاتا تھا اور ان کے پیروں سے کڑے (ہاتھوں سے کنگن) اور گلوبند اور گوشوارے اُتار لیتا تھا اور ان کے پاس اس سے حفاظت کا کوئی ذریعہ نظر نہ آتا تھا۔ سوا اس کے کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن کہتے ہوئے صبر سے کام لیں، یا خوشامدیں کر کے اس سے رحم کی التجا کریں۔ وہ لدے پھندے ہوئے پلٹ گئے، نہ کسی کو زخم آیا، نہ کسی کا خون بہا۔ اب اگر کوئی مسلمان ان سانحات کے بعد رنج و ملال سے مر جائے تو اسے ملامت نہیں کی جاسکتی، بلکہ میرے نزدیک ایسا ہی ہونا چاہئیے۔ العجب ثم العجب خُدا کی قسم! ان لوگوں کا باطل پر ایکا کر لینا اور تمہاری جمعیت کا حق سے منتشر ہو جانا دل کو مُردہ کر دیتا ہے اور رنج و اندوہ بڑھا دیتا ہے، تمہارا بُرا ہو، تُم غم و حزن میں مبتلا رہو۔ تُم تو تیروں کا از خود نشانہ بنے ہوئے ہو، تمہیں ہلاک و تاراج کیا جا رہا ہے مگر تمہارے قدم حملے کے لیے نہیں اُٹھتے۔ وہ تُم سے لڑ بھڑ رہے ہیں اور تُم جنگ سے جی چُراتے ہو۔ اللہ کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں اور تُم راضی ہو رہے ہو۔ اگر گرمیوں میں تمہیں ان کی طرف بڑھنے کے لیے کہتا ہوں، تو تُم یہ کہتے ہو کہ یہ انتہائی شدّت کی گرمی کا زمانہ ہے، اِتنی مہلت دیجئے کہ گرمی کا زور ٹوٹ جائے اور اگر سردیوں میں چلنے کے لیے کہتا ہوں، تو تُم یہ کہتے ہو کہ کڑاکے کا جاڑا پڑ رہا ہے، اِتنا ٹھہر جایئے کہ سردی کا موسم گُزر جائے۔ یہ سب سردی اور گرمی سے بچنے کے لیے باتیں ہیں، جب تُم سردی اور گرمی سے اس طرح بھاگتے ہو تو پھر خُدا کی قسم! تُم تلواروں کو دیکھ کر اس سے کہیں زیادہ بھاگو گے۔ اے مردوں کی شکل و صُورت والے نامردو! تمہاری عقلیں بچّوں کی سی اور تمہاری سمجھ حجلہ نشین عورتوں کے مانند ہے۔ میں تو یہی چاہتا تھا کہ نہ تُم کو دیکھتا، نہ تُم سے جان پہچان ہوتی، ایسی شناسائی جو ندامت کا سبب اور رنج و اندوہ کا باعث بنی ہے۔ اللہ تمہیں مارے، تُم نے میرے دل کو پیپ سے بھر دیا ہے اور میرے سینے کو غیظ و غضب سے چھلکا دیا ہے۔ تُم نے مجھے غم و حزن کے جرعے پَے در پَے پلائے، نافرمانی کر کے میری تدبیر و رائے کو تباہ کر دیا، یہاں تک کہ قریش کہنے لگے کہ علی ہے تو مردِ شُجاع، لیکن جنگ کے طور طریقوں سے واقف نہیں۔ اللہ ان کا بھلا کرے، کیا ان میں سے کوئی ہے جو مجھ سے زیادہ جنگ کی مزاولت رکھنے والا اور میدانِ وغا (جنگ) میں میرے پہلے سے کارِ نمایاں کئے ہوئے ہو؟ میں تو ابھی بیس برس کا بھی نہ تھا کہ حرب و ضرب کے لیے اُٹھ کھڑا ہُوا اور اب تو ساٹھ سے اُوپر ہو گیا ہوں۔ لیکن اس کی رائے ہی کیا، جس کی بات نہ مانی جائے۔

خُطبہ:28

دُنیا کی بے ثباتی اور زادِ آخرت کی اہمیت کا تذکرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دُنیا نے پیٹھ پھرا کر اپنے رخصت ہونے کا اعلان اور منزلِ عقبیٰ نے سامنے آکر اپنی آمد سے آگاہ کر دیا ہے۔ آج کا دن تیاری کا ہے اور کل دوڑ کا ہو گا۔ جِس طرف آگے بڑھنا ہے، وہ تو جنّت ہے اور جہاں کچھ اشخاص (اپنے اعمال کی بدولت بِلا اختیار) پہنچ جائیں گے، وہ دوزخ ہے۔ کیا موت سے پہلے اپنے گُناہوں سے توبہ کرنے والا کوئی نہیں، اور کیا اس روزِ مصیبت کے آنے سے پہلے عمل (خیر) کرنے والا ایک بھی نہیں؟ تُم اُمیدوں کے دَور میں ہو، جِس کے پیچھے موت کا ہنگام ہے۔ تو جو شخص موت سے پہلے ان اُمیدوں کے دنوں میں عمل کرلیتا ہے تو یہ عمل اس کے لیے سُود مند ثابت ہوتا ہے اور موت اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اور جو شخص موت سے قبل زمانۂ اُمید و آرزو میں کوتاہیاں کرتا ہے، تو وہ عمل کے اعتبار سے نقصان رسیدہ رہتا ہے اور موت اس کے لیے پیغامِ ضرر لے کر آتی ہے۔ لہٰذا جس طرح اس وقت جب ناگوار حالات کا اندیشہ ہو، نیک اعمال میں منہمک ہوتے ہو، ویسا ہی اس وقت بھی نیک اعمال کرو، جبکہ مستقبل کے آثار مُسرّت افزا محسوس ہو رہے ہوں۔ مجھے جنّت ہی ایسی چیز نظر آتی ہے، جِس کا طلب گار سویا پڑا ہو اور جہنّم ہی ایسی شے دکھائی دیتی ہے، جِس سے دُور بھاگنے والا خوابِ غفلت میں محو ہو۔ جو حق سے فائدہ نہیں اُٹھاتا، اسے باطل کا نقصان و ضرر اُٹھانا پڑے گا۔ جِس کو ہدایت ثابت قدم نہ رکھے، اسے گمراہی ہلاکت کی طرف کھینچ لے جائے گی۔ تمہیں کوچ کا حکم مل چُکا ہے اور زادِ راہ کا پتہ دیا جا چُکا ہے۔ مجھے تمہارے متعلق سب سے زیادہ دو ہی چیزوں کا خطرہ ہے۔ ایک خواہشوں کی پیروی اور دُوسرے اُمیدوں کا پھیلاؤ۔ اس دُنیا میں رہتے ہُوئے اس سے اتنا زادلے لو، جِس سے کل اپنے نفسوں کو بچا سکو۔

سیّد رضی کہتے ہیں کہ: اگر کوئی کلام گردن پکڑ کر زہد دنیوی کی طرف لانے والا اور عمل اُخروی کے لیے مجبور و مضطر کر دینے والا ہو سکتا ہے تو وہ کلام یہ ہے جو اُمیدوں کے بندھنوں کو توڑنے اور وعظ و سرزنش سے اثر پذیری کے جذبات کو مشتعل کرنے کے لیے کافی و وافی ہے۔ اِس خطبے میں یہ جُملہ "الاوان الیوم المضمار و غداالسباق السبقة الجنة و الغایة النار" تو بہت ہی عجیب و غریب ہے۔ اس میں لفظوں کی جلالت، معنی کی بلندی، سچی تمثیل اور صحیح تشبیہ کے ساتھ عجیب اَسرار اور باریک نکات ملتے ہیں۔ حضرت نے اپنے ارشاد السبقة الجنة و الغایة النار میں بمعنی مقصود کے الگ الگ ہونے کی وجہ سے دو جُداگانہ لفظیں "السبقة و الغایة" استعمال کی ہیں۔ جنّت

کے لیے لفظ "سبقة" (بڑھنا) فرمائی ہے اور جہنّم کے لیے یہ لفظ استعمال نہیں کی۔ کیونکہ سبقت اس چیز کی طرف کی جاتی ہے جو مطلوب و مرغوب ہو اور یہ بہشت ہی کی شان ہے اور دوزخ میں مطلوبیت و مرغوبیت کہاں کہ اسکی جستجو و تلاش میں بڑھا جائے (نعوذ باللہ منہا) چونکہ السبقة النّار کہنا صحیح و درست نہیں ہو سکتا تھا۔ اِسی لیے و الغاية النّار فرمایا اور غایت صرف منزل منتہا کو کہتے ہیں۔ اس تک پہنچنے والے کو خواہ رنج کوفت ہو یا شادمانی و مُسرّت۔ یہ ان دونوں معنوں کی ادائیگی کی صلاحیّت رکھتا ہے بہر صُورت اسے مصبر و مآل (بازگشت) کے معنی میں سمجھنا چاہیئے۔ اور ارشاد قرآنی ہے۔ "قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَ كُمْ اِلَى النَّارِ" (کہو کہ تُم دُنیا سے اچھی طرح حظ اُٹھالو، آخر تو تمہاری بازگشت جہنّم کی طرف ہے) یہاں مصیر کم کی بجائے سبقتکم کہنا کسی طرح صحیح و درست نہیں سمجھا جاسکتا۔ اس میں غور و فکر کرو اور دیکھو کہ اس کا باطن کتنا عجیب اور اس کا گہراؤ لطافتوں کو لیے ہوئے کتنی دُور تک چلا گیا ہے اور حضرت کا بیشتر کلام اسی انداز پر ہوتا ہے اور بعض روایتوں میں السبقة بضم سین بھی آیا ہے اور سبقة اس مال و متّاع کو کہتے ہیں جو آگے نکل جانے والے کے لیے بطورِ انعام رکھا جاتا ہے۔ بہر صُورت دونوں کے معنی قریب قریب یکساں ہیں۔ اس لیے کہ معاوضہ و انعام کسی قابلِ مذمّت فعل پر نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی اچھّے اور لائق ستائش کارنامے کے بدلے ہی میں ہوتا ہے۔

خُطبہ:29

❁ جنگ کے موقعہ پر حیلے بہانے کرنیوالوں کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے وہ لوگو! جن کے جسم یکجا اور خواہشیں جُدا جُدا ہیں، تمہاری باتیں تو سخت پتھروں کو بھی نرم کر دیتی ہیں اور تمہارا عمل ایسا ہے کہ جو دُشمنوں کو تُم پر دندانِ آز تیز کرنے کا موقعہ دیتا ہے۔ اپنی مجلسوں میں تو تُم کہتے پھرتے ہو کہ یہ کر دینگے وہ کر دینگے اور جب جنگ چھڑ ہی جاتی ہے تو تُم اس سے پناہ مانگنے لگتے ہو۔ جو تُم کو مدد کے لیے پُکارے اس کی صدا بے وُقعت اور جِس کا تُم جیسے لوگوں سے واسطہ پڑا ہو، اس کا دل ہمیشہ بے چین ہے۔ حیلے حوالے ہیں غلط سلط اور مجھ سے جنگ میں تاخیر کرنے کی خواہشیں ہیں۔ جیسے نادہند مقروض اپنے قرض خواہ کو ٹالنے کی کوشش کرتا ہے۔ ذلیل آدمی ذِلّت آمیز زیادتیوں کی روک تھام نہیں کر سکتا اور حق تو بغیر کوشش کے نہیں ملا کرتا۔ اس گھر کے بعد اور کون سا گھر ہے جِس کی حفاظت کروگے اور میرے بعد اور کس امام کے ساتھ ہو کر جہاد کروگے؟ خُدا کی قسم!

جسے تُم نے دھوکا دے دیا ہو اس کے فریب خوردہ ہونے میں کوئی شک نہیں اور جسے تُم جیسے لوگ ملے ہوں تو اس کے حصّہ میں وہ تیر آتا ہے جو خالی ہوتا ہے اور جِس نے تُم کو (تیروں کی طرح) دُشمنوں پر پھینکا ہو، اس نے گویا ایسا تیر پھینکا ہے، جِس کا سوفار ٹوٹ چُکا ہو اور پیکان بھی شکستہ ہو۔ خُدا کی قسم! میری کیفیت تو اب یہ ہے کہ نہ میں تمہاری کسی بات کی تصدیق کر سکتا ہوں اور نہ تمہاری نُصرت کی مجھے آس باقی رہی ہے اور نہ تمہاری وجہ سے دُشمن کو جنگ کی دھمکی دے سکتا ہوں۔ تمہیں کیا ہو گیا، تمہارا مرض کیا ہے اور اس کا چارہ کیا ہے؟ اس قوم (اہل شام) کے افراد بھی تو تمہاری ہی شکل وصُورت کے مرد ہیں، کیا باتیں ہی باتیں رہیں گی، جانے بُوجھے بغیر اور صرف غفلت و مدہوشی ہے، تقویٰ و پرہیز گاری کے بغیر (بلندی کی) حرص ہی حرص ہے، مگر بالکل ناحق۔

خُطبہ:30

❁ قتل عُثمان کے سلسلہ میں آپؑ کی روش ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قتل عُثمان کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا

اگر میں ان کے قتل کا حکم دیتا، تو البتہ ان کا قاتل ٹھہرتا اور اگر ان کے قتل سے (دُوسروں کو) روکتا تو ان کا معاون و مددگار ہوتا۔ (میں بالکل غیر جانبدار رہا) لیکن حالات ایسے تھے کہ جن لوگوں نے ان کی نصرت و امداد کی وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم ان کی نصرت نہ کرنے والوں سے بہتر ہیں اور جن لوگوں نے ان کی نصرت سے ہاتھ اُٹھالیا وہ نہیں خیال کرتے کہ ان کی مدد کرنے والے ہم سے بہتر و برتر ہیں۔ میں حقیقتِ امر کو تم سے بیان کئے دیتا ہوں اور وُہ یہ ہے کہ انھوں نے (اپنے عزیزوں کی) طرف داری کی، تو طرف داری بُری طرح کی اور تُم گھبرا گئے، تو بُری طرح گھبرا گئے اور (ان دونوں فریق) بے جا طرف داری کرنے والے، گھبرا اُٹھنے والے کے درمیان اصل فیصلہ کرنے والا اللہ ہے۔

خُطبہ:31

❁ جنگ جمل چِھڑنے سے پہلے ابنِ عبّاس کو زُبیر کے پاس جب بھیجا تو فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب جنگِ جمل شروع ہونے سے پہلے حضرت نے ابنِ عبّاس کو زُبیر کے پاس اس مقصد سے بھیجا کہ وہ انھیں اطاعت کی طرف پلٹائیں تو اس موقعہ پر ان سے فرمایا:

طلحہ سے ملاقات نہ کرنا۔ اگر تُم اس سے ملے تو تُم اس کو ایک ایسا سر کش بیل پاؤ گے، جِس کے سینگ کانوں کی طرف مڑے ہُوئے ہوں۔ وہ مُنہ زور سواری پر سوار ہوتا ہے اور پھر کہتا یہ ہے کہ یہ رام کی ہوئی سواری ہے، بلکہ تُم زُبیر سے ملنا اس لیے کہ وہ نرم طبیعت ہے اور اس سے یہ کہنا کہ تمہارے ماموں زاد بھائی نے کہا ہے کہ تُم حجاز میں تو مجھ سے جان پہچان رکھتے تھے اور یہاں عراق میں آ کر بالکل اجنبی بن گئے۔ آخر اس تبدیلی کا کیا سبب ہے؟

علّامہ رضی فرماتے ہیں کہ: اِس کلام کا آخری جملہ "فَمَاعَدَااِمِمَّابَدَا" جِس کا مطلب یہ ہے کہ اس تبدیلی کا کیا سبب ہُوا سب سے پہلے آپ ہی کی زبان سے سُنا گیا ہے۔

خُطبہ:32

دُنیا کی مذمّت اور اہلِ دُنیا کی قسمیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اے لوگو! ہم ایک ایسے کج رفتار زمانہ اور ناشکر گُزار دُنیا میں پیدا ہُوئے ہیں کہ جن میں نیکو کار کو خطا کار سمجھا جاتا ہے اور ظالم اپنی سر کشی میں بڑھتا ہی جاتا ہے۔ جن چیزوں کو ہم جانتے ہیں، ان سے فائدہ نہیں اُٹھاتے اور جن چیزوں کو نہیں جانتے، انھیں دریافت نہیں کرتے اور جب تک مصیبت آ نہیں جاتی، ہم خطرہ محسوس نہیں کرتے۔ (اس زمانے کے) لوگ چار طرح کے ہیں۔ کُچھ وہ ہیں جنھیں مفسدہ انگیزی سے مانع صِرف ان کے نفس کا بے وقعت ہونا، ان کی دھار کا کند ہونا اور ان کے پاس مال کا کم ہونا ہے اور کچھ لوگ وہ ہیں جو تلواریں سونتے ہوئے علانیہ شر پھیلا رہے ہیں اور انھوں نے اپنے سوار اور پیادے جمع کر رکھے ہیں۔ صرف کچھ مال بٹورنے یا کسی دستہ کی قیادت کرنے، یا منبر پر بلند ہونے کے لیے انھوں نے اپنے نفسوں کو وقف کر دیا ہے اور دین کو تباہ و برباد کر ڈالا ہے، کِتنا ہی بُرا سودا ہے کہ تُم دُنیا کو اپنے نفس کی قیمت اور اللہ کے یہاں کی نعمتوں کا بدل قرار دے لو اور کچھ لوگ وُہ ہیں جو آخرت والے کاموں سے دُنیا طلبی کرتے ہیں اور یہ نہیں کرتے کہ دُنیا کے کاموں سے بھی آخرت کا بنانا مقصود رکھیں۔ یہ اپنے اُوپر بڑا سکون و وقار طاری رکھتے ہیں۔ آہستہ

آہستہ قدم اُٹھاتے ہیں اور دامنوں کو اُوپر کی طرف سمیٹتے رہتے ہیں اور اپنے نفسوں کو اس طرح سنوار لیتے ہیں کہ لوگ انہیں امین سمجھ لیں۔ یہ لوگ اللہ کی پردہ پوشی سے فائدہ اُٹھا کر اس کا گُناہ کرتے ہیں اور کچھ لوگ وہ ہیں جنھیں ان کے نفسوں کی کمزوری اور سازوسامان کی نافراہمی ملک گیری کے لیے اُٹھنے نہیں دیتی۔ ان حالات نے انہیں ترقی و بلندی حاصل کرنے سے درماندہ و عاجز کر دیا ہے۔ اس لیے قناعت کے نام سے انھوں نے اپنے آپ کو آراستہ کر رکھا ہے اور زاہدوں کے لباس سے اپنے کو سج لیا ہے۔ حالانکہ انہیں ان چیزوں سے کسی وقت کبھی کوئی لگاؤ نہیں رہا۔ اس کے بعد تھوڑے سے وہ لوگ رہ گئے جن کی آنکھیں آخرت کی یاد اور حشر کے خوف سے جُھکی ہوئی ہیں اور ان سے آنسو رواں رہتے ہیں۔ ان میں کُچھ تو وُہ ہیں جو دُنیا والوں سے الگ تھلگ تنہائی میں پڑے ہیں اور کچھ خوف و ہراس کے عالم میں ذِلّتیں سہہ رہے ہیں اور بعض نے اس طرح چُپ سادھ لی ہے کہ گویا ان کے مُنہ باندھ دیئے گئے ہیں۔ کچھ خلوص سے دُعائیں مانگ رہے ہیں، کچھ غم زدہ و درد رسیدہ ہیں جنھیں خوف نے گمنامی کے گوشہ میں بٹھا دیا ہے اور خستگی و درماندگی ان پر چھائی ہوئی ہے وہ ایک شور دریا میں ہیں (کہ باوجود پانی کی کثرت کے پھر وہ پیاسے ہیں) ان کے مُنہ بند اور دل مجروح ہیں۔ انھوں نے لوگوں کو اتنا سمجھایا بجھایا، کہ وہ اُکتا گئے اور اتنا ان پر جبر کیا گیا، کہ وہ بالکل دب گئے اور اتنے قتل کئے گئے کہ ان میں (نمایاں) کمی ہو گئی۔ اس دُنیا کو تمہاری نظروں میں کیکر کے چھلکوں اور ان کے ریزوں سے بھی زیادہ حقیر و پست ہونا چاہیئے اور اپنے قبل کے لوگوں سے تُم عبرت حاصل کر لو۔ اس سے قبل کہ تمہارے حالات سے بعد والے عبرت حاصل کریں اور اس دُنیا کی بُرائی محسوس کرتے ہوئے اس سے قطع تعلّق کرو۔ اس لیے کہ اس نے آخر میں ایسوں سے قطع تعلّق کر لیا جو تُم سے زیادہ اس کے والہ وشیدا تھے۔

سیّد رضی فرماتے ہیں کہ: بعض لوگوں نے اپنی لاعلمی کی بناء پر اس خطبہ کو مُعاویہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ یہ امیر المومنینؑ کا کلام ہے جِس میں کسی شک و شُبہ کی گنجائش نہیں۔ بھلا سونے کی مٹی سے کیا نسبت اور شیریں پانی کو شور پانی سے کیا رابطہ۔ چُنانچہ اس وادی میں راہ دکھانے والے ماہر فن اور پرکھنے والے بابصیرت عمرو ابن بحر جاحظ نے اس کی خبر دی ہے اور اپنی کتاب "البیان والتّبیین" میں اس کا ذکر کیا ہے اور ان لوگوں کا بھی ذکر کیا ہے جنھوں نے اسے مُعاویہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس کے بعد کہا ہے کہ یہ کلام علیؑ کے کلام سے ہُو بہُو ملتا جلتا ہے اور اس میں جو لوگوں کی تقسیم اور ان کی ذِلّت و پستی اور خوف و ہراس کی حالت بیان کی ہے، یہ آپ ہی کے مسلک سے میل کھاتی ہے۔ ہم نے تو کسی حالت میں بھی مُعاویہ کو زاہدوں کے انداز اور عابدوں کے طریقہ پر کلام کرتے ہوئے نہیں پایا۔

خُطبہ:33

❀ جب جنگ جمل کے لیے روانہ ہوئے تو فرمایا ❀

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

امیر المومنین علیہ السلام جب اہل بصرہ سے جنگ کے لیے نکلے تو عبد اللہ ابنِ عبّاس کہتے ہیں کہ میں مقامِ ذی قار میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہُوا تو دیکھا کہ آپ اپنا جوتا ٹانک رہے ہیں۔ (مجھے دیکھ کر فرمایا کہ: اے ابنِ عبّاس! اس جوتے کی کیا قیمت ہوگی؟) میں نے کہا کہ: اب تو اس کی کچھ بھی قیمت نہ ہوگی، تو آپؑ نے فرمایا کہ: اگر میرے پیشِ نظر حق کا قیام اور باطل کا مٹانا نہ ہو تو تُم لوگوں پر حکومت کرنے سے یہ جوتا مجھے کہیں زیادہ عزیز ہے۔ پھر آپؑ باہر تشریف لائے اور لوگوں میں یہ خطبہ دیا۔

اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اس وقت بھیجا کہ جب عربوں میں نہ کوئی کتاب (آسمانی) کا پڑھنے والا تھا، نہ کوئی نبوت کا دعوے دار۔ آپؐ نے ان لوگوں کو ان کے (صحیح) مقام پر اُتارا اور نجات کی منزل پر پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ ان کے سارے خم جاتے رہے اور حالات محکم و استوار ہو گئے۔ خُدا کی قسم! میں بھی ان لوگوں میں تھا جو اس صُورتِ حال میں اِنقلاب پیدا کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ انقلاب مکمل ہو گیا۔ میں نے (اس کام میں) نہ کمزوری دکھائی نہ بزدلی سے کام لیا اور اب بھی میرا اقدام وَیسے ہی مقصد کے لیے ہے تو سہی جو میں باطل کو چِیر کر حق کو اس کے پہلو سے نکال لُوں۔ مجھے قریش سے وجہ نزاع ہی اور کیا ہے۔ خُدا کی قسم! میں نے تو ان سے جنگ کی، جبکہ وہ کافر تھے اور اب بھی جنگ کروں گا جبکہ وہ باطل کے ورغلانے میں آ چُکے ہیں اور جِس شان سے میں کل ان کا مدِّ مقابل رہ چُکا ہوں، ویسا ہی آج ثابت ہونگا۔

خُطبہ:34

❀ اہل شام کے مقابلہ میں لوگوں کو آمادہٴ جنگ کرنے کے لیے فرمایا ❀

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لوگوں کو اہل شام سے آمادہٴ جنگ کرنے کے لیے فرمایا

حیف ہے تُم پر، میں تو تمہیں ملامت کرتے کرتے بھی اُکتا گیا ہوں۔ کیا تمہیں آخرت کے بدلے دنیوی زندگی اور عزّت کے بدلے ذِلّت ہی گوارا ہے؟ جب تمہیں دُشمنوں سے لڑنے کے لیے بُلاتا ہوں تو تمہاری آنکھیں اس طرح گھومنے لگ جاتی ہے کہ گویا تُم موت کے

گرداب میں ہو اور جان کنی کی غفلت اور مدہوشی تُم پر طاری ہے، میری باتیں جیسے تمہاری سمجھ ہی میں نہیں آتیں، تو تُم ششدر رہ جاتے ہو۔ معلوم ہوتا ہے جیسے تمہارے دل و دماغ پر دیوانگی کا اثر ہے کہ تُم کچھ عقل سے کام نہیں لے سکتے۔ تُم ہمیشہ کے لیے مجھ سے اپنا اعتماد کھو چکے ہو۔ نہ تُم کوئی قوی سہارا ہو کہ تُم پر بھروسہ کرکے دُشمنوں کی طرف رُخ کیا جائے اور نہ تُم عزّت و کامرانی کے وسیلے ہو کہ تمہاری ضرورت محسوس ہو، تمہاری مثال تو ان اُونٹوں کی سی ہے جن کے چرواہے گم ہوگئے ہوں۔ اگر انہیں ایک طرف سے سمیٹا جائے تو دُوسری طرف سے تِتر بِتر ہو جائیں گے۔

خُدا کی قسم! تُم جنگ کے شعلے بھڑکانے کے لیے بہت بُرے ثابت ہوئے ہو۔ تمہارے خلاف سب تدبیریں ہُوا کرتی ہیں اور تُم دُشمنوں کے خلاف کوئی تدبیر نہیں کرتے۔ تمہارے (شہروں کے) حدود (دن بہ دن) کم ہوتے جا رہے ہیں، مگر تمہیں غصّہ نہیں آتا۔ وہ تمہاری طرف سے کبھی غافل نہیں ہوتے اور تُم ہو کہ غفلت میں سب کچھ بُھولے ہوئے ہو۔ خُدا کی قسم! ایک دُوسرے پر ٹالنے والے ہارا ہی کرتے ہیں۔

خُدا کی قسم! میں تمہارے متعلق یہی گمان رکھتا ہوں کہ اگر جنگ زور پکڑ لے اور موت کی گرم بازاری ہو، تو تُم ابنِ اَبی طالب سے اس طرح کٹ جاؤ گے، جِس طرح بدن سے سَر (کہ دوبارہ پلٹنا ممکن ہی نہ ہو) جو شخص کہ اپنے دُشمن کو اس طرح اپنے پر قابُو دے دے کہ وہ اس کی ہڈیوں سے گوشت تک اُڑا ڈالے اور ہڈّیوں کو توڑ دے اور کھال کو پارہ پارہ کر دے، تو اس کا عجز انتہا کو پہنچا ہوا ہے اور سینے کی پسلیوں میں گھرا ہُوا (دل) کمزور و ناتواں ہے۔ اگر تُم ایسا ہونا چاہتے ہو تو ہُوا کرو۔ لیکن میں تو ایسا اس وقت تک نہ ہونے دوں گا، جب تک مقام مشارف کی (تیز دھار) تلواریں چلا نہ لوں، کہ جِس سے سَر کی ہڈّیوں کے پرخچے اُڑ جائیں اور بازو اور قدم کٹ کٹ کر گِرنے لگیں۔ اس کے بعد جو اللہ چاہے، وہ کرے۔

اے لوگو! ایک تو میرا تُم پر حق ہے اور ایک تمہارا مجھ پر حق ہے کہ میں تمہاری خیر خواہی پیشِ نظر رکھوں اور بیت المال سے تمہیں پُورا پُورا حصّہ دوں اور تمہیں تعلیم دوں تاکہ تُم جاہل نہ رہو اور اس طرح تمہیں تہذیب سکھاؤں، جِس پر تُم عمل کرو اور میرا تُم پر یہ حق ہے کہ بیعت کی ذمہ داریوں کو پورا کرو اور سامنے اور پس پُشت خیر خواہی کرو، جب بلاؤں تو میری صدا پر لبیک کہو اور جب کوئی حکم دوں تو اس کی تعمیل کرو۔

خُطبہ:35

❁ تحکیم کے بارے میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحکیم کے بعد فرمایا

(ہر حالت میں) اللہ کے لیے حمد و ثنا ہے۔ گو زمانہ (ہمارے لیے) جانکاہ مصیبتیں اور صبر آزما حادثے لے آیا ہے۔ میں گواہی دیتا ہُوں کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ یکتاؤلاشریک ہے۔ اس کے ساتھ کوئی دُوسرا خُدا نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے عبد اور رسُولؑ ہیں۔

(تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ) مہربان، باخبر اور تجربہ کار ناصح کی مخالفت کا ثمرہ، حسرت و ندامت ہوتا ہے۔ میں نے اس تحکیم کے متعلّق اپنا فرمان سُنا دیا تھا اور اپنی قیمتی رائے کا نچوڑ تمہارے سامنے رکھ دیا تھا۔ کاش کہ "قصیر" کا حکم مان لیا جاتا۔ لیکن تُم تو تُند خو مخالفین اور عہد شکن نافرمانوں کی طرح اِنکار پر تُل گئے۔ یہاں تک کہ ناصح خود اپنی نصیحت کے متعلق سوچ میں پڑ گیا اور طبیعت اس چقماق کی طرح بجھ گئی، کہ جِس نے شعلے بھڑکانا بند کر دیا ہو، میری اور تمہاری حالت شاعر بنی ہوازن کے اس قول کے مطابق ہے۔

میں نے مقامِ منعرج اللوی (ٹیلے کا موڑ) پر تمہیں اپنے حکم سے آگاہ کیا (گو اس وقت تُم نے میری نصیحت پر عمل نہ کیا) لیکن دُوسرے دن کی چاشت کو میری نصیحت کی صداقت دیکھ لی۔

خُطبہ:36

❁ اہل نہروان کو ان کے انجام سے مطلع کرنے کے لیے فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل نہروان کو ان کے انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا

میں تمہیں متنبّہ کر رہا ہوں کہ تُم لوگ اس نہر کے موڑوں اور اس نشیب کی ہموار زمینوں پر قتل ہو ہو کر گِرے ہوئے ہوگے۔ اس عالَم میں کہ نہ تمہارے پاس اللہ کے سامنے (عُذر کرنے کے لیے) کوئی واضح دلیل ہوگی نہ کوئی روشن ثبوت۔ اس طرح کہ تُم اپنے گھروں سے بے گھر ہوگئے اور پھر قضائے الٰہی نے تمہیں اپنے پھندے میں جکڑ لیا۔ میں نے تو تمہیں پہلے ہی اس تحکیم سے روکا تھا، لیکن تُم نے

میرا حکم ماننے سے مخالف پیمان شکنوں کی طرح اِنکار کر دیا۔ یہاں تک کہ (مجبورًا) مجھے بھی اپنی رائے کو اُدھر موڑنا پڑا جو تُم چاہتے تھے۔ تُم ایک ایسا گروہ ہو جِس کے افراد کے سَر عقلوں سے خالی اور فہم و دانش سے عاری ہیں۔ خُدا تمہارا بُرا کرے، میں نے تمھیں نہ کسی مصیبت میں پھنسایا ہے، نہ تمہارا بُرا چاہا تھا۔

خُطبہ:37

✿ اپنی استقامت دینی و سبقتِ ایمانی کے متعلق فرمایا ✿

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

میں نے اس وقت اپنے فرائض انجام دیئے، جبکہ اور سب اس راہ میں قدم بڑھانے کی جُرأت نہ رکھتے تھے اور اس وقت سر اُٹھا کر سامنے آیا، جب کہ دُوسرے گوشوں میں چُھپے ہُوئے تھے اور اس وقت زبان کھولی، جبکہ دُوسرے گنگ نظر آتے تھے اور اس وقت نُورِ خُدا (کی روشنی) میں آگے بڑھا، جبکہ دُوسرے زمین گیر ہو چکے تھے، گو میری آواز ان سے دھیمی تھی۔ مگر سبقت و پیش قدمی میں مَیں سب سے آگے تھا۔ میرا اس تحریک کی باگ تھامنا تھا، کہ وُہ اُڑ سی گئی اور مَیں صاف تھا جو اس میدان میں بازی لے گیا۔ معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑ جسے نہ تُند ہوائیں جنبش دے سکتی ہیں اور نہ تیز جھکڑ اپنی جگہ سے ہلا سکتے ہیں۔ کسی کے لیے بھی مجھ میں عیب گیری کا موقع اور حرف گیری کی گنجائش نہ تھی۔ دبا ہُوا میری نظروں میں طاقتور ہے، جب تک کہ مَیں اس کا حق دلوا نہ دوں اور طاقتور میرے یہاں کمزور ہے جب تک کہ میں اس سے دُوسرے کا حق دلوا نہ لُوں۔ ہم قضائے الٰہی پر راضی ہو چکے ہیں اور اسی کو سارے اُمور سونپ دیئے ہیں۔ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر جھوٹ باندھتا ہوں؟ خُدا کی قسم! میں وہ ہوں جِس نے سب سے پہلے آپؐ کی تصدیق کی، تو اب آپؐ پر کذب تراشی میں کس طرح پہل کروں گا۔ میں نے اپنے حالات پر نظر کی، تو دیکھا کہ میرے لیے ہر قِسم کی بیعت سے اطاعتِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مقدّم تھی اور ان سے کئے ہوئے عہد و پیمان کا جو میری گردن میں تھا۔

خُطبہ:38

✿ شُبہ کی وجہ تسمیہ اور دوستانِ خُدا و دُشمنانِ خدا کی مذمّت ✿

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شُبہ کو شُبہ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ حق سے شباہت رکھتا ہے۔ تو جو دوستانِ خُدا ہوتے ہیں ان کے لیے شُبہات (کے اندھیروں) میں یقین اُجالے کا اور ہدایت کی سمت رہنما کا کام دیتی ہے اور جو دُشمنانِ خُدا ہیں وُہ ان شُبہات میں گمراہی کی دعوت و تبلیغ کرتے ہیں اور کوری و بے بصری ان کی رہبر ہوتی ہے۔ موت اور چیز ہے کہ ڈرنے والا اس سے چھٹکارا نہیں پا سکتا اور ہمیشہ کی زندگی چاہنے والا ہمیشہ کی زندگی حاصل نہیں کر سکتا۔

خُطبہ:39

❀ جنگ سے جی چُرانے والوں کی مذمّت ❀

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میرا ایسے لوگوں سے سابقہ پڑا ہے، جنھیں حکُم دیتا ہُوں تو مانتے نہیں۔ بُلاتا ہوں تو آواز پر لبیک نہیں کہتے۔ تمہارا بُرا ہو۔ اب اپنے اللہ کی نُصرت کرنے میں تمھیں کِس چیز کا انتظار ہے؟ کیا دین تمھیں ایک جگہ اکٹھا نہیں کرتا اور غیرت و حمیّت تمھیں جوش میں نہیں لاتی؟ مَیں تُم میں کھڑا ہو کر چِلاّتا ہوں اور مدد کے لیے پُکارتا ہوں، لیکن تُم نہ میری کوئی بات سُنتے ہو، نہ میرا کوئی حکم مانتے ہو، یہاں تک کہ ان نافرمانیوں کے بُرے نتائج کُھل کر سامنے آجائیں۔ نہ تمہارے ذریعے خون کا بدلا لیا جا سکتا ہے، نہ کسی مقصد تک پہنچا جا سکتا ہے۔ میں نے تُم کو تمہارے ہی بھائیوں کی مدد کے لیے پُکارا تھا۔ مگر تُم اس اُونٹ کی طرح بلبلانے لگے، جِس کی ناف میں درد ہو رہا ہو اور اس لاغر کمزور شُتر کی طرح ڈھیلے پڑ گئے، جِس کی پیٹھ زخمی ہو۔ پھر میرے پاس تُم لوگوں کی ایک چھوٹی سی متزلزل و کمزور فوج آئی، اس عالَم میں کہ گویا اسے اس کی نظروں کے سامنے موت کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔

سیّد رضی فرماتے ہیں کہ: اِس خطبہ میں جو لفظ "مُتَذَآئِبٌ" آیا ہے اِس کے معنی مضطرب کے ہیں۔ جب ہوائیں بَل کھاتی ہوئی چلتی ہیں تو عرب اس موقعہ پر "تَذَآءَبَتِ الرِّيْحُ" بولتے ہیں اور بھیڑیئے کو بھی ذئب اِسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کی چال میں ایک اضطرابی کیفیت ہوتی ہے۔

خُطبہ:40

❁خوارج کے قول "لَا حُکمَ اِلَّا اللہِ" کے جواب میں فرمایا❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جب آپؑ نے خوارج کا قول لَا حُکۡمَ اِلَّا لِلّٰہِ (حکم اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے) سُنا تو فرمایا

یہ جملہ تو صحیح ہے مگر جو مطلب وہ لیتے ہیں، وہ غلط ہے۔ ہاں بیشک حکم اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے۔ مگر یہ لوگ تو یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حکومت بھی اللہ کے علاوہ کسی کی نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ لوگوں کے لیے ایک حاکم کا ہونا ضروری ہے، خواہ وہ اچھا ہو یا بُرا (اگر اچھا ہو گا تو) مومن اس کی حکومت میں اچھّے عمل کر سکے گا اور (بُرا ہو گا تو) کافر اس کے عہد میں لذائذ سے بہرہ اندوز ہو گا اور اللہ اس نظامِ حکومت میں ہر چیز کو اس کی آخری حدوں تک پہنچا دے گا۔ اسی حاکم کی وجہ سے مال (خراج و غنیمت) جمع ہوتا ہے، دُشمن سے لڑا جاتا ہے، راستے پُرامن رہتے ہیں اور قوی سے کمزور کا حق دلایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نیک حاکم (مر کر یا معزُول ہو کر) راحت پائے اور بُرے حاکم کے مرنے یا معزُول ہونے سے دُوسروں کو راحت پہنچے۔

ایک دُوسری روایت میں اِس طرح ہے، کہ جب آپؑ نے تحکیم کے سلسلے میں (ان کا قول) سُنا تو فرمایا کہ

میں تمہارے بارے میں حکم خُدا ہی کا منتظر ہُوں۔ پھر فرمایا کہ: اگر حکومت نیک ہو تو اس میں متّقی و پرہیز گار اچھے عمل کرتا ہے اور بُری حکومت ہو تو اس میں بد بخت لوگ جی بھر کر لُطف اندوز ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا زمانہ ختم ہو جائے اور موت انہیں پا لے۔

خُطبہ:41

❁غدّاری کی مذمّت میں فرمایا❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وفائے عہد اور سچّائی دونوں کا ہمیشہ ہمیشہ کا ساتھ ہے اور میرے علم میں اس سے بڑھ کر حفاظت کی اور کوئی سِپَر نہیں، جو شخص اپنی بازگشت کی حقیقت جان لیتا ہے وہ کبھی غدّاری نہیں کرتا۔ مگر ہمارا زمانہ ایسا ہے جِس میں اکثر لوگوں نے غدر و فریب کو عقل و فراست سمجھ لیا ہے اور جاہلوں نے ان کی (چالوں) کو حُسنِ تدبیر سے منسُوب کر دیا ہے۔ اللہ انہیں غارت کرے، انہیں کیا ہو گیا ہے؟ وہ شخص جو زمانے کی اُونچ نیچ دیکھ چُکا ہے اور اس کے ہیر پھیر سے آگاہ ہے وہ کبھی کوئی تدبیر اپنے لیے دیکھتا ہے، مگر اللہ کے اوامِر و نواہی اس کا

راستہ روک کھڑے ہو جاتے ہیں تو وہ اس حیلہ و تدبیر کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے اوراس پر قابو پانے کے باوجود چھوڑ دیتا ہے اور جسے کوئی احساس سدِّراہ نہیں ہے وہ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھالے جاتا ہے۔

خُطبہ:42

❁خواہشوں اور لمبی اُمیدوں کے متعلق فرمایا❁

بِسمِ اللہِ الرّحمٰنِ الرَّحِیم

اے لوگو! مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ دو باتوں کا ڈر ہے۔ایک خواہشوں کی پیروی اور دُوسرے اُمیدوں کا پھیلاؤ۔خواہشوں کی پیروی وہ چیز ہے جو حق سے روک دیتی ہے اور اُمیدوں کا پھیلاؤ آخرت کو بُھلا دیتا ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ دُنیا تیزی سے جا رہی ہے اور اس میں سے کچھ باقی نہیں رہ گیا ہے۔ مگر اتنا ہے کہ جیسے کوئی اُنڈیلنے والا برتن کو اُنڈیلے تو اس میں کچھ تری باقی رہ جاتی ہے اور آخرت اِدھر کا رُخ لیے ہُوئے آرہی ہے اور دُنیا و آخرت ہر ایک والے خاص آدمی ہوتے ہیں۔تو تُم فرزندِ آخرت بنو اور ابناءِ دُنیا نہ بنو۔اس لیے کہ ہر بیٹا روزِ قیامت اپنی ماں سے منسلک ہو گا۔آج عمل کا دن ہے اور حساب نہیں ہے اور کل حساب کا دن ہو گا عمل نہ ہو سکے گا۔

علّامہ رضی کہتے ہیں کہ:"اَلْحَذَّآءُ" کے معنی تیز رو کے ہیں اور بعض نے " جَذَّآءَ "روایت کیا ہے۔(اِس روایت کی بِنا پر یہ معنی ہوں گے کہ دُنیا کی لذّتوں کا سلسلہ جلد ختم ہو جائیگا۔)

خُطبہ:43

❁جب آپؑ کے ساتھیوں نے جنگ کی تیاری کے لیے کہا تو آپؑ نے فرمایا❁

بِسمِ اللہِ الرّحمٰنِ الرَّحِیم

جب امیر المومنینؑ نے جریر ابن عبد اللہ بجلی کو مُعاویہ کے پاس (بیعت لینے کے لیے) بھیجا، تو آپؑ کے اصحاب نے آپؑ کو جنگ کی تیاری کا مشورہ دیا، جِس پر آپؑ نے فرمایا:

میرا جنگ کے لیے مستعد و آمادہ ہونا جب کہ جریر ابھی وہیں ہے، شام کا دروازہ بند کرنا ہے اور وہاں کے لوگ بیعت کا ارادہ بھی کریں، تو

انہیں اس ارادۂ خیر سے روک دینا ہے۔ بے شک میں نے جریر کے لیے ایک وقت مقرّر کر دیا ہے۔ اس کے بعد وہ ٹھہرے گا تو یا ان کے فریب میں مبتلا ہو کر، یا (عمداً) سرتابی کرتے ہوئے۔ صحیح رائے کا تقاضا صبر و توقف ہے اس لیے ابھی ٹھہرے رہو۔ البتہ اس چیز کو میں تمہارے لیے بُرا نہیں سمجھتا کہ (دَرپردہ) جنگ کا ساز و سامان کرتے رہو۔

میں نے اس امر کو اچھی طرح سے پرکھ لیا ہے اور اندر باہر سے دیکھ لیا ہے۔ مجھے تو جنگ کے علاوہ کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ یا یہ کہ رسُولؐ کی دی ہوئی خبروں سے انکار کر دُوں۔ حقیقت یہ ہے (مجھ سے پہلے) اس اُمّت پر ایک ایسا حکمران تھا، جس نے دین میں بدعتیں پھیلائیں اور لوگوں کو زبانِ طعن کھولنے کا موقعہ دیا (پہلے تو) لوگوں نے اسے زبانی کہا سُنا، پھر اس پر بِگڑے اور آخر سارا ڈھانچہ بدل دیا۔

خُطبہ:44

❁ جب مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی مُعاویہ کے پاس بھاگ گیا تو آپؑ نے فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(جب مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی مُعاویہ کے پاس بھاگ گیا) چونکہ اس نے حضرت کے ایک عامل سے بنی ناجیہ کے کچھ اسیر خریدے تھے۔ جب امیر المومنین علیہ السّلام نے اس سے قیمت کا مطالبہ کیا تو وہ بددیانتی کرتے ہوئے شام چلا گیا، جس پر آپؑ نے فرمایا:

خُدا مصقلہ کا بُرا کرے، کام تو اس نے شریفوں کا سا کیا، لیکن غلاموں کی طرح بھاگ نِکلا۔ اس نے مدح کرنے والے کا مُنہ بولنے سے پہلے ہی بند کر دیا اور توصیف کرنے والے کے قول کے مطابق اپنا عمل پیش کرنے سے پہلے ہی اسے خاموش کر دیا۔ اگر وہ ٹھہرا رہتا تو ہم اس سے اِتنا لے لیتے، جتنا اس کے لیے ممکن ہوتا اور بقیہ کے لیے اس کے مال کے زیادہ ہونے کا انتظار کرتے۔

خُطبہ:45

❁ اللہ کی عظمت و جلالت اور دُنیا کی سبکی و بے وقاری کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام حمد اس اللہ کے لیے جِس کی رحمت سے نااُمیدی نہیں اور جِس کی نعمتوں سے کسی کا دامن خالی نہیں، نہ اس کی مغفرت سے کوئی مایوس ہے، نہ اس کی عبادت سے کسی کو عار ہو سکتا ہے اور نہ اس کی رحمتوں کا سلسلہ ٹوٹتا ہے اور نہ اس کی نعمتوں کا فیضان کبھی رُکتا ہے۔

دُنیاایک ایساگھر ہے جِس کے لیے فناطے شُدہ امر ہے اور اس میں بسنے والوں کے لیے یہاں سے بہر صُورت نکلنا ہے۔ یہ دُنیا شیریں و شاداب ہے۔ اپنے چاہنے والے کی طرف تیزی سے بڑھتی ہے اور دیکھنے والے کے دل میں سما جاتی ہے، جو تمہارے پاس بہتر سے بہتر توشہ ہو سکے اسے لے کر دُنیا سے چل دینے کے لیے تیار ہو جاوٴ۔ اس دُنیا میں اپنی ضرورت سے زیادہ نہ چاہو اورجِس سے زندگی بسر ہو سکے اس سے زیادہ کی خواہش نہ کرو۔

خُطبہ:46

✿جب شام کی جانب روانہ ہوئے تو فرمایا✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب شام کی طرف روانہ ہونے کا قصد کیا، تو یہ کلمات فرمائے

اے اللہ! مَیں سفر کی مشقّت اور واپسی کے اندوہ اور اہل ومال کی بدحالی کے منظر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! تو ہی سفر میں رفیق اور بال بچوں کا محافظ ہے۔ سفر و حضر کو تیرے علاوہ کوئی یکجا نہیں کر سکتا، کیونکہ جسے پیچھے چھوڑا جائے وہ ساتھی نہیں ہو سکتا اورجِسے ساتھ لیا جائے اسے پیچھے نہیں چھوڑا جا سکتا۔

سیّد رضی فرماتے ہیں کہ: اس کلام کا ابتدائی حصّہ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے منقول ہے۔ امیر المومنین علیہ السّلام نے اس کے آخر میں بلیغ ترین جملوں کا اضافہ فرما کر اسے نہایت احسن طریق سے مکمّل کر دیا ہے اور وہ اضافہ (سفر و حضر کو تیرے علاوہ کوئی یکجا نہیں کر سکتا) سے لے کر آخر کلام تک ہے۔

خُطبہ:47

✿کوفہ پر وارِد ہونے والی مصیبتوں کے متعلق فرمایا✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے کُوفہ! یہ منظر گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ مجھے اس طرح سے کھینچا جارہا ہے جیسے بازار عُکاظ کے دباغت کئے ہوئے چمڑے کو اور مصائب و آلام کی تاخت و تاراج سے تجھے کُچلا جا رہا ہے اور شدائد و حوادث کا تو مرکب بنا ہُوا ہے۔ میں جانتا ہُوں کہ جو ظالم

وسرکش تجھ سے بُرائی کا اِرادہ کرے گا ، اللہ اسے کسی مصیبت میں جکڑ دے گا اور کسی قاتل کی زد پر لے آئے گا۔

خُطبہ:48

❁ جب شام کی طرف روانہ ہوئے تو فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے لیے حمد و ثنا ہے جب بھی رات آئے اور اندھیرا پھیلے، اور اللہ کے لیے تعریف و توصیف ہے، جب بھی ستارہ نکلے اور ڈوبے اور اس اللہ کے لیے مدح و ستائش ہے کہ جِس کے انعامات کبھی ختم نہیں ہوتے اور جِس کے احسانات کا بدلہ اُتارا نہیں جاسکتا۔

(آگاہ رہو کہ) میں نے فوج کا ہراوّل دستہ آگے بھیج دیا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ میرا فرمان پہنچنے تک اس دریا کے کنارے پڑاؤ ڈالے رہے اور میرا ارادہ ہے کہ اس پانی کو عبور کر کے اس چھوٹے سے گروہ کے پاس پہنچ جاؤں، جو اطراف دجلہ (مدائن) میں آباد ہے اور اسے بھی تمہارے ساتھ دُشمنوں کے مقابلہ میں کھڑا کروں اور انہیں تمہاری کمک کے لیے ذخیرہ بناؤں۔

علاّمہ رضی کہتے ہیں کہ: امیر المومنین علیہ السّلام نے اس مقام پر ملطاط سے سمت مُراد لی ہے، جہاں انہیں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا اور وہ سمت کنارہ فُرات ہے اور ملطاط کنارہ دریا کو کہا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کے اصلی معنی ہموار زمین کے ہیں اور نطفہ (صاف و شفاف پانی) سے آپ کی مراد آبِ فُرات ہے اور یہ عجیب و غریب تعبیرات میں سے ہے۔

خُطبہ:49

❁ اللہ کی عظمت و بزرگی کے بارے میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو چھپی ہوئی چیزوں کی گہرائیوں میں اُترا ہُوا ہے۔ اس کے ظاہر و ہویدا ہونے کی نشانیاں اس کے وجُود کا پتہ دیتی ہیں۔ گو دیکھنے والے کی آنکھ سے وہ نظر نہیں آتا۔ پھر بھی نہ دیکھنے والی آنکھ اس کا انکار نہیں کر سکتی اور جِس نے اس کا اقرار کیا، اس کا دل اس کی حقیقت کو نہیں پاسکتا۔ وہ اِتنا بلند و برتر ہے کہ کوئی چیز اس سے بلند تر نہیں ہو سکتی اور اتنا قریب سے قریب تر ہے کہ کوئی شے اس سے قریب تر نہیں ہے، اور نہ اس کی بلندی نے اسے مخلوقات سے دُور کر دیا ہے، اور نہ اس کے قریب نے اسے دُوسروں کی

سطح پر لا کر ان کے برابر کر دیا ہے۔ اس نے عقلوں کو اپنی صفتوں کی حد و نہایت پر مطلع نہیں کیا اور ضروری مقدار میں معرفت حاصل کرنے کے لیے ان کے آگے پردے بھی حائل نہیں کیئے۔ وہ ذات ایسی ہے کہ جس کے وجود کے نشانات اس طرح اس کی شہادت دیتے ہیں کہ (زبان سے) اِنکار کرنے والے کا دِل بھی اقرار کیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اللہ ان لوگوں کی باتوں سے بہت بلند و برتر ہے، جو مخلوقات سے اس کی تشبیہ دیتے ہیں اور اس کے وجود کا اِنکار کرتے ہیں۔

خُطبہ:50

❁ حق و باطل کی آمیزش کے نتائج ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتنوں کے وقُوع کا آغاز وہ نفسانی خواہشیں ہوتی ہیں، جن کی پیروی کی جاتی ہے اور وہ نئے ایجاد کردہ احکام کہ جن میں قرآن کی مخالفت کی جاتی ہے اور جنھیں فروغ دینے کے لیے کچھ لوگ دین الٰہی کے خلاف باہم ایک دُوسرے کے مددگار ہو جاتے ہیں، تو اگر باطل حق کی آمیزش سے خالی ہوتا، تو وہ ڈھونڈنے والوں سے پوشیدہ نہ رہتا اور اگر حق باطل کے شائبہ سے پاک و صاف سامنے آتا، تو عناد رکھنے والی زبانیں بھی بند ہو جائیں۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ کچھ اِدھر سے لیا جاتا ہے اور کچھ اُدھر سے اور دونوں کو آپس میں خلط ملط کر دیا جاتا ہے ۔ اس موقعہ پر شیطان اپنے دوستوں پر چھا جاتا ہے اور صِرف وُہی لوگ بچے رہتے ہیں، جن کے لیے توفیق الٰہی اور عنایتِ خُداوندی پہلے سے موجود ہو۔

خُطبہ:51

❁ جب شامیوں نے آپؑ کے ساتھیوں پر پانی بند کر دیا تو فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب صفین میں مُعاویہ کے ساتھیوں نے امیر المومنین علیہ السّلام کے اصحاب پر غلبہ پا کر فُرات کے گھاٹ پر قبضہ جما لیا اور پانی لینے سے مانع ہُوئے تو آپؑ نے فرمایا:

وہ تُم سے جنگ کے لقمے طلب کرتے ہیں۔ تو اب یا تو تُم ذِلّت اور اپنے مقام کی پستی و حقارت پر سرِ تسلیم خم کر دو۔ یا تلواروں کی پیاس خون

سے بجھا کر اپنی پیاس پانی سے بجھاؤ، ان سے دب جانا جیتے جی موت ہے اور غالب آکر مرنا بھی جینے کے برابر ہے۔ مُعاویہ گم کردہ راہ سر پھروں کا ایک چھوٹا سا جتھا لیے پھرتا ہے اور واقعات سے انھیں اندھیرے میں رکھ چھوڑا ہے، یہاں تک کہ انھوں نے اپنے سینوں کو موت (کے تیروں) کا ہدف بنالیا ہے۔

خُطبہ:52

❁ دُنیا کے زوال و فنا اور آخرت کے ثواب و عتاب کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دُنیا اپنا دامن سمیٹ رہی ہے اور اس نے اپنے رُخصت ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ اس کی جانی پہچانی ہوئی چیزیں اجنبی ہو گئیں اور وہ تیزی کے ساتھ پیچھے ہٹ رہی ہے اور اپنے رہنے والوں کو فنا کی طرف بڑھا رہی ہے اور اپنے پڑوس میں بسنے والوں کو موت کی طرف دھکیل رہی ہے۔ اس کے شیریں (مزے) تلخ اور صاف و شفاف (لمحے) مکدّر ہو گئے ہیں۔ دُنیا سے بس اتنا باقی رہ گیا ہے، جتنا برتن میں تھوڑا سا بچایا پانی، یا ناپا تُلا ہُوا جرعۂ آب، کہ پیاسا اگر اسے پیئے، تو اس کی پیاس نہ بجھے۔ خُدا کے بندو! اس دارِ دُنیا سے کہ جِس کے رہنے والوں کے لیے زوال امر مسلّم ہے، نکلنے کا تہیّہ کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آرزوئیں تُم پر غالب آجائیں اور اس (چندروزہ زندگی) کی مُدّت کو دراز سمجھ بیٹھو۔ خُدا کی قسم! اگر تُم ان اُونٹنیوں کی طرح فریاد کرو، جو اپنے بچّوں کو کھو چکی ہوں اور ان کبُوتروں کی طرح نالہ ُوفغاں کرو (جو اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گئے ہوں) اور ان گوشہ نشین راہبوں کی طرح چیخو چلّاؤ، جو گھر بار چھوڑ چکے ہوں اور مال اور اولاد سے بھی اپنا ہاتھ اُٹھا لو، اس غرض سے کہ تمہیں بارگاہِ الٰہی میں تقرب حاصل ہو، درجہ کی بلندی کے ساتھ اس کے یہاں، یا ان گُناہوں کے معاف ہونے کے ساتھ جو صحیفہ ٔاعمال میں درج اور کراماً کاتبین کو یاد ہیں، تو وہ تمام بے تابی اور نالہ ٔفریاد اس ثواب کے لحاظ سے جِس کا میں تمہارے لیے اُمیدوار ہُوں اور اس عقاب کے اعتبار سے جِس کا مجھے تمہارے لیے خوف و اندیشہ ہے بہت ہی کم ہو گی۔ خُدا کی قسم! اگر تمہارے دل بالکل پِگھل جائیں اور تمہاری آنکھیں اُمید و بیم سے خُون بہانے لگیں اور پھر رہتی دُنیا تک (اسی حالت میں) جیتے بھی رہو تو بھی تمہارے اعمال اگرچہ تُم نے کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی ہو اس کی نعماتِ عظیم کی بخشش اور ایمان کی طرف راہنمائی کا بدلہ نہیں اُتار سکتے۔

خطبہ:53

❁ گوسفندِ قربانی کے اوصاف ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس میں عید قربان اور ان صفتوں کا ذکر کیا ہے، جو گوسفند قربانی میں ہونا چاہئیں

قُربانی کے جانور کا مکمّل ہونا یہ ہے کہ اس کے کان اُٹھے ہُوئے ہوں (یعنی کٹے ہوئے نہ ہوں) اور اس کی آنکھیں صحیح و سالم ہوں۔ اگر کان اور آنکھیں سالم ہیں تو قربانی بھی سالم اور ہر طرح سے مکمّل ہے۔ اگرچہ اس کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں اور ذبح کی جگہ تک اپنے پیر کو گھسیٹ کر پہنچے۔

خُطبہ:54

❁ آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنیوالوں کا ہجوم ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وُہ اس طرح بے تحاشا میری طرف لپکے، جس طرح پانی پینے کے دن وہ اُونٹ ایک دُوسرے پر ٹوٹتے ہیں، کہ جنھیں ان کے ساربان نے پیروں کے بندھن کھول کر کُھلا چھوڑ دیا ہو۔ یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ یا تو مجھے مار ڈالیں گے۔ یا میرے سامنے ان میں سے کوئی کسی کا خون کر دے گا۔ میں نے اس امر کو اندر باہر سے اُلٹ پلٹ کر دیکھا، تو مجھے جنگ کے علاوہ کوئی صُورت نظر نہ آئی، یا یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لائے ہوئے احکام سے انکار کر دوں۔ لیکن آخرت کی سختیاں جھیلنے سے مجھے جنگ کی سختیاں جھیلنا سہل نظر آیا اور آخرت کی تباہیوں سے دُنیا کی ہلاکتیں میرے لیے آسان نظر آئیں۔

خُطبہ:55

❁ میدان صفین میں جب آپؑ کے ساتھیوں نے یہ محسوس کیا کہ آپ اِذنِ جہاد دینے میں تاخیر فرما رہے ہیں تو فرمایا ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صفین میں حضرت کے اصحاب نے جب اِذنِ جہاد دینے میں تاخیر پر بے چینی کا اظہار کیا، تو آپؑ نے ارشاد فرمایا

تُم لوگوں کا یہ کہنا یہ پس و پیش کیا اس لیے ہے کہ میں موت کو ناخوش جانتا ہوں اور اس سے بھاگتا ہوں، تو خُدا کی قسم! مجھے ذرا پروا نہیں کہ مَیں موت کی طرف بڑھوں یا موت میری طرف بڑھے اور اس طرح تُم لوگوں کا یہ کہنا کہ مجھے اہل شام سے جہاد کرنے کے جواز میں کچھ شُبہ ہے، تو خُدا کی قسم! میں نے جنگ کو ایک دن کے لیے بھی التوا میں نہیں ڈالا، مگر اس خیال سے کہ ان میں سے شاید کوئی گروہ مجھ سے آکر مل جائے اور میری وجہ سے ہدایت پا جائے اور اپنی چُندھیائی ہوئی آنکھوں سے میری روشنی کو بھی دیکھ لے اور مجھے یہ چیز گمراہی کی حالت میں انہیں قتل کر دینے سے کہیں زیادہ پسند ہے۔ اگرچہ اپنے گُناہوں کے ذمّہ دار بہر حال یہ خود ہوں گے۔

خُطبہ:56

❁ میدان جنگ میں آپؑ کے صبر و ثبات کی حالت ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم (مُسلمان) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ہو کر اپنے باپ، بیٹوں، بھائیوں اور چچاؤں کو قتل کرتے تھے۔ اس سے ہمارا ایمان بڑھتا تھا، اطاعت اور راہِ حق کی پیروی میں اضافہ ہوتا تھا اور کرب و الم کی سوزشوں پر صبر میں زیادتی ہوتی تھی اور دُشمنوں سے جہاد کرنے کی کوشش بڑھ جاتی تھی۔ (جہاد کی صُورت یہ تھی کہ) ہم میں کا ایک شخص اور فوجِ دُشمن کا کوئی سپاہی، دونوں مردوں کی طرح آپس میں بھڑتے تھے اور جان لینے کے لیے ایک دُوسرے پر جھپٹے پڑتے تھے، کہ کون اپنے حریف کو موت کا پیالہ پلاتا ہے۔ کبھی ہماری جیت ہوتی تھی اور کبھی ہمارے دُشمن کی۔ چُنانچہ جب خداوندِ عالم نے ہماری (نیّتوں کی) سچائی دیکھ لی تو اس نے ہمارے دُشمنوں کو رُسواوَ ذلیل کیا اور ہماری نُصرت و تائید فرمائی، یہاں تک کہ اسلام سینہ ٹیک کر اپنی جگہ پر جم گیا اور اپنی منزل پر برقرار ہو گیا۔ خُدا کی قسم! اگر ہم بھی تمہاری طرح کرتے تو نہ کبھی دین کا ستون گڑتا اور نہ ایمان کا تنا برگ و بار لاتا۔ خُدا کی قسم! تُم اپنے کئے کے بدلے میں (دُودھ کے بجائے) خُون دوہو گے اور آخر تمہیں ندامت و شرمندگی اُٹھانا پڑے گی۔

خُطبہ:57

❁ مُعاویہ کے بارے میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنے اصحاب سے فرمایا

میرے بعد جلد ہی تُم پر ایک ایسا شخص مُسلّط ہو گا، جِس کا حلق کشادہ اور پیٹ بڑا ہو گا، جو پائے گا نِگل جائے گا اور جو نہ پائے گا اس کی اسے ڈھونڈ لگی رہے گی (بہتر تو یہ ہے کہ) تُم اسے قتل کر ڈالنا۔ لیکن یہ معلوم ہے کہ تُم اسے ہرگز قتل نہ کرو گے۔ وہ تمہیں حکم دے گا کہ مجھے بُرا کہو اور مجھ سے بیزاری کا اظہار کرو۔ جہاں تک بُرا کہنے کا تعلق ہے مجھے بُرا کہہ لینا۔ اس لیے کہ یہ میرے لیے پاکیزگی کا سبب اور تمہارے لیے (دُشمنوں سے) نجات پانے کا باعث ہے، لیکن (دل سے) بیزاری اختیار نہ کرنا، اس لیے کہ میں (دین) فطرت پر پیدا ہُوا ہوں اور ایمان و ہجرت میں سابق ہوں۔

خُطبہ:58

✿ خوارج کے متعلق آپؑ کی پیشین گوئی ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپؑ کا کلام خوارج کو مخاطب فرماتے ہُوئے

تُم پر سخت آندھیاں آئیں اور تُم میں کوئی اصلاح کرنے والا باقی نہ رہے۔ کیا میں اللہ پر ایمان لانے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ ہو کر جہاد کرنے کے بعد اپنے اُوپر کُفر کی گواہی دے سکتا ہوں؟ پھر تو میں گمراہ ہو گیا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ رہا۔ تُم اپنے (پُرانے) بدترین ٹھکانوں کی طرف لوٹ جاؤ اور اپنی ایڑیوں کے نشانوں پر پیچھے کی طرف پلٹ جاؤ۔ یاد رکھو کہ تمہیں میرے بعد چھا جانے والی ذِلّت اور کاٹنے والی تلوار سے دوچار ہونا ہے اور ظالموں کے اس وتیرے سے سابقہ پڑنا ہے کہ وہ تمہیں محروم کر کے ہر چیز اپنے لیے مخصوص کر لیں۔

خُطبہ:59

✿ خوارج کی ہزیمت کے متعلق آپؑ کی پیشین گوئی ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب آپؑ نے خوارج سے جنگ کرنے کا اِرادہ ظاہر کیا تو آپؑ سے کہا گیا کہ وہ نہروان کا پُل عبور کر کے اُدھر جا چکے ہیں تو آپؑ نے فرمایا:

ان کے گِرنے کی جگہ تو پانی کے اُسی طرف ہے۔خُدا کی قسم!ان میں سے دس بھی بچ کر نہ جاسکیں گے اور تُم میں سے دس بھی ہلاک نہ ہوں گے۔

سیّد رضی فرماتے ہیں کہ:اِس خطبہ میں نطفہ سے مراد نہر (فُرات) کا پانی ہے اور پانی کے لیے یہ بہترین کنایہ ہے چاہے پانی زیادہ بھی ہو جب خوارج مارے گئے تو آپؑ سے کہا گیا کہ:وہ لوگ سب کے سب ہلاک ہو گئے، آپؑ نے فرمایا:

ہر گز نہیں ابھی تو وہ مردوں کی صلبوں اور عورتوں کے شکموں میں موجود ہیں،جب بھی ان میں کوئی سر دار ظاہر ہو گا تو اسے کاٹ کر رکھ دیا جائے گا۔یہاں تک کہ ان کی آخری فردیں چور اور ڈاکو ہو کر رہ جائیں گی۔

انہی خوارج کے متعلق فرمایا

میرے بعد خوارج کو قتل نہ کرنا۔اس لیے کہ جو حق کا طالب ہو اور اسے نہ پاسکے،وہ ویسا نہیں ہے کہ جو باطل ہی کی طلب میں ہو اور پھر اسے بھی پالے۔(سیّد رضی کہتے ہیں کہ:اِس سے مُراد مُعاویہ اور اس کے ساتھی ہیں۔)

خُطبہ:60

جب آپؑ کو اچانک قتل کر دیئے جانے سے ڈرایا گیا تو آپؑ نے فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب آپؑ کو اچانک قتل کئے جانے سے خوف دلایا گیا،تو آپؑ نے فرمایا

مجھ پر اللہ کی ایک محکم سپر ہے۔جب موت کا دن آئے گا،تو وہ مجھے موت کے حوالے کر کے مجھ سے الگ ہو جائے گی۔اس وقت نہ تِیر خطا کرے گا اور نہ زخم بھر سکے گا۔

خُطبہ:61

دُنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ دُنیا ایسا گھر ہے،کہ اس کے (عواقب) سے بچاؤ کا سازوسامان اسی میں رہ کر کیا جاسکتا ہے،کہ کسی ایسے کام سے

جو صِرف اسی دُنیا کی خاطر کیا جائے، نجات نہیں مل سکتی۔ لوگ اس دُنیا میں آزمائش میں ڈالے گئے ہیں۔ لوگوں نے اس دُنیا سے جو دُنیا کے لیے حاصل کیا ہو گا اس سے الگ کر دیئے جائیں گے اور اس پر ان سے حساب لیا جائے گا اور جو اس دُنیا سے آخرت کے لیے کمایا ہو گا اسے آگے پہنچ کر پا لیں گے اور اسی میں رہیں سہیں گے۔ دُنیا عقلمندوں کے نزدیک ایک بڑھتا ہُوا سایہ ہے، جسے ابھی بڑھا ہُوا اور پھیلا ہُوا دیکھ رہے تھے کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ گھٹ کر اور سمٹ کر رہ گیا۔

خُطبہ:62

❁ دُنیا کے زوال و فنا کے سلسلہ میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور موت سے پہلے اپنے اعمال کا ذخیرہ فراہم کر لو اور دُنیا کی فانی چیزیں دے کر باقی رہنے والی چیزیں خرید لو۔ چلنے کا سامان کرو کیونکہ تمہیں تیزی سے لے جایا جا رہا ہے اور موت کے لیے آمادہ ہو جاؤ کہ وہ تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ تمہیں ایسے لوگ ہونا چاہیئے، جنھیں پُکارا گیا تو وہ جاگ اُٹھے اور یہ جان لینے پر کہ دُنیا ان کا گھر نہیں ہے، اسے (آخرت سے) بدل لیا ہو۔ اس لیے کہ اللہ نے تمہیں بیکار پیدا نہیں کیا اور نہ اس نے تمہیں بے قید و بند چھوڑ دیا ہے۔ موت تمہاری راہ میں حائل ہے۔ اس کے آتے ہی تمہارے لیے جنّت ہے یا دوزخ ہے۔ وہ مُدّت حیات جسے ہر گزرنے والا لحظہ کم کر رہا ہو اور ہر ساعت اس کی عمارت کو ڈھا رہی ہو، کم ہی سمجھی جانے کے لائق ہے اور وہ مُسافر جسے ہر نیا دن اور ہر نئی رات (لگاتار) کھینچے لیے جا رہے ہوں، اس کا منزل تک پہنچنا جلد ہی سمجھنا چاہیئے، اور وہ عازمِ سفر جِس کے سامنے ہمیشہ کی کامرانی یا ناکامی کا سوال ہے، اس کو اچھے سے اچھا زاد مہیّا کرنے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اس دُنیا میں رہتے ہوئے اس سے اِتنا توشہ آخرت لے لو، جِس کے ذریعہ کل اپنے نفسوں کو بچا سکو، جِس کی صُورت یہ ہے کہ بندہ اپنے اللہ سے ڈرے۔ اپنے نفس کے ساتھ خیر خواہی کرے، (مرنے سے پہلے) توبہ کرے، اپنی خواہشوں پر قابُو رکھے۔ چونکہ موت اس کی نگاہ سے اوجھل ہے اور اُمیدیں فریب دینے والی ہیں اور شیطان اس پر چھایا ہُوا ہے، جو گُناہوں کو سج کر اس کے سامنے لاتا ہے کہ وہ اس میں مبتلا ہو اور توبہ کی ڈھارس بندھاتا رہتا ہے کہ وہ اسے تعویق میں ڈالتا رہے۔ یہاں تک کہ موت غفلت و بے خبری کی حالت میں اس پر اچانک ٹوٹ پڑتی ہے۔ واحسرتا! کہ اس غافل و بے خبر کی مُدّت حیات ہی اس کے خلاف ایک حُجّت بن جائے اور اس کی زندگی کا انجام

بد بختی کی صُورت میں ہو۔ ہم اللہ سبحانہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمہیں ایسا کر دے، کہ (دُنیا کی) نعمتیں سر کش و متمرّد نہ بنا سکیں اور کسی منزل پر اطاعتِ پروردگار سے درماندہ وعاجز نہ ہوں اور مرنے کے بعد نہ شرمساری اُٹھانا پڑے اور نہ رنج و غم سہنا پڑے۔

خُطبہ:63

❁ صفاتِ باری کا تذکرہ ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے کہ جِس کی ایک صفت سے دُوسری صفت کو تقدّم نہیں کہ وہ آخر ہونے سے پہلے اوّل اور باطن ہونے سے پہلے ظاہر رہا ہو۔ اللہ کے علاوہ جسے بھی ایک کہا جائے گا، وہ قِلّت و کمی میں ہو گا۔ اس کے سوا ہر باعزّت ذلیل اور ہر قوی کمزور و عاجز اور ہر مالک مملوک اور ہر جاننے والا سیکھنے والے کی منزل میں ہے۔ اس کے علاوہ ہر قدرت و تسلّط والا کبھی قادر ہوتا ہے اور کبھی عاجز اور اس کے علاوہ ہر سُننے والا خفیف آوازوں کے سُننے سے قاصر ہوتا ہے اور بڑی آوازیں (اپنی گونج سے) اسے بہرا کر دیتی ہیں اور دُور کی آوازیں اس تک پہنچتی نہیں ہیں اور اس کے ماسوا ہر دیکھنے والا مخفی رنگوں اور لطیف جسموں کے دیکھنے سے نابینا ہوتا ہے۔ کوئی ظاہر اس کے علاوہ باطن نہیں ہو سکتا اور کوئی باطن اس کے سوا ظاہر نہیں ہو سکتا۔ اس نے اپنی کسی مخلوق کو اس لیے پیدا نہیں کیا کہ وُہ اپنے اِقتدار کی بنیادوں کو مستحکم کرے، یا زمانے کے عواقب و نتائج سے اسے کوئی خطرہ تھا، یا کسی برابر والے کے حملہ آور ہونے، یا کثرت پر اِترانے والے شریک یا بلندی میں ٹکرانے والے مدِّ مُقابل کے خلاف اسے مدد حاصل کرنا تھی، بلکہ یہ ساری مخلوق اسی کے قبضے میں ہے اور سب اس کے عاجز و ناتواں بندے ہیں۔ وہ دُوسری چیزوں میں سمایا ہوا نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ ان کے اندر ہے اور نہ ان چیزوں سے دُور ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ ان چیزوں سے الگ ہے۔ ایجاد خلق اور تدبیرِ عالَم نے اسے خستہ و درماندہ نہیں کیا اور نہ (حسب منشاء) چیزوں کے پیدا کرنے سے عجز اسے دامن گیر ہُوا ہے اور نہ اسے اپنے فیصلوں اور اندازوں میں شُبہ لاحق ہُوا ہے۔ بلکہ اس کے فیصلے مضبوط، علم محکم اور احکام قطعی ہیں۔ مصیبت کے وقت بھی اسی کی آس رہتی ہے اور نعمت کے وقت بھی اس کا ڈر لگا رہتا ہے۔

خُطبہ:64

جنگ صفین میں تعلیم حرب کے سلسلہ میں فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صفین کے دنوں میں اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے

اے گروہِ مسلمین! خوفِ خُدا کو اپنا شعار بناؤ۔ اطمینان وو قار کی چادر اوڑھ لو اور اپنے دانتوں کو بھینچ لو۔ اس سے تلواریں سروں سے اُچٹ جایا کرتی ہیں۔ زرّہ کی تکمیل کرو(یعنی اس کے ساتھ خود، جوشن بھی پہن لو) اور تلواروں کو کھینچنے سے پہلے نیاموں میں اچھی طرح ہِلا جُلا لو اور دُشمن کو ترچھی نظروں سے دیکھتے رہو اور دائیں بائیں (دونوں طرف) نیزوں کے وار کرو اور دُشمن کو تلواروں کی باڑ پر رکھ لو اور تلواروں کے ساتھ ساتھ قدموں کو آگے بڑھاؤ اور یقین رکھو کہ تُم اللہ کے رُوبرُو اور رسُولؐ کے چچازاد بھائی کے ساتھ ہو۔ بار بار حملہ کرو اور بھاگنے سے شرم کرو۔ اس لیے کہ یہ پشتوں تک کے لیے ننگ و عار اور روزِ محشر جہنّم کی آگ کا باعث ہے۔ خوشی سے اپنی جانیں اللہ کو دے دو اور پُر اطمینان رفتار سے موت کی جانب پیش قدمی کرو اور (شامیوں کی) اس بڑی جماعت اور طنابوں سے کھنچے ہوئے خیمے کو اپنے پیشِ نظر رکھو اور اس کے وسط پر حملہ کرو۔ اس لیے کہ شیطان اسی کے ایک گوشے میں چُھپا بیٹھا ہے۔ جِس نے ایک طرف تو حملے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہوا ہے اور دُوسری طرف بھاگنے کے لیے قدم پیچھے ہٹا رکھا ہے۔ تُم مضبوطی سے اپنے ارادے پر جمے رہو، یہاں تک کہ حق (صبح کے) اُجالے کی طرح ظاہر ہو جائے۔ (نتیجہ میں) تُم ہی غالب ہو اور خُدا تمہارے ساتھ ہے، وہ تمہارے اعمال کو ضائع و برباد نہیں ہونے دے گا۔

خُطبہ:65

سقیفہ بنی ساعدہ کی کاروائی سُننے کے بعد فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے رحلت کے بعد جب سقیفہ بنی ساعدہ کی خبریں امیر المومنینؑ تک پہنچیں تو آپؑ نے دریافت فرمایا کہ: انصار کیا کہتے تھے؟ لوگوں نے کہا: وہ کہتے تھے کہ ایک ہم میں سے اَمیر ہو جائے اور ایک تُم میں سے حضرت نے فرمایا کہ:

"تُم نے یہ دلیل کیوں نہ پیش کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے وصیّت فرمائی تھی کہ انصار میں جو اچھا ہو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا

جائے اور جو بُرا ہو اس سے در گُزر کیا جائے"۔ لوگوں نے کہا کہ: اس میں ان کے خلاف کیا ثبُوت ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ: اگر حکومت و امارت ان کے لیے ہوتی تو پھر ان کے بارے میں دُوسروں کو وصیّت کیوں کی جاتی۔ پھر حضرت نے پوچھا کہ: قریش نے کیا کہا؟ لوگوں نے کہا کہ: انھوں نے شجرۂ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ہونے کی وجہ سے اپنے استحقاق پر استدلال کیا۔ توحضرت نے فرمایا کہ: انھوں نے شجرۂ ایک ہونے سے تو استدلال کیا، لیکن اس کے پھلوں کو ضائع وبرباد کر دیا۔

خُطبہ:66

❁ محمد ابن ابی بکر کی خبر شہادت سُن کر فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد ابنِ ابی بکر کو جب حضرت نے مصر کی حکومت سپُرد کی اور نتیجہ میں ان کے خلاف غلبہ حاصل کر لیا گیا اور وہ قتل کر دیئے گئے، تو حضرت نے فرمایا:

میں نے تو چاہا تھا کہ ہاشم ابن عتبہ کو مصر کا والی بناؤں اور اگر اسے حاکم بنا دیا ہوتا تو وہ کبھی دُشمنوں کے لیے میدان خالی نہ کرتا اور نہ انہیں مہلت دیتا۔ اس سے محمد ابنِ ابی بکر کی مذمّت مقصود نہیں۔ وہ تو مجھے بہت محبُوب اور میرا پروردہ تھا۔

خُطبہ:67

❁ اپنے اصحاب کی کجروی وبے رخی کے بارے میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنے اصحاب کی مذمّت میں فرمایا

کب تک میں تمہارے ساتھ ایسی نرمی اور رُورعایت کرتا رہوں گا۔ جیسی ان اُونٹوں سے کی جاتی ہے جن کی کوہانیں اندر سے کھوکھلی ہو چکی ہوں اور ان پھٹے پُرانے کپڑوں سے کہ جنھیں ایک طرف سے سیا جائے تو دُوسری طرف سے پھٹ جاتے ہیں۔ جب بھی شامیوں کے ہراوّل دستوں میں سے کوئی دستہ تُم پر منڈلاتا ہے، توتُم سب کے سب (اپنے گھروں) کے دروازے بند کر لیتے ہو اور اس طرح اندر دبک جاتے ہو، جِس طرح گوہ اپنے سُوراخ میں اور بجُو اپنے بھٹ میں۔ جِس کے تمہارے ایسے مدد گار ہوں، اسے تو ذلیل ہی ہونا ہے اور

جس پر تُم (تیر کی طرح) پھینکے جاؤتو گویا اس پر ایسا تیر پھینکا گیا جس کا سوفار بھی شکستہ اور پیکان بھی ٹوٹا ہُوا ہے۔ خُدا کی قسم (گھروں کے) صحن میں تو تُم بڑی تعداد میں نظر آتے ہو۔ لیکن جھنڈوں کے نیچے تھوڑے سے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کس چیز سے تمہاری اصلاح اور کس چیز سے تمہاری کجروی کو دُور کیا جاسکتا ہے، لیکن میں اپنے نفس کو بِگاڑ کر تمہاری اِصلاح کرنا نہیں چاہتا۔ خُدا تمہارے چہروں کو بے آبرُو کرے اور تمہیں بد نصیب کرے، جیسی تُم باطل سے شناسائی رکھتے ہو، ویسی حق سے تمہاری جان پہچان نہیں اور جتنا حق کو مٹاتے ہو، باطل اتنا تُم سے نہیں دبایا جاتا۔

خُطبہ:68

شب ِضربت سحر کے وقت فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپؑ نے یہ کلام شب ِضربت کی سحر کو فرمایا

مَیں بیٹھا ہُوا تھا کہ میری آنکھ لگ گئی۔ اتنے میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے سامنے جلوہ فرما ہوئے۔ میں نے کہا: یا رسُولؐ اللہ! مجھے آپ کی اُمّت کے ہاتھوں کیسی کیسی کجرویوں اور دُشمنیوں سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ: تُم ان کے لیے بد دُعا کرو، تو میں نے (صِرف اتنا) کہا کہ: اللہ مجھے ان کے بدلے میں ان سے اچھے لوگ عطا کرے اور ان کو میرے بدلے میں کوئی بُرا (امیر) دے۔

سیّد رضی کہتے ہیں کہ: اود کے معنی ٹیڑھا پن اور لدد کے معنی دُشمنی و عناد کے ہیں اور یہ بہت فصیح کلام ہے۔

خُطبہ:69

اہل عراق کی مذمّت میں فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل عراق کی مذمّت میں فرمایا

اے اہل عراق! تُم اس حاملہ عورت کے مانند ہو جو حاملہ ہونے کے بعد حمل کے دن پورے کرے، تو مرا ہُوا بچّہ گرا دے اور اس کا شوہر

بھی مر چُکا ہو اور رنڈاپے کی مُدّت بھی دراز ہو چکی ہو اور (قریبی نہ ہونے کی وجہ سے) دُور کے عزیز ہی اس کے وارث ہوں۔ بخدا میں تمہاری طرف بخوشی نہیں آیا، بلکہ حالات سے مجبُور ہو کر آ گیا۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تُم کہتے ہو کہ علیؑ کذب بیانی کرتے ہیں۔ خُدا تمہیں ہلاک کرے! (بتاؤ) میں کس پر جھوٹ باندھ سکتا ہوں۔ کیا اللہ پر؟ تو میں سب سے پہلے اس پر ایمان لانے والا ہوں، یا اس کے نبیؐ پر؟ تو میں سب سے پہلے ان کی تصدیق کرنے والا ہوں۔ خُدا کی قسم! ایسا ہر گز نہیں۔ بلکہ وہ ایک ایسا اندازِ کلام تھا جو تمہارے سمجھنے کا نہ تھا اور نہ تُم میں اس کے سمجھنے کی اہلیت تھی۔ خُدا تمہیں سمجھے۔ میں تو بغیر کسی عوض کے (علمی جواہر ریزے) ناپ ناپ کر دے رہا ہوں۔ کاش کہ ان کے لیے کسی کے ظرف میں سمائی ہوتی۔ (ٹھہرو) کچھ دیر بعد تُم بھی اس کی حقیقت کو جان لو گے۔

خُطبہ:70

❁ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر دُرُود بھیجنے کا طریقہ ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس میں آپؑ نے لوگوں کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر صلوٰت بھیجنے کا طریقہ بتایا ہے

اے اللہ! اے فرشِ زمین کے بچھانے والے اور بلند آسمانوں کو (بغیر سہارے کے) روکنے والے، دِلوں کو اچھی اور بُری فطرت پر پیدا کرنے والے۔ اپنی پاکیزہ رحمتیں اور بڑھنے والی برکتیں قرار دے۔ اپنے عبد اور رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لیے جو پہلی (نبوتوں کے) ختم کرنے والے اور بند (دِلوں کے) کھولنے والے اور حق کے زور سے اعلانِ حق کرنے والے، باطل کی طغیانیوں کو دبانے والے اور ضلالت کے حملوں کو کچلنے والے تھے۔ جیسا ان پر (ذمّہ داری کا) بوجھ عائد کیا گیا تھا، اس کو انھوں نے اُٹھایا اور تیری خوشنودیوں کی طرف بڑھنے کے لیے مضبُوطی سے جم کر کھڑے ہو گئے۔ نہ آگے بڑھنے سے مُنہ موڑا، نہ اِرادے میں کمزوری کو راہ دی۔ وہ تیری وحی کے حافظ اور تیرے پیمان کے محافظ تھے اور تیرے حکموں کے پھیلانے کے دُھن میں لگے رہنے والے تھے، یہاں تک کہ انھوں نے روشنی ڈھونڈنے والے کے لیے شعلے بھڑکا دیئے اور اندھیرے میں بھٹکنے والے کے لیے راستہ روشن کر دیا۔ فتنوں فسادوں میں سرگرمیوں کے بعد دلوں نے آپؐ کی وجہ سے ہدایت پائی۔ انھوں نے راہ دکھانے والے نشانات قائم کئے، روشن و تابندہ احکام جاری کئے۔ وہ تیرے امین، معتمد اور تیرے علم مخفی کے خزینہ دار تھے اور قیامت کے دن تیرے گواہ اور تیرے پیغمبرؐ بر حق اور

خلق کی طرف فرستادہ رسولؐ تھے۔ خُدایا! ان کی منزل کو اپنے زیر سایہ وسیع وکُشادہ بنا اور اپنے فضل سے انہیں دُھرے حسنات عطا کر۔ خُداوندا! تمام بنیاد قائم کرنے والوں کی عمارت پر ان کی بنا کردہ عمارت کو فوقیت عطا کر اور انھیں باعزّت مرتبے سے سرفراز کر اور ان کے نُور کو پُورا پُورا فروغ دے اور انھیں رسالت کے صلہ میں شہادت کی قبولیت و پذیرائی اور قول و سخن کی پسندیگی عطا کر جب کہ آپ کی باتیں سراپا عدل اور فیصلے حق و باطل کو چھانٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بھی ان کے ساتھ خوش گوار و پاکیزہ زندگی اور منزلِ نعمات میں یکجا کر اور مرغُوب و دل پسند خواہشوں اور لذّتوں اور آسائش و فارغ البالی اور شرف و کرامت کے تحفوں میں شریک بنا۔

خُطبہ:71

❁ جب حسنؑ اور حسینؑ نے مروان کی سفارش کی تو آپؑ نے فرمایا ❁

جمل کے موقعہ پر جب مروان بن حکم کو گرفتار کیا گیا تو اس نے حسنؑ اور حسینؑ علیہما السلام سے خواہش کی، کہ وہ امیر المومنینؑ سے اس کی سفارش کریں، چُنانچہ ان دونوں حضرات نے امیر المومنینؑ سے اس سلسلہ میں بات چیت کی اور حضرت نے اسے رہا کر دیا۔ پھر دونوں شہزادوں نے کہا: یاامیر المومنینؑ! یہ آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہے، تو حضرت نے اس کے متعلق فرمایا:

کیا اس نے عثمان کے قتل ہو جانے کے بعد میری بیعت نہیں کی تھی؟ اب مجھے اس کی بیعت کی ضرورت نہیں۔ یہ یہودی قِسم کا ہاتھ ہے۔ اگر ہاتھ سے بیعت کرے گا تو ذلیل طریقے سے توڑ بھی دے گا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئیے کہ یہ بھی اتنی دیر کہ کُتّا اپنی ناک چاٹنے سے فارغ ہو۔ یہ حکومت کرے گا اور اس کے چار بیٹے بھی حکمران ہوں گے اور اُمّت اس کے اور اس کے بیٹوں کے ہاتھوں سے سختیوں کے دن دیکھے گی۔

خُطبہ:72

❁ جب لوگوں نے عُثمان کی بیعت کا اِرادہ کیا تو آپؑ نے فرمایا ❁

جب لوگوں نے عُثمان کی بیعت کا اِرادہ کیا، تو آپؑ نے فرمایا

تُم جانتے ہو کہ مجھے اوروں سے زیادہ خلافت کا حق پہنچتا ہے۔ خُدا کی قسم! جب تک مسلمانوں کے اُمور کا نظم و نسق بر قرار رہے گا اور صِرف میری ہی ذات ظُلم و جور کا نشانہ بنتی رہے گی۔ میں خاموشی اختیار کرتا رہوں گا۔ تا کہ (اس صبر پر) اللہ سے اجر و ثواب طلب کروں اور اس زیب و زینت اور آرائش کو ٹھکرا دوں جِس پر تُم مِٹے ہُوئے ہو۔

خُطبہ:73

❀ جب لوگوں نے قتل عُثمان میں شرکت کا الزام آپؑ پر لگایا تو فرمایا ❀

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جب آپؑ کو معلُوم ہوا کہ بنی اُمیّہ قتل عُثمان میں شرکت کا الزام آپ پر رکھتے ہیں، تو ارشاد فرمایا

میرے متعلق سب کچھ جاننے بُوجھنے نے بنی اُمیّہ کو مجھ پر افترا پردازیوں سے باز نہیں رکھا اور نہ میری سبقتِ ایمانی اور دیرینہ اسلامی خدمات نے ان جاہلوں کو اِتّہام لگانے سے روکا اور جو اللہ نے (کذب و افترا کے متعلق) انھیں پند و نصیحت کی ہے وہ میرے بیان سے کہیں بلیغ ہے۔ میں (ان) بے دینوں پر حُجّت لانے والا اور (دین میں) شک و شُبہ کرنے والوں کا فریق مخالف ہوں اور قرآن پر پیش ہونا چاہیئے تمام مُشتبہ باتوں کو اور بندوں کو جیسی ان کی نیّت ہو گی ویسا ہی پھل ملے گا۔

خطبہ:74

❀ پند و نصیحت کے سلسلہ میں فرمایا ❀

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خُدا اس شخص پر رحم کرے، جِس نے حکمت کا کوئی کلمہ سُنا تو اسے گِرہ میں باندھ لیا۔ ہدایت کی طرف اسے بلایا گیا تو دوڑ کر قریب ہُوا۔ صحیح راہبر کا دامن تھام کر نجات پائی۔ اللہ کو ہر وقت نظروں میں رکھا اور گُناہوں سے خوف کھایا۔ عمل بے ریا پیش کیا۔ نیک کام کیئے۔ ثواب کا ذخیرہ جمع کیا۔ بُری باتوں سے اجتناب برتا۔ صحیح مقصد کو پالیا۔ اپنا اجر سمیٹ لیا۔ خواہشوں کا مقابلہ کیا۔ اُمیدوں کو جھٹلایا۔ صبر کو نجات کی سواری بنالیا۔ موت کے لیے تقویٰ کا سازوسامان کیا۔ روشن راہ پر سوار ہُوا۔ حق کی شاہراہ پر قدم جمائے۔ زندگی کی مہلت کو غنیمت جانا۔ موت کی طرف قدم بڑھائے اور عمل کا زاد ساتھ لیا۔

خُطبہ:75

بنی اُمیّہ کے متعلق فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنی اُمیّہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ورثہ تھوڑا تھوڑا کر کے دیتے ہیں۔ خُدا کی قسم! اگر میں زندہ رہا تو انہیں اس طرح جھاڑ پھینکوں گا، جِس طرح قصائی خاک آلودہ گوشت کے ٹکڑے سے مٹی جھاڑ دیتا ہے۔

علّامہ رضی فرماتے ہیں کہ: ایک روایت میں ہے، الوزام التربة خاک آلودہ گوشت کے ٹکڑے کے بجائے التراب الوذمه (مٹی جو گوشت کے ٹکڑے میں بھر گئی ہو) آیا ہے۔ یعنی صفت کی جگہ موصوف اور موصوف کی جگہ صفت رکھ دی گئی ہے اور لیفو قوننی سے حضرت کی مراد یہ ہے کہ وہ مجھے تھوڑا تھوڑا کر کے دیتے ہیں۔ جس طرح اونٹنی کو ذرا سا دوہ لیا جائے اور پھر تھنوں کو اس کے بچے کے منہ سے لگا دیا جائے تا کہ وہ دوہے جانے کے لیے تیار ہو جائے اور وذام، وزمہ کی جمع ہے جس کے معنی اوجھری یا جگر کے ٹکڑے کے ہیں جو مٹی میں گر پڑے اور پھر مٹی اس سے جھاڑ دی جائے۔

خُطبہ:76

دُعائیہ کلمات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیر المومنین علیہ السّلام کے دُعائیہ کلمات

اے اللہ! تو ان چیزوں کو بخش دے، جنھیں تُو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اگر میں گُناہ کی طرف پلٹوں، تو تُو اپنی مغفرت کے ساتھ پلٹ۔ بارِ الٰہا! جِس عمل خیر کے بجالانے کا میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا تھا۔ مگر تُو نے اسے پورا ہوتے ہوئے نہ پایا، اسے بھی بخش دے۔ میرے اللہ! زبان سے نکلے ہوئے وہ کلمے، جن سے تیرا تقرّب چاہا تھا، مگر دل ان سے ہمنوا نہ ہو سکا، ان سے بھی در گُزر کر۔ پروردگار! تو آنکھوں کے (طنزیہ) اشاروں اور ناشائستہ کلموں اور دل کی (بُری) خواہشوں اور زبان کی ہرزہ سرائیوں کو معاف کردے۔

خطبہ:77

منجمین کی پیشین گوئیوں کی رد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب آپؑ نے جنگِ خوارج کے لیے نکلنے کا اِرادہ کیا تو ایک شخص نے کہا کہ: یاامیر المومنینؑ! اگر آپ اس وقت نکلے تو علم نجوم کی رُو سے مجھے اندیشہ ہے کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب و کامران نہیں ہو سکیں گے،جس پر آپؑ نے فرمایا کہ:

کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تُم اس گھڑی کا پتہ دیتے ہو کہ اگر کوئی اس میں نکلے تو اس کے لیے کوئی بُرائی نہ ہو گی اور اس لمحے سے خبر دار کرتے ہو، کہ اگر کوئی اس میں نکلے تو اسے نقصان در پیش ہو گا،تو جِس نے اسے صحیح سمجھا،اس نے قرآن کو جھٹلایا اور مقصد کے پانے اور مصیبت کے دُور کرنے میں اللہ کی مدد سے بے نیاز ہو گیا۔ تُم اپنی ان باتوں سے یہ چاہتے ہو کہ جو تمہارے کہے پر عمل کرے وہ اللہ کو چھوڑ کر تمہارے گُن گائے۔اس لیے کہ تُم نے اپنے خیال میں اس ساعت کا پتہ دیا، کہ جو اس کے لیے فائدہ کا سبب اور نقصان سے بچاؤ کا ذریعہ بنی۔(پھر آپؑ لوگوں کی طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا:)

اے لوگو! نجوم کے سیکھنے سے پرہیز کرو، مگر اِتنا کہ جِس سے خشکی اور تری میں راستے معلوم کر سکو۔اس لیے کہ کہ نجوم کا سیکھنا کہانت اور غیب گوئی کی طرف لے جاتا ہے اور منجم حکم میں مثل کاہن کے ہے اور کاہن مثل ساحر کے ہے اور ساحر مثل کافر کے ہے اور کافر کا ٹھکانہ جہنّم ہے۔بس اللہ کا نام لے کر چل کھڑے ہو۔

خطبہ:78

عورتوں کے فطری نقائص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنگِ جمل سے فارغ ہونے کے بعد عورتوں کے مذمّت میں فرمایا

اے لوگو! عورتیں ایمان میں ناقص، حصّوں میں ناقص اور عقل میں ناقص ہوتی ہیں۔ نقص ایمان کا ثبوت یہ ہے کہ ایّام کے دَور میں نماز اور روزہ انہیں چھوڑنا پڑتا ہے اور ناقص العقل ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے اور حصّہ و نصیب میں کمی یُوں ہے کہ میراث میں ان کا حصّہ مردوں سے آدھا ہوتا ہے۔بُری عورتوں سے ڈرو اور اچھی عورتوں سے بھی

چو کنارہا کرو۔ تُم ان کی اچھی باتیں بھی نہ مانو، تا کہ آگے بڑھ کر وہ بُری باتوں کے منوانے پر نہ اُتر آئیں۔

خُطبہ:79

❁ پند و نصیحت کے سلسلہ میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے لوگو! اُمیدوں کو کم کرنا، نعمتوں پر شُکر ادا کرنا اور حرام چیزوں سے دامن بچانا ہی زہد و ورع ہے۔ اگر (دامن اُمید سمیٹنا) تمہارے لیے مشکل ہو جائے تو اِتنا ہو کہ حرام تمہارے صبر و شکیب پر غالب نہ آجائے اور نعمتوں کے وقت شُکر کو بھول نہ جاؤ۔ خُداوندِ عالم نے روشن اور کھلی ہوئی دلیلوں سے اور حُجّت تمام کرنے والی واضح کتابوں کے ذریعے تمہارے لیے حیل و حُجّت کا موقع نہیں رہنے دیا۔

خُطبہ:80

❁ اہل دُنیا کے ساتھ دُنیا کی روش ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں اس دارِ دُنیا کی حالت کیا بیان کروں کہ جِس کی اِبتداء رنج اور انتہا فنا ہو۔ جِس کے حلال میں حساب اور حرام میں سزا و عقاب ہو۔ یہاں کوئی غنی ہو تو فتنوں سے واسطہ اور فقیر ہو تو حزن و ملال سے سابقہ رہے۔ جو دُنیا کے لیے سعی و کوشش میں لگا رہتا ہے اس کی دُنیوی آرزوئیں بڑھتی ہی جاتی ہیں اور جو کوششوں سے ہاتھ اُٹھا لیتا ہے دُنیا خود ہی اس سے سازگار ہو جاتی ہے۔ جو شخص دُنیا کو عبرتوں کا آئینہ سمجھ کر دیکھتا ہے تو وہ اس کی آنکھوں کو روشن و بینا کر دیتی ہے اور جو صِرف دُنیا ہی پر نظر رکھتا ہے تو وُہ اسے کور و نابینا بنا دیتی ہے۔

علّامہ رضی کہتے ہیں کہ: اگر کوئی غور و فکر کرنے والا حضرت کے اس ارشاد "مَنۡ اَبۡصَرَبِهَا بَصَّرَتۡهُ" جو اس دُنیا کو عبرت حاصل کرنے کے لیے دیکھے، تو وہ اس میں عجیب و غریب معنی اور گہرے مطالب پائے گا، کہ نہ اس کی انتہا تک پہنچ اور نہ اس کے گہراؤ تک رسائی ہو سکتی ہے خصوصاً اس کے ساتھ یہ جملہ وَمَنۡ اَبۡصَرَ اِلَيۡهَا اَعۡمَتۡهُ اور جو صِرف دُنیا کو دیکھتا رہے، تو وہ اس سے آنکھوں کی روشنی چھین لیتی ہے بھی ملایا جائے تو اَبۡصَرَبِهَا اور اَبۡصَرَ اِلَيۡهَا میں واضح فرق محسوس کرے گا اور حیرت سے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

خُطبہ:81

موت اور موت کے بعد کی حالت، انسانی خلقت کے درجات اور پند و نصائح

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِس خطبہ کا نام خطبہ غراء ہے، جو امیر المومنین علیہ السّلام کے عجیب و غریب خطبوں میں شمار ہوتا ہے

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو اپنی طاقت کے اعتبار سے بلند، اپنی بخشش کے لحاظ سے قریب ہے۔ ہر نفع و زیادتی کا عطا کرنے والا اور ہر مصیبت و ابتلاء کا دُور کرنے والا ہے۔ میں اس کے کرم کی نوازشوں اور نعمتوں کی فرماوانیوں کی بناء پر اس کی حمد و ثناء کرتا ہوں، میں اس پر ایمان رکھتا ہوں۔ چونکہ وہ اوّل و ظاہر ہے اور اس سے ہدایت چاہتا ہوں۔ چونکہ وہ قریب تر اور ہادی ہے اور اس سے مدد چاہتا ہوں۔ چونکہ وہ قادر و توانا ہے اور اس پر بھروسہ کرتا ہوں۔ چونکہ وہ ہر طرح کی کفایت و اعانت کرنے والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے عبد و رسُولؐ ہیں، جنھیں احکام کے نفاذ اور حُجّت کے اتمام اور عبرتناک واقعات پیش کر کے پہلے سے متنبّہ کر دینے کے لیے بھیجا۔

خُدا کے بندو! میں تمھیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیّت کرتا ہوں۔ جِس نے تمھارے (سمجھانے کے) لیے مثالیں پیش کیں اور تمھاری زندگی کے اوقات مقرّر کیئے۔ تمھیں (مختلف) لباسوں سے ڈھانپا اور تمھارے رزق کا سامان فراواں کیا۔ اس نے تمھارا پورا جائزہ لے رکھا ہے اور تمھارے لیے جزا مقرّر کی ہے اور تمھیں اپنی وسیع نعمتوں اور فراخ عطیوں سے نوازا اور مؤثر دلیلوں سے تمھیں متنبّہ کر دیا ہے۔ وہ ایک ایک کر کے تمھیں گِن چُکا ہے اور اس مقامِ آزمائش و محل عبرت میں اس نے تمھاری عمریں مقرّر کر دی ہیں، اس میں تمھاری آزمائش ہے اور اس کی درآمد و برآمد پر تمھارا حساب ہو گا۔ اس دُنیا کا گھاٹ گندلا اور سیراب ہونے کی جگہ کیچڑ سے بھری ہوئی ہے۔ اس کا ظاہر خوشنماء اور باطل تباہ کُن ہے۔ یہ ایک مِٹ جانے والا دھوکا، غروب ہو جانے والی روشنی، ڈھل جانے والا سایہ اور جُھکا ہُوا ستون ہے۔ جب اس سے نفرت کرنے والا اس سے دل لگالیتا ہے اور اجنبی اس سے مطمئن ہو جاتا ہے تو یہ اپنے پیروں کو اُٹھا کر زمین پر دے مارتی ہے اور اپنے جال میں پھانس لیتی ہے اور اپنے تیروں کا نشانہ بنا لیتی ہے اور اس کے گلے میں موت کا پھندا ڈال کر تنگ و تار قبر اور وحشت ناک منزل تک لے جاتی ہے کہ جہاں سے وُہ اپنا ٹھکانا (جنّت یا دوزخ) دیکھ لے اور اپنے کیئے کا نتیجہ پالے۔ بعد میں آنے والوں کی حالت بھی اگلوں کی سی ہے۔ نہ موت کاٹ چھانٹ سے مُنہ موڑتی ہے اور نہ باقی رہنے والے گُناہ سے باز آتے ہیں۔ باہم ایک

دُوسرے کے طور طریقوں کی پیروی کرتے ہیں اور یکے بعد دیگرے منزلِ منتہاؤ مقامِ فنا کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جب تمام معاملات ختم ہو جائیں گے اور دُنیا کی عمر تمام ہو جائے گی اور قیامت کا ہنگام آجائے گا۔ تو اللہ سب کو قبر کے گوشوں، پرندوں کے گھونسلوں، دَرِندوں کے بھٹوں اور ہلاکت گاہوں سے نکالے گا۔ گروہ در گروہ، صامت و ساکت، ایستادہ وصف بستہ امر الٰہی کی طرف بڑھتے ہوئے اور اپنی جائے بازگشت کی جانب دوڑتے ہوئے، نگاہِ قدرت ان پر حاوی اور پکارنے والے کی آواز ان سب کے کان میں آتی ہوئی ہو گی۔ وہ ضعف و بے چارگی کا لباس پہنے ہوئے ہوں گے اور عجز و بے کسی کی وجہ سے ذِلّت ان پر چھائی ہوئی ہو گی۔ حیلے اور ترکیبیں غائب اور اُمیدیں منقطع ہو چکی ہوں گی۔ دل مایُوسانہ خاموشیوں کے ساتھ بیٹھتے ہوں گے۔ آوازیں دب کر خاموش ہو جائیں گی۔ پسینہ مُنہ میں پھندا ڈال دے گا۔ وحشت بڑھ جائے گی اور جب انہیں آخری فیصلہ سُنانے، عملوں کا معاوضہ دینے اور عذاب و عقوبت اور اجر و ثواب کے لیے بلایا جائے گا، تو پُکارنے والے کی گرجدار آواز سے کان لرز اُٹھیں گے۔ یہ بندے اس کے اقتدار کا ثبوت دینے کے لیے وجود میں آئے ہیں اور غلبہ و تسلّط کے ساتھ ان کی تربیت ہُوئی ہے۔ نزع کے وقت ان کی رُوحیں قبض کر لی جاتی ہیں اور قبروں میں رکھ دیئے جاتے ہیں۔ (جہاں) یہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور (پھر) قبروں سے اکیلے اُٹھائے جائیں گے اور عملوں کے مطابق جزا پائیں گے اور سب کو الگ الگ حساب دینا ہو گا۔ انہیں دُنیا میں رہتے ہُوئے گلو خلاصی کا موقع دیا گیا تھا اور سیدھا راستہ بھی دکھایا جا چُکا تھا اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے مہلت بھی دی گئی تھی۔ شک و شبہات کی تاریکیاں ان سے دُور کر دی گئی تھیں اور اس مُدّتِ حیات و آماجگاہ عمل میں انہیں کُھلا چھوڑ دیا گیا تھا، تاکہ آخرت میں دَوڑ لگانے کی تیاری اور سوچ بچار سے مقصد کی تلاش کر لیں اور اتنی مہلت پائیں، جتنی فوائد کے حاصل کرنے اور اپنی آئندہ منزل کا سامان کرنے کے لیے ضروری ہے۔ یہ کتنی ہی صحیح مثالیں اور شِفابخش نصیحتیں ہیں۔ بشرطیکہ انہیں پاکیزہ دل اور سُننے والے کان اور مضبوط رائیں اور ہوشیار عقلیں نصیب ہوں۔ اللہ سے ڈرو، اس شخص کے مانند جس نے نصیحت کی باتوں کو سُنا تو جُھک گیا۔ گُناہ کیا تو اس کا اعتراف کیا۔ ڈرا تو عمل کیا۔ خوف کیا تو نیکیوں کی طرف بڑھا۔ قیامت کا یقین کیا، تو اچھے اعمال بجالایا۔ عبرتیں دلائی گئیں تو اس نے عبرت حاصل کی اور خوف دلایا گیا تو بُرائیوں سے رُک گیا اور (اللہ کی پُکار پر) لبیک کہی، تو پھر اس کی طرف رُخ موڑ لیا اور اس کی طرف توبہ و انابت کے ساتھ متوجّہ ہُوا (اگلوں کی) پُوری پُوری پیروی کی اور حق کے دکھائے جانے پر اسے دیکھ لیا۔ ایسا شخص طلبِ حق کے لیے سرگرم عمل رہا اور (دُنیا کے بندھنوں سے) چھوٹ کر بھاگ کھڑا ہُوا۔ اس نے اپنے لیے ذخیرہ فراہم کیا اور باطن کو پاک و صاف رکھا اور آخرت کا گھر آباد کر لیا۔ سفر آخرت اور اس کی راہ

نُوردی کے لیے اور احتیاج کے مواقع اور فقر وفاقہ کے مقامات کے پیشِ نظر اس نے زادِ اپنے ہمراہ بار کر لیا ہے۔ اللہ کے بندو! اپنے پیدا ہونے کی غرض وغایت کے پیشِ نظر اس سے ڈرتے رہو اور جس حد تک اس نے تمہیں ڈرایا ہے، اس حد تک اس سے خوف کھاتے رہو اور اس سے اس کے سچّے وعدے کا ایفاء چاہتے ہُوئے اور ہولِ قیامت سے ڈرتے ہوئے ان چیزوں کا استحقاق پیدا کرو، جو اس نے تمہارے لیے مہیّا کرر کھی ہیں۔

✍ اِسی خطبہ ہی کے یہ بھی الفاظ ہیں ✍

اس نے تمہارے لیے کان بنائے تاکہ ضروری اور اہم چیزوں کو سُن کر محفوظ رکھیں اور اس نے تمہیں آنکھیں دی ہیں تاکہ وہ کوری و بے بصری سے نِکل کر روشن وضیا بار ہوں اور جسم کے مختلف حصّے جن میں سے ہر ایک میں بہت سے اعضاء ہیں جن کے پیچ وخم ان کی مناسبت سے ہیں اپنی صُورتوں کی ترکیب اور عمر کی مُدّتوں کے تناسب کے ساتھ ساتھ ایسے بدنوں کے ساتھ جو اپنے ضروریات کو پُورا کر رہے ہیں اور ایسے دلوں کے ساتھ ہیں جو اپنی غذائے روحانی کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ علاوہ دیگر بڑی نعمتوں اور احسان مند بنانے والی بخششوں اور سلامتی کے حصاروں کے اور اس نے تمہاری عمریں مقرر کر دی ہیں جنھیں تُم سے مخفی رکھا ہے اور گذشتہ لوگوں کے حالات و واقعات سے تمہارے لیے عبرت اندوزی کے مواقع باقی رکھ چھوڑے ہیں۔ ایسے لوگ جو اپنے حظ ونصیب سے لذّت اندوز تھے اور کُھلے بندوں آزاد پھرتے تھے، کس طرح اُمیدوں کے بر آنے سے پہلے موت نے انہیں جا لیا اور عمر کے ہاتھ نے انہیں ان امیدوں سے دُور کر دیا۔ اس وقت انھوں نے کچھ سامان نہ کیا کہ جب بدن تندرست تھے اور اس وقت عبرت ونصیحت حاصل نہ کی کہ جب جوانی کا دَور تھا۔ کیا یہ بھرپُور جوانی والے کمر جُھکا دینے والے بڑھاپے کے منتظر ہیں، اور صحت کی تروتازگی والے ٹوٹ پڑنے والی بیماریوں کے اِنتظار میں ہیں، اور یہ زندگی والے فنا کی گھڑیاں دیکھ رہے ہیں؟ جب چل چلاؤ کا ہنگام نزدیک اور کوچ قریب ہو گا اور (بسترِ مرگ پر) قلق واضطراب کی بے قراریاں اور سوزو تپش کی بے چینیاں اور لعابِ دہن کے پھندے ہونگے اور عزیزوا قارب اور اولاد و احباب سے مدد کے لیے فریاد کرتے ہوئے اِدھر اُدھر کروٹیں بدلنے کا وقت آگیا ہو گا، تو کیا قریبوں نے موت کو روک لیا، یا رونے والیوں کے (رونے نے) کچھ فائدہ پہنچایا؟ اسے تو قبرستان میں قبر کے ایک تنگ گوشے کے اندر جکڑ باندھ کر اکیلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ سانپ اور بچھوؤں نے اس کی جلد کو چھلنی کر دیا ہے اور (وہاں کی) پامالیوں نے اس کی تروتازگی کو فنا کر دیا ہے۔ آندھیوں نے اس کے آثار مٹا ڈالے، اور حادثات نے اس کے نشانات تک محو کو دیئے۔ تروتازہ جسم لاغر وپثر مُردہ ہو گئے۔ ہڈیاں گل سڑ گئیں اور رُوحیں

(گُناہ کے) بارِ گراں کے نیچے دبی پڑی ہیں اور غیب کی خبروں پر یقین کر چکی ہیں۔ لیکن ان کے لیے اب نہ اچھے عملوں میں اِضافہ کی کوئی صُورت اور نہ بداعمالیوں سے توبہ کی کُچھ گنجائش ہے۔ کیا تُم انہی مَر چکنے والوں کے بیٹے، باپ، بھائی اور قریبی نہیں ہو؟ آخر تمہیں بھی تو ہُو بہُو انہی کے سے حالات کا سامنا کرنا اور انہی کی راہ پر چلنا ہے اور انہی کی شاہراہ پر گُزرنا ہے۔ مگر دل اب بھی حظ و سعادت سے بے رغبت اور ہدایت سے بے پرواہیں اور غلط میدان میں جا رہے ہیں۔ گویا ان کے علاوہ کوئی اور مُراد و مخاطب ہے اور گویا ان کے لیے دُنیا سمیٹ لینا ہی صحیح راستہ ہے۔ یاد رکھو کہ تمہیں گُزرنا ہے صِراط پر اور وہاں کی ایسی جگہوں پر جہاں قدم لڑکھڑانے لگتے ہیں اور پیر پھسل جاتے ہیں اور قدم قدم پر خوف و دہشت کے خطرات ہیں۔ اللہ سے اس طرح ڈرو، جِس طرح وُہ مردِ زیرک و دانا ڈرتا ہے کہ جِس کے دل کو (عقبیٰ کی) سوچ بچار نے اور چیزوں سے غافل کر دیا ہو اور خوف نے اس کے بدن کو تعب و کلفت میں ڈال دیا ہو اور نمازِ شب نے اس کی تھوڑی بہت نیند کو بھی بیداری سے بدل دیا ہو اور اُمیدِ ثواب میں اس کے دن کی تپتی ہوئی دوپہریں پیاس میں گُزرتی ہوں اور زُہد و ورع نے اس کی خواہشوں کو روک دیا ہو۔ اور ذکرِ الٰہی سے اس کی زبان ہر وقت حرکت میں ہو، خطروں کے آنے سے پہلے اس نے خوف کھایا ہو اور کٹی پھٹی راہوں سے بچتا ہُوا سیدھی راہ پر ہو لیا ہو اور راہِ مقصُود پر آنے کے لیے سیدھا راستہ اِختیار کیا ہو، نہ خوش فریبیوں نے اس میں پیچ و تاب پیدا کیا ہو اور نہ مشتبہ باتوں نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا ہو۔ بشارت کی خوشیوں اور نعمت کی آسائشوں کو پا کر میٹھی نیند سوتا ہے اور امن چین سے دن گُزرتا ہے۔ وُہ دُنیا کی عبور گاہ سے قابلِ تعریف سیرت کے ساتھ گُزر گیا اور آخرت کی منزل پر سعادتوں کے ساتھ پہنچا۔ (وہاں کے) خطروں کے پیشِ نظر اس نے نیکیوں کی طرف قدم بڑھایا اور اچھائیوں کے لیے اس وقفۂ حیات میں تیز گام چلا۔ طلبِ آخرت میں دلجمعی و رغبت سے بڑھتا گیا اور بُرائیوں سے بھاگتا رہا اور آج کے دن کل کا خیال رکھا اور پہلے سے اپنے آگے کی ضرورتوں پر نظر رکھی۔ بخشش و عطا کے لیے جنّت اور عقاب و عذاب کے لیے دوزخ سے بڑھ کر کیا ہو گا اور انتقام لینے اور مدد کرنے کے لیے اللہ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے اور سند و حُجّت بن کر اپنے خلاف سامنے آنے کے لیے قرآن سے بڑھ کر کیا ہے؟ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیّت کرتا ہوں، جِس نے ڈرانے والی چیزوں کے ذریعے عُذر تراشی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی اور سیدھی راہ دکھا کر حُجّت تمام کر دی ہے اور تمہیں اس دُشمن سے ہوشیار کر دیا ہے جو چپکے سے سینوں میں نفوذ کر جاتا ہے اور کانا پھُوسی کرتے ہوئے کانوں میں پھونک دیتا ہے۔ چُنانچہ وہ گمراہ کر کے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور وعدے کر کے طفل تسلیوں سے ڈھارس بندھائے رکھتا ہے۔ (پہلے تو) بڑے سے بڑے جُرموں کو سنوار کر سامنے لاتا ہے اور بڑے بڑے مہلک گُناہوں کو ہلکا اور سُبک کر کے دکھاتا ہے اور

جب بہکائے ہُوئے نفس کو گمراہی کے ڈھوے پر لگا دیتا ہے اور اسے اپنے پھندوں میں اچھی طرح جکڑ لیتا ہے تو جسے سجایا تھا اس کو بُرا کہنے لگتا ہے اور جسے ہلکا اور سُبک دکھایا تھا اس کی گراں باری و اہمیت بتاتا ہے اور جِس سے مطمئن اور بے خوف کیا تھا اس سے ڈرانے لگتا ہے۔

اِسی خطبے کا ایک جُزیہ ہے، کہ جِس میں انسان کی پیدائش کا بیان ہے

یا پھر اسے دیکھو، جسے (اللہ نے) ماں کے پیٹ کی اندھیاریوں اور پردے کی اندرونی تہوں میں بنایا۔ جو ایک (جراثیم حیات) سے چھلکتا ہُوا نطفہ اور بے شکل و صُورت منجمد خون تھا۔ (پھر انسانی خط و خال کے سانچے میں ڈھل کر) جنین بنا اور (پھر) طفل شیر خوار اور (پھر حدر ضاعت سے نکل کر) طفل (نوخیز) اور (پھر) پُورا پُورا جوان ہُوا۔ اللہ نے اسے نگہداشت کرنے والا دل اور بولنے والی زبان اور دیکھنے والی آنکھیں دیں تا کہ عبرت حاصل کرتے ہُوئے کچھ سمجھے بُوجھے اور نصیحت کا اثر لیتے ہُوئے بُرائیوں سے باز رہے۔ مگر ہُوا یہ کہ جب اس (کے اعضاء) میں توازن اور اعتدال پیدا ہو گیا اور اس کا قدو قامت اپنی بلندی پر پہنچ گیا تو غرور و سرمستی میں آکر (ہدایت سے) بھڑک اُٹھا اور اندھا دُھند بھٹکنے لگا۔ اس طرح کہ رندی و ہوس ناکی کے ڈول بھر بھر کے کھینچ رہا تھا اور نشاط و طرب کی کیفیّتوں اور ہوس بازی کی تمنّاؤں کو پُورا کرنے میں جان کھپائے ہُوئے تھا۔ نہ کسی مصیبت کو خاطر میں لاتا تھا۔ نہ کسی ڈر اندیشے کا اثر لیتا تھا۔ آخر انہی شوریدگیوں میں غافل و مدہوش حالت میں مر گیا اور جو تھوڑی بہت زندگی تھی اسے بیہودگیوں میں گُزار گیا۔ نہ ثواب کمایا نہ کوئی فریضہ پُورا کیا۔ ابھی وہ باقی ماندہ سرکشیوں کی راہ ہی میں تھا کہ موت لانے والی بیماریاں اس پر ٹوٹ پڑیں کہ وُہ بھونچکا سا ہو کر رہ گیا اور اس نے رات اندوہ و مصیبت کی کلفتوں اور دردو آلام کی سختیوں میں جاگتے ہُوئے اس طرح گُزار دی کہ وہ حقیقی بھائی، مہربان باپ، بے چینی سے فریاد کرنے والی ماں اور بیقراری سے سینہ کوٹنے والی بہن کے سامنے سکرات کی مدہوشیوں اور سخت بد حواسیوں اور دردناک چیخوں اور سانس اُکھڑنے کی بے چینیوں اور نزع کی درماندہ کر دینے والی شدّتوں میں پڑا ہوا تھا۔ پھر اسے کفن میں نامرادی کے عالَم میں لپیٹ دیا گیا اور وہ بڑے چپکے سے بلا مزاحمت دُوسروں کی نقل و حرکت کا پابند رہا۔ پھر اسے تختے پر ڈالا گیا۔ اس عالَم میں کہ وہ محنت و مشقّت سے خستہ حال اور بیماریوں کے سبب سے نڈھال ہو چُکا تھا۔ اسے سہارا دینے والے نوجوانوں اور تعاون کرنے والے بھائیوں نے کاندھا دے کہ پردیس کے گھر تک پہنچا دیا کہ جہاں میل ملاقات کے سارے سلسلے ٹوٹ جاتے ہیں اور جب مشایعت کرنے والے اور مصیبت زدہ (عزیز و اقارب) پلٹ آئے تو اسے قبر کے گڑھے میں اُٹھا کر بٹھا دیا گیا۔ فرشتوں کے سوال و جواب کے واسطے سوال کی دہشتوں اور امتحان کی ٹھوکریں کھانے کے لیے اور پھر وہاں کی سب سے بڑی آفت کھولتے ہوئے پانی کی مہمانی اور جہنّم میں

داخل ہونا ہے اور دوزخ کی لپٹیں اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کی تیزیاں ہیں۔ نہ اس میں راحت کے لیے کوئی وقفہ ہے اور نہ سکون وراحت کے لیے کچھ دیر کے لیے بچاؤ ہے۔ نہ روکنے والی کوئی قوّت ہے اور نہ اب سکون دینے والی موت۔ نہ تکلیف کو بُھلا دینے کے لیے نیند، بلکہ وہ ہر وقت قسم قِسم کی موتوں اور گھڑی گھڑی کے (نت نئے) عذابوں میں ہو گا۔ ہم اللہ ہی سے پناہ کے خواستگار ہیں۔

اللہ کے بندو! وہ لوگ کہاں ہیں جنھیں عمریں دی گئیں تو وہ نعمتوں سے بہرہ یاب ہوتے رہے اور انھیں بتایا گیا تو وہ سب کچھ سمجھ گئے اور وقت دیا گیا تو انھوں نے وقت غفلت میں گُزار دیا اور صحیح وسالم رکھے گئے تو اس نعمت کو بھول گئے۔ انہیں لمبی مہلت دی گئی تھی، اچھی اچھی چیزیں بھی انہیں بخشی گئی تھیں، دردناک عذاب سے انہیں ڈرایا بھی گیا تھا اور بڑی چیزوں کے ان سے وعدے بھی کیے گئے تھے۔ (تو اب تُم ہی) ورطۂ ہلاکت میں ڈالنے والے گُناہوں اور اللہ کو ناراض کرنے والی خطاؤں سے بچتے رہو۔

اے چشم و گوش رکھنے والو! اے صحت و ثروت والو! کیا بچاؤ کی کوئی جگہ یا چھٹکارے کی کوئی گنجائش ہے؟ یا کوئی پناہ گاہ یا ٹھکانہ ہے؟ بھاگ نکلنے کا موقع، یا پھر دُنیا میں پلٹ کر آنے کی کوئی صُورت ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر کہاں بھٹک رہے ہو اور کِدھر کا رُخ کئے ہوئے ہو؟ یا کن چیزوں کے فریب میں آ گئے ہو؟ حالانکہ اس لمبی چوڑی زمین میں سے تُم میں سے ہر ایک کا حصّہ اپنے قد بھر کا ٹکڑا ہی تو ہے کہ جِس میں وہ مٹی سے اٹا ہُوا رخسار کے بَل پڑا ہو گا۔ یہ ابھی غنیمت ہے خُدا کے بندو، جبکہ گردن میں پھندا نہیں پڑا ہُوا ہے اور رُوح بھی آزاد ہے۔ ہدایت حاصل کرنے کی فُرصت اور جسموں کی راحت اور مجلسوں کے اجتماع اور زندگی کی بقایا مہلت اور از سر نو اختیار سے کام لینے کے مواقع اور توبہ کی گنجائش اور اطمینان کی حالت میں قبل اس کے کہ تنگی و ضیق میں پڑ جائے اور خوف واِضمحلال اس پر چھا جائے اور قبل اس کے کہ موت آ جائے اور قادر و غالب کی گرفت اسے جکڑ لے۔

سیّد رضی فرماتے ہیں کہ: وارد ہُوا ہے کہ جب حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا تو بدن لرزنے لگے، رونگٹے کھڑے ہو گئے، آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور دل کانپ اُٹھے۔ بعض لوگ اِس خطبہ کو خطبۂ غراء کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

خُطبہ:82

❁ عمرو ابنِ عاص کے بارے میں ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عمرو ابنِ عاص کے بارے میں

نابغہ کے بیٹے پر حیرت ہے کہ وہ میرے بارے میں اہل شام سے یہ کہتا پھرتا ہے کہ مجھ میں مسخرہ پن پایا جاتا ہے اور میں کھیل و تفریح میں پڑا رہتا ہوں۔اس نے غلط کہا اور کہہ کر گنہگار ہُوا۔یاد رکھو کہ بدترین قول وُہ ہے جو جھوٹ ہو،اور وہ خود بات کرتا ہے تو جھوٹی اور وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے۔مانگتا ہے تو لپٹ جاتا ہے اور خود اس سے مانگا جائے تو اس میں بخل کر جاتا ہے۔وہ پیمان شکنی اور قطع رحمی کرتا ہے اور جنگ کے موقعہ پر بڑی شان سے بڑھ بڑھ کر ڈانٹتا اور حکم چلاتا ہے، مگر اسی وقت تک کہ تلواریں اپنی جگہ پر زور نہ پکڑلیں اور جب ایسا وقت آتا ہے تو اس کی بڑی چال یہ ہوتی ہے کہ اپنے حریف کے سامنے عُریاں ہو جائے۔خُدا کی قسم! مجھے تو موت کی یاد نے کھیل کُود سے باز رکھا ہے اور اسے عاقبت فراموشی نے سچ بولنے سے روک دیا ہے۔اس نے مُعاویہ کی بیعت یُوں ہی نہیں کی، بلکہ پہلے اس سے یہ شرط منوالی کہ اسے اس کے بدلے میں صلہ دینا ہو گا اور دین کے چھوڑنے پر ایک ہدیہ پیش کرنا ہو گا۔

خُطبہ:83

تنزیہ باری اور پند و نصائح کے سلسلہ میں فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو یکتا ولاشریک ہے۔وہ اوّل ہے، اس طرح کہ اس کے پہلے کوئی چیز نہیں۔وُہ آخر ہے، یُوں کہ اس کی کوئی انتہا نہیں۔اس کی کسی صفت سے وہم و گمان باخبر نہیں ہو سکتے، نہ اس کی کسی کیفیت پر دلوں کا عقیدہ جم سکتا ہے، نہ اس کے اجزاء ہیں کہ اس کا تجزیہ کیا جا سکے اور نہ قلب و چشم اس کا احاطہ کر سکتے ہیں۔

اِس خطبہ کا ایک حصّہ یہ ہے

خُدا کے بندو! مُفید عبرتوں سے پند و نصیحت اور کھلی ہوئی دلیلوں سے عبرت حاصل کرو اور مؤثر خوف دہانیوں سے اثر لو اور مواعظ و اذکار سے فائدہ اُٹھاؤ۔کیونکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ موت کے پنجے تُم میں گڑ چُکے ہیں اور تمہاری اُمید و آرزُو کے تمام بندھن ایک دم ٹوٹ چُکے ہیں۔سختیاں تُم پر ٹوٹ پڑی ہیں اور (موت کے) چشمہ پر کہ جہاں اُترا جاتا ہے، تمہیں کھینچ کر لے جایا جا رہا ہے اور ہر نفس کے ساتھ ایک ہنکانے والا ہوتا ہے اور شہادت دینے والا۔ہنکانے والا اسے میدانِ حشر تک ہنکا کر لے جائے گا اور گواہ اس کے عملوں کی

شہادت دے گا۔

اِسی خطبے کا یہ جُز جنّت کے متعلق ہے

اس میں ایک دُوسرے سے بڑھے چڑھے ہُوئے درجے ہیں اور مختلف معیار کی منزلیں ہیں، نہ اس کی نعمتوں کا سلسلہ ٹوٹے گا، نہ اس میں ٹھہرنے والوں کو وہاں سے کوچ کرنا ہے اور نہ اس میں ہمیشہ کے رہنے والوں کو بُوڑھا ہونا ہے اور نہ اس میں بسنے والوں کو فقر وناداری سے سابقہ پڑنا ہے۔

خُطبہ:84

آخرت کی تیاری اور احکام شریعت کی نگہداشت کے سلسلہ میں فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہ دِل کی نیّتوں اور اندر کے بھیدوں کو جانتا پہچانتا ہے۔ وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور ہر شے پر چھایا ہُوا ہے اور ہر چیز پر اس کا زور چلتا ہے۔ تُم میں سے جسے کچھ کرنا ہو، اسے موت کے حائل ہونے سے پہلے مہلت کے دنوں میں اور مصروفیت سے قبل فُرصت کے لمحوں میں اور گلا گھٹنے سے پہلے سانس چلنے کے زمانہ میں کر لینا چاہیئے۔ وہ اپنے لیے اور اپنی منزل پر پہنچنے کے لیے سامان کا تہیّا کر لے اور اس گُزر گاہ سے منزل اقامت کے لیے زاد فراہم کرتا جائے۔ اے لوگو! اللہ نے اپنی کتاب میں جن چیزوں کی حفاظت تُم سے چاہی ہے اور جو حقوق تمہارے ذِمّے کئے ہیں، ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ اس لیے کہ اللہ سبحانہ نے تمہیں بے کار پیدا نہیں کیا اور نہ اس نے تمہیں بے قید و بند جہالت و گمراہی میں کُھلا چھوڑ دیا ہے۔ اس نے تمہارے کرنے اور نہ کرنے کے اچھے بُرے کام تجویز کر دیئے اور (پیغمبرؐ کے ذریعے) سکھا دیئے ہیں۔ اس نے تمہاری عمریں لکھ دی ہیں اور تمہاری طرف ایسی کتاب بھیجی ہے، جِس میں ہر چیز کا کُھلا کُھلا بیان ہے اور اپنے نبیؐ کو زندگی دے کر مُدّتوں تُم میں رکھا، یہاں تک کہ اس نے اپنی اُتاری ہوئی کتاب میں اپنے نبیؐ کے لیے اور تمہارے لیے اس دین کو جو اسے پسند ہے کامل کر دیا، اور ان کی زبان سے اپنے پسندیدہ اور ناپسندیدہ افعال (کی تفصیل) اور اپنے اوامر و نواہی تُم تک پہنچائے۔ اس نے اپنے دلائل تمہارے سامنے رکھ دیئے اور تُم پر اپنی حُجّت قائم کر دی اور پہلے سے ڈرا دھمکا دیا اور (آنے والے) سخت عذاب سے خبردار کر دیا۔ تو اب تُم اپنی زندگی کے بقیّہ دنوں میں (پہلی کوتاہیوں کی) تلافی کرو اور اپنے نفسوں کو ان دنوں

(کی کلفتوں) کا متحمّل بناؤ۔ اس لیے کہ یہ دن تو ان دنوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں جو تمہاری غفلتوں میں بیت گئے اور وعظ و پند سے بے رُخی میں کٹ گئے۔ اپنے نفسوں کے لیے جائز چیزوں میں بھی ڈھیل نہ دو، ورنہ یہ ڈھیل تمہیں ظالموں کی راہ پر ڈال دے گی اور (مکروہات میں بھی) سہل انگاری سے کام نہ لو، ورنہ یہ نرم روی اور بے پرواہی تمہیں معصیت کی طرف دھکیل کر لے جائے گی۔ اللہ کے بندو! لوگوں میں وُہی سب سے زیادہ اپنے نفس کا خیر خواہ ہے، جو اپنے اللہ کا سب سے زیادہ مطیع و فرمانبردار ہے اور وُہی سب سے زیادہ اپنے نفس کو فریب دینے والا ہے جو اپنے اللہ کا سب سے زیادہ گنہگار ہے۔ اصلی فریب خوردہ وہ ہے جِس نے اپنے نفس کو فریب دے کر نقصان پہنچایا اور قابلِ رشک و غبطہ وہ ہے، جِس کا دین محفوظ رہا اور نیک بخت وُہ ہے جِس نے دُوسروں سے پند و نصیحت کو حاصل کر لیا اور بد بخت وہ ہے جو ہوا و ہوس کے چکّر میں پڑ گیا اور یاد رکھو! کہ تھوڑا سا رِیا بھی شرک ہے اور ہوس پرستوں کی مصاحبت، ایمان فراموشی کی منزل اور شیطان کی آمد کا مقام ہے۔ جھوٹ سے بچو، اس لیے کہ وہ ایمان سے الگ چیز ہے۔ راست گفتار نجات اور بزرگی کی بلندیوں پر ہے اور دروغ گو پستی و ذِلّت کے کنارے پر ہے۔ باہم حسد نہ کرو، اس لیے کہ حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جِس طرح آگ لکڑی کو اور کینہ و بغض نہ رکھو، اس لیے کہ یہ (نیکیوں کو) چھیل ڈالتا ہے اور سمجھ لو کہ آرزوئیں عقلوں پر سہو کا اور یادِ الٰہی پر نسیان کا پردہ ڈال دیتی ہیں۔ اُمیدوں کو جھٹلاؤ، اس لیے کہ یہ دھوکا ہیں اور اُمیدیں باندھنے والا فریب خوردہ ہے۔

خُطبہ:85

❁ دوستانِ خُدا کی حالت اور علماءِ سوء کی مذمّت میں فرمایا ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے بندو! اللہ کو اپنے بندوں میں سب سے زیادہ وہ بندہ محبوب ہے جسے اس نے نفس کی خلاف ورزی کی قوت دی ہے۔ جِس کا اندرونی لباس حُزن اور بیرونی جامہ خوف ہے۔ (یعنی اندوہ و ملال اسے چمٹا رہتا ہے اور خوف اس پر چھایا رہتا ہے) اس کے دل میں ہدایت کا چراغ روشن ہے اور آنے والے دن کی مہمانی کا اس نے تہیّہ کر رکھا ہے۔ (موت کو) جو دُور ہے اسے وُہ قریب سمجھتا ہے اور سختیوں کو اپنے لیے آسان سمجھ لیا ہے۔ دیکھتا ہے، تو بصیرت و معرفت حاصل کرتا ہے۔ (اللہ کو) یاد کرتا ہے، تو عمل کرنے پر تُل جاتا ہے۔ (وہ اس سر چشمۂ ہدایت کا) شیریں و خوشگوار پانی پی کر سیراب ہُوا ہے جِس کے گھاٹ تک (اللہ کی رہنمائی سے) وہ باآسانی پہنچ

گیاہے۔ اس نے پہلی ہی دفعہ چھک کر پی لیاہے اور ہموار راستے پر چل پڑاہے، شہوتوں کالباس اُتار پھنکاہے (دُنیاکے) سارے اندیشوں سے بے فکر ہو کر صِرف ایک ہی دُھن میں لگاہواہے۔ وُہ گمراہی کی حالت اور ہوس پرستوں کی ہوس رانیوں میں حصّہ لینے سے دُور رہتا ہے، وہ ہدایت کے ابواب کھولنے اور ہلاکت و گمراہی کے دروازے بند کرنے کاذریعہ بن گیاہے۔ اس نے اپنا راستہ دیکھ لیاہے اور اس پر گامزن ہے۔ (ہدایت کے) مینار کو پہچان لیاہے اور دھاروں کو طے کر کے اس تک پہنچ گیاہے۔ محکم وسیلوں اور مضبُوط سہاروں کو تھام لیاہے وہ یقین کی وجہ سے ایسے اُجالے میں ہے جو سورج کی چمک دمک کے مانند ہے۔ وُہ صرف اللہ کی خاطر سب سے اونچے مقصد کو پُورا کرنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہُوا ہے کہ ہر مشکل کو جو اس کے سامنے آئے، مناسب طور سے حل کر دے۔ ہر فرع کو اس کے اصل وماخذ کی طرف راجع کرے۔ وہ تاریکیوں میں روشنی پھیلانے والا، مشتبہ باتوں کو حل کرنے والا، اُلجھے ہوئے مسئلوں کو سلجھانے والا، گنجلکوں کو دُور کرنے والا اور لق ودق صحراؤں میں راہ دکھانے والا ہے۔ وُہ بولتا ہے تو پوری طرح سمجھا دیتا ہے اور کبھی چُپ ہو جاتا ہے، اس وقت جب چُپ رہنا ہی سلامتی کا ذریعہ ہے۔ اس نے ہر کام اللہ کے لیے کیا، تو اللہ نے بھی اسے اپنا بنالیاہے۔ وہ دین خُدا کا معدن اور اس کی زمین میں گڑی ہوئی میخ کی طرح ہے۔ اس نے اپنے لیے عدل کو لازم کر لیاہے۔ چُنانچہ اس کے عدل کا پہلا قدم خواہشوں کو اپنے نفس سے دُور رکھنا ہے۔ حق کو بیان کرتا ہے تو اس پر عمل بھی کرتا ہے۔ کوئی نیکی کی حد ایسی نہیں جِس کا اس نے ارادہ نہ کیا ہو اور کوئی جگہ ایسی نہیں ہے کہ جہاں نیکی کا امکان ہو اور اس نے قصد نہ کیا ہو۔ اس نے اپنی باگ ڈور قرآن کے ہاتھوں میں دیدی ہے۔ وُہی اس کا رہبر اور وُہی اس کا پیشوا ہے۔ جہاں اس کا بارِ گراں اُترتا ہے، وہیں اس کا سامان اُترتا ہے اور جہاں اس کی منزل ہوتی ہے، وہیں یہ بھی اپنا پڑاؤ ڈال دیتا ہے۔ (اس کے علاوہ) ایک دُوسرا شخص ہوتا ہے جِس نے (زبردستی) اپنا نام عالِم رکھ لیاہے، حالانکہ وہ عالِم نہیں۔ اس نے جاہلوں اور گمراہوں سے جہالتوں اور گمراہیوں کو بٹور لیاہے اور لوگوں کے لیے مکروفریب کے پھندے اور غلط سلط باتوں کے جال بچھا رکھے ہیں۔ قرآن کو اپنی رائے پر اور حق کو اپنی خواہشوں پر ڈھالتا ہے۔ بڑے بڑے جُرموں کا خوف لوگوں کے دلوں سے نکال دیتا ہے اور کبیرہ گُناہوں کی اہمیت کو کم کرتا ہے۔ کہتا تو یہ ہے کہ میں شبہات میں توقف کرتا ہوں، حالانکہ انہیں میں پڑا ہُوا ہے۔ اس کا قول یہ ہے کہ میں بدعتوں سے الگ تھلگ رہتا ہوں، حالانکہ انہی میں اس کا اُٹھنا بیٹھنا ہے۔ صُورت تو اس کی اِنسانوں کی سی ہے اور دل حیوانوں کا سا۔ نہ اسے ہدایت کا دروازہ معلوم ہے کہ وہاں تک آسکے اور نہ گمراہی کا دروازہ پہچانتا ہے کہ اس سے اپنا رُخ موڑ سکے۔ یہ تو زندوں میں (چلتی پھرتی ہوئی) لاش ہے۔ اب تُم کہاں جارہے ہو اور تمہیں کدھر موڑا جارہاہے؟ حالانکہ ہدایت کے جھنڈے بلند، نشانات ظاہر

وروشن اور حق کے مینار نصب ہیں اور تمہیں کہاں بہکایا جا رہا ہے اور کیوں اِدھر اُدھر بھٹک رہے ہو؟ جبکہ تمہارے نبیؐ کی عترت تمہارے اندر موجود ہے، جو حق کی باگیں، دین کے پرچم اور سچّائی کی زبانیں ہیں۔ جو قرآن کی بہتر سے بہتر منزل سمجھ سکو، وہیں انہیں بھی جگہ دو اور پیاسے اُونٹوں کی طرح ان کے سرچشمۂ ہدایت پر اُترو۔

اے لوگو! خاتمُ النّبیّین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس ارشاد کو سُنو کہ (انھوں نے فرمایا:) ہم میں سے جو مَر جاتا ہے وہ مُردہ نہیں ہے اور ہم میں سے (جو بظاہر مَر کر) بوسیدہ ہو جاتا ہے، وہ حقیقت میں کبھی بوسیدہ نہیں ہوتا۔ جو باتیں تُم نہیں جانتے ان کے متعلق زبان سے کچھ نہ نکالو۔ اس لیے کہ حق کا بیشتر حصّہ انھیں چیزوں میں ہوتا ہے کہ جن سے تُم بیگانہ و ناآشنا ہو۔ (جِس شخص کی تُم پر حُجّت تمام ہو) اور تمہاری کوئی حُجّت اس پر تمام نہ ہو، اسے معذور سمجھو اور وُہ میں ہوں۔ کیا میں نے تمہارے سامنے ثقلِ اکبر (قرآن) پر عمل نہیں کیا اور ثقلِ اصغر (اہل بیّت) کو تُم میں نہیں رکھا؟ میں نے تمہارے درمیان ایمان کا جھنڈا گاڑا۔ حلال و حرام کی حدیں بتائیں اور اپنے عدل سے تمہیں عافیت کے جامے پہنائے اور اپنے قول و عمل سے حُسنِ سلوک کا فرش تمہارے لیے بچھا دیا اور تُم سے ہمیشہ پاکیزہ اخلاق کے ساتھ پیش آیا۔ جِس چیز کی گہرائیوں تک نگاہ نہ پہنچ سکے اور فکر کی جولانیاں عاجز رہیں اس میں اپنی رائے کو کارفرمانہ کرو۔

اِسی خطبہ کا ایک جزو بنی اُمیّہ کے متعلق ہے

یہاں تک کہ گمان کرنے والے یہ گمان کرنے لگیں گے، کہ بس اب دُنیا بنی اُمیّہ ہی کے دامن سے بندھی رہے گی اور انہیں ہی اپنے سارے فائدے بخشتی رہے گی اور انھیں ہی اپنے صاف چشمہ پر سیراب ہونے کے لیے اُتارتی رہے گی اور اس اُمّت کی (گردن پر) ان کی تلوار اور (پُشت پر) ان کا تازیانہ ہمیشہ رہے گا۔ جو یہ خیال کرے گا، غلط خیال کرے گا، بلکہ یہ تو زندگی کے مزوں میں سے چند شہد کے قطرے ہیں، جنھیں کچھ دیر تک وہ چُوسیں گے اور پھر سارے کا سارا تھوک دیں گے۔

خُطبہ:86

اُمّت کے مختلف گروہوں میں بٹ جانے اور پیغمبرؐ و امامؑ کے ارشادات کو پس پُشت ڈال دینے کے سلسلہ میں فرمایا

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اللہ نے زمانے کے کسی سرکش کی گردن نہیں توڑی جب تک کہ اسے مہلت و فراغت نہیں عطا کر دی اور کسی اُمّت کی ہڈی کو نہیں جوڑا

جب تک اسے شدّت و سختی اور ابتلاؤ آزمائش میں ڈال نہیں لیا۔ جو مصیبتیں تمہیں پیش آنے والی اور جن سختیوں سے تُم گُزر چکے ہو ان سے کم بھی عبرت اندوزی کے لیے کافی ہیں۔ ہر صاحبِ دل عاقل نہیں ہوتا اور نہ ہر کان رکھنے والا گوش شنوا اور نہ ہر آنکھ والا چشم بینا رکھتا ہے۔ مجھے حیرت ہے اور کیوں نہ حیرت ہو، ان فرقوں کی خطاؤں پر جنھوں نے اپنے دین کی حُجّتوں میں اختلاف پیدا کر رکھے ہیں۔ جو نہ نبیؐ کے نقش قدم پر چلتے ہیں، نہ وصی کے عمل کی پیروی کرتے ہیں، نہ غیب پر ایمان لاتے ہیں، نہ عیب سے دامن بچاتے ہیں۔ مشکوک و مشتبہ چیزوں پر ان کا عمل ہے اور اپنی خواہشوں کی راہ پر چلتے پھرتے ہیں۔ جِس چیز کو وُہ اچھا سمجھیں ان کے نزدیک بس وہ اچھی ہے اور جِس بات کو وُہ بُرا جانیں ان کے نزدیک بس وہ بُری ہے۔ مشکل گتھیّوں کو سُلجھانے کے لیے اپنے نفسوں پر اعتماد کر لیا ہے اور مشتبہ چیزوں میں اپنی رائے پر بھروسا کر لیتے ہیں۔ گویا ان میں سے ہر شخص خود ہی اپنا امام ہے اور اس نے جو اپنے مقام پر اپنی رائے سے طے کر لیا ہے اس کے متعلق یہ سمجھتا ہے کہ اسے قابلِ اطمینان وسیلوں اور مضبُوط ذریعوں سے حاصل کیا ہے۔

خُطبہ:87

❀ بعثت کے قبل دُنیا کی حالت پراگندگی اور یہ کہ پہلے لوگوں اور موجودہ دَور کے لوگوں کے حالات یکساں ہیں ❀

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اس وقت بھیجا جب کہ رسُولوں کی آمد کا سلسلہ رُکا ہُوا تھا اور ساری اُمتیں مُدّت سے پڑی سو رہی تھیں۔ فتنے سر اُٹھا رہے تھے۔ سب چیزوں کا شیرازہ بکھرا ہوا تھا۔ جنگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ دُنیا بے رونق و بے نُور تھی اور اس کے فریب کاریاں کھلی ہوئی تھیں۔ اس وقت اس کے پتّوں میں زردی دوڑی ہوئی تھی اور پھلوں سے نا اُمیدی تھی۔ پانی زمین میں تہ نشین ہو چُکا تھا۔ ہدایت کے مینار مِٹ گئے تھے۔ ہلاکت و گمراہی کے پرچم کُھلے ہوئے تھے اور دُنیا والوں کے سامنے کڑے تیوروں سے اور تیوری چڑھائے ہوئے نظر آ رہی تھی۔ اس کا پھل فتنہ تھا اور اس کی غذا مُردار تھی۔ اندر کا لباس خوف اور باہر کا پہناوا تلوار تھا۔ خُدا کے بندو! عبرت حاصل کرو اور ان (بداعمالیوں) کو یاد کرو جن (کے نتائج) میں تمہارے باپ، بھائی جکڑے ہوئے ہیں اور جن پر ان سے حساب ہونے والا ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! تمہارا زمانہ ان کے زمانہ سے زیادہ پیچھے نہیں ہے اور نہ تمہارے اور ان کے درمیان صدیوں اور زمانوں کا فاصلہ ہے۔ ابھی تُم اس دن سے زیادہ دُور نہیں ہوئے کہ جب ان کی صلبوں میں تھے۔ خُدا کی قسم! جو

باتیں رسولؐ نے ان کے کانوں تک پہنچائیں وہی باتیں میں تمہیں آج سُنا رہا ہُوں اور جتنا انہیں سُنایا گیا تھا، اس سے کچھ کم تمہیں نہیں سُنایا جارہا ہے اور جس طرح اس وقت ان کی آنکھیں کھولی گئی تھی اور دل بنائے گئے تھے، ویسی ہی آنکھیں اور ویسے ہی دل اس وقت تمہیں دیئے گئے ہیں۔ خُدا کی قسم! ان کے بعد تمہیں کوئی ایسی نئی چیز نہیں بتائی گئی ہے، جس سے وُہ نا آشنا رہے ہوں اور کوئی خاص چیز نہیں دی گئی ہے جس سے وہ محروم تھے۔ ہاں ایک ایسی مصیبت تمہیں پیش آگئی ہے (جو اس اُونٹنی کے مانند ہے) جس کی نکیل جھول رہی اور تنگ ڈھیلا پڑ گیا ہے (جو کہیں نہ کہیں ٹھوکر کھائے گی) دیکھو! ان فریب خوردہ لوگوں کے ٹھاٹھ باٹھ تمہیں ورغلا نہ دیں، اس لیے کہ یہ ایک پھیلا ہُوا سایہ ہے، جس کا وقت محدود ہے۔

خُطبہ:88

❁ صفاتِ باری اور پند و موعظت کے سلسلہ میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو نظر آئے بغیر جانا پہچانا ہُوا ہے اور سوچ بچار میں پڑے بغیر پیدا کرنے والا ہے۔ وہ اس وقت بھی دائم و برقرار تھا جب کہ نہ برجوں والا آسمان تھا، نہ بلند دروازوں والے حجاب تھے، نہ اندھیری راتیں، نہ ٹھہرا ہُوا سمندر، نہ لمبے چوڑے راستوں والے پہاڑ، نہ آڑی ترچھی پہاڑی راہیں اور نہ یہ بچھے ہوئے فرشوں والی زمین، نہ کس بل رکھنے والی مخلوق تھی۔ وہی مخلوقات کو پیدا کرنے والا اور اس کا وارث ہے اور کائنات کا معبُود اور ان کا رازق ہے۔ سورج اور چاند اس کی منشاء کے مطابق (ایک ڈھرے پر) بڑھے جانے کی سرتوڑ کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ جو ہر نئی چیز کو فرسُودہ اور دُور کی چیزوں کو قریب کر دیتے ہیں۔ اس نے سب کو روزی بانٹ رکھی ہے۔ وہ سب کے عمل و کردار اور سانسوں کے شمار تک کو جانتا ہے۔ وہ چوری چھپی نظروں اور سینے کی مخفی نیّتوں اور صلب میں ان کے ٹھکانوں اور شکم میں ان کے سونپے جانے کی جگہوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ یہاں تک کہ ان کی عمریں اپنی حدو اِنتہا کو پہنچ جائیں۔ وہ ایسی ذات ہے کہ رحمت کی وُسعتوں کے باوجود اس کا عذاب دُشمنوں پر سخت ہے اور عذاب کی سختیوں کے باوجود دوستوں کے لیے اس کی رحمت وسیع ہے۔ جو اسے دبانا چاہے اس پر قابو پا لینے والا اور جو اس سے ٹکر لینا چاہے اسے تباہ و برباد کرنے والا اور جو اس کی مخالفت کرے، اسے رُسوا وذلیل کرنے والا اور جو اس سے دُشمنی برتے اس پر غلبہ پانے والا ہے۔ جو اس پر بھروسہ

کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور جو کوئی اس سے مانگتا ہے اسے دے دیتا ہے اور جو اسے قرضہ دیتا ہے (یعنی اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے) وہ اسے ادا کرتا ہے۔ جو شُکر کرتا ہے، اسے بدلہ دیتا ہے۔ اللہ کے بندو! اپنے نفسوں کو تولے جانے سے پہلے تول لو اور محاسبہ کیے جانے سے قبل خود اپنا محاسبہ کرلو۔ گلے کا پھندا تنگ ہونے سے پہلے سانس لے لو اور سختی کے ساتھ ہنکائے جانے سے پہلے مطیع وفرمانبردار بن جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ جسے اپنے نفس کے لیے یہ توفیق نہ ہو کہ وہ خود اپنے کو وعظ وپند کر لے اور بُرائیوں پر متنبّہ کر دے تو پھر کسی اور کی بھی پند و توبیخ اس پر اثر نہیں کر سکتی۔

خُطبہ:89

✿ آسمان وزمین کی خلقت اور زمین کے پانی پر بچھائے جانے اور اللہ سبحانہ کے عالم جزئیات ہونے کے بارے میں فرمایا ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خطبہ اشباح کے نام سے مشہور ہے اور امیر المومنین علیہ السّلام کے بلند پایہ خطبوں میں شمار ہوتا ہے۔ اِسے ایک سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا، جس نے آپؑ سے یہ سوال کیا تھا کہ آپ خلاّقِ عالم کے صفات کو اس طرح بیان فرمائیں کہ ایسا معلوم ہو جیسے ہم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اس پر حضرت غضب ناک ہوگئے اور فرمایا:

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے کہ جو فیض وعطا کے روکنے سے مال دار نہیں ہو جاتا اور جُود وعطا سے کبھی عاجز و قاصر نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اس کے سوا ہر دینے والے کے یہاں داد و دہش سے کمی واقع ہوتی ہے اور ہاتھ روک لینے پر انہیں بُرا سمجھا جاسکتا ہے۔ وہ فائدہ بخش نعمتوں اور عطیوں کی فراوانیوں اور روزیوں (کی تقسیم) سے ممنونِ احسان بنانے والا ہے۔ ساری مخلوق اس کا کُنبہ ہے۔ اس نے سب کے رزق کا ذمّہ لیا ہے اور سب کی روزیاں مقرّر کر رکھی ہیں۔ اس نے اپنے خواہش مندوں اور اپنی نعمت کے طلبگاروں کے لیے راہ کھول دی ہے۔ وہ دستِ طلب کے نہ بڑھنے پر بھی اِتنا ہی کریم ہے جتنا طلب و سوال کا ہاتھ بڑھنے پر۔ وہ ایسا اوّل ہے جِس کے لیے کوئی قبل ہے ہی نہیں کہ کوئی شئے اس سے پہلے ہو سکے اور ایسا آخر ہے جِس کے لیے کوئی بعد ہے ہی نہیں تاکہ کوئی چیز اس کے بعد فرض کی جاسکے۔ وہ آنکھ کی پتلیوں کو (دُور ہی سے) روک دینے والا ہے کہ وہ اسے پاسکیں، یا اس کی حقیقت معلوم کر سکیں۔ اس پر زمانہ کے مختلف دَور نہیں گُزرتے کہ اس کے حالات میں تغیرُّ و تبدّل پیدا ہو، وہ کسی جگہ میں نہیں ہے کہ اس کے لیے نقل و حرکت صحیح ہو سکے۔

اگر وہ چاندی اور سونے جیسی نفیس دھاتیں کہ جنھیں پہاڑوں کے معدن (لمبی لمبی) سانسیں بھر کر اُچھال دیتے ہیں اور بکھرے ہوئے موتی اور مرجان کی کٹی ہوئی شاخیں کہ جنھیں دریاؤں کی سیپیاں کھکھلا کر ہنستے ہوئے اُگل دیتی ہیں، بخش دے تو اس سے اس کے جُود و عطا پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور نہ اس کی دولت کا ذخیرہ اس سے ختم ہو سکتا ہے اور اس کے پاس پھر بھی انعام و اکرام کے اتنے ذخیرے موجود رہیں گے، جنھیں لوگوں کی مانگ ختم نہیں کر سکتی۔ اس لیے کہ وہ ایسا فیاض ہے جسے سوالوں کا پُورا کرنا مفلس نہیں بنا سکتا اور گڑ گڑا کر سوال کرنے والوں کا حد سے بڑھا ہُوا اصرار بخل پر آمادہ نہیں کر سکتا۔ اے (اللہ کی صفتوں کو) دریافت کرنے والے دیکھو! کہ جن صفتوں کا تمھیں قرآن نے پتہ دیا ہے (ان میں) تُم اس کی پیروی کرو اور اسی کے نُورِ ہدایت سے کسبِ ضیا کرتے رہو اور جو چیزیں کہ قرآن میں واجب نہیں اور نہ سُنّتِ پیغمبرؐ و آئمہ ہُدیٰ میں ان کا نام و نشان ہے اور صرف شیطان نے اس کے جاننے کی تمھیں زحمت دی ہے اس کا علم اللہ ہی کے پاس رہنے دو اور یہی تُم پر اللہ کے حق کی آخری حد ہے اور اس بات کو یاد رکھو کہ علم میں راسخ و پختہ لوگ وہی ہیں کہ جو غیب کے پردوں میں چھپی ہوئی ساری چیزوں کا اجمالی طور پر اقرار کرتے (اور ان پر اعتقاد رکھتے) ہیں اگرچہ ان کی تفسیر و تفصیل نہیں جانتے اور یہی اقرار انہیں غیب پر پڑے ہوئے پردوں میں درانہ گھسنے سے بے نیاز بنائے ہوئے ہے اور اللہ نے اس بات پر ان کی مدح کی ہے کہ جو چیز ان کے احاطۂ علم سے باہر ہوتی ہے اس کی رسائی سے اپنے عجز کا اعتراف کر لیتے ہیں اور اللہ نے جِس چیز کی حقیقت سے بحث کرنے کی تکلیف نہیں دی اس میں تعمق و کاوش کے ترک ہی کا نام رسُوخ رکھا ہے۔ لہٰذا بس اسی پر اکتفا کرو اور اپنے عقل کے پیمانہ کے مطابق اللہ کی عظمت کو محدُود نہ بناؤ، ورنہ تمہارا شمار ہلاک ہونے والوں میں قرار پائے گا۔ وہ ایسا قادر ہے کہ جب اس کی قُدرت کی انتہا معلوم کرنے کے لیے وہم اپنے تِیر چلا رہا ہو اور فکر ہر طرح کے وسوسوں کے اُدھیڑ بُن سے آزاد ہو کر اس کے قلمرو مملکت کے گہرے بھیدوں پر آگاہ ہونے کے درپے ہو اور دِل اس کی صفتوں کی کیفیّت سمجھنے کے لیے والہانہ طور پر دوڑ پڑے ہوں اور ذاتِ الٰہی کو جاننے کے لیے عقلوں کی جُستجو و تلاش کی راہیں حدّ بیان سے زیادہ دُور تک چلی گئی ہوں تو اللہ اس وقت جب وہ غیب کی تیرگیوں کے گڑھوں کو عبُور کر رہی ہوتی ہیں ان سب کو (ناکامیوں کے ساتھ) پلٹا دیتا ہے۔ چُنانچہ جب اس طرف مُنہ کی کھا کر پلٹتی ہیں تو انھیں یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ایسی بے راہ رویوں سے اس کی معرفت کا کھوج نہیں لگایا جا سکتا اور نہ فکرپیماؤں کے دلوں میں اس کی عزت کے تمکنت و جلال کا ذرا سا شائبہ آ سکتا ہے۔ وہ وہی ہے کہ جِس نے مخلوقات کو ایجاد کیا، بغیر اس کے کہ کوئی مثال اپنے سامنے رکھتا اور بغیر اس کے کہ اپنے سے پہلے کسی اور خالق و معبُود کی بنائی ہوئی چیزوں کا چربہ اُتارتا۔ اس نے اپنی قدرت کی بادشاہت اور ان

عجیب چیزوں کے واسطہ سے کہ جن میں اس کی حکمت و دانائی کے آثار (مُنہ سے) بول رہے ہیں اور مخلوق کے اس اعتراف سے کہ وہ اپنے رُکنے تھمنے میں اس کے سہارے کی محتاج ہے۔ ہمیں وہ چیزیں دکھائی ہے کہ جنھوں نے قہراً دلیل قائم ہو جانے کے دباؤ سے اس کی معرفت کی طرف ہماری راہنمائی کی ہے اور اس کی پیدا کردہ عجیب و غریب چیزوں میں اس کی صنعت کے نقش و نگار اور حکمت کے آثار نمایاں اور واضح ہیں۔ چُنانچہ ہر مخلوق اس کی ایک حُجت اور ایک بُرہان بن گئی ہے۔ چاہے وہ خاموش مخلوق ہو۔ مگر اللہ کی تدبیر کارسازی کی ایک بولتی ہوئی دلیل ہے اور ہستی صانع کی طرف اس کی راہنمائی ثابت و بر قرار ہے۔ میں گوہی دیتا ہوں کہ جِس نے تجھے تیری ہی مخلوق سے ان کے اعضاء کے الگ الگ ہونے اور تیری حکمت کی کارسازیوں سے گوشت و پوست میں ڈھکے ہوئے ان جوڑوں کے سروں کے ملنے میں تشبیہ دی، اس نے اپنے چُھپے ہوئے ضمیر کو تیری معرفت سے وابستہ نہیں کیا اور اس کے دل کو یہ یقین چُھو بھی نہیں گیا کہ تیرا کوئی شریک نہیں۔ گویا اس نے پیروکاروں کا یہ قول نہیں سُنا جو اپنے مقتداؤں سے بیزاری چاہتے ہوئے یہ کہیں گے کہ خُدا کی قسم! ہم تو قطعاً ایک کھلی ہوئی گمراہی میں تھے کہ جب ہم سارے جہاں کے پالنے والے کے برابر تمہیں ٹھہرایا کرتے تھے۔ وہ لوگ جھوٹے ہیں جو تجھے دُوسروں کے برابر سمجھ کر اپنے بتوں سے تشبیہ دیتے ہیں اور اپنے وہم میں تجھ پر مخلوقات کی صفتیں جڑ دیتے ہیں اور اپنے خیال میں اس طرح تیرے حصّے بخرے کرتے ہیں، جِس طرح مجسّم چیزوں کے جوڑ بند الگ الگ کئے جاتے ہیں اور اپنی عقلوں کی سُوجھ بُوجھ کے مطابق تجھے مختلف قوتوں والی مخلوقات پر قیاس کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جِس نے تجھے تیری مخلوق میں سے کسی کے برابر جانا، اس نے تیرا ہمسر بنا ڈالا اور تیرا ہمسر بنانے والا تیری کتاب کی محکم آیتوں کے مضامین اور ان حقائق کا جنھیں تیری طرف کے روشن دلائل واضح کر رہے ہیں منکر ہے۔ تو وہ اللہ ہے کہ عقلوں کی حد میں گھِر نہیں سکتا، ان کی سوچ بچار کی زد پر آ کر کیفیات کو قبول کرلے اور نہ ان کے غور و فکر کی جولانیوں میں تیری سمائی ہے کہ تو محدُود ہو کر ان کے فکری تصرّفات کا پابند بن جائے۔

اِسی خطبہ کا ایک حصّہ یہ ہے

اس نے جو چیزیں پیدا کیں ان کا ایک اندازہ رکھا۔ مضبُوط و مستحکم اور ان کا اِنتظام کیا۔ عمدہ و پاکیزہ اور انہیں ان کی سمت پر اس طرح لگایا کہ نہ وہ اپنی آخری منزل کی حدوں سے آگے بڑھیں اور نہ منزلِ منتہا تک پہنچنے میں کوتاہی کی۔ جب انہیں اللہ کے ارادے پر چل پڑنے کا حکم دیا گیا تو انھوں نے سرتابی نہیں کی اور وہ ایسا کر ہی کیوں سکتی تھیں۔ جبکہ تمام اُمور اسی کی مشیّت و اِرادہ سے صادر ہوئے ہیں، وہ گوناگوں چیزوں کا موجد بنے بغیر کسی سوچ بچار کی طرف رجوع کئے اور بغیر طبیعت کی کسی جولانی کے کہ جسے دل میں چھپائے ہو اور بغیر

کسی تجربہ کے کہ جو زمانہ کے حوادث سے حاصل کیا ہو اور بغیر کسی شریک کے کہ جو ان عجیب و غریب چیزوں کی ایجاد میں اس کا معین و مدد گار رہا ہو، چُنانچہ مخلوق (بن بنا کر) مکمّل ہو گئی اور اس نے اللہ کی اطاعت کے سامنے سر جُھکا دیا اور (فوراً) اس کی پُکار پر لبیک کہتے ہوئے بڑھی۔ نہ کسی دیر کرنے والے کی سی سُست رفتاری دامن گیر ہوئی اور نہ کسی حیل حُجت کرنے والے کی سی سُستی اور ڈھیل حائل ہوئی۔ اس نے ان چیزوں کے ٹیڑھا پن کو سیدھا کر دیا اور ان کی حدّیں معیّن کر دیں اور اپنی قدرت سے ان متضاد چیزوں میں ہم رنگی و ہم آہنگی پیدا کی اور نفسوں کے رشتے (بدنوں سے) جوڑ دیئے اور انہیں مختلف جنسوں پر بانٹ دیا جو اپنی حدوں، اندازوں، طبیعتوں اور صورتوں میں جُدا جُدا ہیں۔ یہ نو ایجاد مخلوق ہے کہ جِس کی ساخت اس نے مضبُوط کی ہے اور اپنے اِرادے کے مطابق اسے بنایا اور ایجاد کیا۔

اِسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے، آسمان کے وصف میں

اس نے بغیر (کسی چیز سے) وابستہ کئے اس کے شگافوں کے نشیب و فراز کو مرتّب کر دیا اور اس کے دراڑوں کی کشادگیوں کو ملا دیا اور انہیں آپس میں ایک دُوسرے کے ساتھ جکڑ دیا اور اس کے احکام کو لے کر اُترنے والوں اور خلق کے اعمال کو لے کر چڑھنے والوں کے لیے اس کی بلندیوں کی دُشوار گُزاری کو آسان کر دیا۔ ابھی وہ آسمان دھوئیں ہی کی شکل میں تھے کہ اللہ نے انہیں پُکارا تو (فوراً) ان کے تسموں کے رشتے آپس میں متصّل ہو گئے۔ اس نے ان کے بند دروازوں کو بستہ ہونے کے بعد کھول دیا اور ان کے سُوراخوں پر ٹوٹتے ہوئے تاروں کے نگہبان کھڑے کر دیئے اور انہیں اپنے زور سے روک دیا کہ کہیں وہ ہوا کے پھیلاؤ میں اِدھر اُدھر نہ ہو جائیں اور انھیں مامُور کیا کہ وہ اس کے حکم کے سامنے سر جُھکائے ہوئے اپنے مرکز پر ٹھہرے رہیں۔ اس نے فلک کے سُورج کو دن کی روشن نشانی اور چاند کو رات کی دُھندلی نشانی قرار دیا ہے اور انہیں ان کی منزلوں پر چلایا ہے اور ان کی گُزر گاہوں میں ان کی رفتار مقرّر کر دی ہے تا کہ ان کے ذریعہ سے شب و روز کی تمیز ہو سکے اور انہی کے اعتبار سے برسوں کی گنتی اور (دُوسرے) حساب جانے جا سکیں۔ پھر یہ کہ اس نے آسمانی فضا میں اس فلک کو آویزاں کیا اور اس میں اس کی آرائش کے لیے مُنّے مُنّے موتیوں ایسے تارے اور چراغوں کی طرح چمکتے ہوئے ستارے آویزاں کیے اور چوری چُھپے کان لگانے والوں پر ٹوٹتے ہوئے تاروں کے تیر چلائے اور ستاروں کو اپنے جبر و قہر سے ان کے ڈھرے پر لگایا کہ کوئی ثابت رہے اور کوئی سیّار کبھی اتار ہو اور کبھی ابھار اور کسی میں نحوست ہو اور کسی میں سعادت۔

اِسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے، فرشتوں کے وصف میں

پھر اللہ سبحانہ نے اپنے آسمانوں میں ٹھہرانے اور اپنی مملکت کے بلند طبقات کو آباد کرنے کے لیے فرشتوں کی عجیب و غریب مخلوق پیدا کی، ان سے آسمان کے وسیع راستوں کا گوشہ گوشہ بھر دیا اور اس کی فضا کی وُسعتوں کا کونا کونا چھلکا دیا اور ان وسیع اطراف کی پہنائیوں میں تسبیح کرنے والے فرشتوں کی آوازیں قدس و پاکیزگی کی چار دیواریوں اور عظمت کے گہرے حجابوں اور بزرگی و جلال کے سرا پردوں میں گونجتی ہیں اور اس گونج کے پیچھے جِس سے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔ تجلّیات نُور کی اتنی فراوانیاں ہیں کہ جو نگاہوں کو اپنے تک پہنچنے سے روک دیتی ہیں۔ چُنانچہ وہ ناکام و نامُراد ہو کر اپنی جگہ پر ٹھہری رہتی ہیں۔ اللہ نے ان (فرشتوں) کو جُدا جُدا صُورتوں اور الگ الگ پیمانوں پر پیدا کیا ہے۔ وہ بال و پَر رکھتے ہیں اور اس کے جلال و عزّت کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور مخلوق میں جو اس کی صنعتیں اُجاگر ہوئی ہیں انہیں اپنی طرف نسبت نہیں دیتے اور نہ یہ ادعا کرتے ہیں کہ وہ کسی ایسی شے کو پیدا کر سکتے ہیں کہ جِس کے پیدا کرنے میں وُہ منفرد و یکتا ہے۔ بلکہ وہ اس کے معزز بندے ہیں جو کسی بات کے کہنے میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے کہنے پر چلتے ہیں۔ اللہ نے انہیں وہاں اپنی وحی کا امانتدار اور اپنے اوامِر و نواہی کی ودیعتوں کا حامل بنا کر رسُولوں کی طرف بھیجا ہے اور شک و شبہات کے خدشوں سے انھیں محفوظ رکھا ہے۔ تو ان میں سے کوئی بھی اس کی رضاجوئی کی راہ سے کترانے والا نہیں اور اس نے اپنی توفیق و اعانت سے ان کی دستگیری کی اور خضوع و خشوع کی عجز و شکستگی سے ان کے دلوں کو ڈھانپ دیا ہے اور تسبیح و تقدیس کی سہولتوں کے دروازے ان کے لیے کھول دیئے ہیں اور اپنی توحید کے نشانوں پر ان کے لیے روشن مینار نصب کئے ہیں۔ نہ گُناہوں کی گرانباریوں نے انہیں دبا رکھا ہے، نہ شب و روز کی گردشوں نے ان پر (سواری کے لیے) پالان ڈالے ہیں اور نہ شکوک و شبہات نے ان کے ایمان کے استحکام پر تِیر چلائے ہیں اور نہ ان کے یقین کی پختگیوں پر (اوہام و) ظنون نے دھاوا بولا ہے اور نہ ان کے درمیان کبھی کینہ و حسد کی چنگاریاں بھڑکی ہیں اور نہ حیرانی و سراسیمگی کے دلوں میں سرائیت کی ہوئی معرفت اور ان کے سینے کی تہوں میں جمی ہوئی عظمتِ خُداوندی و ہیبتِ جلالِ الٰہی کو چھین سکی ہے۔ نہ کبھی وسوسوں نے ان پر دندان آز تیز کیا ہے، کہ ان کے فکروں کو زنگ و تکدّر سے آلودہ کر دیں۔ ان میں کچھ وہ ہیں جو اللہ کے پیدا کردہ بوجھل بادلوں اور اُونچے پہاڑوں کی بلندیوں اور گھٹاٹوپ اندھیروں کی سیاہیوں کی صُورتوں میں ہیں اور ان میں کچھ وہ ہیں جن کے قدم تحت الثریٰ کی حدوں کو چِیر کر نِکل گئے ہیں۔ تو وہ سفید جھنڈوں کے مانند ہیں جو فضا کی وُسعت کو چیرتے ہُوئے آگے بڑھ گئے ہیں اور ان پھریروں کے آخری سرے تک ایک ہلکی ہوا چل رہی ہے جو انھیں روکے ہوئے ہے۔ ان فرشتوں کو عبادت کی مشغولیتوں نے ہر چیز سے بے فکر بنا دیا ہے اور ایمان کے ٹھوس عقیدے ان کے لیے اللہ کی معرفت کا

وسیلہ بن گئے ہیں اور یقین کامل نے اوروں سے ہٹا کر اسی سے ان کی لو لگا دی ہے۔ اللہ کی طرف کی نعمتوں کے سوا کسی غیر کے عطا وانعام کی انھیں خواہش ہی نہیں ہوتی۔ انھوں نے معرفت کے شیریں مزے چکھے ہیں اور اس کی محبت کے سیر اب کرنے والے جام سے سرشار ہیں اور ان کے دلوں کی تہ میں اس کا خوف جڑ پکڑ چکا ہے، تو انھوں نے لمبی چوڑی عبادتوں سے اپنی سیدھی کمریں ٹیڑھی کر لی ہیں اور ہمہ وقت اسی کی طلب میں لگے رہنے کے باوجود ان کے تضرّع وعاجزی کے ذخیرے ختم نہیں ہوتے اور قُربِ الٰہی کی بلندیوں کے باوجود خوف وخشوع کے پھندے ان (کے گلے) سے نہیں اُترتے۔ نہ ان میں کبھی خود پسندی پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنے گزشتہ اعمال کو زیادہ خیال کرنے لگیں اور نہ جلال پروردگار کے سامنے ان کے عجز وانکسار نے یہ موقع آنے دیا ہے کہ وہ اپنی نیکیوں کو بڑا سمجھ سکیں۔ ان میں مسلسل تعب اُٹھانے کے باوجود بھی سُستی نہیں آنے پاتی اور نہ ان کی طلب ورغبت میں کبھی کمی پیدا ہوئی ہے کہ وہ اپنے پالنے والے کے توقعات سے روگرداں ہو جائیں اور نہ مسلسل مناجاتوں سے ان کی زبان کی نوکیں خشک ہوتی ہیں اور نہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ وہ دُوسرے اشغال کی وجہ سے تضرّع وزاری کی آوازوں کو دھیما کر لیں اور نہ عبادت کی صفوں میں ان کے شانے آگے پیچھے ہو جاتے ہیں اور نہ وہ آرام وراحت کی خاطر اس کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی کر کے اپنی گردنوں کو اِدھر سے اُدھر کرتے ہیں، نہ ان کی کوششوں کے عزم پر غفلت کی نادانیاں حملہ آور ہوتی ہیں اور نہ ان کی (بلند) ہمّتوں میں فریب دینے والے وسوسوں کا گُزر ہوتا ہے۔ انھوں نے احتیاج کے دن کے لیے صاحب عرش کو اپنا ذخیرہ بنا رکھا ہے اور جب دُوسرے لوگ مخلوقات کی طرف اپنی خواہشوں کو لے کر بڑھتے ہیں تو یہ بس اسی سے لو لگاتے ہیں۔ وہ اس کی عبادت کی اِنتہا کو نہیں پہنچ سکتے، انھیں عبادت کا والہانہ شوق (کسی اور طرف لے جانے کے بجائے) ان کی قلبی اُمید وبیم کے ان ہی سرچشموں کی طرف لے جاتا ہے، جن کے سوتے کبھی موقوف نہیں ہوتے، خوف کھانے کے وجُوہ ختم نہیں ہوئے، کہ وہ اپنی کوششوں میں سُستی کریں اور نہ دُنیا کے طمعوں نے انھیں جکڑ رکّھا ہے کہ وہ دُنیا کے لیے وقتی کوششوں کو اپنی اس جدوجہد پر ترجیح دیں اور نہ انھوں نے اپنے سابقہ اعمال کو کبھی بڑا سمجھا ہے اور اگر بڑا سمجھتے تو پھر اُمیدیں خوفِ خُدا کے اندیشوں کو ان (کے صفحہ ٔ دل) سے مٹا دیتیں اور شیطان کے ورغلانے سے ان میں باہم اپنے پروردگار کے متعلّق کبھی کوئی اِختلاف پیدا ہُوا اور نہ ایک دُوسرے سے کٹنے (اور بگاڑ پیدا کرنے) کی وجہ سے پراگندہ ومتفرق ہُوئے اور نہ آپس میں حسد رکھنے کے سبب سے ان کے دلوں میں کینہ وبغض پیدا ہُوا اور نہ شک وشبہات میں پڑنے کی وجہ سے تِتّر بِتّر ہوئے اور نہ پست ہمّتوں نے ان پر کبھی قبضہ کیا۔ وہ ایمان کے پابند ہیں، انھیں اسکے بندھنوں سے کجی، رُوگردانی، سُستی، یا کاہلی نے کبھی نہیں چُھڑایا۔ سطح آسمان پر کھال کے برابر بھی ایسی

جگہ نہیں کہ جہاں کوئی سجدہ کرنے والا فرشتہ یا تیزی سے تگ و دو کرنے والا ملک نہ ہو، پروردگار کی اطاعت کے بڑھنے سے ان کے علم میں زیادتی ہی ہوتی رہتی ہے اور ان کے دلوں میں اس کی عزّت کی عظمت و جلالت بڑھتی ہی جاتی ہے۔

اِسی خُطبہ کا ایک حصّہ یہ ہے، جِس میں زمین اور اس کے پانی پر بچھائے جانے کی کیفیت بیان فرمائی ہے

اللہ نے زمین کو تہ و بالا ہونے والی مُہیب لہروں اور بھرپُور سمندروں کی انتہا گہرائیوں کے اُوپر پاٹا جہاں موجیں موجوں سے ٹکرا کر تھپیڑے کھاتی تھیں اور لہریں لہروں کو دھکیل کر گُونج اُٹھتی تھیں اور اس طرح پھین دے رہی تھیں جِس طرح مستی و ہیجان کے عالم میں نر اُونٹ۔ چُنانچہ اس متلاطم پانی کی طغیانیاں زمین کے بھاری بوجھ کے دباؤ سے فرو ہو گئیں اور جب اس نے اپنا سینہ اس پر ٹیک کر اسے روندا تو سارا جوش و خروش ٹھنڈا پڑ گیا اور جب اپنے شانے ٹکا کر اس پر لوٹی، تو وہ ذِلتوں اور خواریوں کے ساتھ رام ہو گیا۔ کہاں تو اس کی موجیں دندنا رہی تھیں کہ اب عاجز و بے بس ہو کر تھم گیا اور ذِلّت کی لگاموں میں اسیر ہو کر مُطیع ہو گیا اور زمین اس طوفان خیز پانی کے گہراؤ میں اپنا دامن پھیلا کر ٹھہر گئی اور اس کے اٹھلانے اور سر اُٹھا کے غرور اور تکبُّر سے ناک اوپر چڑھانے اور بہاؤ میں تفوق و سربلندی دکھانے کا خاتمہ کر دیا اور اس کی روانی کی بے اعتدالیوں پر ایسے بند باندھے کہ وہ اُچھلنے کودنے کے بعد (بالکل بے دم) ہو کر ٹھہر گیا اور جست و خیز کی سرمستیاں دکھا کر تھم گیا۔ جب اس کے کناروں کے نیچے پانی کی طغیانی کا زور و شور سکون پذیر ہُوا اور اس کے کاندھوں پر اُونچے اُونچے اور چوڑے چکلے پہاڑوں کا بوجھ لد گیا، تو (اللہ نے) اس کے ناک کے بانسوں سے پانی کے چشمے جاری کر دیئے، جنھیں دُور و دراز جنگلوں اور کھدے ہُوئے گڑھوں میں پھیلا دیا اور پتھروں کی مضبُوط چٹانوں اور بلند چوٹیوں والے پتّھریلے پہاڑوں سے اس کی حرکت میں اِعتدال پیدا کیا۔ چُنانچہ اس کی سطح کے مختلف حصّوں میں پہاڑوں کے ڈوب جانے اور اس کی گہرائیوں کی تہ میں گُھس جانے اور اس کے ہموار حصّوں کی بلندیوں اور پست سطحوں پر سوار ہو جانے کی وجہ سے اس کی تھرتھراہٹ جاتی رہی اور اللہ نے زمین سے لے کر فضائے بسیط تک پھیلاؤ اور وُسعت رکھی اور اس میں رہنے والوں کو سانس لینے کو ہَوا مہیّا کی اور اس میں بسنے والوں کو ان کی تمام ضروریات کے ساتھ ٹھہرایا، پھر اس نے چٹیل زمینوں کو کہ جن کی بلندیوں تک نہ چشموں کا پانی پہنچ سکتا ہے اور نہ نہروں کے نالے وہاں تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ رکھتے ہیں۔ یونہی نہیں رہنے دیا، بلکہ ان کے لیے ہَوا پر اُٹھنے والی گھٹائیں پیدا کیں جو مردہ زمین میں زندگی کی لہریں دوڑا دیتی ہیں اور اس سے گھاس پات اُگاتی ہیں، اس نے ابر کی بکھری ہوئی چمکیلی ٹکڑیوں اور پراگندہ بدلیوں کو یکجا کر کے ابر محیط بنایا اور جب اس کے اندر پانی کے ذخیرے حرکت میں آ گئے اور اس کے کناروں میں بجلیاں تڑپنے لگیں اور برق کی

چمک سفید ابروں کی تہوں اور گھنے بادلوں کے اندر مُسلسل جاری رہی تو اللہ نے انھیں موسلا دھار برسنے کے لیے بھیج دیا۔ اس طرح کہ اس کے پانی سے بھرے ہوئے بوجھل ٹکڑے زمین پر منڈلا رہے تھے اور جنوبی ہوائیں انہیں مسل مسل کر برسنے والے مینہ کی بُوندیں اور ایک دم ٹوٹ پڑنے والی بارش کے جھالے برسا رہی تھیں۔ جب بادلوں نے اپنا سینہ ہاتھ پیروں سمیت زمین پر ٹیک دیا اور پانی کا سارا لدا لدایا بوجھ اس پر پھینک دیا، اللہ نے افتادہ زمینوں سے سرسبز کھیتیاں اُگائیں اور خشک پہاڑوں پر ہرا بھرا سبزہ پھیلا دیا، زمین بھی اپنے مرغزاروں کے بناؤ سنگار سے خوش ہو کر جُھومنے لگی اور ان شگوفوں کی اوڑھنیوں سے جو اسے اوڑھا دی گئی تھیں اور ان شگفتہ و شاداب کلیوں کے زیوروں سے جو اسے پہنا دیئے گئے تھے اِترانے لگی۔ اللہ نے ان چیزوں کو لوگوں کی زندگی کا وسیلہ اور چوپاؤں کا رزق قرار دیا ہے اور اسی نے زمین کی سمتوں میں کشادہ راستے نکالے ہیں اور اس کی شاہراہوں پر چلنے والوں کے لیے روشنی کے مینار نصب کئے ہیں۔ جب اللہ نے فرشِ زمین بچھالیا اور اپنا کام پُورا کر لیا تو آدمؑ کو دُوسری مخلوق کے مقابلہ میں برگزیدہ ہونے کی وجہ سے منتخب کر لیا اور انھیں نوعِ اِنسانی کی فردِ اوّل قرار دیا اور انھیں اپنی جنّت میں ٹھہرایا جہاں دل کھول کر ان کے کھانے پینے کا انتظام کیا اور جِس سے منع کرنا تھا اس سے پہلے ہی خبردار کر دیا تھا اور یہ بتا دیا تھا، اس کی طرف قدم بڑھانے میں عدُول حکمی کی آلائش ہے اور اپنے مرتبہ کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ لیکن جِس چیز سے انھیں روکا تھا، انھوں نے اسی کا رُخ کیا جیسا کہ پہلے ہی سے اس کے علم میں تھا۔ چُنانچہ توبہ کے بعد انھیں جنّت سے نیچے اُتار دیا، تاکہ اپنی زمین کو ان کی اولاد سے آباد کرے اور ان کے ذریعے بندوں پر حُجّت پیش کرے۔ اللہ نے آدمؑ کو اُٹھا لینے کے بعد بھی اپنی مخلوق کو ایسی چیزوں سے خالی نہیں رکھا جو اس کی ربُوبِیّت کی دلیلوں کو مضبُوط کرتی رہیں اور بندوں کے لیے اس کی معرفت کا ذریعہ بنی رہیں اور یکے بعد دیگرے ہر دور میں وہ اپنے برگزیدہ نبیّوں اور رسالت کے امانتداروں کی زبانوں سے حُجّت کے پہنچانے کی تجدید کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ذریعہ وہ حُجّت (پوری طرح) تمام ہوگئی اور حُجّت کرنا اور ڈرا دیا جانا اپنے نقطۂ اختتام کو پہنچ گیا۔ اس نے روزیاں مقرّر کر رکھی ہیں (کسی کے لیے) زیادہ اور (کسی کے لیے) کم اور اس کی تقسیم میں کہیں تنگی رکھی ہے اور کہیں فراخی اور یہ بالکل عدل کے مطابق تھا۔ اس طرح کہ اس نے جس جِس صُورت سے چاہا امتحان لیا ہے۔ رزق کی آسانی یا دُشواری کے ساتھ اور مال دار اور فقیر کے شکر اور صبر کو جانچا ہے۔ پھر اس نے رزق کی فراخیوں کے ساتھ فقر و فاقہ کے خطرے اور اس کی سلامتیوں میں نت نئی آفتوں کے دغدغے اور فراخی و وُسعت کی شادمانیوں کے ساتھ غم و غصّہ کے گلوگیر پھندے بھی لگا رکھے ہیں۔ اس نے زندگی کی مدّتیں مقرّر کی ہیں، کسی کو زیادہ اور کسی کو کم، کسی کو آگے اور کسی کو پیچھے کر دیا ہے اور ان مدّتوں کی

رسیّوں کی موت سے گرہ لگادی ہے اور وہ موت ان کو کھینچے لیے جاتی ہے اور ان کے مضبوط رشتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کئے دیتی ہے۔
وُہ بھید چھپانے والوں کو نیّتوں، کھسر پھسر کرنے والوں کی سرگوشیوں، مظنون اور بے بنیاد خیالوں، دل میں جمے ہُوئے یقینی ارادوں، پلکوں (کے نیچے) کنکھیوں کے اشاروں، دل کی تہوں اور غیب کی گہرائیوں میں چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے اور (ان آوازوں کا سُننے والا ہے) جن کو کان لگا کر سُننے کے لیے کانوں کے سُوراخوں کو جھکنا پڑتا ہے اور چیونٹیوں کے موسم گرما کے مسکنوں اور حشرات الارض کے موسم سرما بسر کرنے کے مقاموں سے آگاہ ہے اور پسر مُردہ عورتوں کے (دَرد بھرے) نالوں کی گونج اور قدموں کی چاپ کا سُننے والا ہے اور سبز پتّیوں کے غلافوں کے اندرونی خولوں میں پھلوں کے نشو ونما پانے کی جگہوں اور پہاڑوں کی کھوؤں اور ان کے نشیبوں میں وحشی جانوروں کی پناہ گاہوں اور درختوں کے تنوں اور ان کے چھلکوں میں مچھروں کے سر چُھپانے کے سُوراخوں اور شاخوں میں پتّیوں کے پُھوٹنے کی جگہوں اور صلب کی گُزر گاہوں میں نطفوں کے ٹھکانوں اور زمین سے اُٹھنے والے ابر کے لکوں اور آپس میں جُڑے ہوئے بادلوں اور تہ بہ تہ جمے ہوئے اَبروں سے ٹپکنے والے بارش کے قطروں سے باخبر ہے اور ریگ (بیابان) کے ذرّے جنھیں بادبگولوں نے اپنے دامنوں سے اُڑایا ہے اور وہ نشانات جنھیں بارشوں کے سیلابوں نے مٹاڈالا ہے اس کے علم میں ہیں اور ریت کے ٹیلوں پر زمین کے کیڑوں کے چلنے پھرنے اور سربلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر بال و پَر رکھنے والے طائروں کے نشیمنوں اور گھونسلوں کی اندھیاریوں میں چہچہانے والے پرندوں کے نغموں کو جانتا ہے اور جن چیزوں کو سیپیوں نے سمیٹ رکھا ہے اور جن چیزوں کو دریا کی موجیں اپنے پہلو کے نیچے دبائے ہوئے ہیں اور جن کو رات (کی تاریک چادروں) نے ڈھانپ رکھا ہے اور جن پر دِن کے سورج نے اپنی کِرنوں سے نُور بکھیرا ہے اور جن پر کبھی ظُلمت کی تہیں جم جاتی ہیں اور کبھی نُور کے دھارے بہہ نکلتے ہیں پہچانتا ہے۔ وہ ہر قدم کا نشان، ہر چیز کی حس و حرکت، ہر لفظ کی گُونج، ہر ہونٹ کی جنبش، ہر جاندار کا ٹھکانا، ہر ذرّے کا وزن اور ہر جی دار کی سِسکیوں کی آواز اور جو کچھ بھی اس زمین پر ہے، سب اس کے علم میں ہے۔ وُہ درختوں کا پھل ہو یا ٹوٹ کر گرنے والا پتّہ، یا نطفے یا منجمد خون کا ٹھکانا اور لو تھڑا، یا (اس کے بعد) بننے والی مخلوق اور پیدا ہونے والا بچّہ (ان چیزوں کے جاننے میں) اسے کلفت و تعب اُٹھانا نہیں پڑی اور نہ اسے اپنی مخلوق کی حفاظت میں کوئی رکاوٹ درپیش ہوئی اور نہ اسے اپنے احکام کے چلانے اور مخلوقات کا انتظام کرنے سے سُستی اور تھکن لاحق ہُوئی، بلکہ اس کا علم تو ان چیزوں کے اندر تک اُترا ہُوا ہے اور ایک ایک چیز اس کے شمار میں ہے۔ اس کا عدل ہمہ گیر اور اس کا فضل سب کے شامل حال ہے اور اس کے ساتھ وہ اس کے شایان شان حق کی ادائیگی سے قاصر ہیں۔

اے خُدا! تو ہی توصیف و ثنا اور انتہائی درجہ تک سراہے جانے کا مستحق ہے۔ اگر تجھ سے آس لگائی جائے، تو تو دلوں کی بہترین ڈھارس ہے اور اگر تجھ سے اُمّیدیں باندھی جائیں، تو تو بہترین سر چشمہ ٔ اُمید ہے۔ تُو نے مجھے ایسی قوّتِ بیان بخشی ہے کہ جِس سے تیرے علاوہ کسی کی مدح اور ستائش نہیں کرتا ہوں اور میں اپنی مدح کا رُخ کبھی ان لوگوں کی طرف نہیں موڑنا چاہتا، جو نا اُمیدیوں کا مرکز اور بد گُمانیوں کے مقامات ہیں۔ میں نے اپنی زبان کو اِنسانوں کی مدح اور پروردہ مخلوق کی تعریف و ثنا سے ہٹالیا ہے۔ بارِ الہٰا! ہر ثناء گستر کے لیے اپنے ممدُوح پر انعام و اکرام اور عطاو بخشش پانے کا حق ہوتا ہے اور میں تجھ سے اُمید لگائے بیٹھا ہُوں یہ کہ تو رحمت کے ذخیروں اور مغفرت کے خزانوں کا پتہ دینے والا ہے۔ خُدایا! یہ تیرے سامنے وُہ شخص کھڑا ہے جِس نے تیری توحید و یکتائی میں تجھے مُنفرد مانا ہے اور ان ستائشوں اور تعریفوں کا تیرے علاوہ کسی کو اہل نہیں سمجھا۔ میری احتیاج تجھ سے وابستہ ہے۔ تیری ہی بخششوں اور کامرانیوں سے اس کی بے نوائی کا علاج ہو سکتا ہے اور اس کے فقر و فاقہ کو تیرا ہی جود و احسان سہارا دے سکتا ہے۔ ہمیں تُو اسی جگہ پر اپنی خوشنودیاں بخش دے اور دُوسروں کی طرف دستِ طلب بڑھانے سے بے نیاز کر دے، تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

خُطبہ:90

❁ جب آپؑ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تو فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب قتلِ عُثمان کے بعد آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کا اِرادہ کیا گیا، تو آپؑ نے فرمایا

مجھے چھوڑ دو اور (اس خلافت کے لیے) میرے علاوہ کوئی اور ڈھونڈ لو۔ ہمارے سامنے ایک ایسا معاملہ ہے، جِس کے کئی رُخ اور کئی رنگ ہیں۔ جسے نہ دل برداشت کر سکتے ہیں اور نہ عقلیں اسے مان سکتی ہیں۔ دیکھو! اُفقِ عالَم پر گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ راستہ پہچاننے میں نہیں آتا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر میں تمہاری اس خواہش کو مان لوں تو تمہیں اس راستے پر لے چلوں گا جو میرے علم میں ہے اور اس کے متعلق کسی کہنے والے کی بات اور کسی مُلامت کرنے والے کی سرزنش پر کان نہیں دھروں گا اور اگر تُم میرا پیچھا چھوڑ دو تو پھر جیسے تُم ہو ویسا میں ہوں اور ہو سکتا ہے کہ جسے تُم اپنا امیر بناؤ اس کی میں تُم سے زیادہ سنوں اور مانوں اور میرا (تمہارے دنیوی مفاد کے لیے) امیر ہونے سے وزیر ہونا بہتر ہے۔

خُطبہ:91

❁خوارج کی بیخ کنی اور اپنے علم کی ہمہ گیری اور بنی اُمیہ کی فتنہ پردازی کے سلسلہ میں فرمایا❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے لوگو! میں نے فتنہ وشر کی آنکھیں پھوڑ ڈالی ہیں اور جب اس کی تاریکیاں (موجوں کی طرح) تہ و بالا ہو رہی تھیں اور (دیوانے کتّوں کی طرح) اس کی دیوانگی زوروں پر تھی، تو میرے علاوہ کسی ایک میں جرأت نہ تھی کہ وہ اس کی طرف بڑھتا۔ اب (موقعہ ہے) جو چاہو مجھ سے پُوچھ لو۔ پیشتر اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ اس ذات کی قسم! جِس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے تُم اس وقت سے لے کر قیامت تک کے درمیانی عرصے کی جو بات مجھ سے پُوچھو گے میں بتاؤں گا اور کسی ایسے گروہ کے متعلق دریافت کرو گے کہ جِس نے سو کو ہدایت کہ ہو اور سو کو گمراہ کیا ہو تو میں اس کے للکارنے والے اور اسے آگے سے کھینچنے والے اور پیچھے سے دھکیلنے والے اور اس کی سواریوں کی منزل اور اس کے (سازوسامان سے لدے ہوئے) پالانوں کے اُترنے کی جگہ تک بتادُوں گا اور یہ کہ کون ان میں سے قتل کیا جائے گا اور کون (اپنی موت) مرے گا اور جب میں نہ رہوں گا اور ناخوشگوار چیزیں اور سخت مشکلیں پیش آئیں گی تو (دیکھ لینا) کہ بہت سے پوچھنے والے پریشانی سے سرنیچے ڈال دیں گے اور بتانے والے عاجز و درماندہ ہو جائیں گے۔ یہ اس وقت ہو گا کہ جب تُم پر لڑائیاں زور سے ٹوٹ پڑیں گی اور اس کی سختیاں نمایاں ہو جائیں گی اور دُنیا اس طرح تُم پر تنگ ہو جائے گی کہ مصیبتوں کے دنوں کو تُم یہ سمجھنے لگو گے کہ وہ بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ خُداوندِ عالم تمہارے باقی ماندہ لوگوں کو فتح و کامرانی دے گا۔ فتنوں کی یہ صُورت ہوتی ہے کہ جب وہ آتے ہیں، تو اس طرح اندھیرے میں ڈال دیتے ہیں کہ (حق و باطل) کا امتیاز نہیں ہوتا اور پلٹتے ہیں تو ہوشیار کر کے جاتے ہیں۔ جب آتے ہیں تو شناخت نہیں ہوتی، پیچھے ہٹتے ہیں تو پہچانے جاتے ہیں۔ وہ ہواؤں کی طرح چکّر لگاتے ہیں، کسی شہر کو اپنی زد پر رکھ لیتے ہیں کہ اور کوئی ان سے رہ جاتا ہے۔ میرے نزدیک سب فتنوں سے زیادہ خوفناک تمہارے لیے بنی اُمیّہ کا فتنہ ہے، جسے نہ خود کچھ نظر آتا ہے اور نہ اس میں کوئی چیز سجھائی دیتی ہے۔ اس کے اثرات تو سب کو شامل ہیں، لیکن خصُوصیت سے اس کی آفتیں خاص ہی افراد کے لیے ہیں۔ جو اس میں حق کو پیش نظر رکھے گا اس پر مصیبتیں آئیں گی اور جو آنکھیں بند رکھے گا وہ ان سے بچا رہے گا۔ خُدا کی قسم! میرے بعد تم بنی اُمیّہ کو اپنے لیے بدترین حکمران پاؤ گے۔ وہ تو اس بوڑھی اور سرکش اُونٹنی کے مانند ہیں جو منہ سے کاٹتی ہو اور اِدھر اُدھر پیر مارتی ہو اور دوہنے والے پر ٹانگیں چلاتی ہو اور دُودھ دینے سے انکار کر دیتی ہو۔ وہ برابر تمہارا قلع قمع کرتے رہیں گے یہاں

تک کہ صرف اسے چھوڑیں گے جو ان کے مفید مطلب ہو، یا (کم از کم) ان کے لیے نقصان رساں نہ ہو اور انکی مصیبت اسی طرح گھیرے رہے گی، کہ ان سے داد خواہی ایسی ہی مشکل ہو جائے گی، جیسے غلام کے لیے اپنے آقا سے اور مُرید کی اپنے پیر سے۔ تُم پر ان کا فتنہ ایسی بھیانک صُورت میں آئے گا کہ جِس سے ڈر لگنے لگے گا اور زمانۂ جاہلیت کی مختلف حالتوں کو لئے ہو گا۔ نہ اس میں ہدایت کا مینار نصب ہو گا اور نہ راستہ دکھانے والا کوئی نشان نظر آئے گا۔ ہم (اہل بیّت رسُولؐ) ان فتنہ انگیزیوں کے (گُناہ سے) بچے ہوں گے اور ان کی طرف لوگوں کو بلانے میں ہمارا کوئی حصّہ نہ ہو گا، پھر ایک دن وہ آئے گا کہ اللہ اس شخص کے ذریعہ سے جو انھیں ذِلّت کا مزا چکھائے اور سختی سے ہنکائے اور (موت کے) تلخ جام پلائے اور ان کے سامنے تلوار رکھے اور خوف انہیں چمٹا دے، ان فتنوں سے اس طرح علیحدہ کر دے گا جِس طرح ذبیحہ سے کھال الگ کی جاتی ہے۔ اس وقت قریش دُنیا و مافیہا کے بدلہ میں یہ چاہیں گے کہ وہ مجھے صِرف اتنی دیر کہ جتنی اُونٹ کے ذبح ہونے میں لگتی ہے کہیں ایک دفعہ دیکھ لیں، تا کہ میں اس چیز کو قبول کرلُوں کہ جِس کا آج کُچھ حصّہ بھی طلب کرنے کے باوجود دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

خطبہ:92

❁ خُداوندِ عالم کی حمد و ثنا اور انبیاؑء کی توصیف میں فرمایا ❁

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بابرکت ہے وہ خُدا کہ جِس کی ذات تک بلند پرواز ہمّتوں کی رسائی نہیں اور نہ عقل و فہم کی قوتیں اسے پاسکتی ہیں۔ وہ ایسا اوّل ہے کہ جِس کے لیے نہ کوئی نقطۂ ابتداء ہے کہ وہ محدُود ہو جائے اور نہ کوئی اس کا آخر ہے کہ (وہاں پہنچ کر) ختم ہو جائے۔

اِسی خطبہ کے ذیل میں فرمایا

اس نے ان (انبیاؑء) کو بہترین سونپے جانے کی جگھوں میں رکھا اور بہترین ٹھکانوں میں ٹھہرایا۔ وہ بلند مرتبہ صلبوں سے پاکیزہ شکموں کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ جب ان میں سے کوئی گُزر جانے والا گُزر گیا، دُوسرا دین خُدا کو لے کر کھڑا ہو گیا۔ یہاں تک یہ الٰہی شرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچا جنھیں ایسے معدنوں سے کہ جو پھلنے پھولنے کے اعتبار سے بہترین اور ایسی اصلوں سے کہ جو نشوونما کے لحاظ سے بہت باوقار تھیں پیدا کیا، اسی شجرہ سے کہ جِس سے بہت سے انبیاؑء پیدا کئے اور جِس میں سے اپنے امین منتخب فرمائے۔ ان کی عزّت

بہترین عزّت اور قبیلہ بہترین قبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ ہے۔ جو سرزمین حرم پر اُگا اور بزرگی کے سایہ میں بڑھا۔ جِس کی شاخیں دراز اور پھل دسترس سے باہر ہیں۔ وہ پرہیز گاروں کے امام، ہدایت حاصل کرنے والوں کے لیے (سرچشمہ) بصیرت ہیں۔ وہ ایسا چراغ ہیں، جِس کی روشنی لو دیتی ہے اور ایسا روشن ستارہ جِس کا نُور ضیاپاش اور ایسا چقماق، جِس کی ضو شعلہ فشاں ہے۔ ان کی سیرت (افراط و تفریط سے بچ کر) سیدھی راہ پر چلنا اور سُنّت ہدایت کرنا ہے۔ ان کا کلام حق و باطل کا فیصلہ کرنے والا اور حکم عین عدل ہے۔ اللہ نے انہیں اس وقت بھیجا کہ جب رسُولوں کی آمد کا سلسلہ رُکا ہُوا تھا، بد عملی پھیلی ہوئی اور اُمّتوں پر غفلت چھائی ہوئی تھی۔ اللہ تُم پر رحم کرے، روشن نشانوں پر جم کر عمل کرو۔ راستہ بالکل سیدھا ہے۔ وہ تمہیں سلامتیوں کے گھر (جنّت) کی طرف بلا رہا ہے اور ابھی تُم ایسے گھر میں ہو کہ جہاں تمہیں اتنی مہلت و فراغت ہے کہ اس کی خوشنودیاں حاصل کر سکو۔ ابھی موقعہ ہے، چونکہ اعمال نامے کُھلے ہوئے ہیں۔ قلم چل رہے ہیں۔ بدن تندرست و توانا ہیں۔ زبان آزاد ہے۔ توبہ سُنی جا سکتی ہے اور اعمال قبول کئے جا سکتے ہیں۔

خُطبہ:93

❀ بعثت کے وقت لوگوں کی حالت اور تبلیغ کے سلسلہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مساعی کے متعلق فرمایا ❀

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس وقت میں بھیجا کہ جب لوگ حیرت و پریشانی کے عالَم میں گم کردہ راہ تھے اور فتنوں میں ہاتھ پیر مار رہے تھے۔ نفسانی خواہشوں نے انہیں بھٹکا دیا تھا اور غرور نے بہکا دیا تھا اور بھرپُور جاہلیت نے ان کی عقلیں کھو دی تھیں اور حالات کے ڈانوں ڈول ہونے اور جہالت کی بلاؤں کی وجہ سے حیران و پریشان تھے۔ چُنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انہیں سمجھانے بجھانے کا پُورا حق ادا کیا، خود سیدھے راستے پر جمے رہے اور حکمت و دانائی اور اچھی نصیحتوں کی طرف انہیں بلاتے رہے۔

خُطبہ:94

❀ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مدح و توصیف میں فرمایا ❀

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو اوّل ہے اور کوئی شے اس سے پہلے نہیں اور آخر ہے اور کوئی چیز اس کے بعد نہیں۔ وُہ ظاہر ہے اور کوئی

شے اس سے بالاتر نہیں اور باطن ہے اور کوئی چیز اس سے قریب تر نہیں۔

اِسی خطبہ کے ذیل میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ذکر فرمایا

بزرگی اور شرافت کے معدنوں اور پاکیزگی کی جگہوں میں ان کا مقام بہترین مقام اور مزربوم بہترین مزربوم ہے۔ ان کی طرف نیک لوگوں کے دل جُھکا دیئے گئے ہیں اور نگاہوں کے رُخ موڑ دیئے گئے ہیں۔ خُدا نے ان کی وجہ سے فتنے دبا دیئے اور (عداوتوں کے) شُعلے بجھا دیئے۔ بھائیوں میں اُلفت پیدا کی اور جو (کُفر میں) اکٹھے تھے، انھیں علٰیحدہ علٰیحدہ کر دیا۔ (اسلام کی) پستی و ذِلّت کو عزّت بخشی اور (کُفر کی) عزّت و بلندی کو ذلیل کر دیا۔ ان کا کلام (شریعت کا) بیان اور سکوت (احکام کی) زبان تھی۔

خُطبہ:95

اپنے اصحاب کو تنبیہ اور سرزنش کرتے ہوئے فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر اللہ نے ظالم کو مہلت دے رکھی ہے تو اس کی گرفت سے تو وہ ہرگز نہیں نکل سکتا اور وہ اس کی گُزرگاہ اور گلے میں ہڈی پھنسنے کی جگہ پر موقع کا منتظر ہے۔ اس ذات کی قسم! جِس کے قبضہ میں میری جان ہے، یہ قوم (اہل شام) تُم پر غالب آ کر رہے گی۔ اس لیے نہیں کہ ان کا حق تُم سے فائق ہے۔ بلکہ اس لیے کہ وہ اپنے ساتھی (مُعاویہ) کی طرف باطل پر ہونے کے باوجود تیزی سے لپکتے ہیں اور تُم میرے حق پر ہونے کے باوجود سُستی کرتے ہو۔ رعیتیں اپنے حکمرانوں کے ظُلم و جور سے ڈرا کرتی تھیں اور میں اپنی رعیّت کے ظُلم سے ڈرتا ہوں۔ میں نے تمہیں جہاد کے لیے اُبھارا، لیکن تُم (اپنے گھروں سے) نہ نکلے۔ میں نے تمہیں (کار آمد باتوں کو) سُنانا چاہا، مگر تُم نے ایک نہ سُنی اور میں نے پوشیدہ بھی اور علانیہ بھی تمہیں جہاد کے لیے پُکارا اور للکارا، لیکن تُم نے ایک نہ مانی اور سمجھایا بجھایا، مگر تُم نے میری نصیحتیں قبول نہ کیں۔ کیا تُم موجود ہوتے ہوئے بھی غائب رہتے ہو، حلقہ بگوش ہوتے ہوئے گویا خود مالک ہو۔ میں تمہارے سامنے حکمت اور دانائی کی باتیں بیان کرتا ہوں اور تُم ان سے بھڑکتے ہو۔ تمہیں بلند پایہ نصیحتیں کرتا ہوں اور تُم پراگندہ خاطر ہو جاتے ہو۔ میں ان باغیوں سے جہاد کرنے کے لیے تمہیں آمادہ کرتا ہوں تو ابھی میری بات ختم بھی نہیں ہوتی کہ میں دیکھتا ہوں کہ تُم اولادِ سبا کی طرح تِتر بِتر ہو گئے۔ اپنی نشست گاہوں کی طرف واپس چلے جاتے ہو اور ان نصیحتوں سے غافل ہو کر ایک دُوسرے کے چکمے میں آجاتے ہو۔

صبح کو میں تمہیں سیدھا کرتا ہوں اور شام کو جب آتے ہو تو (ویسے کے ویسے) کمان کی پُشت کی طرح ٹیڑھے۔ سیدھا کرنے والا عاجز آگیا اور جسے سیدھا کیا جارہا ہے وہ لاعلاج ثابت ہُوا۔ اے وہ لوگو! جِس کے جسم تو حاضر ہیں اور عقلیں غائب اور خواہشیں جُدا جُدا ہیں۔ ان پر حکومت کرنے والے ان کے ہاتھوں آزمائش میں پڑے ہوئے ہیں۔ تمہارا حاکم اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور تُم اس کی نافرمانی کرتے ہو اور اہلِ شام کا حاکم اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، مگر وہ اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ خُدا کی قسم! میں یہ چاہتا ہوں کہ مُعاویہ تُم میں سے دس مُجھ سے لے لے اور بدلے میں اپنا ایک آدمی مجھے دے دے، جِس طرح دینار کا تبادلہ درہموں سے ہوتا ہے۔ اے اہلِ کُوفہ! میں تمہاری تین اور ان کے علاوہ دو باتوں میں مبتلا ہوں۔ پہلے تو یہ کہ تُم کان رکھتے ہوئے بہرے ہو اور بولنے کے باوجود گونگے ہو اور آنکھیں ہوتے ہوئے اندھے ہو اور پھر یہ کہ نہ تُم جنگ کے موقعہ پر سچّے جوانمرد ہو اور نہ قابلِ اعتماد بھائی ہو۔ اے ان اُونٹوں کی چال ڈھال والو! کہ جن کے چرواہے گم ہو چُکے ہوں اور انہیں ایک طرف سے گھیر کر لایا جاتا ہے تو دُوسری طرف سے بِکھر جاتے ہیں۔ خُدا کی قسم! جیسا کہ میرا تمہارے متعلق خیال ہے۔ گویا یہ منظر میرے سامنے ہے کہ اگر جنگ شدّت اختیار کرلے اور میدانِ کارزار گرم ہو جائے، تو تم ابنِ ابِی طالبؑ سے ایسے شرمناک طریقے سے علیحدہ ہو، جیسے عورت بالکل برہنہ ہو جائے۔ میں اپنے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے طریقے اور شاہراہِ حق پر ہوں، جسے میں باطل کے راستوں میں سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاتا رہتا ہوں۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اہلِ بیؑت کو دیکھو، ان کی سیرت پر چلو اور ان کے نقشِ قدم کی پیروی کرو۔ وہ تمہیں ہدایت سے باہر نہیں ہونے دیں گے اور نہ گمراہی و ہلاکت کی طرف پلٹائیں گے۔ اگر وہ کہیں ٹھہریں تو تُم بھی ٹھہر جاؤ اور اگر وہ اُٹھیں، تو تُم بھی اُٹھ کھڑے ہو۔ ان سے آگے نہ بڑھ جاؤ، ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور نہ (انھیں چھوڑ کر) پیچھے رہ جاؤ، ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خاص خاص اصحاب دیکھے ہیں۔ مجھے تو تُم میں سے ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جو ان کے مِثل ہو۔ وہ اس عالَم میں صبح کرتے تھے کہ ان کے بال بکھرے ہوئے اور چہرے خاک سے اَٹے ہوتے تھے۔ جب کہ رات کو وہ سجود و قیام میں کاٹ چُکے ہوتے تھے۔ اس عالَم میں کہ کبھی پیشانیاں سجدے میں رکھتے تھے اور کبھی رخسار اور حشر کی یاد سے اس طرح بے چین رہتے تھے کہ جیسے انگاروں پر ٹھہرے ہوئے ہوں اور لمبے سجدوں کی وجہ سے ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانیوں پر) بکری کے گھٹنوں ایسے گٹے پڑے ہوئے تھے۔ جب بھی ان کے سامنے اللہ کا ذکر آجاتا تھا تو ان کی آنکھیں برس پڑتی تھیں۔ یہاں تک کہ ان کے گریبانوں کو بھگو دیتی تھیں۔ وہ اس طرح کانپتے رہتے تھے جِس طرح تیز جھکّڑ والے دن درخت تھرتھراتے ہیں۔ سزا کے خوف اور ثواب کی اُمید میں۔

خُطبہ:96

❁ بنی اُمیّہ اور ان کے مظالم کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خُدا کی قسم! وہ ہمیشہ یونہی (ظُلم ڈھاتے) رہیں گے اور کوئی اللہ کی حرام کی ہُوئی چیز ایسی نہ ہو گی، جسے وہ حلال نہ سمجھ لیں گے اور ایک بھی عہد و پیمان ایسا نہ ہو گا جسے وہ توڑ نہ ڈالیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی اینٹ پتھر کا گھر اور اُون کا خیمہ ان کے ظُلم کے زد سے محفوظ نہ رہے گا اور ان کی بُری طرزِ نگہداشت سے لوگوں کا اپنے گھروں میں رہنا مشکل ہو جائے گا اور یہاں تک کہ دو قِسم کے رونے والے کھڑے ہو جائیں گے۔ ایک دین کے لیے رونے والا اور ایک دُنیا کے لیے اور یہاں تک کہ تُم میں سے کسی ایک کا ان میں سے کسی ایک سے داد خواہی کرنا ایسا ہی ہو گا جیسے غلام کا اپنے آقا سے، کہ وہ سامنے اطاعت کرتا ہے اور پیٹھ پیچھے بُرائی کرتا (اور دل کی بھڑاس نکالتا) ہے اور یہاں تک نوبت پہنچ جائے گی کہ تُم میں سے جو اللہ کا زیادہ اعتقاد رکھے گا اتنا ہی وہ زحمت و مُشقّت میں بڑھا چڑھا ہو گا۔ اس صُورت میں اگر اللہ تمہیں امن و عافیت میں رکھے تو (اس کا شکر کرتے ہوئے) اسے قبول کرو اور اگر ابتلاؤ آزمائش میں ڈالے جاؤ تو صبر کرو، اس لیے کہ اچھا انجام پرہیز گاروں کے لیے ہے۔

خُطبہ:97

❁ ترکِ دُنیا اور نیرنگیٔ عالَم کے سلسلہ میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو ہو چُکا اس پر ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں اور جو ہو گا اس کے مقابلہ میں اس سے مدد چاہتے ہیں۔ جِس طرح اس سے جسموں کی صحت کا سوال کرتے ہیں، اسی طرح دین و ایمان کی سلامتی کے طلبگار ہیں۔

اے اللہ کے بندو! میں تمہیں اس دُنیا کے چھوڑنے کی وصیّت کرتا ہوں جو تمہیں چھوڑ دینے والی ہے، حالانکہ تُم اسے چھوڑنا پسند نہیں کرتے اور وہ تمہارے جِسموں کو کہنہ و بوسیدہ بنانے والی ہے، حالانکہ تُم اسے ترو تازہ رکھنے ہی کی کوشش کرتے ہو۔ تمہاری اور اس دُنیا کی مثال ایسی ہے جیسے چند مسافر کسی راہ پر چلیں اور چلتے ہی منزل طے کر لیں اور کسی بلند نشان کا قصد کریں اور فوراً وہاں تک پہنچ جائیں۔ کتنا ہی تھوڑا وقفہ ہے اس (گھوڑا دوڑانے والے) کا کہ جو اسے دوڑا کر انتہا کی منزل تک پہنچ جائے اور اس شخص کی بقا ہی کیا ہے کہ جِس کے

لیے ایک ایسا دن ہو کہ جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا اور دُنیا میں ایک تیز گام طلب کرنے والا اسے ہنکارا ہو یہاں تک کہ وہ اس دُنیا کو چھوڑ جائے۔ دُنیا کی عزّت اور اس میں فخر و سربلندی کی خواہش نہ کرو اور نہ اس کی آرائشوں اور نعمتوں پر خوش ہو اور نہ اس کی سختیوں اور تنگیوں پر بے صبری سے چیخنے چِلّانے لگو۔ اس لیے کہ اس کی عزّت و فخر دونوں مٹ جانے والے ہیں اور اس کی آرائشیں اور نعمتیں زائل ہو جانے والی ہیں اور اس کی سختیاں اور تنگیاں آخر ختم ہو جائیں گی۔ اس کی ہر مُدّت کا نتیجہ اختتام اور ہر زندہ کا انجام فنا ہونا ہے۔ کیا پہلے لوگوں کے واقعات میں تمہارے لیے کافی تنبیہ کا سامان نہیں اور تمہارے گُزرے ہوئے (آباؤ اجداد کے حالات) میں تمہارے لیے عبرت اور بصیرت نہیں؟ اگر تُم سوچو سمجھو۔ کیا تُم گُزرے ہوئے لوگوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ پلٹ کر نہیں آتے اور ان کے بعد باقی رہنے والے بھی زندہ نہیں رہتے۔ تُم دُنیا والوں پر نظر نہیں کرتے کہ جو مختلف حالتوں میں صبح و شام کرتے ہیں۔ کہیں کوئی میّت ہے جِس پر رویا جا رہا ہے اور کہیں کسی کو تعزیت دی جا رہی ہے۔ کوئی عاجز و زمین گیر مبتلائے مرض ہے اور کوئی عیادت کرنے والا عیادت کر رہا ہے۔ کہیں کوئی دم توڑ رہا ہے۔ کوئی دُنیا تلاش کرتا پھرتا ہے اور موت اسے تلاش کر رہی ہے اور کوئی غفلت میں پڑا ہے، لیکن (موت) اس سے غافل نہیں ہے۔ گُزر جانے والوں کے نقشِ قدم پر ہی باقی رہ جانے والے چل رہے ہیں۔

میں تمہیں متنبّہ کرتا ہوں کہ بداعمالیوں کے ارتکاب کے وقت ذرا موت کو بھی یاد کر لیا کرو کہ جو تمام لذّتوں کو مٹا دینے والی اور تمام نفسانی مزوں کو کِرکِرا دینے والی ہے۔ اللہ کے واجب الادا حقوق ادا کرنے اور اس کی اَن گنت نعمتوں اور لاتعداد احسانوں کا شکر بجا لانے کے لیے اس سے مدد مانگتے رہو۔

خُطبہ:98

❁ اپنی سیرت و کردار اور اہل بیّت کی عظمت کے سلسلہ میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس اللہ کے لیے حمد و ثناء ہے جو مخلوقات میں اپنا (دامن) فضل پھیلائے ہوئے اور اپنا دستِ کرم بڑھائے ہوئے ہے۔ ہم تمام امور میں اس کی حمد کرتے ہیں اور اس کے حقوق کا پاس و لحاظ رکھنے میں اس سے مدد مانگتے ہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی معبُود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے عبد اور رسُولؐ ہیں۔ جنھیں اللہ نے اپنا امر واضح کرکے سُنانے اور اپنا ذِکر زبان پر لانے کے لیے

بھیجا۔ آپؐ نے امانتداری کے ساتھ اسے پہنچایا اور راہِ راست پر برقرار رہتے ہوئے دُنیا سے رخصت ہوئے اور ہم میں حق کا وہ پرچم چھوڑ گئے کہ جو اس سے آگے بڑھے گا، وہ (دین سے) نکل جائے گا اور جو پیچھے رہ جائے گا، وہ مٹ جائے گا اور جو اس سے چمٹا رہے گا وہ حق کے ساتھ رہے گا۔ اس پرچم کی طرف راہنمائی کرنے والا وہ ہے، جو بات کہنے میں جلد بازی نہیں کرتا اور (پوری طرح غور کرنے کے لیے) اپنے اقدام میں تاخیر کرتا ہے اور جب کسی امر کو لے کر کھڑا ہو جائے، تو پھر تیز گام ہے اور جب تُم اس کے سامنے گردنیں خم کر دو گے اور (اس کی عظمت و جلال کے پیشِ نظر) اس کی طرف انگلیوں کے اِشارے کرنے لگو گے تو اسے موت آجائے گی اور اسے لے جائے گی اور پھر جب تک اللہ چاہے تُم (انتظار میں) ٹھہرے رہو گے۔ یہاں تک کہ اللہ اس شخص کو ظاہر کرے جو تمہیں ایک جگہ پر جمع کرے اور تمہاری شیرازہ بندی کرے جو کچھ ہونے والا نہیں ہے، اس کی لالچ نہ کرو اور نہ برگزشتہ صورتِ حال سے مایوس ہو اور بہت ممکن کہ برگشتہ صُورتِ حال کا ایک قدم اُکھڑ گیا ہو اور دُوسرا قدم جما ہُوا ہو اور پھر کوئی ایسی صُورت ہو کہ دونوں قدم جم ہی جائیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ آلِ محمدؐ آسمان کے ستاروں کے مانند ہیں۔ جب ایک ڈوبتا ہے تو دُوسرا اُبھر آتا ہے، گویا تُم پر اللہ کی نعمتیں مکمّل ہوگئی ہیں اور جِس کی تم آس لگائے بیٹھے تھے وہ اللہ نے تمہیں دکھا دیا ہے۔

خُطبہ:99

❁عبدالملک بن مروان کی تاراجیوں کے متعلق فرمایا❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وہ ہر اوّل سے پہلے اوّل ہے اور ہر آخر کے بعد آخر ہے۔ اس کی اوّلیّت کے سبب سے واجب ہے کہ اس سے پہلے کوئی نہ ہو اور اس کے آخر ہونے کی وجہ سے ضروری ہے کہ اس کے بعد کوئی نہ ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبُود نہیں۔ ایسی گواہی جِس میں ظاہر و باطن یکساں اور دل و زبان ہمنوا ہیں۔

اے لوگو! تُم میری مخالفت کے جُرم میں مبتلا نہ ہو اور میری نافرمانی کرکے حیران و پریشان نہ ہو۔ میری باتیں سُنتے وقت تو ایک دُوسرے کی طرف آنکھوں کے اِشارے نہ کرو۔ اس ذات کی قسم! جِس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور ذی رُوح کو پیدا کیا ہے۔ میں جو خبر تمہیں دیتا ہوں وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف سے پہنچی ہوئی ہے۔ نہ خبر دینے والے (رسُولؐ) نے جُھوٹ کہا، نہ سُننے والا جاہل تھا (لو سُنو!) میں ایک

سخت گمراہیوں میں پڑے ہوئے شخص کو گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہُوں کہ وہ شام میں کھڑا ہُو اللکار رہا ہے اور اس نے اپنے جھنڈے کوفہ کے آس پاس کُھلے میدانوں میں گاڑ دیئے ہیں۔ چُنانچہ جب اس کا مُنہ (پھاڑ کھانے کو) کُھل گیا اور اس کا لگام کا دہانہ مضبُوط ہو گیا اور زمین میں اس کی پامالیاں سخت سے سخت ہو گئیں، تو فتنوں نے اپنے دانتوں سے دُنیا والوں کو کاٹنا شروع کر دیا اور جنگ کا دریا تھپیڑے مارنے لگا اور دنوں کی سختی سامنے آگئی اور راتوں کی تکلیف شدّت اختیار کر گئی۔ بس اِدھر اس کی کھیتی پختہ ہوئی اور فصل تیار ہوئی اور اس کی سرمستیاں جوش دکھانے لگیں اور تلواریں چمکنے لگیں۔ اُدھر سخت فتنہ و شر کے جھنڈے گڑ گئے اور اندھیری رات اور متلاطم دریا کی طرح آگے بڑھ آئے۔ اسکے علاوہ اور کتنے ہی تیز جھکڑ کوفہ کو اُکھیڑ ڈالیں گے اور کتنی ہی سخت آندھیاں اس پر آئیں گی اور عنقریب جماعتیں جماعتوں سے گتھ جائیں گی اور کھڑی کھیتیوں کو کاٹ دیا جائے گا اور کٹے ہوئے حاصلوں کو توڑ پھوڑ دیا جائے گا۔

خُطبہ:100

✿بعد میں پیدا ہونے اے لے فتنوں کے متعلق فرمایا✿

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وہ ایسا دن ہو گا کہ اللہ حساب کی چھان بین اور عملوں کی جزاء کے لیے سب اگلے پچھلوں کو جمع کرے گا۔ وہ خضوع کی حالت میں اس کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ پسینہ منہ تک پہنچ کر ان کے منہ میں لگام ڈال دے گا۔ زمین ان لوگوں سمیت لرزتی اور تھرتھراتی ہو گی۔ اس وقت سب سے بڑا خوش حال وہ ہو گا جسے اپنے دونوں قدم ٹکانے کی جگہ اور سانس لینے کو کھلی فضا مِل جائے۔

اِسی خطبے کا ایک جُزیہ ہے

وہ ایسے فتنے ہوں گے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے۔ ان کے مقابلے کے لیے (گھوڑوں کے) پیر جم نہ سکیں گے اور نہ ان کے جھنڈے پلٹائے جا سکیں گے۔ وہ تُمہارے پاس اس طرح آئیں گے کہ ان کی لگامیں چڑھی ہوں گی اور ان پر پالان کسے ہونگے۔ ان کا پیش رو انہیں تیزی سے ہنکائے گا اور سوار ہونے والا انھیں ہلکان کر دے گا۔ وہ لوگ اس قوم سے ہیں جن کے حملے سخت ہوتے ہیں اور لوٹ کھسوٹ کم۔ ان سے وہ قوم فی سبیل اللہ جہاد کرے گی جو متکبّروں کے نزدیک پست اور ذلیل زمین میں گمنام اور آسمان میں جانی پہچانی ہوئی ہو گی۔ اے بصرہ! تیری حالت پر افسوس ہے کہ جب تجھ پر اللہ کے عذاب کے لشکر ٹوٹ پڑیں گے جِس میں نہ غبار اُڑے گا اور

نہ شوروغوغا ہو گا اور تیرے بسنے والے قتل اور سخت بُھوک میں مبتلا ہوں گے۔

خُطبہ:101

❀زہدو تقوٰے اور اہل دُنیا کی حالت کے متعلق فرمایا❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دُنیا کو زہد اختیار کرنے والوں اور اس سے پہلو بچانے والوں کی نظر سے دیکھو۔ خُدا کی قسم! وہ جلد ہی اپنے رہنے سہنے والوں کو اپنے سے الگ کر دے گی اور امن وخوشحالی میں بسر کرنے والوں کو رنج واندوہ میں ڈال دے گی اور جو چیز اس میں کی مُنہ موڑ کر پیٹھ پھرا لے، وہ واپس نہیں آیا کرتی اور آنے والی چیز کا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ اس کی راہ دیکھی جائے۔ اس کی مسرّتیں رنج میں سمو دی گئی ہیں اور جوانمردوں کی ہمّت وطاقت اس میں کمزوری وناتوانی کی طرف بڑھ رہی ہے (دیکھو!) دُنیا کو خوش کر دینے والی چیزوں کی زیادتی تمہیں مغرور نہ بنادے۔ اس لیے کہ جو چیزیں تمہارا ساتھ دیں گی، وہ بہت کم ہیں۔ خُدا اس شخص پر رحم کرے جو سوچ بچار سے عبرت اور عبرت سے بصیرت حاصل کرے۔ دُنیا کی ساری موجود چیزیں معدُوم ہو جائیں گی گویا کہ وہ موجود تھیں ہی نہیں اور آخرت میں پیش آنے والی چیزیں جلد ہی موجود ہو جائیں گی۔ گویا کہ وہ ابھی سے موجود ہیں۔ ہر شمار میں آنے والی چیز ختم ہو جایا کرتی ہے اور جِس کی آمد کا انتظار ہو، اسے آیا ہی جانو اور ہر آنے والے کو نزدیک اور پہنچا ہُوا سمجھو۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

عالِم وہ ہے جو اپنا مرتبہ شناس ہو اور اِنسان کی جہالت اس سے بڑھ کر کیا ہو گی کہ وہ اپنی قدر ومنزلت نہ پہچانے۔ لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسند اللہ کو وہ بندہ ہے جسے اللہ نے اس کے نفس کے حوالے کر دیا ہے، اس طرح کہ وہ سیدھے راستے سے ہٹا ہوا اور بغیر رہنما کے چلنے والا ہے۔ اگر اسے دُنیا کی کھیتی (بونے) کے لیے بلایا جاتا ہے، تو سرگرمی دکھاتا ہے اور آخرت کی کھیتی (بونے) کے لیے کہا جاتا ہے تو کاہلی کرنے لگتا ہے۔ گویا جِس چیز کے لیے اس نے سرگرمی دکھائی ہے وہ تو ضروری تھی اور جِس میں سُستی وکوتاہی کی ہے وہ اس سے ساقط تھی۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

وہ زمانہ ایسا ہو گا کہ جِس میں وہ خوابیدہ مومن ہی بچ کر نکل سکے گا کہ جو سامنے آنے پر جانا پہچانا نہ جائے اور نگاہ سے اوجھل ہونے پر اسے ڈھونڈھا نہ جائے، یہی لوگ تو ہدایت کے جگمگاتے چراغ اور شب پیمائیوں میں روشن نشان ہیں۔ نہ وہ اِدھر اُدھر کچھ کا کچھ لگاتے پھرتے ہیں، نہ لوگوں کی بُرائیاں اُچھالتے ہیں اور نہ ان کے راز فاش کرتے ہیں۔ اللہ انھیں لوگوں کے لیے رحمت کے دروازے کھول دے اور ان سے اپنے عذاب کی سختیاں دُور رکھے۔

اے لوگو! وہ زمانہ تُمھارے سامنے آنے والا ہے کہ جِس میں اسلام کو اس طرح اوندھا کر دیا جائے گا، جِس طرح برتن کو (ان چیزوں سمیت جو اس میں ہوں) اُلٹ دیا جائے۔ اے لوگو! اللہ نے تمہیں اس اِمر سے محفوظ رکھا ہے کہ وہ تُم پر ظُلم کرے۔ مگر اس سے پناہ نہیں کہ وہ تمہیں آزمائش میں ڈالے۔ اس بزرگ و برتر کہنے والے کا ارشاد ہے۔ "اس میں (ہماری) بہت سی نشانیاں ہیں اور ہم تو بس ان کا امتحان لیا کرتے ہیں۔"

سیّد رضی فرماتے ہیں: حضرت کے ارشاد "هر خوابیده مومن" میں خوابیدہ سے مراد وہ شخص ہے کہ جو گمنام اور بے شر ہو اور مسابیح مسیاح کی جمع ہے اور مسیاح اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو لوگوں میں فتنہ و شر پھیلاتا رہے اور لگائی بجھائی کرتا رہے اور مذاییع مذیاع کی جمع ہے اور مذیاع اسے کہتے ہیں کہ جو کسی کی بُرائی سنے تو اسے اُچھالے اور علانیہ بیان کرے اور بذر، بذور کی جمع ہے اور اسے کہتے ہیں کہ جو احمق اور اول فول بکنے والا ہو۔

خُطبہ:102

❁ بعثت سے قبل لوگوں کی حالت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تبلیغ و ہدایت کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک دُوسری روایت کی بناء پر یہ خطبہ پہلے درج ہو چُکا ہے

جب اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بھیجا، تو عربوں میں نہ کوئی (آسمانی) کتاب کا پڑھنے والا تھا اور نہ کوئی نبوّت و وحی کا دعوے دار۔ آپؐ نے اطاعت کرنے والوں کو لے کر اپنے مخالفوں سے جنگ کی۔ درآں حالیکہ آپؐ ان لوگوں کو نجات کی طرف لے جارہے تھے اور قبل اس کے کہ موت ان لوگوں پر آپڑے، ان کی ہدایت کے لیے بڑھ رہے تھے۔ جب کوئی تھکا ماندہ رُک جاتا تھا اور خستہ و درماندہ ٹھہر جاتا

تھا تو آپؐ اس کے (سر پر) کھڑے ہو جاتے تھے اور اسے اس کی منزل مقصود تک پہنچا دیتے تھے۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی ایسا تباہ حال ہو جس میں ذرہ بھر بھلائی ہی نہ ہو۔ یہاں تک کہ آپؐ نے انہیں نجات کی منزل دکھا دی اور انہیں ان کے مرتبہ پر پہنچا دیا۔ چُنانچہ ان کی چکی گھومنے لگی، ان کے نیزے کا خم جاتا رہا۔ خُدا کی قسم! میں بھی انہیں ہنکانے والوں میں تھا۔ یہاں تک کہ وہ پوری طرح پس پا ہو گئے اور اپنے بند ھنوں میں جکڑ دیئے گئے۔ اس دوران میں نہ میں عاجز ہُوا، نہ بُزدلی دکھائی، نہ کسی قِسم کی خیانت کی اور نہ مجھ میں کمزوری آئی۔ خُدا کی قسم! میں (اب بھی) باطل کو چِیر کر حق کو اس کے پہلُو سے نکال لُوں گا۔

خُطبہ:103

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مدح و توصیف اور فرائض امام کے سلسلہ میں فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آخر اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بھیجا درآں حالیکہ وہ گواہی دینے والے، خوشخبری سُنانے والے اور ڈرانے والے تھے۔ جو بچپنے میں بھی بہترین خلائق اور سن رسیدہ ہونے پر بھی اشرف کائنات تھے اور پاک لوگوں میں خُو خصلت کے اعتبار سے پاکیزہ تر اور جُود وسخا میں ابر صفت برسائے جانے والوں میں سب سے زائد لگاتار برسنے والے تھے۔

دُنیا اپنی لذّتوں میں اس وقت تُمہارے لیے شیریں و خوشگوار ہوئی اور اس وقت تُم اس کے تھنوں کے دُودھ پینے پر قادر ہوئے جب اس کے پہلے اس کی مہاریں جُھول رہی تھیں اور اس کا تنگ (ڈھیلا ہو کر) ہِل رہا تھا (یعنی اس کا کوئی سوار اور دیکھ بھال کرنے والا نہ تھا جو اس کی باگیں اُٹھاتا اور اس کا تنگ کستا، کچھ قوموں کے لیے تو حرام اس بیری کے مانند (خوش گوار اور مزے دار) ہو گیا تھا۔ جِس کی شاخیں پھلوں کی وجہ سے جُھکی ہوئی ہوں اور حلال ان کے لیے (کوسوں) دُور اور نایاب تھا۔ خُدا کی قسم! یہ دُنیا لمبی چھاؤں کی صُورت میں ایک مقرّرہ وقت تک تُمہارے پاس ہے۔ مگر اس وقت تو زمین بغیر روک ٹوک کے تُمہارے قبضے میں ہے، تمہارے ہاتھ اس میں کُھلے ہوئے ہیں اور پیشواؤں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ تمہارے تلواریں ان پر مسلّط ہیں اور ان کی تلواریں رد کی جا چکی ہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئیے کہ ہر خون کا کوئی قصاص لینے والا اور ہر حق کا کوئی طلب کرنے والا بھی ہوتا ہے اور ہمارے خون کا قصاص لینے والا اس حاکم کے مانند ہے جو اپنے ہی حق کے بارے میں فیصلہ کرے اور وہ اللہ ہے کہ جسے وہ تلاش کرے۔ وہ اسے بے بس نہیں بنا سکتا اور جو بھاگنے کی

کوشش کرے، وہ اس کے ہاتھوں سے بچ کر نہیں نکل سکتا۔ اے بنی اُمیّہ! اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جلد ہی تُم اپنی (دُنیا اور اس کی) ثروتوں کو دُوسروں کے ہاتھوں اور دُشمنوں کے گھروں میں دیکھو گے۔ سب آنکھوں سے زیادہ دیکھنے والی وہ آنکھ ہے جِس کی نظر نیکیوں میں اُتر جائے اور سب کانوں سے بڑھ کر سُننے والا وہ کان ہے کہ جو نصیحت کی باتیں سُنے اور انھیں قبول کرے۔ اے لوگو! واعظِ با عمل کے چراغ ہدایت کی لَو سے اپنے چراغ روشن کر لو اور اس صاف و شفاف چشمہ سے پانی بھر لو، جو (شبہات کی) آمیزشوں اور کُدورتوں سے نتھر چُکا ہے۔ اے اللہ کے بندو! اپنی جہالتوں کی طرف نہ مڑو اور نہ اپنی خواہشوں کے تابع ہو جاؤ۔ اس لیے کہ خواہشوں کی منزل میں اُترنے والا ایسا ہے جیسے کوئی سیلاب زدہ دیوار کے کنارے پر کھڑا ہو کہ جو گرا چاہتی ہو۔ وہ ہلاکتوں کا پلندہ اپنی پیٹھ پر اُٹھائے کبھی اس کندھے پر رکھتا ہے کبھی اس کندھے پر، اپنی ان رایوں کی صُورت میں جنھیں وہ بدلتا رہتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اس پر (کوئی دلیل) چسپاں کرے۔ مگر جو چپکنے والی نہیں ہوتی اور اسے (ذہنوں سے) قریب کرنا چاہتا ہے، جو قریب ہونے کے قابل نہیں۔ اللہ سے ڈرو کہ تُم اپنی شکایتیں اس شخص کے سامنے لے کر بیٹھ جاؤ کہ جو (تمہاری خواہشوں کے مطابق) تمہارے شکووں کے قلق کو دُور نہیں کرے گا اور نہ شریعت کے محکم و مضبُوط احکام کو توڑے گا۔ امام کا فرض تو بس یہ ہے کہ جو کام اسے اپنے پروردگار کی طرف سے سُپرد ہُوا ہے (اسے انجام دے) اور وہ یہ ہے کہ پند و نصیحت کی باتیں ان تک پہنچائے، سمجھانے بجھانے میں پُوری پُوری کوشش کرے، سُنّت کو زندہ رکھے اور جن پر حد لگنا ہے ان پر حد جاری کرے اور (غصب کئے ہوئے) حصّوں کو ان کے اصلی وارثوں تک پہنچائے۔ تمھیں چاہیئے کہ علم کی طرف بڑھو قبل اس کے کہ اس کا (ہرا بھرا) سبزہ خشک ہو جائے اور قبل اس کے کہ اہل علم سے علم سیکھنے میں اپنے ہی نفس کی مصروفیتیں حائل ہو جائیں۔ دُوسروں کو بُرائیوں سے روکو اور خود بھی رُکے رہو۔ اس لیے کہ تمھیں بُرائیوں سے رُکنے کا حکم پہلے ہے اور دُوسروں کو روکنے کا بعد میں ہے۔

خُطبہ:104

❁ شریعتِ اسلام کی گراں قدری اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی عظمت کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے کہ جِس نے شریعت اسلام کو جاری کیا اور اس (کے سرچشمہ) ہدایت پر اُترنے والوں کے لیے اس کے

قوانین کو آسان کیااور اس کے ارکان کو حریف کے مقابلے میں غلبہ و سرفرازی دی۔ چُنانچہ جو اس سے وابستہ ہو اس کے لیے امن، جو اس میں داخل ہو اس کے لیے صلح و آشتی، جو اس کی بات کرے اس کے لیے دلیل، جو اس کی مدد لے کر مقابلہ کرے اس کے لیے اسے گواہ قرار دیا ہے اور اس سے کسبِ ضیا کرنے والے کے لیے نُور، سمجھنے بُوجھنے اور سوچ بچار کرنے والے کے لیے فہم و دانش، غور کرنے والے کے لیے (روشن) نشانی، ارادہ کرنے والے کے لیے بصیرت، نصیحت قبول کرنے والے کے لیے عبرت، تصدیق کرنے والے کے لیے نجات، بھروسا کرنے والے کے لیے اطمینان، ہر چیز اسے سونپ دینے والے کے لیے راحت، صبر کرنے والے کے لیے سپر بنایا ہے۔ وہ تمام سیدھی راہوں میں زیادہ روشن اور تمام عقیدوں میں زیادہ واضح ہے۔ اس کے مینار بلند، راہیں درخشاں اور چراغ روشن ہیں۔ اس کا میدانِ (عمل) باوقار اور مقصد و غایت بلند ہے۔ اس کے میدان میں تیز رفتار گھوڑوں کا اجتماع ہے۔ اس کی طرف بڑھنا مطلوب و پسندیدہ ہے۔ اس کے شاہسوار عزت والے اور اس کا راستہ (اللہ و رسُولؐ کی) تصدیق ہے اور اچھے اعمال (راستے کے) نشانات ہیں۔ دُنیا گھوڑ دوڑ کا میدان اور موت پہنچنے کی حد اور قیامت گھوڑوں کے جمع ہونے کی جگہ اور جنّت بڑھنے کا اِنعام ہے۔

اِسی خطبہ کا یہ جز نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے متعلق ہے

یہاں تک کہ آپؐ نے روشنی ڈھونڈھنے والے کے لیے شعلے بھڑکائے اور (راستہ کھو کر) سواری کے روکنے والے کے لیے نشانات روشن کئے۔ (اے اللہ!) وہ تیرے بھروسے کا امین اور قیامت کے دن تیرا (ٹھہرایا ہُوا) گواہ ہے۔ وہ تیرا نبیؐ مُرسل و رسُولؐ برحق ہے۔ جو (دُنیا کے لیے) نعمت و رحمت ہے (خُدایا!) تو انھیں اپنے عدل و انصاف سے ان کا حصّہ عطا کر اور اپنے فضل سے انھیں دُہرے حسنات اجر میں دے۔ (اے اللہ!) ان کی عمارت کو تمام معماروں کی عمارتوں پر فوقیت عطا کر اور اپنے پاس ان کی عزت و آبرو سے مہمانی کر اور ان کے مرتبہ کو بلندی و شرف بخش اور انہیں بلند درجہ دے اور رفعت و فضیلت عطا کر اور ہمیں ان کی جماعت میں اس طرح محشور کر کہ نہ ہم ذلیل و رُسوا ہوں، نہ نادم و پریشان، نہ حق سے روگردان، نہ عہد شکن، نہ گمراہ، نہ گمراہ کُن اور نہ فریب خوردہ۔

سیّد رضی کہتے ہیں: یہ کلام اگرچہ پہلے گُزر چُکا ہے، مگر ہم نے پھر اعادہ کیا ہے، چونکہ دونوں روایتوں کی لفظوں میں کچھ اختلاف ہے۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے، جس میں اپنے اصحاب سے خطاب فرمایا

تُم اپنے اللہ کے لطف و کرم کی بدولت ایسے مرتبہ پر پہنچ گئے کہ تمہاری کنیزیں بھی محترم سمجھی جانے لگیں اور تمہارے ہمسایوں سے بھی اچّھا برتاؤ کیا جانے لگا اور وہ لوگ بھی تمہاری تعظیم کرنے لگے جن پر تمہیں نہ کوئی فضیلت تھی، نہ تمہارا کوئی ان پر احسان تھا اور وہ لوگ

بھی تُم سے دہشت کھانے لگے جنھیں تمہارے حملہ کا کوئی اندیشہ نہ تھا اور نہ تمہارا ان پر تسلّط تھا۔ مگر اس وقت تُم دیکھ رہے ہو کہ اللہ کے عہد توڑے جا رہے ہیں اور تُم غیظ میں نہیں آتے۔ حالانکہ اپنے آباؤ اجداد کے قائم کردہ رسم و آئین کے توڑے جانے سے تمہاری رگ حمیّت جنبش میں آجاتی ہے۔ حالانکہ اب تک اللہ کے معاملات تمہارے ہی سامنے پیش ہوتے رہے اور تمہارے ہی (ذریعہ سے) ان کا حل ہوتا رہا ہے اور تمہاری ہی طرف ہر پھر کر آتے ہیں۔ لیکن تُم نے اپنی جگہ ظالموں کے حوالے کر دی ہے اور اپنی باگ ڈور انہیں تھمادی ہے اور اللہ کے معاملات انہیں سونپ دیئے ہیں کہ وہ شبہوں پر عمل پیرا اور نفسانی خواہشوں پر گامزن ہیں۔ خُدا کی قسم! اگر وہ تمہیں ہر ستارے کے نیچے بکھیر دیں، تو بھی اللہ تمہیں اس دِن (ضرور) جمع کرے گا، جو ان کے لیے بہت بُرا دن ہوگا۔

خُطبہ:105

✿ جنگ صفین میں جب آپؑ کے ایک حصّہ لشکر کے قدم اُکھڑنے کے بعد دوبارہ جم گئے تو فرمایا ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے تمہیں بھاگتے اور صفوں سے منتشر ہوتے ہوئے دیکھا (جب کہ) تمہیں چند کھرے قِسم کے اوباشوں اور شام کے بدوؤں نے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا۔ حالانکہ تُم عرب کے جوانمرد، شرف کے راس و رئیس (قوم میں) اُونچی ناک والے اور چوٹی کی بلندی والے ہو۔ میرے سینے سے نکلنے والی کراہنے کی آوازیں اسی وقت دب سکتی ہیں کہ جب میں دیکھ لُوں کہ آخر کار جِس طرح انھوں نے تمہیں گھیر رکھا ہے، تُم نے بھی انھیں اپنے نرغہ میں لے لیا ہو اور جِس طرح انھوں نے تمہارے قدم اُکھیڑ دیئے ہیں، اسی طرح تُم نے بھی ان کے قدم ان کی جگہوں سے اُکھیڑ ڈالے ہوں۔ تیروں کی بوچھاڑ سے انھیں قتل کرتے ہوئے اور نیزوں کے ایسے ہاتھ چلاتے ہوئے کہ جِس سے ان کی پہلی صفیں دُوسری صفوں پر چڑھی جاتی ہوں، جیسے ہنکائے ہوئے پیاسے اُونٹ کہ جنھیں ان کے تالابوں سے دُور پھینک دیا گیا ہو اور ان کے گھاٹوں سے علٰیحدہ کر دیا گیا ہو۔

خُطبہ:106

✿ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی توصیف اور لوگوں کے گوناگوں حالات کے سلسلہ میں فرمایا ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ان خطبوں میں سے ہے جن میں زمانہ کے حوادث و فتن کا تذکرہ ہے

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو اپنے مخلوقات کی وجہ سے مخلوقات کے سامنے عیاں ہے اور اپنی حُجّت و بُرہان کے ذریعہ سے دِلوں میں نمایاں ہے۔ اس نے بغیر سوچ بچار میں پڑے مخلوق کو پیدا کیا۔ اس لیے کہ غور و فکر اس کے مناسب ہُوا کرتی ہے جو دل و دماغ (جیسے اعضاء) رکھتا ہو اور وہ دل و دماغ کی احتیاج سے بَری ہے۔ اس کا علِم غیب کے پردوں میں سرایت کئے ہوئے ہے اور عقیدوں کی گہرائیوں کی تہ تک اُترا ہُوا ہے۔

اِس خطبہ کا یہ جُز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے متعلق ہے

انھیں انبیاؑء کے شجرہ، روشنی کے مرکز (آل ابراہیمؑ) بلندی کی جبیں (قریش) بطحاء کی ناف (مکّہ) اور اندھیرے کے چراغوں اور حکمت کے سرچشموں سے منتخب کیا۔

اِس خطبہ کا یہ حصّہ بھی رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہی سے متعلّق ہے

وہ ایک طبیب تھے جو اپنی حکمت و طب کو لیے ہوئے چکّر لگا رہا ہو۔ اس نے اپنے مرہم ٹھیک ٹھاک کر لیے ہوں اور داغنے کے آلات تپا لیے ہوں۔ وہ اندھے دِلوں، بہرے کانوں، گونگی زبانوں (کے علاج معالجہ) میں جہاں ضرورت ہوتی ہے، ان چیزوں کو استعمال میں لاتا ہو اور دوا لیے غفلت زدہ اور حیرانی و پریشانی کے مارے ہوؤں کی کھوج میں لگا رہتا ہو۔ مگر لوگوں نے نہ تو حکمت کی تنویروں سے ضیاؤنُور کو حاصل کیا اور نہ علومِ درخشاں کے چقماق کو رگڑ کر نُورانی شعلے پیدا کئے۔ وہ اس معاملہ میں چرنے والے حیوانوں اور سخت پتّھروں کے مانند ہیں۔ اہل بصیرت کے لیے چھپی ہوئی چیزیں ظاہر ہو گئی ہیں اور بھٹکنے والوں کے لیے حق کی راہ واضح ہو گئی اور آنے والی ساعت نے اپنے چہرے سے نقاب اُلٹ دی اور غور سے دیکھنے والوں کے لیے علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں۔ لیکن تمھیں میں دیکھتا ہوں کہ پیکرِ بے رُوح اور رُوحِ بے قالب بنے ہوئے ہو، عابد بنے پھرتے ہو بغیر صلاح و تقویٰ کے اور تاجر بنے ہوئے ہو بغیر فائدوں کے، بیدار ہو مگر سو رہے ہو، حاضر ہو مگر ایسے جیسے غائب ہوں، دیکھنے والے ہو مگر اندھے، سُننے والے ہو مگر بہرے، بولنے والے ہو مگر گونگے، گمراہی کا جھنڈا تو اپنے مرکز پر جم چُکا ہے اور اس کی شاخیں (ہر سُو) پھیل گئی ہیں۔ تمھیں (تباہ کرنے کے لیے) اپنے پیمانوں میں تول رہا ہے اور اپنے ہاتھوں سے تمھیں اِدھر اُدھر بھٹکا رہا ہے۔ اس کا پیشتر ملّت (اسلام) سے خارج ہے اور گمراہی پر ڈٹا کھڑا ہے۔ اس دن تُم میں سے کوئی نہیں بچے گا۔ مگر کچھ گِرے پڑے لوگ، جیسے دیگ کی کُھرچن یا تھیلے کے جھاڑنے سے گِرے ہوئے ریزے۔ وہ گمراہی تمھیں اس

طرح مسل ڈالے گی، جس طرح چمڑے کو مسلا جاتا ہے اور اس طرح روندے گی جیسے کٹی ہوئی زراعت کو روندا جاتا ہے اور مصیبت و ابتلا کے لیے تم میں سے مومن (کامل) کو اس طرح چُن لے گی، جس طرح پرندے باریک دانوں میں سے موٹے دانہ کو چُن لیتا ہے۔ یہ (غلط) روشیں تمہیں کہاں لیے جارہی ہیں اور یہ اندھیاریاں تمہیں کن پریشانیوں میں ڈال رہی ہیں اور یہ جھوٹی اُمیدیں تمہیں کاہے کا فریب دے رہی ہیں، کہاں سے لائے جاتے ہو اور کدھر پلٹائے جاتے ہو؟ ہر میعاد کا ایک نوشتہ ہوتا ہے اور ہر غائب کو پلٹ کر آنا ہے۔ اپنے عالم ربانی سے سُنو۔ اپنے دلوں کو حاضر کرو، اگر تمہیں پُکارے تو جاگ اُٹھو۔ قوم کے نمایندہ کو تو اپنی قوم سے سچ ہی بولنا چاہیے اور اپنی پریشاں خاطری میں یکسوئی پیدا کرنا اور اپنے ذہن کو حاضر رکھنا چاہیئے۔ چُنانچہ اس نے حقیقت کو اس طرح واشگاف کر دیا ہے جس طرح (دھاگے میں پروئے جانے والے) مُہرہ کو چیر دیا جاتا ہے اور اس طرح اسے (تہہ سے) چھیل ڈالا ہے جیسے درخت سے گوند۔ باوجود اس کے باطل پھر اپنے مرکز پر آگیا اور جہالت اپنی سواریوں پر چڑھ بیٹھی۔ اس کی طغیانیاں بڑھ گئی ہیں اور حق کی آواز دب گئی ہے اور زمانہ نے پھاڑ کھانے والے درندے کی طرح حملہ کر دیا ہے اور باطل کا اُونٹ چُپ رہنے کے بعد پھر بلبلانے لگا ہے۔ لوگوں نے فسق و فجور پر آپس میں بھائی چارہ کر لیا ہے اور دین کے سلسلہ میں ان میں پُھوٹ پڑی ہوئی ہے۔ جُھوٹ پر تو ایک دُوسرے سے یارانہ گانٹھ رکھا ہے اور سچ کے معاملہ میں باہم کدَر رکھتے ہیں۔ (ایسے موقعہ پر) بیٹا (آنکھوں کی ٹھنڈک ہونے کے بجائے) غیظ و غضب کا سبب ہو گا اور بارشیں گرمی و تپش کا، کمینے پھیل جائیں گے اور شریف گھٹتے جائیں گے، اس زمانہ کے لوگ بھیڑیئے ہوں گے اور حکمران درندے، درمیانی طبقہ کے لوگ کھاپی کر مست رہنے والے اور فقیر و نادار بالکل مُردہ۔ سچّائی دب جائے گی اور جُھوٹ اُبھر آئے گا محبّت کی لفظیں صرف زبانوں پر آئیں گے اور لوگ دلوں میں ایک دُوسرے سے کشیدہ رہیں گے، نسب کا معیار زنا ہو گا، عفّت و پاکدامنی نرالی چیز سمجھی جائے گی اور اسلام کا لبادہ پوستین کی طرح اُلٹا اوڑھا جائے گا۔

خُطبہ:107

✿ خُداوندِ عالم کی عظمت، ملائکہ کی رفعت، نزع کی کیفیت اور آخرت کا ذکر فرمایا ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر چیز اس کے سامنے عاجز و سرنگوں اور ہر شے اس کے سہارے وابستہ ہے۔ وہ ہر فقیر کا سرمایہ، ہر ذلیل کی آبرُو، ہر کمزور کی توانائی اور ہر

مظلُوم کی پناہ گاہ ہے۔ جو کہے اس کی بات بھی وہ سُنتا ہے اور جو چُپ رہے اس کے بھید سے بھی وہ آگاہ ہے۔ جو زندہ ہے اس کے رِزق کا ذِمّہ اس پر ہے اور جو مر جائے اس کا پلٹنا اسی کی طرف ہے۔ (اے اللہ!) آنکھوں نے تجھے دیکھا نہیں کہ تیری خبر دے سکیں، بلکہ تُو تو اس وصف کرنے والی مخلوق سے پہلے موجود تھا۔ تو نے (تنہائی کی) وحشتوں سے اُکتا کر مخلوق کو پیدا نہیں کیا اور نہ اپنے کسی فائدے کے پیشِ نظر ان سے اعمال کرائے، جسے تو گرفت میں لانا چاہے، وہ تجھ سے آگے بڑھ کر جا نہیں سکتا اور جسے تو نے گرفت میں لے لیا، پھر وہ نِکل نہیں سکتا، جو تیری مخالفت کرتا ہے ایسا نہیں کہ وہ تیری فرمانروائی کو نقصان پہنچائے اور جو تیری اطاعت کرتا ہے، وہ مُلک (کی وسعتوں) کو بڑھا نہیں دیتا اور جو تیری قضاؤ قدر پر بِگڑ اُٹھے، وہ تیرے امر کو رد نہیں کر سکتا اور جو تیرے حکم سے مُنہ موڑ لے، وہ تجھ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ہر چھپی ہوئی چیز تیرے لیے ظاہر اور ہر غیب تیرے سامنے بے نقاب ہے۔ تو ابدی ہے جِس کی کوئی حد نہیں اور تو ہی (سب کی) منزل منتہا ہے کہ جِس سے کوئی گریز کی راہ نہیں اور تو ہی وعدہ گاہ ہے کہ تجھ سے چھٹکارا پانے کی کوئی جگہ نہیں، مگر تیری ہی ذات، ہر راہ چلنے والا تیرے قبضہ میں ہے اور ہر ذی رُوح کی بازگشت تیری طرف ہے۔ سبحانہ اللہ! یہ تیری کائنات جو ہم دیکھ رہے ہیں کتنی عظیم الشان ہے اور تیری قدرت کے سامنے ان کی عظمت کتنی کم ہے اور یہ تیری پادشاہت جو ہماری نظروں کے سامنے ہے کتنی پر شکوہ ہے۔ لیکن تیری اس سلطنت کے مقابلہ میں جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے کتنی حقیر ہے اور دُنیا میں یہ تیری نعمتیں کتنی کامل وہمہ گیر ہیں، مگر آخرت کی نعمتوں کے سامنے وہ کتنی مختصر ہیں۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

تُونے فرشتوں کو آسمانوں میں بسایا اور انہیں زمین کی سطح سے بلند رکھا۔ وہ سب مخلوق سے زیادہ تیری معرفت رکھتے ہیں اور سب سے زیادہ تجھ سے ڈرتے ہیں اور سب سے زیادہ تیرے مقرب ہیں۔ نہ وہ صلبوں میں ٹھہرے، نہ شکموں میں رکھے گئے، نہ ذلیل پانی (نطفہ) سے ان کی پیدائش ہوئی اور نہ زمانہ کے حوادث نے انہیں منتشر کیا، وہ تیرے قُرب میں اپنے مقام ومنزلت کی بلندی اور تیرے بارے میں خیالات کی یکسوئی اور تیری عبادت کی فراوانی اور تیرے احکام میں عدم غفلت کے باوجود اگر تیرے رازہائے قُدرت کی اس تہہ تک پہنچ جائیں کہ جو ان سے پوشیدہ ہے، تو وہ اپنے اعمال کو بہت ہی حقیر سمجھیں گے اور اپنے نفسوں پر حرف گیری کریں گے اور یہ جان لیں گے کہ انھوں نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا اور نہ کماحقّہ تیری اطاعت کی ہے۔ میں خالق ومعبُود جانتے ہوئے تیری تسبیح کرتا ہوں۔ تیرے اس بہترین سلوک کی بنا پر، جو تیرا اپنے مخلوقات کے ساتھ ہے۔ تونے ایک ایسا گھر (جنّت) بنایا ہے کہ جِس میں مہمانی

کے لیے کھانے پینے کی چیزیں، حُوریں، غلمان، محل، نہریں، کھیت اور پھل مُہیّا کئے ہیں۔ پھر تو نے ان نعمتوں کی طرف دعوت دینے والا بھیجا، مگر نہ انھوں نے بلانے والے کی آواز پر لبیک کہی اور نہ ان چیزوں کی طرف راغب ہوئے، جن کی تو نے رغبت دلائی تھی اور نہ ان چیزوں کے مشتاق ہوئے جن کا تُو نے اشتیاق دلایا تھا۔ وہ تو اسی مردار دُنیا پر ٹوٹ پڑے کہ جسے نوچ کھانے میں اپنی عزّت آبرو گنوا رہے تھے اور اس کی چاہت پر ایکا کر لیا تھا۔ جو شخص کسی شے سے بے تحاشا محبّت کرتا ہے، تو وہ اس کی آنکھوں کو اندھا، دل کو مریض کر دیتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے تو بیمار آنکھوں سے، سُنتا ہے تو نہ سُننے والے کانوں سے، شہوتوں نے اس کی عقل کا دامن چاک کر دیا ہے اور دُنیا نے اس کے دل کو مردہ بنا دیا ہے اور اس کا نفس اس پر مر مٹا ہے۔ یہ دُنیا کا اور ان لوگوں کا جن کے پاس کچھ بھی وہ دُنیا ہے وہ بندہ و غلام بن گیا ہے، جدھر وہ مڑتی ہے، اُدھر یہ مڑتا ہے، جدھر اس کا رُخ ہوتا ہے اُدھر ہی اس کا رُخ ہوتا ہے۔ نہ اللہ کی طرف سے کسی روکنے والے کے کہنے سُننے سے وہ رُکتا ہے اور نہ ہی اس کے کسی وعظ و پند کرنے والے کی نصیحت مانتا ہے۔ حالانکہ وہ ان لوگوں کو دیکھتا ہے کہ جنھیں عین غفلت کی حالت میں وہاں پر جکڑ لیا گیا کہ جہاں نہ تدارک کی گنجائش اور نہ دُنیا کی طرف پلٹنے کا موقعہ ہوتا ہے اور کس طرح وہ چیزیں ان پر ٹوٹ پڑیں کہ جن سے وہ بے خبر تھے اور کس طرح اس دُنیا سے جُدائی (کی گھڑی سامنے) آگئی کہ جِس سے پوری طرح مطمئن تھے اور کیونکر آخرت کی ان چیزوں تک پہنچ گئے کہ جن کی انہیں خبر دی گئی تھی، اب جو مصیبتیں ان پر ٹوٹ پڑی ہیں انہیں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ موت کی سختیاں اور دُنیا چھوڑنے کی حسرتیں مل کر انہیں گھیر لیتی ہیں۔ چُنانچہ ان کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور رنگتیں بدل جاتی ہیں۔ پھر ان (کے اعضا) میں موت کی دخل اندازیاں بڑھ جاتی ہیں۔ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ پہلے ہی اس کی زبان بند ہو جاتی ہے درصورتیکہ اس کی عقل دُرست اور ہوش و حواس باقی ہوتے ہیں۔ وہ اپنے گھر والوں کے سامنے پڑا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اپنے کانوں سے سُنتا ہے اور ان چیزوں کو سوچتا ہے کہ جن میں اس نے اپنی عمر گنوا دی ہے اور اپنا زمانہ گُزار دیا ہے اور اپنے جمع کیے ہوئے مال و متاع کو یاد کرتا ہے کہ جِس کے طلب کرنے میں (جائز و ناجائز سے) آنکھیں بند کر لی تھیں اور جسے صاف اور مشکوک ہر طرح کی جگہوں سے حاصل کیا تھا۔ اس کا وبال اپنے سر لے کر اسے چھوڑ دینے کی تیاری کرنے لگا وہ مال (اب) اس کے پچھلوں کے لیے رہ جائے گا کہ وہ اس سے عیش و آرام کریں اور گلچھرے اُڑائیں۔ اس طرح وہ دُوسروں کو تو بغیر ہاتھ پیر ہلائے یونہی مل گیا، لیکن اس کا بوجھ اس کی پیٹھ پر رہا اور یہ اس مال کی وجہ سے ایسا گروی ہوا ہے کہ بس اپنے کو چھڑا نہیں سکتا، مرنے کے وقت یہ حقیقت جو کُھل کر اس کے سامنے آگئی تو ندامت سے وہ اپنے ہاتھ کاٹنے لگتا ہے اور عمر بھر جن چیزوں کا طلبگار رہا تھا، اب ان سے کنارہ ڈھونڈتا ہے اور یہ

تمنّا کرتا ہے کہ جو اس مال کی وجہ سے اس پر رشک وحسد کیا کرتے تھے (کاش کہ) وہی اس مال کو سمیٹتے نہ وہ، اب موت کے تصرّفات اس کے جسم میں اور بڑھے یہاں تک کہ زبان کے ساتھ ساتھ کانوں پر بھی موت چھا گئی۔ گھر والوں کے سامنے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ نہ زبان سے بول سکتا ہے، نہ کانوں سے سُن سکتا ہے، آنکھیں گھما گھما کر ان کے چہروں کو تکتا ہے۔ ان کی زبانوں کی جنبشوں کو دیکھتا ہے، لیکن بات چیت کی آوازیں نہیں سُن پاتا۔ پھر اس سے موت اور لپٹ گئی کہ اس کی آنکھوں کو بھی بند کر دیا، جِس طرح اس کے کانوں کو بند کیا تھا اور رُوح اس کے جسم سے مفارقت کر گئی۔ اب وہ گھر والوں کے سامنے ایک مردار کی صُورت میں پڑا ہُوا ہے کہ اس کی طرف سے انہیں وحشت ہوتی ہے اور اس کے پاس پھٹکنے سے دُور بھاگتے ہیں۔ وہ نہ رونے والے کی کچھ مدد کر سکتا ہے، نہ پُکارنے والے کو جواب دے سکتا ہے۔ پھر اسے اُٹھا کر زمین میں جہاں اس کی قبر بننا ہے لے جاتے ہیں اور اسے اس کے حوالے کر دیتے ہیں کہ اب وہ جانے اور اس کا کام اور اس کی ملاقات سے ہمیشہ کے لیے منہ موڑ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ نوشتۂ (تقدیر) اپنی میعاد کو اور حکم الٰہی اپنی مقرّرہ حد کو پہنچ جائے گا اور پچھلوں کو اگلوں کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور فرمانِ قضا پھر سرے سے پیدا کرنے کا ارادہ لے کر آئے گا، تو وہ آسمانوں کو جنبش میں لائے گا اور انھیں پھاڑ دے گا اور زمین کو ہلا ڈالے گا اور اس کی بنیادیں کھوکھلی کر دے گا اور پہاڑوں کو جڑ بنیاد اُکھاڑ دے گا اور وہ اس کے جلال کی ہیبت اور قہر و غلبہ کی دہشت سے آپس میں ٹکرانے لگیں گے۔ وہ زمین کے اندر سے سب کو نکالے گا اور انہیں سڑ گل جانے کے بعد پھر از سر نو تر و تازہ کریگا اور متفرق و پراگندہ ہونے کے بعد پھر یکجا کر دے گا، پھر ان کے چُھپے ہوئے اعمال اور پوشیدہ کارگذاریوں کے متعلق پُوچھ گچھ کرنے کے لیے انہیں جُدا جُدا کرے گا اور انہیں دو حصّوں میں بانٹ دے گا۔ ایک کو وہ انعام و اکرام دے گا اور ایک سے انتقام لے گا، جو فرمانبردار تھے انھیں جزا دے گا، کہ وہ اس کے جوارِ رحمت میں رہیں اور اپنے گھر میں انہیں ہمیشہ کے لیے ٹھہرا دے گا کہ جہاں اُترنے والے پھر کوچ نہیں کیا کرتے اور نہ ان کے حالات اَدلتے بدلتے رہتے ہیں اور نہ انھیں گھڑی گھڑی خوف ستاتا ہے، نہ بیماریاں ان پر آتی ہیں، نہ انہیں خطرات درپیش ہوتے ہیں اور نہ انہیں سفر ایک جگہ سے دُوسری جگہ لیے پھرتے ہیں اور جو نافرمان ہوں گے انھیں ایک بُرے گھر میں پھینکے گا اور ان کے ہاتھ گردن سے (کس کر) باندھ دے گا اور ان کی پیشانیوں پر لٹکنے والے بالوں کو قدموں سے جکڑ دے گا اور انھیں تارکول کی قمیضیں اور آگ سے قطع کیے ہوئے کپڑے پہنائے گا (یعنی ان پر تیل چھڑک کر آگ میں جھونک دے گا) وہ ایسے عذاب میں ہوں گے کہ جِس کی تپش بڑی سخت ہو گی اور (ایسی جگہ میں ہوں گے کہ جہاں) ان پر دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور ایسی آگ میں ہوں گے کہ جِس میں تیز شرارے، بھڑکنے کی

آوازیں، اُٹھتی ہوئی لپٹیں اور ہولناک چیخیں ہوں گی۔ اس میں ٹھہرنے والا نِکل نہ سکے گا اور نہ ہی اس کے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑایا جاسکتا ہے اور نہ ہی ان کے بیڑیاں ٹوٹ سکتی ہیں۔ اس گھر کی کوئی مُدّت مقرر نہیں کہ اس کے بعد مٹ مٹا جائے۔ نہ رہنے والوں کے لیے کوئی مقرّرہ میعاد ہے کہ وہ پُوری ہو جائے (تو پھر چھوڑ دیئے جائیں)۔

اِسی خطبہ کا یہ جُز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے متعلّق ہے

انھوں نے اس دُنیا کو ذلیل و خوار سمجھا اور پست و حقیر جانا اور جانتے تھے کہ اللہ نے ان کی نشان کو بالاتر سمجھتے ہوئے دُنیا کا رُخ ان سے موڑا ہے اور گھٹیا سمجھتے ہوئے دُوسروں کے لیے اس کا دامن پھیلا دیا ہے۔ لٰہذا آپؐ نے دُنیا سے دل ہٹا لیا اور اس کی یاد اپنے نفس سے مٹا ڈالی اور یہ چاہتے رہے کہ اس کی سج دھج ان کی نظروں سے اوجھل رہے کہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اس میں قیام کی آس لگائیں۔ انھوں نے عُذر تمام کرتے ہوئے اپنے پروردگار کا پیغام پہنچا دیا اور ڈرتے ہوئے اُمّت کو پند و نصیحت کی اور خوشخبری سُناتے ہوئے جنّت کی طرف دعوت دی اور اشباء کرتے ہوئے دوزخ سے خوف دلایا۔ ہم نبوت کا شجرہ، رسالت کی منزل، ملائکہ کی فرودگاہ، علم کا معدن اور حکمت کا سرچشمہ ہیں۔ ہماری نُصرت کرنے والا اور ہم سے محبّت کرنے والا رحمت کے لیے چشم براہ ہے اور ہم سے دُشمنی و عناد رکھنے والے کو قہر (الٰہی) کا منتظر رہنا چاہیئے۔

خُطبہ:108

فرائض اسلام اور علم و عمل کے متعلق فرمایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے والوں کے لیے بہترین وسیلہ اللہ اور اس کے رسُولؐ پر ایمان لانا ہے اور اس کی راہ میں جہاد کرنا کہ وہ اسلام کی سربلند چوٹی ہے، اور کلمۂ توحید کہ وہ فطرت (کی آواز) ہے، اور نماز کی پابندی کہ وہ عین دین ہے، اور زکوٰۃ ادا کرنا کہ وہ فرض و واجب ہے، اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنا، کہ وہ عذاب کی سپر ہیں، اور خانۂ کعبہ کا حج و عمرہ بجالانا کہ وہ فقر کو دُور کرتے اور گُناہوں کو دھو دیتے ہیں، اور عزیزوں سے حُسنِ سُلوک کرنا کہ وہ مال کی فروانی اور عمر کی درازی کا سبب ہے، اور مخفی طور پر خیرات کرنا کہ وہ گُناہوں کا کفّارہ ہے، اور کھلم کُھلا خیرات کرنا کہ وہ بُری موت سے بچاتا ہے، اور لوگوں پر احسانات کرنا کہ وہ ذِلّت و رُسوائی کے مواقع

سے بچاتا ہے۔ اللہ کے ذکر میں بڑھے چلو۔ اس لیے کہ وہ بہترین ذکر ہے اور اس چیز کے خواہشمند بنو، کہ جس کا اللہ نے پرہیز گاروں سے وعدہ کیا ہے۔ اس لیے کہ اس کا وعدہ سب وعدوں سے زیادہ سچّا ہے۔ نبیؐ کی سیرت کی پیروی کرو کہ وہ بہترین سیرت ہے، اور ان کی سُنّت پر چلو، کہ وہ سب طریقوں سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہے، اور قرآن کا علم حاصل کرو، کہ وہ بہترین کلام ہے، اور اس میں غورو فِکر کرو کہ یہ دلوں کی بہار ہے، اور اس کے نُور سے شِفا حاصل کرو کہ سینوں (کے اندر چھپی ہوئی بیماریوں) کے لیے شِفا ہے، اور اس کی خوبی کے ساتھ تلاوت کرو کہ اس کے واقعات سب واقعات سے زیادہ فائدہ رساں ہیں۔ وہ عالِم جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا، اس سرگرداں جاہل کے مانند ہے، جو جہالت کی سرمستیوں سے ہوش میں نہیں آتا، بلکہ اس پر (اللہ کی) حُجّت زیادہ ہے اور حسرت و افسوس اس کے لیے لازم وضروری ہے اور اللہ کے نزدیک وہ زیادہ قابل ملامت ہے۔

خُطبہ:109

❁ دُنیا کی بے ثباتی کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں تمہیں دُنیا سے ڈراتا ہوں، اس لیے کہ یہ (بظاہر) شیریں و خوش گوار، تروتازہ وشاداب ہے، نفسانی خواہشیں اس کے گِرد گھیرا ڈالے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی جلد میسّر آجانے والی نعمتوں کی وجہ سے لوگوں کو محبُوب ہوتی ہے اور اپنی تھوڑی سی (آرائشوں) سے مشتاق بنا لیتی ہے۔ وہ (جھوٹی) اُمیدوں سے سجی ہوئی اور دھوکے اور فریب سے بنی سنوری ہوئی ہے۔ نہ اس کی مسرّتیں دیرپا ہیں اور نہ اس کی ناگہانی مصیبتوں سے مطمئن رہا جاسکتا ہے۔ وہ دھوکے باز، نقصان رساں، ادلنے بدلنے والی اور فنا ہونے والی ہے، ختم ہونے والی اور مِٹ جانے والی ہے، کھا جانے اور ہلاک کر دینے والی ہے۔ جب یہ اپنی طرف مائل ہونے والوں اور خوش ہونے والوں کی انتہائی آرزوؤں تک پہنچ جاتی ہے تو بس وہی ہوتا ہے، جو اللہ سبحانہ نے بیان کیا ہے۔ (اس دُنیاوی زندگی کی مثال ایسی ہے) جیسے وہ پانی جسے ہم نے آسمان سے اُتارا تو زمین کا سبزہ اس سے گھل مل گیا اور (اچھی طرح پھولا پھلا) پھر سُوکھ کر تنکا تنکا ہو گیا، جسے ہوائیں (اِدھر سے اُدھر) اُڑائے پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو شخص اس دُنیا کا عیش و آرام پاتا ہے تو اس کے بعد اس کے آنسو بھی بہتے ہیں اور جو شخص دُنیا کی مسرتوں کا رُخ دیکھتا ہے وہ مصیبتوں میں دھکیل کر اس کو اپنی بے رُخی بھی دکھاتی ہے اور جِس شخص پر راحت و آرام کی بارش کے ہلکے ہلکے چھینٹے

پڑتے ہیں، اس پر مصیبت وبلا کی ڈھواں دھار بارشیں بھی ہوتی ہیں، یہ دُنیا ہی کے مناسب حال ہے کہ صبح کو کسی کی دوست بن کر اس کا (دُشمن سے) بدلہ چُکائے اور شام کو یوں ہو جائے کہ گویا کوئی جان پہچان ہی نہ تھی۔ اگر اس کا ایک جنبہ شیرین وخوشگوار ہے، تو دُوسرا حصّہ تلخ اور بلانگیز۔ جو شخص بھی دُنیا کی تروتازگی سے اپنی کوئی تمنّا پُوری کرتا ہے تو وہ اس پر مصیبتوں کی مشقّتیں بھی لاد دیتی ہے، جسے امن وسلامتی کے پروبال پر شام ہوتی ہے، تو اسے صبح خوف کے پردوں پر ہوتی ہے۔ وہ دھوکے باز ہے اور اس کی ہر چیز دھوکا۔ وہ خود بھی فنا ہو جانے والی ہے اور اس میں رہنے والا بھی فانی ہے۔ اس کے کسی زاد میں سوا زادِ تقویٰ کے بھلائی نہیں ہے۔ جو شخص کم حصّہ لیتا ہے، وہ اپنے لیے راحت کے سامان بڑھالیتا ہے اور جو دُنیا کو زیادہ سمیٹتا ہے، وہ اپنے لیے تباہ کُن چیزوں کا اضافہ کرلیتا ہے۔ (حالانکہ اسے اپنے مال ومتاع سے بھی جلد ہی الگ ہونا ہے۔ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنھوں نے دُنیا پر بھروسہ کیا اور اس نے انہیں مصیبتوں میں ڈال دیا اور کتنے ہی اس پر اطمینان کئے بیٹھے تھے جنھیں اس نے پچھاڑ دیا اور کتنے ہی رعب وطنطنہ والے تھے، جنھیں حقیر وپست بنا دیا، اور کتنے ہی نخوت وغرور والے تھے جنھیں ذلیل کرکے چھوڑا۔ اس کی بادشاہی دست بدست منتقل ہونے والی چیز، اس کا سرچشمہ گندلا، اس کا خوش گوار پانی کھاری، اس کی حلاوتیں ایلو (کے مانند تلخ) ہیں۔ اس کے کھانے زہر ہلاہِل اور اس کے اسباب وذرائع کے سلسلے بودے ہیں۔ زندہ رہنے والا معرضِ ہلاکت میں ہے اور تندرست کو بیماریوں کا سامنا ہے۔ اس کی سلطنت چھن جانے والی، اس کا زبردست زیر دست بنے والا، مالدار بد بختیوں کا ستایا ہُوا اور ہمسایہ لُٹا لُٹایا ہوا ہے۔ کیا تُم انہی سابقہ لوگوں کے گھروں میں نہیں بستے جو لمبی عمروں والے، پائدار نشانیوں والے، بڑی بڑی اُمیدیں باندھنے والے، زیادہ گنتی وشمار والے اور بڑے لاؤ لشکر والے تھے؟ وہ دُنیا کی کس کس طرح پرستش کرتے رہے اور اسے آخرت پر کیسا کیسا ترجیح دیتے رہے، پھر بغیر کسی ایسے زادوراحلہ کے جو انہیں راستہ طے کرکے منزل تک پہنچاتا، چل دیئے۔ کیا تمھیں کبھی یہ خبر پہنچی ہے کہ دُنیا نے ان کے بدلہ میں کسی فدیہ کی پیشکش کی ہو، یا انہیں کوئی مدد پہنچائی ہو، یا اچھی طرح ان کے ساتھ رہی سہی ہو؟ بلکہ اس نے ان پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے، آفتوں سے انھیں عاجز ودرماندہ کر دیا اور لوٹ لوٹ کر آنے والی زحمتوں سے انہیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور ناک کے بل انھیں خاک پر پچھاڑ دیا اور اپنے کھروں سے کچل ڈالا اور ان کے خلاف زمانہ کے حوادث کا ہاتھ بٹایا۔ تُم نے تو دیکھا ہے کہ جو ذرا دُنیا کے طرف جُھکا اور اسے اختیار کیا اور اس سے لپٹا، تو اس نے (اپنے تیور بدل کر ان سے کیسی) اجنبیت اختیار کرلی۔ یہاں تک کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سے جُدا ہو کر چل دیئے اور اس نے انھیں بھوک کے سوا کُچھ زادِ راہ نہ دیا اور ایک تنگ جگہ کے سوا کوئی ٹھہرنے کا سامان نہ کیا اور سوا گھپ اندھیرے کے کوئی روشنی نہ دی اور ندامت کے سوا

کوئی نتیجہ نہ دیا، تو کیا تُم اسی دُنیا کو ترجیح دیتے ہو؟ یا اسی پر مطمئن ہو گئے ہو؟ یا اسی پر مرے جا رہے ہو؟ جو دُنیا پر بے اعتماد نہ رہے اور اس میں بے خوف و خطر ہو کر رہے، اس کے لیے یہ بہت بُرا گھر ہے۔ جان لو اور حقیقت میں تُم جانتے ہی ہو، کہ (ایک نہ ایک دن) تمہیں دُنیا کو چھوڑنا ہے اور یہاں سے کوچ کرنا ہے، ان لوگوں سے عبرت حاصل کرو جو کہا کرتے تھے کہ "ہم سے زیادہ قوت و طاقت میں کون ہے۔" انہیں لاد کر قبروں تک پہنچایا گیا۔ مگر اس طرح نہیں کہ انہیں سوار سمجھا جائے، انہیں قبروں میں اُتار دیا گیا، مگر وہ مہمان نہیں کہلاتے، پتھروں سے ان کی قبریں چُن دی گئیں اور خاک کے کفن ان پر ڈال دیئے گئے اور گلی سڑی ہڈیوں کو ان کا ہمسایہ بنا دیا گیا ہے۔ وہ ایسے ہمسائے ہیں کہ جو پُکارنے والے کو جواب نہیں دیتے اور نہ زیادتیوں کو روک سکتے ہیں اور نہ رونے دھونے والوں کی پروا کرتے ہیں۔ اگر بادل (جُھوم کر) ان پر برسیں تو خوش نہیں ہوتے اور قحط آئے تو ان پر مایوسی نہیں چھاجاتی۔ وہ ایک جگہ ہیں، مگر الگ الگ۔ وہ آپس میں ہمسائے ہیں، مگر دُور دُور۔ پاس پاس ہیں، مگر میل ملاقات نہیں۔ قریب قریب ہیں، مگر ایک دُوسرے کے پاس نہیں پھٹکتے۔ وہ بردبار بنے ہوئے بے خبر پڑے ہیں۔ ان کے بغض و عناد ختم ہو گئے اور کینے مِٹ گئے۔ نہ ان سے کسی ضرر کا اندیشہ ہے، نہ کسی تکلیف کے دُور کرنے کی توقع ہے۔ انھوں نے زمین کے اوپر کا حصّہ اندر کے حصّہ سے کشادگی اور وُسعت تنگی سے اور گھر بار پردیس سے اور روشنی اندھیرے سے بدل لی ہے اور جِس طرح ننگے پیر اور ننگے بدن پیدا ہوئے تھے، ویسے ہی زمین میں (پیوند خاک) ہو گئے اور اس دُنیا سے صرف عمل لے کر ہمیشہ کی زندگی اور سدا رہنے والے گھر کی طرف کوچ کر گئے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے۔ "جِس طرح ہم نے مخلوقات کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا، اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے۔ اس وعدہ کا پورا کرنا ہمارے ذمّہ ہے اور ہم اسے ضرور پُورا کر کے رہیں گے۔"

خُطبہ:110

✿ ملک الموت کے قبض رُوح کرنے کے متعلق فرمایا ✿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِس میں ملک الموت اور اس کے روح قبض کرنے کا ذکر فرمایا ہے

جب (ملک الموت) کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو کبھی تُم اس کی آہٹ محسوس کرتے ہو؟ یا جب کسی کی رُوح قبض کرتا ہے، تو کیا تُم اسے

دیکھتے ہو؟ (حیرت ہے) کہ وہ کس طرح ماں کے پیٹ میں بچے کی رُوح کو قبض کر لیتا ہے؟ کیا وہ ماں کے جسم کے کسی حصّہ سے وہاں تک پہنچتا ہے، یا اللہ کے حکم سے رُوح اس کی آواز پر لبیک کہتی ہوئی بڑھتی ہے، یا وہ بچہ کے ساتھ شکم مادر میں ٹھہرا ہُوا ہے؟ جو اس جیسی مخلوق کے بارے میں بھی کچھ نہ بیان کر سکے، وہ اپنے اللہ کے متعلق کیا بتا سکتا ہے۔

خُطبہ:111

❀ دُنیا اور اہل دُنیا کے متعلق فرمایا ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں تمہیں دُنیا سے خبر دار کئے دیتا ہوں کہ یہ ایسے شخص کی منزل ہے جِس کے لیے قرار نہیں اور ایسا گھر ہے جِس میں آب و دانہ نہیں ڈھونڈا جا سکتا۔ یہ اپنے باطل سے آراستہ ہے اور اپنی آرائشوں سے دھوکا دیتی ہے۔ یہ ایک ایسا گھر ہے جو اپنے رب کی نظروں میں ذلیل وخوار ہے۔ چُنانچہ اس نے حلال کے ساتھ حرام، اور بھلائیوں کے ساتھ بُرائیاں، اور زندگی کے ساتھ موت، اور شیرینیوں کے ساتھ تلخیاں خلط ملط کر دی ہیں، اور اپنے دوستوں کے لیے اسے بے غل و غش نہیں رکھا، اور نہ دُشمنوں کو دینے میں بخل کیا ہے۔ اس کی بھلائیاں بہت ہی کم ہیں اور بُرائیاں (جہاں چاہو) موجود۔ اس کی جمع پونجی ختم ہو جانے والی، اور اس کا مُلک چھن جانے والا، اور اس کی آبادیاں ویران ہو جانے والی ہیں۔ بھلا اس گھر میں خیر وخوبی ہی کیا ہو سکتی ہے جو مسمار عمارت کی طرح گر جائے، اور اس عمر میں جو زادِ راہ کی طرح ختم ہو جائے، اور اس مُدّت میں جو چلنے پھرنے کی طرح تمام ہو جائے۔ جن چیزوں کی تمہیں طلب و تلاش رہتی ہے، ان میں اللہ تعالیٰ کے فرائض کو بھی داخل کر لو اور جو اللہ نے تُم سے چاہا ہے اسے پورا کرنے کی توفیق بھی اس سے مانگو۔ موت کا پیغام آنے سے پہلے موت کی پُکار اپنے کانوں کو سُنا دو۔ اس دُنیا میں زاہدوں کے دل روتے ہیں۔ اگرچہ ہنس رہے ہوں اور ان کا غم واندوہ حد سے بڑھا ہوتا ہے اگرچہ ان (کے چہروں) سے مسرّت ٹپک رہی ہو اور انھیں اپنے نفسوں سے انتہائی بیَر ہوتا ہے، اگرچہ اس رزق کی وجہ سے جو انہیں میسّر ہے، ان پر رشک کیا جاتا ہو۔ تمہارے دلوں سے موت کی یاد جاتی رہی ہے اور جھوٹی اُمیدیں (تمہارے اندر) موجود ہیں۔ آخرت سے زیادہ دُنیا تُم پر چھائی ہوئی ہے اور وہ عقبیٰ سے زیادہ تمہیں اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تُم دین خُدا کے سلسلہ میں ایک دُوسرے کے بھائی بھائی ہو۔ لیکن بدنیتی اور بدظنی نے تُم میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ نہ تُم ایک دُوسرے کا بوجھ بٹاتے ہو، نہ باہم پند و نصیحت کرتے ہو، نہ ایک

دُوسرے پر کچھ خرچ کرتے ہو، نہ تمہیں ایک دُوسرے کی چاہت ہے۔ تھوڑی دُنیا پا کر خوش ہونے لگتے ہو اور آخرت کے پیشتر حصّہ سے بھی محرومی تمہیں غم زدہ نہیں کرتی۔ ذرا سی دُنیا کا تمہارے ہاتھوں سے نکلنا تمہیں بے چین کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ بے چینی تمہارے چہروں سے ظاہر ہونے لگتی ہے اور کھوئی ہوئی چیز پر تمہاری بے صبریوں سے آشکارا ہو جاتی ہے۔ گویا یہ دُنیا تمہارا (مستقل) مقام ہے اور دُنیا کا ساز و برگ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ تُم میں سے کسی کو بھی اپنے کسی بھائی کا ایسا عیب اُچھالنے سے کہ جِس کے ظاہر ہونے سے ڈرتا ہے صرف یہ امر مانع ہوتا ہے کہ وہ بھی اس کا ویسا ہی عیب کھول کر اس کے سامنے رکھ دے گا۔ تُم نے آخرت کو ٹھکرانے اور دُنیا کو چاہنے پر سمجھوتہ کر رکھا ہے۔ تو لوگوں کا دین تو یہ رہ گیا ہے کہ جیسے ایک دفعہ زبان سے چاٹ لیا جائے (یعنی صرف زبانی اقرار) اور تُم تو اس شخص کی طرح (مطمئن) ہو چُکے ہو کہ جو اپنے کام دھندوں سے فارغ ہو گیا ہو اور اپنے مالک کی رضامندی حاصل کر لی ہو۔

خُطبہ:112

❀ زہد و تقوےٰ اور زادِ عقبیٰ کی اہمیّت کے متعلق فرمایا ❀

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو حمد کا پیوند نعمتوں سے اور نعمتوں کا سلسلہ شکر سے ملانے والا ہے۔ ہم اس کی نعمتوں پر اسی طرح حمد کرتے ہیں جِس طرح اس کی آزمائشوں پر ثناء و شکر بجالاتے ہیں اور ان نفسوں کے خلاف اس سے مدد مانگتے ہیں کہ جو احکام کے بجالانے میں سُست قدم اور ممنوع چیزوں کی طرف بڑھنے میں تیز گام ہیں اور (ان گُناہوں سے) مغفرت چاہتے ہیں کہ جن پر اس کا علم محیط اور نامۂ اعمال حاوی ہے۔ نہ علم کوئی کمی کرنے والا ہے اور نہ نامۂ اعمال کسی چیز کو چھوڑنے والا ہے، ہم اس شخص کے مانند اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ جِس نے غیب کی چیزوں کو (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیا ہو اور وعدہ کی ہوئی چیزوں سے آگاہ ہو چُکا ہو۔ ایسا ایمان کہ جِس کے خلوص نے شرک کو اور یقین نے شک کو دُور پھینک دیا ہو اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبُود نہیں جو وحدہٗ لاشریک ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کے عبد اور رسُولؐ ہیں۔ یہ دونوں شہادتیں (اچھّی) باتوں کو اونچا اور (نیک) اعمال کو بلند کرتی ہیں۔ جِس ترازو میں انہیں رکھ دیا جائے گا، اس کا پلّہ ہلکا نہیں ہو گا اور جِس میزان سے انہیں الگ کر لیا جائے گا، اس کا پلّہ بھاری نہیں ہو سکتا۔ اے اللہ کے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اس لیے کہ یہی تقویٰ زادِ راہ ہے اور اسی کو لے کر پلٹنا ہے۔ یہ زاد

(منزل تک) پہنچانے والا اور یہ پلٹنا کامیاب پلٹنا ہے۔ اس کی طرف سب سے بہتر سُنا دینے والے نے دعوت دی اور بہترین سُننے والے نے اسے سُن کی محفوظ کر لیا۔ چُنانچہ دعوت دینے والے نے سُنا دیا اور سُننے والا بہرہ اندوز ہو گیا۔ اللہ کے بندو! تقویٰ ہی نے اللہ کے دوستوں کو منہیّات سے بچایا ہے اور ان کے دلوں میں خوف پیدا کیا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی راتیں جاگتے اور تپتی ہوئی دوپہریں پیاس میں گُزر جاتی ہیں اور اس تعب و کلفت کے عوض راحت (دائمی) اور اس پیاس کے بدلہ میں (تسنیم و کوثر سے) سیر ابی حاصل کرتے ہیں۔ انھوں نے موت کو قریب سمجھ کر اعمال میں جلدی کی اور امیدوں کو جھٹلا کر اجل کو نگاہ میں رکھا، پھر یہ دُنیا تو فنا اور مشقّت، تغیرّ اور عبرت کی جگہ ہے۔ چُنانچہ فنا کرنے کی صُورت یہ ہے کہ زمانہ اپنی کمان کا چِلّہ چڑھائے ہوئے ہے جِس کے تیر خطا نہیں کرتے اور نہ اس کے زخموں کا کوئی مداوا ہو سکتا ہے۔ زندہ پر موت کے، تندرست پر بیماری کے اور محفوظ پر ہلاکت کے تیر چلاتا رہتا ہے۔ وہ ایسا کھاؤ ہے کہ سیر نہیں ہوتا اور ایسا پینے والا ہے کہ اس کی پیاس بجھتی ہی نہیں اور رنج و تعب کی صُورت یہ ہے کہ انسان مال جمع کرتا ہے۔ لیکن اس میں سے کھانا اسے نصیب نہیں ہوتا۔ گھر بناتا ہے، مگر اس میں رہنے نہیں پاتا اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف اس طرح چل دیتا ہے کہ نہ مال ساتھ اُٹھا کر لے جا سکتا ہے اور نہ گھر ہی اُدھر منتقل کر سکتا ہے اور اس کے تغیرّ کی یہ حالت ہے کہ تُم ایک ایسے شخص کو دیکھتے ہو جِس کی حالت قابلِ رحم ہوتی ہے اور وہ (دیکھتے ہی دیکھتے) اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس پر رشک کھایا جائے اور قابِل رشک آدمی کو دیکھتے ہو کہ (چند ہی دنوں میں) اس کی حالت پر ترس آنے لگتا ہے۔ اس کی یہی وجہ تو ہے کہ اس سے نعمت جاتی رہی اور اس پر فقر و افلاس ٹوٹ پڑا اور اس سے عبرت حاصل کرنے کی صُورت یہ ہے کہ انسان اپنی اُمیدوں کی انتہا تک پہنچنے والا ہی ہوتا ہے کہ موت پہنچ کر اُمیدوں کے سارے بندھن توڑ دیتی ہے۔ اس طرح یہ اُمیدیں بر آتی ہیں اور نہ اُمیدیں باندھنے والا ہی باقی چھوڑا جاتا ہے۔ اللہ اکبر! اس دُنیا کی مسرّت کی فریب کاریاں اور اس کی سیر ابی کی تشنہ کا معیاد کتنی زیادہ ہیں اور اس کے سایہ میں دھوپ کی شرکت کتنی زیادہ ہے۔ نہ آنے والی موت کو پلٹایا جا سکتا ہے اور نہ جانے والا پلٹ کر آ سکتا ہے۔ سبحانہ اللہ! زندہ مردوں سے انہی میں مل جانے کی وجہ سے کتنا قریب ہے اور مردہ زندوں سے تمام تعلقات کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے کس قدر دُور ہے۔ بیشک کوئی بدی سے بدتر شے نہیں سوا اس کے عذاب کے، اور کوئی اچھائی سے اچھی چیز نہیں سوا اس کے ثواب کے۔ دُنیا کی ہر چیز کا سُننا اس کے دیکھنے سے عظیم تر ہے، مگر آخرت کی ہر شے کا دیکھنا سُننے سے کہیں بڑھا چڑھا ہُوا ہے۔ تُم اسی سُننے سے اس کی اصلی حالت کا، جو مشاہدہ میں آئے گی اندازہ اور خبر ہی سُن کر اس غیب کی تصدیق کر لو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دُنیا کی کمی اور آخرت کا اضافہ عقبیٰ کی کمی اور دُنیا کے اضافے سے کہیں بہتر ہے۔ بہت سے

گھاٹا اُٹھانے والے فائدہ میں رہتے ہیں اور بہت سے سمیٹ لینے والے نقصان میں رہتے ہیں۔ جن چیزوں کا خُدا نے تُم کو حکم دیا ہے (اور تمہارے لیے جائز رکھی ہیں) ان کا دامن ان چیزوں سے کہیں وسیع ہے جن سے روکا ہے اور حرام کی ہوئی چیزوں سے حلال چیزیں کہیں زیادہ ہیں۔ لہٰذا زیادہ چیزوں کی وجہ سے کم چیزوں کو چھوڑ دو اور تنگنائے حرام سے نکل کر حلال کی وُسعتوں میں آجاؤ۔ اس نے تمہارے رزق کا ذمہ لے لیا ہے اور تمہیں اعمال بجالانے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا جس چیز کا ذِمّہ لیا جا چُکا ہے اس کی تلاش و طلب اعمال و فرائض کے بجالانے سے تمہاری نظروں میں مقدم نہ ہونا چاہیئے۔ مگر خُدا کی قسم! تمہارا طرزِ عمل ایسا ہے کہ دیکھنے والے کو شُبہ ہونے لگے اور ایسا معلوم ہو کہ رزق کا حاصل کرنا تو تُم پر فرض ہے اور جو واقعی تمہارا فریضہ ہے، یعنی واجبات کا بجالانا، وہ تُم سے ساقط ہے۔ عمل کی طرف بڑھو اور موت کے اچانک آجانے سے ڈرو۔ اس لیے کہ عمر کے پلٹ کر آنے کی آس نہیں لگائی جا سکتی، جبکہ رزق کے پلٹنے کی اُمید ہو سکتی ہے۔ جو رزق ہاتھ نہیں لگا، کل اس کی زیادتی کی توقع ہو سکتی ہے اور اُمید نہیں کہ عُمر کا گُزار ہُوا "کل" آج پلٹ آئے گا۔ اُمّید تو آنے والے کی ہو سکتی ہے اور جو گُزر جائے اس سے تو مایوسی ہی ہے۔ اللہ سے ڈرو، جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور جب موت آئے تو تُم کو بہر صُورت مسلمان ہونا چاہیئے۔

خُطبہ:113

❁ طلبِ باران کے سلسلہ میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طلبِ باران کے لیے آپؑ کے دُعائیہ کلمات

بارِ الٰہا! (خشک سالی سے) ہمارے پہاڑوں کا سبزہ بالکل سُوکھ گیا ہے اور زمین پر خاک اُڑ رہی ہے، ہمارے چوپائے پیاسے ہیں اور اپنے چوپالوں میں بوکھلائے ہوئے پھرتے ہیں اور اس طرح چلاّ رہے ہیں جِس طرح رونے والیاں اپنے بچّوں پر بین کرتی ہیں اور اپنی چراگاہوں کے پھیرے کرنے اور تالابوں کی طرف بصد شوق بڑھنے سے عاجز آگئے ہیں۔ پروردگار! ان چیخنے والی بکریوں اور ان شوق بھرے لہجے میں پُکارنے والے اُونٹوں پر رحم کر۔ خُدایا! تُو راستوں میں ان کی پریشانی اور گھروں میں ان کی چیخ و پُکار پر ترس کھا۔ بارِ خُدایا! جب کہ قحط سالی کے لاغر اور نڈھال اُونٹ ہماری طرف پلٹ پڑے ہیں اور بظاہر برسنے والی گھٹائیں آآ کے بِن بَرسے گُزر گئیں، تو

ہم تیری طرف نکل پڑے ہیں۔ تُو دُکھ دَرد کے ماروں کی آس ہے اور تو ہی التجا کرنے والوں کا سہارا ہے۔ جب کہ لوگ بے آس ہو گئے اور بادلوں کا اُٹھنا بند ہو گیا اور مویشی بے جان ہو گئے، تو ہم تجھ سے دُعا کرتے ہیں کہ ہمارے اعمال کی وجہ سے ہماری گرفت نہ کر اور ہمارے گُناہوں کے سبب سے ہمیں (اپنے عذاب میں نہ دھر لے۔) اے اللہ! تو دھواں دار بارشوں والے ابر اور چھاجوں پانی برسانے والی برکھارُت اور نظروں میں کُھب جانے والے ہَریاول سے اپنے دامانِ رحمت کو ہم پر پھیلا دے۔ وہ موسلادھار اور لگاتار اس طرح برسیں کہ ان سے مری ہوئی چیزوں کو تو زندہ کر دے اور گُزری ہوئی بہاروں کو پلٹا دے۔ خُدایا! ایسی سیرابی ہو کہ جو (مردہ زمینوں کو) زندہ کرنے والی، سیراب بنانے والی اور بھرپور برسنے والی اور سب جگہ پھیل جانے والی اور پاکیزہ و بابرکت اور خوشگوار و شاداب ہو، جِس سے نباتات پھلنے پُھولنے لگیں، شاخیں بار آور اور پتے ہرے بھرے ہو جائیں اور جِس سے تو اپنے عاجز و زمین گیر بندوں کو سہارا دے کر اُوپر اُٹھائے اور اپنے مردہ شہروں کو زندگی بخش دے۔ اے اللہ! ایسی سیرابی کہ جِس سے ہمارے ٹیلے سبزہ پوش ہو جائیں اور ندی نالے بہہ نکلیں اور آس پاس کے اطراف سرسبز شاداب ہو جائیں اور پھل نکل آئیں اور چوپائے جی اُٹھیں اور دُور کی زمینیں بھی تر بتر ہو جائیں اور کُھلے میدان بھی اس سے مدد پا سکیں۔ اپنی پھیلنے والی برکتوں اور بڑی بڑی بخششوں سے جو تیری تباہ حال مخلوق اور بغیر چرواہے کے کُھلے پھرنے والے حیوانوں پر ہیں۔ ہم پر ایسی بارش ہو، جو پانی سے شرابور کر دینے والی اور موسلادھار اور لگاتار برسنے والی ہو۔ اس طرح کہ بارشیں بارشوں سے ٹکرائیں اور بُوندیں بُوندوں کو تیزی سے دھکیلیں۔ (کہ تار بندھ جائے) اس کی بجلی دھوکہ دینے والی نہ ہو اور نہ اُفق پر چھا جانے والی گھٹا پانی سے خالی ہو اور نہ سفید ابر کے ٹکڑے بِکھرے بِکھرے سے ہوں اور نہ صِرف ہَوا کے ٹھنڈے جھونکوں والی بُوندا باندی ہو کر رہ جائے، (یوں برسا کہ) قحط کے مارے ہوئے اس کی سرسبزیوں سے خوشحال ہو جائیں اور خشک سالی کی سختیاں جھیلنے والے اس کی برکتوں سے جی اُٹھیں اور تو ہی وہ ہے جو لوگوں کے نااُمید ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت کے دامن پھیلا دیتا ہے اور تُو ہی والی و وارث اور (اچّھی) صفتوں والا ہے۔

سیّد رضی فرماتے ہیں کہ: امیر المومنینؑ کے اِس ارشاد "انصاحت جبالنا" کے معنی یہ ہیں کہ پہاڑوں میں قحط سالی سے شگاف پڑ گئے ہیں انصاح الثوب اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب کپڑا پھٹ جائے اور انصاح النبت، صاح النبت اور صوّح النبت اس وقت بولا جاتا ہے کہ جب سبزہ خشک ہو جائے اور بالکل سُوکھ جائے اور ھامت دوابنا کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے چوپائے پیاسے ہو گئے ہیں۔ ھیام کے معنی پیاس کے ہوتے ہیں اور حدابیر والسِّنِینَ میں حدابیر، حدبار کی جمع ہے جس کے معنی اس اُونٹنی کے ہیں جسے سفروں نے لاغر اور

نڈھال کر دیا ہو۔ چُنانچہ حضرتؑ نے قحط زدہ سال کو اسی سفروں کی ماری ہوئی اُونٹنی سے تشبیہ دی ہے۔

(عرب کے شاعر) "ذوالرمّہ" نے کہا ہے۔

یہ لاغر اور کمزور اُونٹیاں ہیں کہ جو یا تو بس ہر سختی و صعُوبت کو جھیل کر اپنی جگہ پر بیٹھی رہتی ہیں اور یا یہ کہ ہم انہیں کسی بے آب و گیاہ جنگل کے سفر میں لے جاتے ہیں تو وہاں جاتی ہیں اور قزع ربابھا میں قزع چھوٹی چھوٹی بِکھری ہوئی بدلیوں کو کہتے ہیں اور شفان زھابھا میں شفان کے معنی ٹھنڈی ہواؤں کے ہیں اور ذھاب ہلکی ہلکی بوندا باندی کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں والی پھوہار اور ذات کی لفظ جس کے معنی "والی" ہوتے ہیں اس جگہ حذف فرمادی ہے اس لیے کہ سُننے والا اسے خود ہی سمجھ سکتا ہے۔

خُطبہ:114

❁ آخرت کی حالت اور حجّاج ابنِ یوسف ثقفی کے مظالم کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نے آپؐ کو حق کی طرف بلانے والا اور مخلوق کی گواہی دینے والا بنا کر بھیجا۔ چُنانچہ آپؐ نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کو پہنچایا۔ نہ اس میں کچھ سُستی کی، نہ کوتاہی اور اللہ کی راہ میں اس کے دُشمنوں سے جہاد کیا۔ جِس میں نہ کمزوری دکھائی، نہ حیلے بہانے کئے، وہ پرہیز گاروں کے امام اور ہدایت پانے والے (کی آنکھوں) کے لیے بصارت ہیں۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

جو چیزیں تُم سے پردہ غیب میں لپیٹ دی گئی ہیں۔ اگر تُم بھی انہیں جان لیتے، جِس طرح میں جانتا ہوں، تو بلاشبہ تُم اپنی بداعمالیوں پر روتے ہوئے اور اپنے نفسوں کا ماتم کرتے ہوئے اور اپنے مال و متاع کو بغیر کسی نگہبان اور بغیر کسی نگہداشت کرنے والے کے یونہی چھوڑ چھاڑ کر کُھلے میدانوں میں نکل پڑتے اور ہر شخص کو اپنے ہی نفس کی پڑی ہوتی کسی اور کی طرف متوجّہ ہی نہ ہوتا۔ لیکن جو تمہیں یاد دلایا گیا تھا اسے تُم بُھول گئے اور جن چیزوں سے تمہیں ڈرایا گیا تھا ان سے تُم نڈر ہو گئے، اس طرح تمہارے خیالات بھٹک گئے اور تمہارے سارے اُمور درہم و برہم ہو گئے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان جُدائی ڈال دے اور مجھے ان لوگوں سے ملا دے، جو تُم سے زیادہ میرے حقدار ہیں۔ خُدا کی قسم! وہ ایسے لوگ ہیں جن کے خیالات مبارک اور عقلیں ٹھوس تھیں۔ وہ کُھل کر حق

بات کہنے والے اور سرکشی و بغاوت کو چھوڑنے والے تھے، وہ قدم آگے بڑھا کر اللہ کی راہ پر ہو لیے اور سیدھی راہ پر (بے کھٹکے) دوڑے چلے گئے۔ چُنانچہ انھوں نے ہمیشہ رہنے والی آخرت اور عمدہ و پاکیزہ نعمتوں کو پالیا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تُم پر بنی ثقیف کا ایک لڑکا تسلط پالے گا، وہ دراز قد ہو گا اور بل کھا کر چلے گا۔ وہ تمہارے تمام سبزہ زاروں کو چر جائے گا اور تمہاری چربی (تک پگھلا دے گا) ہاں اے ابو وذحہ کچھ اور!

سیّد رضی فرماتے ہیں کہ: وذحہ کے معنی خنفساء کے ہیں۔ آپؑ نے اپنے اِس ارشاد سے حجّاج (ابنِ یوسف ثقفی) کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کا خنفساء سے متعلق ایک واقعہ ہے جِس کے بیان کرنے کا یہ محل نہیں ہے۔

خُطبہ:115

❁ خُدا کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرنے کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جِس نے تُم کو مال و متاع بخشا ہے اس کی راہ میں تُم اسے صَرف نہیں کرتے اور نہ اپنی جانوں کو اس کے لیے خطرہ میں ڈالتے ہو جِس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ تُم نے اللہ کی وجہ سے بندوں میں عزت و آبرُو پائی۔ لیکن اس کے بندوں کے ساتھ حُسن سُلوک کر کے اس کا احترام و اکرام نہیں کرتے۔ جن مکانات میں اگلے لوگ آباد تھے، ان میں اب تُم مقیم ہوتے ہو اور قریب سے قریب تر بھائی گُزر جاتے اور تُم رہ جاتے ہو اس سے عبرت حاصل کرو۔

خُطبہ:116

❁ اپنے دوستوں کی حالت اور اپنی اولویت کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تُم حق کے قائم کرنے میں (میرے) ناصر و مددگار ہو اور دین میں (ایک دُوسرے کے) بھائی بھائی ہو اور سختیوں میں (میری) سپر ہو اور تمام لوگوں کو چھوڑ کر تُم ہی میرے رازدار ہو۔ تمہاری مدد سے روگردانی کرنے والے پر میں تلوار چلاتا ہُوں اور پیش قدمی کرنے والے کی اطاعت کی توقع رکھتا ہوں۔ ایسی خیر خواہی کے ساتھ میری مدد کرو کہ جِس میں دھوکا فریب ذرا نہ ہو اور شک و بدگمانی کا شائبہ تک نہ

ہو۔اس لیے کہ میں ہی لوگوں (کی امامت) کے لیے سب سے زیادہ اولیٰ و مقدّم ہُوں۔

خطبہ:117

❁جب اپنے ساتھیوں کو دعوتِ جہاد دی اور وہ خاموش رہے تو فرمایا❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیر المومنین علیہ السّلام نے لوگوں کو جمع کیا اور انھیں جہاد پر آمادہ کرنا چاہا تو وہ لوگ دیر تک چُپ رہے، تو آپؑ نے فرمایا

تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا تُم گونگے ہو گئے ہو؟ تو ایک گروہ نے کہا کہ: اے امیر المومنین علیہ السّلام! اگر آپ چلیں تو ہم بھی آپ کے ہمراہ چلیں گے۔ جِس پر حضرت نے فرمایا:

تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ تمھیں ہدایت کی توفیق نہ ہو اور نہ سیدھی راہ دیکھنا نصیب ہو۔ کیا ایسے حالات میں مَیں ہی نکلوں؟ اس وقت تو تمہارے جوانمردوں اور طاقتوروں میں سے جِس شخص کو میں پسند کروں اسے جانا چاہیئے۔ میرے لیے مناسب نہیں کہ میں لشکر، شہر، بیت المال، زمین کے خراج کی فراہمی، مسلمانوں کے مقدّمات کا تصفیّہ اور مطالبہ کرنے والوں کے حقوق کی دیکھ بھال چھوڑ دوں اور لشکر لیے ہوئے دُوسرے لشکر کے پیچھے نِکل کھڑا ہوں اور جِس طرح خالی ترکش میں بے پیکاں کا تیر ہِلتا جُلتا ہے جنبش کھاتا رہوں۔ میں چکّی کے اندر کا وہ قطب ہوں کہ جِس پر وہ گھومتی ہے جب تک میں اپنی جگہ پر ٹھہرا رہوں اور اگر میں نے اپنا مقام چھوڑ دیا، تو اس کے گُھومنے کا دائرہ متزلزل ہو جائے گا اور اس کا نیچے والا پتّھر بھی بے ٹھکانے ہو جائے گا۔ خُدا کی قسم! یہ بہت بُرا مشورہ ہے۔ قسم بخدا! اگر دُشمن کا مقابلہ کرنے سے مجھے شہادت کی اُمید نہ ہو، جبکہ وہ مقابلہ میرے لیے مقدّر ہو چُکا ہو، تو میں اپنی سواریوں کو (سوار ہونے کے لیے) قریب کر لیتا اور تمھیں چھوڑ چھاڑ کر نکل جاتا اور جب تک جنوبی و شمالی ہوائیں چلتی رہتیں، تمھیں کبھی طلب نہ کرتا۔ تمہارے شمار میں زیادہ ہونے سے کیا فائدہ؟ جب کہ تُم ایک دل نہیں ہو پاتے۔ میں نے تمھیں صحیح راستے پر لگایا ہے کہ جِس میں ایسا ہی شخص تباہ و برباد ہو گا جو خود اپنے لیے ہلاکت کا سامان کیے بیٹھا ہو اور جو اس راہ پر جما رہے گا وہ جنّت کی طرف اور جو پھسل جائے گا وہ دوزخ کی جانب بڑھے گا۔

خُطبہ:118

❁ اہل بیت علیہم السّلام کی عظمت اور قوانین شریعت کی اہمیّت کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خُدا کی قسم! مجھے پیغاموں کے پہنچانے، وعدوں کے پورا کرنے اور آیتوں کی صحیح تاویل بیان کرنے کا خوب علم ہے اور ہم اہل بیّت (نبوت) کے پاس علم و معرفت کے دروازے اور شریعت کی روشن راہیں ہیں۔ آگاہ رہو کہ دین کے تمام قوانین کی رُوح ایک اور اس کی راہیں سیدھی ہیں۔ جو ان پر ہو لیا وہ منزل تک پہنچ گیا اور بہرہ یاب ہُوا اور جو ٹھہرا رہا وہ گمراہ ہُوا اور (آخر کار) نادم و پشیمان ہُوا۔ اس دن کے لیے عمل کرو کہ جِس کے لیے ذخیرے فراہم کئے جاتے ہیں اور جِس میں نیّتوں کو جانچا جائے گا۔ جسے اپنی ہی عقل فائدہ نہ پہنچائے کہ جو اس کے پاس موجود ہے، تو (دُوسروں کی) عقلیں کہ جو اس سے دُور اور اوجھل ہیں فائدہ رسانی سے بہت عاجز و قاصر ہوں گی۔ (دوزخ) کی آگ سے ڈرو کہ جِس کی تپش تیز اور گہرائی بہت زیادہ ہے اور (جہاں پہننے کو) لوہے کے زیور اور (پینے کو) پیپ بھرا لہُو ہے۔ ہاں! جِس شخص کا ذِکرِ خیر لوگوں میں خُدا برقرار رکھے وہ اس کے لیے اس مال سے کہیں بہتر ہے، جِس کا ایسوں کو وارث بنایا جاتا ہے جو اس کو سراہتے تک نہیں۔

خُطبہ:119

❁ اِس میں اپنے گُزر جانے والے دوستوں کا تذکرہ کیا ہے ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب ایک شخص نے دورانِ خطبہ میں تحکیم کے بارے میں آپؑ پر اعتراض کیا، تو اس کے جواب میں فرمایا

حضرتؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص اُٹھ کر آپؑ کے سامنے آیا اور کہا کہ: یا امیر المومنین علیہ السّلام! پہلے تو آپ نے ہمیں تحکیم سے روکا اور پھر اس کا حکم بھی دے دیا۔ نہیں معلوم کہ ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات زیادہ صحیح ہے (یہ سُن کر) حضرت نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور فرمایا: جِس نے عہد وفا کو توڑ دیا ہو، اس کی یہی پاداش ہوا کرتی ہے۔ خُدا کی قسم! جب میں نے تمہیں تحکیم کے مان لینے کا حکم دیا تھا، اگر اسی امر ناگوار (جنگ) پر تمہیں ٹھہرائے رکھتا کہ جِس میں اللہ تمہارے لیے بہتری ہی کرتا۔ چُنانچہ تُم اس پر جمے رہتے تو تمہیں سیدھی راہ پر لے چلتا اور اگر ٹیڑھے ہوتے تو تمہیں سیدھا کر دیتا اور اگر انکار کرتے تو تمہارا تدارک کرتا، تو بلاشُبہ یہ ایک مضبُوط

طریق کار ہوتا، لیکن کس کی مدد سے اور کس کے بھروسے پر؟ میں تُم سے اپنا چارہ چاہتا تھا اور تُم ہی میرا مرض نکلے۔ جیسے کانٹے کو کانٹے سے نکالنے والا کہ وہ جانتا ہے کہ یہ بھی اسی کی طرف جھکے گا۔ خُدایا! اس موذی مرض سے چارہ گر عاجز آگئے ہیں اور اس کنوئیں کی رسّیاں کھینچنے والے تھک کر بیٹھ گئے ہیں۔ وہ لوگ کہاں ہیں کہ جنھیں اسلام کی طرف دعوت دی گئی تو انھوں نے اسے قبول کر لیا اور قرآن کو پڑھا تو اس پر عمل بھی کیا۔ جہاد کے لیے انھیں اُبھارا گیا تو اس طرح شوق سے بڑھے، جیسے دُودھ دینے والی اونٹنیاں اپنے بچّوں کی طرف، انھوں نے تلواروں کو نیاموں سے نکال لیا اور دستہ بدستہ اور صف بصف بڑھتے ہوئے زمین کے اطراف پر قابُو پالیا۔ (ان میں سے کچھ مر گئے) کچھ بچ گئے۔ نہ زندہ رہنے والوں کے مژدہ سے وہ خوش ہوتے ہیں اور نہ مرنے والوں کی تعزیّت سے متاثر ہوتے ہیں۔ رونے سے ان کی آنکھیں سفید، روزوں سے ان کے پیٹ لاغر، دُعاؤں سے ان کے ہونٹ خشک اور جاگنے سے ان کے رنگ زرد ہو گئے تھے اور فروتنی وعاجزی کرنے والوں کی طرح ان کے چہرے خاک آلُود رہتے تھے۔ یہ میرے وہ بھائی تھے جو (دُنیا سے) گُزر گئے۔ اب ہم حق بجانب ہیں، اگر ان کی دید کے پیاسے ہوں اور ان کے فراق میں اپنی بوٹیاں کاٹیں۔ بے شک تمہارے لیے شیطان نے اپنی راہیں آسان کر دی ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ تمہارے دین کی ایک ایک گرہ کھول دے اور تُم میں یکجائی کے بجائے پھوٹ ڈلوائے، تُم اس کے وسوسوں اور جھاڑ پھونک سے مُنہ موڑے رہو اور نصیحت کی پیش کش کرنے والے کا ہدیہ قبول کرو اور اپنے نفسوں میں اس کی گرہ باندھ لو۔

خُطبہ:120

✿ جب خوارج تحکیم کے نہ ماننے پر اَڑ گئے تو ان پر احتجاج کرتے ہوئے فرمایا ✿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب خوارج تحکیم کے نہ ماننے پر اَڑ گئے، تو حضرت ان کے پڑاؤ کی طرف تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا

کیا تُم سب کے سب ہمارے ساتھ صفّین میں موجود تھے؟ انھوں نے کہا کہ: ہم میں سے کچھ تھے اور کچھ نہیں تھے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ: پھر تُم دو گروہوں میں الگ الگ ہو جاؤ۔ ایک وہ جو صفین میں موجود تھا اور ایک وہ جو وہاں موجود نہ تھا، تاکہ میں ہر ایک سے جو گفتگو اس سے مناسب ہو وہ کروں اور لوگوں سے پُکار کر کہا کہ: بس اب (آپس میں) بات چیت نہ کرو اور خاموشی سے میری بات سنو اور دل

سے توجّہ کرو اور جِس سے ہم گواہی طلب کریں وہ اپنے علم کے مطابق (جوں کی توں) گواہی دے۔ پھر حضرت نے ان لوگوں سے ایک طویل گفتگو فرمائی۔

مِنجملہ اس کے یہ فرمایا کہ: جب ان لوگوں نے حیلہ مکر اور جعل و فریب سے قرآن (نیزوں پر) اُٹھائے تھے تو کیا تُم نے نہیں کہا تھا کہ وہ ہمارے بھائی بند اور ہمارے ساتھ (اسلام کی) دعوت قبول کرنے والے ہیں؟ اب چاہتے ہیں کہ ہم جنگ سے ہاتھ اُٹھالیں اور وہ اللہ سبحانہ کی کتاب پر (سمجھوتہ کے لیے) ٹھہر گئے ہیں۔ صحیح رائے یہ ہے کہ ان کی بات مان لی جائے اور ان کی گلو خاصی کی جائے تو میں نے تُم سے کہا تھا کہ: اس چیز کے باہر ایمان اور اندر کینہ و عناد ہے۔ اس کے ابتداء شفقت و مہربانی اور نتیجہ ندامت و پشیمانی ہے۔ لٰہذا تُم اپنے رویّہ پر ٹھہرے رہو اور اپنی راہ پر مضبوطی سے جمے رہو اور جہاد کے لیے اپنے دانتوں کو بھینچ لو اور اس چلّانے والے کی طرف دھیان نہ دو کہ اگر اس کی آواز پر لبیک کہی گئی تو یہ گمراہ کرے گا اور اگر اسے یُونہی رہنے دیا جائے تو ذلیل ہو کر رہ جائے گا، (لیکن) جب تحکیم کی صُورت انجام پا گئی تو میں تمہیں دیکھ رہا تھا کہ تُم ہی اس پر رضامندی دینے والے تھے۔ خُدا کی قسم! اگر میں نے اس سے انکار کر دیا ہوتا تو مجھ پر اس کا کوئی فریضہ واجب نہ ہوتا اور نہ اللہ مجھ پر اس (کے ترک) کا گُناہ عائد کرتا اور قسم بخدا! اگر میں اس کی طرف بڑھا تو اس صُورت میں بھی میں ہی وہ حق پرست ہوں جِس کی پیروی کی جانا چاہیئے اور کتابِ خُدا میرے ساتھ ہے اور جب سے میرا اس کا ساتھ ہوا ہے میں اس سے الگ نہیں ہوا۔ ہم (جنگوں میں) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ تھے اور قتل ہونے والے وہی تھے جو ایک دُوسرے کے باپ، بیٹے، بھائی اور رشتہ دار ہوتے تھے۔ لیکن ہر مصیبت اور سختی میں ہمارا ایمان بڑھتا تھا اور حق کی پیروی اور دین کی اطاعت میں زیادتی ہوتی تھی اور زخموں کی ٹیسوں پر صبر میں اضافہ ہوتا تھا، مگر اب ہم کو ان لوگوں سے کہ جو اسلام کی رُو سے ہمارے بھائی کہلاتے ہیں جنگ کرنا پڑ گئی ہے، چونکہ (ان کی وجہ سے) اس میں گمراہی، کجی، شبہات اور غلط سلط تاویلات داخل ہو گئے ہیں تو جب ہمیں کوئی ایسا ذریعہ نظر آئے کہ جِس سے (ممکن ہے) اللہ ہماری پریشانیوں کو دُور کر دے اور اس کی وجہ سے ہمارے درمیان جو باقی ماندہ (لگاؤ) رہ گیا ہے اس کی طرف بڑھتے ہوئے ایک دُوسرے سے قریب ہوں تو ہم اسی کے خواہشمند رہیں گے اور کسی دُوسری صُورت سے جو اس کے خلاف ہو ہاتھ روک لیں گے۔

خُطبہ:121

جنگ کے موقع پر کمزور اور پست ہمتوں کی رد کرنے کے سلسلہ میں فرمایا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جنگ کے میدان میں اپنے اصحاب سے فرمایا

تُم میں سے جو شخص بھی جنگ کے موقع پر اپنے دل میں حوصلہ و دلیری محسوس کرے اور اپنے کسی بھائی سے کمزوری کے آثار دیکھے تو اسے چاہیئے کہ اپنی شجاعت کی برتری کے ذریعہ سے جِس کے لحاظ سے وہ اس پر فوقیت رکھتا ہے اس سے (دُشمنوں کو) اسی طرح دُور کرے، جیسے انہیں اپنے سے دُور ہٹاتا ہے۔ اس لیے کہ اگر اللہ چاہے تو اسے بھی ویسا ہی کر دے۔ بیشک موت تیزی سے ڈھونڈ ھنے والی ہے، نہ ٹھہرنے والا اس سے بچ کر نکل سکتا ہے اور نہ بھاگنے والا اسے عاجز کر سکتا ہے۔ بلا شُبہ قتل ہونا عزّت کی موت ہے۔ اس ذات کی قسم! جِس کے قبضہء قدرت میں ابنِ ابی طالب کی جان ہے کہ بستر پر موت مرنے سے تلوار کے ہزار وار کھانا مجھے آسان ہے۔

اِسی خطبہ کا ایک حصّہ یہ ہے

گویا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تُم (شکست وہزیمت کے وقت) اس طرح کی آوازیں نکال رہے ہو، جِس طرح سوسماروں کے اژدہام کے وقت ان کے جسموں کے رگڑ کھانے کی آواز ہوتی ہے۔ نہ تُم اپنا حق لیتے ہو اور نہ توہین آمیز زیادتیوں کی روک تھام کر سکتے ہو۔ تمہیں راستے پر کُھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ نجات اس کے لیے ہے کہ جو اپنے کو جنگ میں جھونک دے اور جو سوچتا ہی رہ جائے اس کے لیے ہلاکت و تباہی ہے۔

خُطبہ:122

میدانِ صفین میں اپنے اصحاب کو فنون جنگ کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اپنے اصحاب کو جنگ پر آمادہ کرنے کے لیے فرمایا

زرہ پوش کو آگے رکھو اور بے زرہ کو پیچھے کر دو اور دانتوں کو بھینچ لو کہ اس سے تلواریں سروں سے اُچٹ جاتی ہیں اور نیزوں کی انّیوں کو پہلو بدل کر خالی دیا کرو کہ اس سے ان کے رُخ پلٹ جاتے ہیں۔ آنکھیں جھکائے رکھو کہ اس سے حوصلہ مضبوط رہتا ہے اور دل

ٹھہرے رہتے ہیں اور آوازوں کو بلند نہ کرو کہ اس سے بزدلی دُور رہتی ہے اور اپنا جھنڈا سرنگوں نہ ہونے دو اور نہ اسے اکیلا چھوڑو۔ اسے اپنے جوانمردوں اور عزت کے پاسبانوں کے ہاتھوں ہی میں رکھو، چُونکہ مصیبتوں کے ٹوٹ پڑنے پر وہی لوگ صبر کرتے ہیں جو اپنے جھنڈوں کے گِرد گھیر اڈال کر دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے اس کا احاطہ کر لیتے ہیں، وہ پیچھے نہیں ہٹتے کہ (اسے) دُشمنوں کے ہاتھوں میں سونپ دیں اور نہ آگے بڑھ جاتے ہیں کہ اسے اکیلا چھوڑ دیں۔ ہر شخص اپنے مدِ مقابل سے خود نپٹے اور دل و جان سے اپنے بھائی کی بھی مدد کرلے اور اپنے حریف کو کسی اور بھائی کے حوالے نہ کرے کہ یہ اور اس کا حریف ایکا کر کے اس پر ٹوٹ پڑیں۔ خُدا کی قسم! تُم اگر دُنیا کی تلوار سے بھاگے تو آخرت کی تلوار سے نہیں بچ سکتے۔ تُم تو عرب کے جوانمرد اور سربلند لوگ ہو (یاد رکھو کہ) بھاگنے میں اللہ کا غضب اور نہ مٹنے والی رسُوائی اور ہمیشہ کے لیے ننگ و عار ہے، بھاگنے والا اپنی عمر بڑھا نہیں لیتا اور نہ اس میں اور اس کی موت کے دن میں کوئی چیز حائل ہو جاتی ہے، اللہ کی طرف جانے والا تو ایسا ہے جیسے کوئی پیاسا پانی تک پہنچ جائے۔ جنّت نیزوں کی انّیوں کے نیچے ہے۔ آج حالات پرکھ لیے جائیں گے۔ خُدا کی قسم! میں ان دُشمنوں سے دُوبدو ہو کر لڑنے کا اس سے زیادہ مشتاق ہوں جتنا یہ اپنے گھروں کو پلٹنے کے مشتاق ہوں گے۔ خُداوندا! اگر یہ حق کو ٹھکرا دیں تو انکے جتھے کو توڑ دے اور انہیں ایک آواز پر جمع نہ ہونے دے اور ان کے گُناہوں کی پاداش میں انھیں تباہ و برباد کر، یہ اپنے موقف (شر و فساد) سے اس وقت تک ہٹنے والے نہیں جب تک تابڑ توڑ نیزوں کے ایسے وار نہ ہوں (کہ جِس سے زخموں کے مُنہ اس طرح کُھل جائے کہ) ہوا کے جھونکے گُزر سکیں اور تلواروں کی ایسی چوٹیں نہ پڑیں کہ جو سروں کو شگافتہ کر دیں اور ہڈیوں کے پرخچے اُڑا دیں اور بازوؤں اور قدموں کو توڑ کر پھینک دیں اور پے در پے لشکروں کا نشانہ نہ بنائے جائیں اور ایسی فوجیں ان پر ٹوٹ نہ پڑیں کہ جن کے پیچھے (کمک کے لیے) اور شہسواروں کے دستے ہوں اور جب تک کہ ان کے شہروں پر یکے بعد دیگرے فوجوں کی چڑھائی نہ ہو یہاں تک کہ گھوڑے ان کی زمینوں کو آخر تک روند ڈالیں اور ان کے سبزہ زاروں اور چراگاہوں کو پامال کر دیں۔

سیّد رضی کہتے ہیں کہ :دعق کے معنی روندنے کے ہیں اور اِس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ گھوڑے اپنے سموں سے ان کی زمینوں کو روند دیں اور نواحر ارضھم سے مراد وہ زمینیں ہیں جو ایک دُوسرے کے بالمقابل ہوں۔ عرب اگر یوں کہیں کہ منازل بنی فلاں تتناحر تو اس کے معنی یہ ہوتے یں کہ فلاں قبیلے کے گھر ایک دُوسرے کے آمنے سامنے ہیں۔

خُطبہ:123

❁ تحکیم کو قبول کرنے کے وجوہ واسباب ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحکیم کے بارے میں فرمایا

ہم نے آدمیوں کو نہیں بلکہ قرآن کو حکم قرار دیا تھا، چونکہ یہ قرآن دو دَفتیوں کے درمیان ایک لکھی ہوئی کتاب ہے کہ جو زبان سے بولا نہیں کرتی۔ اس لیے ضرورت تھی کہ اس کے لیے کوئی ترجمان ہو اور وہ آدمی ہی ہوتے ہیں جو اس کی ترجمانی کیا کرتے ہیں۔ جب ان لوگوں نے ہمیں یہ پیغام دیا کہ ہم اپنے درمیان قرآن کو حکم ٹھہرائیں تو ہم ایسے لوگ نہ تھے کہ اللہ کی کتاب سے مُنہ پھیر لیتے۔ جب کہ حق سبحانہ کا ارشاد ہے کہ: اگر تُم کسی بات میں جھگڑا کرو تو (اس کا فیصلہ نپٹانے کے لیے) اللہ اور رسُول کی طرف رجوع کرو۔ اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کی کتاب کے مطابق حکم کریں اور رسُولؐ کی طرف رجوع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان کی سُنت پر چلیں۔ چُنانچہ اگر کتاب خُدا سے سچّائی کے ساتھ حکم لگایا جائے تو اس کی رُو سے سب لوگوں سے زیادہ ہم (خلافت کے حق دار ہوں گے اور اگر سُنّتِ رسُولؐ کے مطابق حکم لگایا جائے تو بھی ہم ان سے زیادہ اس کے اہل ثابت ہوں گے۔ اب رہا تمہارا یہ قول کہ "آپ نے تحکیم کے لیے اپنے اور ان کے درمیان مہلت کیوں رکھی"۔ تو یہ میں نے اس لیے کیا کہ (اس عرصہ میں) نہ جاننے والا تحقیق کر لے اور جاننے والا اپنے مسلک پر جم جائے اور شاید کہ اللہ تعالیٰ اس صلح کی وجہ سے اس اُمّت کے حالات دُرست کر دے اور وہ (بیخبری میں) گلا گھونٹ کر تیار نہ کی جائے کہ حق کے واضح ہونے سے پہلے جلدی میں کوئی قدم نہ اُٹھا بیٹھے اور پہلی ہی گمراہی کے پیچھے لگ جائے، بِلاشُبہ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر وہ شخص ہے کہ جو حق پر عمل پیرا رہے چاہے وہ اس کے لیے باعثِ نقصان و مضرت ہو اور باطل کی طرف رُخ نہ کرے چاہے وہ اس کے کچھ فائدہ کا باعث ہو رہا ہو۔ تمہیں تو بھٹکایا جارہا ہے آخر تُم کہاں سے (شیطان کی راہ پر) لائے گئے ہو؟ تُم اس قوم کی طرف بڑھنے کے لیے مستعد و آمادہ ہو جاؤ کہ جو حق سے مُنہ موڑ کر بھٹک رہی ہے کہ اسے دیکھتی ہی نہیں اور وہ بے راہ رویوں میں بہکا دیئے گئے ہیں کہ ان سے ہٹ کر سیدھی راہ پر آنا نہیں چاہتے۔ یہ لوگ کتابِ خُدا سے الگ رہنے والے اور صحیح راستے سے ہٹ جانے والے ہیں۔ لیکن تُم تو کوئی مضبوط وسیلہ ہی نہیں ہو کہ تُم پر بھروسہ کیا جائے اور نہ عزّت کے سہارے ہو کہ تم سے وابستہ ہُوا جائے، تُم (دُشمن کے لیے) جنگ کی آگ بھڑکانے کے اہل نہیں ہو، تُم پر افسوس ہے کہ مجھے تُم سے کتنی تکلیفیں اُٹھانا پڑی

ہیں، میں کسی دن تمہیں (دین کی امداد کے لیے) پُکارتا ہوں اور کسی دن تُم سے (جنگ کی) رازدارانہ باتیں کرتا ہوں، مگر تُم نہ پُکارنے کے وقت سچّے جوانمرد اور نہ راز کی باتوں کے لیے قابلِ اعتماد بھائی ثابت ہوتے ہو۔

خُطبہ:124

❁ جب بیت المال میں برابری کی تقسیم جاری کرنے پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا تو فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب مال کی تقسیم میں آپ کے برابری و مساوات کا اصول برتنے پر کچھ لوگ بِگڑ اُٹھے، تو آپؑ نے ارشاد فرمایا

کیا تُم مجھ پر یہ امر عائد کرنا چاہتے ہو کہ میں جن لوگوں کا حاکم ہوں ان پر ظُلم وزیادتی کر کے (کچھ لوگوں کی) امداد حاصل کروں تو خُدا کی قسم! جب تک دُنیا کا قصّہ چلتا رہے گا اور کچھ ستارے دُوسرے ستاروں کی طرف جھکتے رہیں گے میں اس چیز کے قریب بھی نہیں بھٹکوں گا اگرچہ خود میرا مال ہوتا جب بھی میں اسے سب میں برابر تقسیم کرتا۔ چہ جائیکہ یہ مال اللہ کا مال ہے۔ دیکھو بغیر کسی حق کے دادودہش کرنا بے اعتدالی اور فضول خرچی ہے اور یہ اپنے مرتکب کو دُنیا میں بلند کر دیتی ہے، لیکن آخرت میں پست کرتی ہے اور لوگوں کے اندر عزّت میں اضافہ کرتی۔ مگر اللہ کے نزدیک ذلیل کرتی ہے۔ جو شخص بھی مال کو بغیر استحقاق کے یانااہل افراد کو دے گا اللہ اسے ان کے شکریہ سے محروم ہی رکھے گا اور ان کی دوستی و محبت بھی دُوسروں ہی کے حصّہ میں جائے گی اور اگر کسی دن اس کے پیر پھسل جائیں (یعنی فقرو تنگدستی اسے گھیر لے) اور ان کی امداد کا محتاج ہو جائے تو وہ اس کے لیے بہت ہی بُرے ساتھی اور کمینے دوست ثابت ہوں گے۔

خُطبہ:125

❁ خوارج کے عقائد کے رد میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خوارج کے متعلّق فرمایا

اگر تُم اس خیال سے باز آنے والے نہیں ہو کہ میں نے غلطی کی اور گمراہ ہو گیا ہوں، تو میری گمراہی کی وجہ سے اُمّتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عام افراد کو کیوں گمراہ سمجھتے ہو اور میری غلطی کی پاداش انہیں کیوں دیتے ہو اور میرے گُناہوں کے سبب سے انہیں کیوں کافر کہتے

ہو؟ تلواریں کندھوں پر اُٹھائے ہر موقع و بے موقع جگہ پر وار کیے جا رہے ہو اور بے خطاؤں کو خطاکاروں کے ساتھ ملائے دیتے ہو، حالانکہ تُم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب زانی سنگسار کیا تو نمازہ جنازہ بھی اس کی پڑھی اور اس کے وارثوں کو اس کا ورثہ بھی دلوایا اور قاتل سے قصاص لیا تو اس کی میراث اس کے گھروالوں کو دلائی۔ چور کے ہاتھ کاٹے اور زنائے غیر محصنہ کے مرتکب کو تازیانے لگوائے تو اس کے ساتھ انہیں مالِ غنیمت میں سے حصّہ بھی دیا اور انھوں نے (مسلمان ہونے کی حیثیت سے) مسلمان عورتوں سے نکاح بھی کئے۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے گُناہوں کی سزا ان کو دی اور جو ان کے بارے میں اللہ کا حق (حد شرعی) تھا اسے جاری کیا، مگر انھیں اسلام کے حق سے محروم نہیں کیا اور نہ اہل اسلام سے ان کے نام خارج کئے۔ اس کے بعد (ان شر انگیزیوں کے معنی یہ ہیں کہ) تُم ہوہی شر پسند اور وہ کہ جنھیں شیطان نے اپنی مقصد برآری کی راہ پر لگا رکھا ہے اور گمراہی کے سنسان بیابان میں لا پھینکا ہے (یاد رکھو کہ) میرے بارے میں دو قِسم کے لوگ تباہ و برباد ہوں گے، ایک حد سے زیادہ چاہنے والے جنھیں (محبت کی افراط) غلط راستے پر لگا دے گی اور ایک میرے مرتبہ میں کمی کر کے دُشمنی رکھنے والے کہ جنھیں یہ عناد حق سے بے راہ کر دے گا۔ میرے متعلّق درمیانی راہ اختیار کرنے والے ہی سب سے بہتر حالت میں ہوں گے۔ تُم اسی راہ پر جمے رہو اور اسی بڑے گروہ کے ساتھ لگ جاؤ۔ چُونکہ اللہ کا ہاتھ اتفاق و اتحاد رکھنے والوں پر ہے اور تفرقہ و انتشار سے باز آجاؤ، اس لیے کہ جماعت سے الگ ہو جانے والا شیطان کے حصّہ میں چلا جاتا ہے، جِس طرح گلے سے کٹ جانے والی بھیڑ بھیڑیئے کو مل جاتی ہے۔ خبردار! جو بھی ایسے نعرے لگا کر اپنی طرف بلائے، اسے قتل کر دو، اگرچہ وہ اسی عمامہ کے نیچے کیوں نہ ہو (یعنی میں خود کیوں نہ ہوں) اور وہ دونوں حکم (ابو موسیٰ و عمرو ابن عاص) تو صرف اس لیے ثالث مقرّر کئے گئے تھے کہ وہ انہی چیزوں کو زندہ کریں جنھیں قرآن نے زندہ کیا ہے اور انہی چیزوں کو نیست و نابود کریں جنھیں قرآن نے نیست و نابود کیا ہے۔ کسی چیز کے زندہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس پر یکجہتی کے ساتھ متحد ہوا جائے اور اس کے نیست و نابُود کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔ اب اگر قرآن ہمیں ان لوگوں (کی اطاعت) کی طرف لے جاتا تو ہم ان کے پیرو بن جاتے اور اگر انہیں ہماری طرف لائے تو پھر انہیں ہمارا اتباع کرنا چاہئیے۔ تمہارا بُرا ہو میں نے کوئی مصیبت تو کھڑی نہیں کی اور نہ کسی بات میں تمہیں دھوکا دیا ہے اور نہ اس میں فریب کاری کی ہے۔ تمہاری جماعت ہی کی یہ رائے قرار پائی تھی کہ دو آدمی چُن لیے جائیں جن سے ہم نے یہ اقرار لے لیا تھا کہ وہ قرآن سے تجاوز نہ کریں گے۔ لیکن وہ اچھی طرح دیکھنے بھالنے کے باوجود قرآن سے بہک گئے اور حق کو چھوڑ بیٹھے اور ان کے جذبات بے راہ روی کے مقتضی ہوئے۔ چُنانچہ وہ اس

روش پر چل پڑے (حالانکہ) ہم نے پہلے ہی ان سے شرط کر لی تھی کہ وہ عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے اور حق کا مقصد پیشِ نظر رکھنے میں بد نیتی، بے راہ روی کو دخل نہ دیں گے (اگر ایسا ہوا تو وہ فیصلہ ہمارے لیے قابلِ تسلیم نہ ہو گا)۔

خُطبہ:126

✿ بصرہ میں برپا ہونے والے فتنوں، حبشیوں کے سردار کی تباہ کاریوں اور تاتاریوں کے حملوں کے بارے میں فرمایا ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِس میں بصرہ کے اندر برپا ہونے والے ہنگاموں کا تذکرہ ہے

اے احنف! میں اس شخص کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک لشکر کو لے کر بڑھ رہا ہے کہ جِس میں نہ گرد و غبار ہے، نہ شور و غوغا، نہ لگاموں کی کھڑ کھڑاہٹ ہے اور نہ گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز وہ لوگ زمین کو اپنے پیروں سے جو شتر مُرغ کے پیروں کے مانند ہیں روندرہے ہوں گے۔

سیّد رضی کہتے ہیں کہ: حضرت نے اس سے حبشیوں کے سردار کی طرف اشارہ کیا ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ان لوگوں کے ہاتھوں سے کہ جن کے قتل ہو جانے والوں پر بین نہیں کیا جاتا اور گم ہونے والوں کو ڈھونڈھا نہیں جاتا، تمہاری ان آباد گلیوں اور سجے سجائے مکانوں کے لیے تباہی ہے کہ جِس کے چھجے گِدوں کے پروں اور ہاتھیوں کی سونڈوں کے مانند ہیں۔ میں دُنیا کو اوندھے مُنہ گِرانے والا اور اس کی بساط کا صحیح اندازہ رکھنے والا اور اس کے لائق حال نگاہوں سے دیکھنے والا ہوں۔

اِسی خطبہ کے ذیل میں ترکوں کی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے

میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ جن کے چہرے ان ڈھالوں کی طرح ہیں کہ جن پر چمڑے کی تہیں منڈھی ہوئی ہوں۔ وہ ابریشم و دیبا کے کپڑے پہنتے ہیں اور اصیل گھوڑوں کو عزیز رکھتے ہیں اور وہاں کشت و خُون کی گرم بازاری ہو گی۔ یہاں تک کہ زخمی کشتوں کے اُوپر سے ہو کر گُزریں گے اور بچ کر بھاگ نکلنے والے اسیر ہونے والوں سے کم ہوں گے۔ (اس موقع پر) آپؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے جو قبیلۂ بنی کلب سے تھا عرض کیا کہ: یا امیر المومنین علیہ السلام! آپ کو تو علم غیب حاصل ہے، جِس پر آپ ہنسے اور فرمایا: اے برادر کلبی! یہ علم غیب نہیں بلکہ ایک صاحب علم (رسُولؐ) سے معلوم کی ہوئی باتیں ہیں۔ علم غیب تو قیامت کی گھڑی اور ان چیزوں کے

جاننے کا نام ہے کہ جنہیں اللہ سُبحانہ نے اِنَّ اللهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ والی آیت میں شمار کیا ہے۔ چُنانچہ اللہ ہی جانتا ہے کہ شکموں میں کیا ہے۔ نر ہے یا مادہ، بد صُورت ہے یا خوبصورت، سخی ہے یا بخیل، بد بخت ہے یا خوش نصیب اور کون جہنّم کا ایندھن ہو گا اور کون جنّت میں نبیوں کا رفیق ہو گا۔ یہ وہ علم غیب ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رہا دُوسری چیزوں کا علم تو وہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو دیا اور نبیؐ نے مجھے بتایا اور میرے لیے دُعا فرمائی کہ میرا سینہ انھیں محفوظ رکّھے اور میری پسلیاں انھیں سمیٹے رہیں۔

خُطبہ: 127

❀ دُنیا کی بے ثباتی اور اہل دُنیا کی حالت ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جِس میں آپ نے پیمانوں اور ترازوؤں کا ذکر فرمایا ہے

اللہ کے بندو! تُم اور تمہاری اس دُنیا سے بندھی ہوئی امیدیں مقررہ مُدّت کی مہمان ہیں اور ایسے قرضدار جن سے ادائیگی کا تقاضا کیا جارہا ہے۔ عُمر ہے جو گھٹتی جارہی ہے اور اعمال ہیں جو محفوظ ہو رہے ہیں۔ بہت سے دوڑ دُھوپ کرنے والے اپنی محنت اکارت کرنے والے ہیں اور بہت سے سعی و کوشش میں لگے رہنے والے گھاٹے میں جارہے ہیں۔ تُم ایسے زمانہ میں ہو کہ جِس میں بھلائی کے قدم پیچھے ہٹ رہے ہیں اور بُرائی آگے بڑھ رہی ہے اور لوگوں کو تباہ کرنے میں شیطان کی حرص تیز ہوتی جارہی ہے۔ چُنانچہ یہی وہ وقت ہے کہ اس کے (ہتھکنڈوں) کا سرو سامان مضبُوط ہو چُکا ہے اور اس کی سازشیں پھیل رہی ہیں اور اس کے شکار آسانی سے پھنس رہے ہیں، جِدھر چاہو لوگوں پر نگاہ دوڑاؤ، تُم یہی دیکھو گے کہ ایک طرف کوئی فقیر فقر و فاقہ جھیل رہا ہے اور دُوسری طرف دولت مند نعمتوں کو کُفرانِ نعمت سے بدل رہا ہے، اور کوئی بخیل اللہ کے حق کو دبا کر مال بڑھا رہا ہے، اور کوئی سرکش پند و نصیحت سے کان بند کئے پڑا ہے۔ کہاں ہیں تُمہارے نیک اور صالح افراد اور کہاں ہیں تمہارے عالی حوصلہ اور کریم النفس لوگ؟ کہاں ہیں کاروبار میں (دغا و فریب سے) بچنے والے اور اپنے طور طریقوں میں پاک و پاکیزہ رہنے والے؟ کیا وہ سب کے سب اس ذلیل اور زندگی کا مزا کرکرا نے والی تیز رَو دُنیا سے گُزر نہیں گئے اور کیا تُم ان کے بعد ایسے رذیل اور ادنیٰ لوگوں میں نہیں رہ گئے کہ جن کے مرتبہ کو پست و حقیر سمجھتے ہوئے اور ان کے ذکر سے پہلو بچاتے ہوئے ہونٹ ان کی مذمّت میں بھی کھلنا گوارا نہیں کرتے؟ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ فساد ابُھر آیا ہے۔ بُرائی کا وہ

دَور ایساہے کہ انقلاب کے کوئی آثار نہیں اور نہ کوئی روک تھام کرنے والا ہے جو خود بھی باز رہے۔ کیا انہی کرتُوتوں سے جنّت میں اللہ کے پڑوس میں بسنے اور اس کا گہرا دوست بننے کا ارادہ ہے۔ ارے توبہ اللہ کو دھوکا دے کر اس سے جنّت نہیں لی جاسکتی اور بغیر اس کی اطاعت کے اس کی رضامندیاں حاصل نہیں ہو سکتیں۔ خُدا ان لوگوں پر لعنت کرے، کہ جو اوروں کو بھلائی کا حکم دیں اور خود اسے چھوڑ بیٹھیں اور دُوسروں کو بُری باتوں سے روکیں اور خود ان پر عمل کرتے ہیں۔

خُطبہ:128

جب حضرت ابُوذرؓ کو مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا گیا تو انہیں رخصت کرتے وقت فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب ابوذرؓ کو ربذہ کی طرف جلاوطن کیا گیا، تو ان سے خطاب کر کے فرمایا

اے ابوذرؓ! تُم اللہ کے لیے غضب ناک ہوئے ہو تو پھر جس کی خاطر یہ تمام غم و غصّہ ہے اسی سے اُمید بھی رکھو، ان لوگوں کو تم سے اپنی دُنیا کے متعلق خطرہ ہے اور تمہیں ان سے اپنے دین کے متعلّق اندیشہ ہے۔ لہٰذا جس چیز کے لیے انہیں تُم سے کھٹکا ہے وہ انہیں کے ہاتھ میں چھوڑو اور جس شے کے لیے تمہیں ان سے اندیشہ ہے اسے لے کر ان سے بھاگ نکلو۔ جس چیز سے تُم انھیں محروم کر کے جارہے ہو کاش کہ وہ سمجھتے کہ وہ اس کے کتنے حاجتمند ہیں اور جس چیز کو انھوں نے تُم سے روک لیا ہے اس سے تُم بہت ہی بے نیاز ہو اور جلد ہی تُم جان لوگے کہ کل فائدہ میں رہنے والا کون ہے اور کس پر حسد کرنے والے زیادہ ہیں، اگر یہ آسمان و زمین کسی بندے پر بند پڑے ہوں اور وہ اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے زمین و آسمان کی راہیں کھول دے گا۔ تمہیں صرف حق سے دلچسپی ہونا چاہیئے اور صرف باطل ہی سے گھبرانا چاہیئے۔ اگر تُم ان کی دُنیا قبول کر لیتے تو وہ تمہیں چاہنے لگتے اور تُم اس میں کوئی حصّہ اپنے لیے مقرّر کرا لیتے تو وہ تُم سے مطمئن ہو جاتے۔

خُطبہ:129

خلافت کو قبول کرنے کی وجہ اور والی و حاکم کے اوصاف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے الگ الگ طبیعتوں اور پراگندہ دل و دماغ والو! کہ جن کے جسم موجود اور عقلیں گم ہیں، میں تمہیں نرمی و شفقت سے حق کی طرف لانا چاہتا ہوں اور تُم اس سے اس طرح بھڑک اُٹھتے ہو جِس طرح شیر کے ڈکار سے بھیڑ بکریاں۔ کتنا دشوار ہے کہ میں تمہارے سہارے پر چھپے ہوئے عدل کو ظاہر کروں، یا حق میں پیدا کی ہوئی کجیوں کو سیدھا کروں۔ بار الہا! تو خوب جانتا ہے کہ یہ جو کچھ بھی ہم سے (جنگ و پیکار کی صُورت میں) ظاہر ہُوا اس لیے نہیں تھا کہ ہمیں تسلّط و اقتدار کی خواہش تھی یا مالِ دُنیا کی طلب تھی، بلکہ یہ اس لیے تھا کہ ہم دین کے نشانات کو (پھر ان کی جگہ پر) پلٹائیں اور تیرے شہروں میں امن و بہبودی کی صُورت پیدا کریں تاکہ تیرے ستم رسیدہ بندوں کو کوئی کھٹکا نہ رہے اور تیرے وہ احکام (پھر سے) جاری ہو جائیں جنھیں بیکار بنا دیا گیا ہے۔ اے اللہ! میں پہلا شخص ہُوں جِس نے تیری طرف رجُوع کی اور تیرے حکم کو سُن کر لبیک کہی اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے علاوہ کِسی نے بھی نماز پڑھنے میں مُجھ پر سبقت نہیں کی۔

(اے لوگو!) تمہیں یہ معلوم ہے کہ ناموس، خون، مالِ غنیمت، (نفاذ) احکام اور مسلمانوں کی پیشوائی کے لیے کسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی بخیل حاکم ہو۔ کیونکہ اس کا دانت مسلمانوں کے مال پر لگا رہے گا اور نہ کوئی جاہل کہ وہ انھیں اپنی جہالت کی وجہ سے گمراہ کرے گا اور نہ کوئی کج خلق کہ وہ تُند مزاجی سے چرکے لگاتا رہے گا اور نہ کوئی مال و دولت میں بے راہ روی کرنے والا کہ وہ کچھ لوگوں کو دے گا اور کچھ کو محروم کر دے گا اور نہ فیصلہ کرنے میں رشوت لینے والا کہ وہ دُوسروں کے حقوق کو رائیگاں کر دے گا اور انھیں انجام تک نہ پہنچائے گا اور نہ کوئی سُنّت کو بیکار کر دینے والا کہ وہ اُمّت کو تباہ و برباد کر دے گا۔

خُطبہ:130

❁ موت سے ڈرانے اور پند و نصیحت کے سلسلہ میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہ جو کُچھ لے اور جو کُچھ دے اور جو نعمتیں بخشے اور جن آزمائشوں میں ڈالے (سب پر) ہم اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں، وہ ہر چھپی ہوئی چیز کی گہرائیوں سے آگاہ اور ہر پوشیدہ شئے پر حاضر و ناظر ہے، وہ سینوں میں چھپی ہوئی چیزوں اور آنکھوں کی چوری چھپے اشاروں کا جاننے والا ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے برگزیدہ (بندے) اور فرستادہ (رسُول) ہیں۔ ایسی گواہی کہ جِس میں ظاہر و باطن یکساں اور دل و زبان ہمنوا ہیں۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

خُدا کی قسم !وہ چیز جو سراسر حقیقت ہے، ہنسی کھیل نہیں اور سر تا پا حق ہے، جھوٹ نہیں وہ صرف موت ہے، اس کے پُکارنے والے نے اپنی آواز پہنچا دی ہے اور اس کے ہنکانے والے نے جلدی مچا رکھی ہے۔ یہ (زندہ) لوگوں کی کثرت تمہارے نفس کو دھوکا نہ دے (کہ اپنی موت کو بھول جاؤ)، تُم ان لوگوں کو جو تُم سے پہلے تھے جنھوں نے مال و دولت کو سمیٹا تھا، جو افلاس سے ڈرتے تھے اور اُمیدوں کی درازی اور موت کی دُوری کا (فریب کھا کر) نتائج سے بے خوف بن چکے تھے دیکھ چکے ہو کہ کس طرح موت ان پر ٹوٹ پڑی کہ انھیں وطن سے نکال باہر کیا اور ان کی بجائے امن سے انھیں اپنی گرفت میں لے لیا، اس عالَم میں کہ وہ تابوت پر لدے ہوئے تھے اور لوگ یکے بعد دیگرے کندھا دے رہے تھے اور اپنی انگلیوں (کے سہارے) سے روکے ہوئے تھے۔ کیا تُم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جو دُور کی اُمیدیں لگائے بیٹھے تھے، جنھوں نے مضبُوط محل بنائے تھے اور ڈھیروں مال جمع کیا تھا؟ کس طرح ان کے گھر قبروں میں بدل گئے اور جمع شدہ پونجی تباہ ہوگئی اور ان کا مال وارثوں کا ہو گیا اور ان کی بیویاں دُوسروں کے پاس پہنچ گئیں، (اب) نہ وہ نیکیوں میں کچھ اضافہ کرسکتے ہیں اور نہ اس کا کوئی موقعہ ہے کہ وہ کسی گُناہ کے بعد (توبہ کر کے) اللہ کی رضا مندیاں حاصل کر لیں۔ جِس شخص نے اپنے دل کو تقویٰ شعار بنالیا وہ بھلائیوں میں سبقت لے گیا اور اس کا کیا کرایا سوارت ہُوا۔ تقویٰ حاصل کرنے کا موقعہ غنیمت سمجھو اور جنّت کے لیے جو عمل ہونا چاہیئے اسے انجام دو۔ کیونکہ دُنیا تمہاری قیام گاہ نہیں بنائی گئی، بلکہ یہ تو تمہارے لیے گُزر گاہ ہے تاکہ تُم اس سے اپنی مستقل قیام گاہ کے لیے زاد اکٹھا کر سکو۔ اس دُنیا سے چل نکلنے کے لیے آمادہ رہو اور کوچ کے لیے سواریاں اپنے سے قریب کرلو (کہ وقت آنے پر باآسانی سوار ہو سکو)۔

خُطبہ:131

❁ خُداوندِ عالم کی عظمت اور قرآن کی اہمیت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت اور دُنیا اور اہل دُنیا کا تذکرہ ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دُنیا و آخرت اپنی باگ ڈور اللہ کو سونپے ہوئے اس کے زیر فرمان ہے اور آسمان و زمین نے اپنی کنجیاں اس کے آگے ڈال دی ہیں اور ترو تازہ و شاداب درخت صبح و شام اس کے آگے سر بسجود ہیں اور اپنی شاخوں سے چمکتی ہوئی آگ (کے شعلے) بھڑکاتے ہیں اور اس

کے حکم سے (پھل پھول کر) پکے ہوئے میووں (کی ڈالیاں) پیش کرتے ہیں۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

اللہ کی کتاب تمہارے سامنے اس طرح (کُھل کر) بولنے والی ہے کہ اس کی زبان کہیں لڑکھڑاتی نہیں اور ایسا گھر ہے جِس کے کھمبے سرنگوں نہیں ہوتے اور ایسی عزّت ہے کہ اس کے معاون شکست نہیں کھاتے۔

اِسی خطبہ کے ذیل میں فرمایا

اللہ نے آپؐ کو اس وقت بھیجا جب کہ رسُولوں کی بعثت کا سلسلہ رُکا پڑا تھا اور لوگوں میں جتنے منہ تھے اتنی باتیں تھیں۔ چُنانچہ آپؐ کو سب رسُولوں سے آخر میں بھیجا اور آپؐ کے ذریعہ سے وحی کا سلسلہ ختم کیا۔ آپؐ نے اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کیا جو اس سے پیٹھ پھرائے ہوئے تھے اور دُوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہرا رہے تھے۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

(دل کے) اندھے کا منتہائے نظر یہی دُنیا ہوتی ہے کہ اسے اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور نظر رکھنے والے کی نگاہیں اس سے پار چلی جاتی ہیں اور وہ اس امر کا یقین رکھتا ہے کہ اس کے بعد بھی ایک گھر ہے۔ نگاہ رکھنے والا اس سے نکلنا چاہتا ہے اور اندھا اسی پر نظریں جمائے رہتا ہے، بابصیرت اس (آخرت کے لیے) زاد حاصل کرتا ہے اور بے بصیرت اسی کے سروسامان میں لگا رہتا ہے۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

تمہیں جاننا چاہیئے کہ ہر شے سے آدمی کبھی کبھی سیر ہو جاتا ہے اور اُکتا جاتا ہے سوا زندگی کے وہ کبھی مرنے میں راحت نہیں محسوس کرتا اور یہ اس حکمت کی طرح ہے کہ جو قلب مردہ کے لیے حیات، اندھی آنکھوں کے لیے بینائی، بہرے کانوں کے لیے شنوائی اور تشنہ کام کے لیے سیرابی ہے اور اسی میں پورا پورا سامانِ کفایت و سروسامان حفاظت ہے۔ یہ اللہ کی کتاب ہے کہ جِس کے ذریعہ تمہیں سجھائی دیتا ہے اور تمہاری زبان میں گویائی آتی ہے اور (حق کی آواز) سُنتے ہو۔ اس کے کچھ حصّے کچھ حصّوں کی وضاحت کرتے ہیں اور بعض بعض کی صداقت کی گواہی دیتے ہیں۔ یہ ذات الٰہی کے متعلّق الگ الگ نظریئے نہیں پیش کرتا اور نہ اپنے ساتھی کو اس کی راہ سے ہٹا کر کسی اور راہ پر لگا دیتا ہے۔ (مگر) تُم نے دِلی کدُورتوں اور گُھورے پر اُگے ہوئے سبزہ کی خواہش پر ایکا کر لیا ہے۔ اُمیدوں کی چاہت پر تو تُم میں صلح صفائی ہے اور مال کے کمانے پر ایک دُوسرے سے دُشمنی رکھتے ہو۔ تمہیں (شیطان) خبیث نے بھٹکا دیا ہے اور فریبوں نے تمہیں

بہکا رکھا ہے میرے اور تمہارے نفسوں کے مقابل میں اللہ ہی مدد گار ہے۔

خُطبہ:132

❁ جب حضرت عمر نے غزوۂروم میں شرکت کا ارادہ ظاہر کیا تو انہیں شرکت جنگ سے روکنے کے لیے فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب حضرت عمر ابنِ خطاب نے غزوہ روم میں شرکت کے لیے حضرت سے مشورہ لیا، تو آپ نے فرمایا

اللہ نے دین والوں کی حدوں کی تقویت پہنچانے اور ان کی غیر محفوظ جگہوں کو (دُشمن کی) نظر سے بچائے رکھنے کا ذمہ لے لیا ہے۔ وُہی خُدا (اب بھی) زندہ و غیر فانی ہے کہ جِس نے اس وقت ان کی تائید و نصرت کی تھی جب کہ وہ اتنے تھوڑے تھے کہ دُشمن سے انتقام نہیں لے سکتے تھے اور ان کی حفاظت کی جب وہ اِتنے کم تھے کہ اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے۔ تُم اگر خود ان دُشمنوں کی طرف بڑھے اور ان سے ٹکرائے اور کسی افتاد میں پڑ گئے تو اس صُورت میں مسلمانوں کے لیے دُور کے شہروں کے پہلے کوئی ٹھکانا نہ رہے گا اور نہ تمہارے بعد کوئی ایسی پلٹنے کی جگہ ہوگی کہ اس کی طرف پلٹ کر آسکیں۔ تُم ان کی طرف (اپنے بجائے) کوئی تجربہ کار آدمی بھیجو اور اس کے ساتھ اچّھی کارکردگی والے اور خیر خواہی کرنے والے لوگوں کو بھیج دو۔ اگر اللہ نے غلبہ دے دیا تو تُم یہی چاہتے ہو اگر دُوسری صُورت (شکست) ہو گئی تو تُم لوگوں کے لیے ایک مدد گار اور مسلمانوں کے لیے پلٹنے کا مقام ہو گے۔

خُطبہ:133

❁ جب مغیرہ ابن اخنس نے عثمان کی حمایت میں بولنا چاہا تو فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپؑ میں اور عثمان ابن عفان میں کچھ بحث ہوئی تو مغیرہ ابن اخنس نے عثمان سے کہا میں تمہاری طرف سے نپٹنے لیتا ہوں جِس پر آپؑ نے مغیرہ سے کہا:

اے بے اولاد لعین کے بیٹے! اور ایسے درخت کے پھل جِس کی نہ کوئی جڑ ہے نہ شاخ، تو بھلا مجھ سے کیا نپٹے گا۔ خُدا کی قسم! جِس کا تجھ ایسا مدد گار ہو، اللہ اسے غلبہ و سرفرازی نہیں دیتا اور جِس کا تجھ ایسا اُبھارنے والا ہو (وہ اپنے پیروں پر) کھڑا نہیں ہو سکتا۔ ہم سے دُور ہو

خُدا تیری منزل کو دُور ہی رکھے اور اس کے بعد جو بن پڑے کرنا اور اگر کچھ بھی مجھ پر ترس کھائے تو خُدا تجھ پر رحم نہ کرے۔

خُطبہ:134

❁ اپنی نیت کے اخلاص اور مظلوم کی حمایت کے سلسلہ میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تُم نے میری بیعت اچانک اور بے سوچ سمجھے نہیں کی تھی اور نہ میرا اور تمہارا معاملہ یکساں ہے۔ میں تمہیں اللہ کے لیے چاہتا ہوں اور تُم مجھے اپنے شخصی فوائد کے لیے چاہتے ہو۔ اے لوگو! اپنی نفسانی خواہشوں کے مقابلہ میں میری اعانت کرو۔ خُدا کی قسم! میں مظلوم کا اس کے ظالم سے بدلہ لُوں گا اور ظالم کی ناک میں نکیل ڈال کر اسے سرچشمۂ حق تک کھینچ کر لے جاؤں گا۔ اگرچہ اسے یہ ناگوار کیوں نہ گُزرے۔

خُطبہ:135

❁ طلحہ وزبیر اور خونِ عثمان کے قصاص اور اپنی بیعت کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طلحہ وزبیر کے متعلّق ارشاد فرمایا

خُدا کی قسم! انھوں نے مجھ پر کوئی سچّا الزام نہیں لگایا اور نہ انھوں نے میرے اور اپنے درمیان انصاف برتا۔ وہ مُجھ سے اس حق کا مُطالبہ کرتے ہیں جسے خود ہی انھوں نے چھوڑ دیا اور اس خون کا عوض چاہتے ہیں، جسے انھوں نے خود بہایا ہے۔ اب اگر اس میں مَیں ان کا شریک تھا تو پھر اس میں ان کا بھی حصّہ نکلتا ہے اور اگر وہی اس کے مرتکب ہوئے ہیں مَیں نہیں تو پھر اس کا مطالبہ صرف انہی سے ہونا چاہیئے اور ان کے عدل وانصاف کا پہلا قدم یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے خلاف حکم لگائیں اور میرے ساتھ میری بصیرت کی جلوہ گری ہے، نہ میں نے خود (جان بُوجھ کر) کبھی اپنے کو دھوکا دیا اور نہ مجھے واقعی کبھی دھوکا ہوا اور بِلاشبہہ یہی وہ باغی گروہ ہے جِس میں ایک ہمارا سگا (زبیر) اور ایک بچھو کا ڈنگ (حمیرا) ہے اور حق پر سیاہ پردے ڈالنے والے شبھے ہیں (اب تو) حقیقت حال کُھل کر سامنے آچکی ہے اور باطل اپنی بنیادوں سے ہِل چُکا ہے اور شر انگیزی سے اس کی زبان بندی ہوچکی ہے۔ خُدا کی قسم! میں ان کے لیے ایک ایسا حوض

چھلکاؤں گا، جس کا پانی نکالنے والا میں ہوں کہ جس سے سیر اب ہو کر پلٹنا ان کے امکان میں نہ ہو گا اور نہ اس کے بعد کوئی گڑھا کھود کر پانی پی سکیں گے۔

اِسی خطبہ کا ایک جُز یہ ہے

تم اس طرح (شوق ورغبت سے) بیعت بیعت پکارتے ہوئے میری طرف بڑھے، جس طرح نئی بیاہی ہوئی بچوں والی اُونٹیاں اپنے بچوں کی طرف۔ میں نے اپنے ہاتھوں کو اپنی طرف سمیٹا تو تُم نے انھیں اپنی جانب پھیلایا۔ میں نے اپنے ہاتھوں کو تُم سے چھیننا چاہا، مگر تُم نے انہیں کھینچا۔ خُدایا! ان دونوں نے میرے حقوق کو نظر انداز کیا ہے اور مجھ پر ظُلم ڈھایا ہے اور میری بیعت کو توڑ دیا ہے اور میرے خلاف لوگوں کو اُکسایا ہے، لہٰذا تو جو انھوں نے گرہیں لگائی ہیں انہیں کھول دے اور جو انھوں نے بٹا ہے اسے مضبُوط نہ ہونے دے اور انھیں ان کی امیدوں اور کرتوتوں کا بُرا نتیجہ دکھا۔ میں نے جنگ کے چِھڑنے سے پہلے انھیں باز رکھنا چاہا اور لڑائی سے قبل انہیں ڈھیل دیتا رہا، لیکن انھوں نے اس نعمت کی قدر نہ کی اور عافیت کو ٹھکرا دیا۔

خطبہ: 136

ظہورِ حضرت قائم علیہ السّلام کے وقت دُنیا کی حالت اور کوفہ میں برپا ہونے والے فتنہ کی پیشین گوئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِس میں آنے والے فتنوں اور ہنگاموں کی طرف اشارہ کیا ہے

وہ خواہشوں کو ہدایت کی طرف موڑے گا جبکہ لوگوں نے ہدایت کو خواہشوں کی طرف موڑ دیا ہو گا اور ان کی رایوں کو قرآن کی طرف پھیرے گا، جبکہ انھوں نے قرآن کو (توڑ مروڑ کر) قیاس ورائے کے ڈھرے پر لگا لیا ہو گا۔

اِسی خطبہ کا ایک جُز یہ ہے

(اس داعی حق سے پہلے) یہاں تک نوبت پہنچے گی کہ جنگ اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے گی۔ دانت نکالے ہوئے اور تھن بھرے ہوئے جن کا دُودھ شیریں وخوش گوار معلوم ہو گا۔ لیکن اس کا انجام تلخ وناگوار ہو گا۔ ہاں کل اور یہ کل بہت نزدیک ہے کہ ایسی چیزوں کو لے کر آجائے جنھیں ابھی تک تُم نہیں پہچانتے، حاکم ووالی جو اس جماعت میں سے نہیں ہو گا۔ تمام حکمرانوں سے ان کی بد کرداریوں کی وجہ

سے مواخذہ کرے گا اور زمین اس کے سامنے اپنے خزانے اُنڈیل دے گی اور اپنی کنجیاں بسہولت اس کے آگے ڈال دے گی، چنانچہ وہ تمہیں دکھائے گا کہ حق و عدالت کی روش کیا ہوتی ہے اور وہ دم توڑ چکنے والی کتاب و سُنّت کو پھر سے زندہ کر دے گا۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

گویا یہ منظر میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ (داعی باطل) شام میں کھڑا ہوا للکار رہا ہے اور کوفہ کے اطراف میں اپنے جھنڈے لہرا رہا ہے اور کاٹ کھانے والی اونٹنی کی طرح اس پر (حملہ کرنے کے لیے) جھکا ہُوا ہے اور اس نے زمین پر سروں کا فرش بچھا دیا ہے، اس کا مُنہ (پھاڑ کھانے کے لیے) کُھل چُکا ہے اور زمین میں اس کی پامالیاں بہت سخت ہو چکی ہیں وہ دُور دُور تک بڑھ جانے والا اور بڑے شد و مد سے حملہ کرنے والا ہے، بخدا وہ تمہیں اطراف زمین میں بکھیر دے گا، یہاں تک کہ تُم میں سے کچھ تھوڑے ہی بچیں گے جیسے آنکھ میں سُرمہ، تُم اسی سراسیمگی کے عالم میں رہو گے، یہاں تک کہ عربوں کی عقلیں پھر اپنے ٹھکانے پر آ جائیں۔ تُم مضبُوط طریقوں، روشن نشانیوں اور اسی قریب کے عہد پر جمے رہو کہ جِس میں نبوت کے پائیدار آثار ہیں اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ شیطان اپنے قدم بقدم چلانے کے لیے راہیں آسان کرتا رہتا ہے۔

خُطبہ: 137

شوریٰ کے موقع پر فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شوریٰ کے موقع پر فرمایا

مجھ سے پہلے تبلیغ حق، صلہ رحم اور جود و کرم کی طرف کسی نے بھی تیزی سے قدم نہیں بڑھایا، لہٰذا تُم میرے قول کو سُنو اور میری باتوں کو یاد رکھو کہ تُم جلدی دیکھ لو گے کہ اس دن کے بعد سے خلافت کے لیے تلواریں سونت لی جائیں گی اور عہد و پیمان توڑ کر رکھ دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ کچھ لوگ گمراہ لوگوں کے پیشوا بن کے کھڑے ہوں گے اور کچھ جاہلوں کے پیرو کار ہو جائیں گے۔

خُطبہ:138

❁ غیبت اور عیب جوئی سے ممانعت کے سلسلہ میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِس میں لوگوں کو دُوسروں کے عیب بیان کرنے سے روکا ہے

جن لوگوں کا دامن خطاؤں سے پاک صاف ہے اور بفضل الٰہی گُناہوں سے محفوظ ہیں، انھیں چاہیئے کہ وہ گنہگاروں اور خطاکاروں پر رحم کریں اور اس چیز کا شکر ہی (کہ اللہ نے انہیں گُناہوں سے بچائے رکھا ہے) ان پر غالب اور دُوسروں کے عیب اُچھالنے سے مانع رہے۔ چہ جائیکہ وہ عیب لگانے والا اپنے کسی بھائی کی پیٹھ پیچھے بُرائی کرے اور اس کے عیب بیان کر کے طعن و تشنیع کرے۔ یہ آخر خُدا کی اس پردہ پوشی کو کیوں نہیں یاد کرتا جو اس نے خود اس کے ایسے گُناہوں پر کی ہے جو اس گُناہ سے بھی جِس کی وہ غیبت کر رہا ہے بڑے تھے اور کیونکر کسی ایسے گُناہ کی بنا پر اس کی بُرائی کرتا ہے جب کہ خود بھی ویسے ہی گُناہ کا مرتکب ہو چُکا ہے اور اگر بعینہ ویسا گُناہ نہیں بھی کیا تو ایسے گُناہ کئے ہیں کہ جو اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تھے۔ خُدا کی قسم! اگر اس نے گُناہ کبیرہ نہیں بھی کیا تھا اور صرف صغیرہ کا مرتکب ہوا تھا، تب بھی اس کا لوگوں کے عیوب بیان کرنا بہت بڑا گُناہ ہے۔

اے خُدا کے بندے! جھٹ سے کسی پر گُناہ کا عیب نہ لگا، شاید اللہ نے وہ بخش دیا ہو اور اپنے کسی چھوٹے (سے چھوٹے) گُناہ کے لیے بھی اطمینان نہ کرنا، شاید کہ اس پر تجھے عذاب ہو۔ لہٰذا تُم میں سے جو شخص بھی کسی دُوسرے کے عیوب جانتا ہو اسے ان کے اظہار سے باز رہنا چاہیئے، اس علم کی وجہ سے جو خود اسے اپنے گُناہوں کے متعلق ہے اور اس امر کا شکر کہ اللہ نے اسے ان چیزوں سے محفوظ رکھا ہے کہ جن میں دُوسرے مبتلا ہیں کسی اور طرف سے متوجہ نہ ہونے دے۔

خُطبہ:139

❁ سُنی سنائی باتوں کو سچا نہ سمجھنا چاہیئے ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے لوگو! اگر تمہیں اپنے کسی بھائی کی دینداری کی پختگی اور طور طریقوں کی دُرستگی کا علم ہو تو پھر اس کے بارے میں افواہی باتوں پر کان نہ دھرو۔ دیکھو! کبھی تیر چلانے والا تِیر چلاتا ہے اور اتفاق سے تیر خطا کر جاتا ہے اور بات ذرا میں اِدھر سے اُدھر ہو جاتی ہے اور جو غلط

بات ہو گی وہ خود ہی نیست و نابُود ہو جائے گی۔ اللہ ہر چیز کا سُننے والا اور ہر شے کی خبر رکھنے والا ہے۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ سچ اور جُھوٹ میں صِرف چار انگلیوں کا فاصلہ ہے۔جب آپؑ سے اس کا مطلب پوچھا گیا تو آپؑ نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کر کے اپنے کان اور آنکھ کے درمیان رکھا اور فرمایا جُھوٹ وہ ہے جسے تُم کہو کہ میں نے سُنا اور سچ وہ ہے جسے تُم کہو کہ میں نے دیکھا۔

خُطبہ:140

❁ بے محل دادودہش سے ممانعت اور مال کا صحیح مصرف ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جو شخص غیر مستحق کے ساتھ حُسنِ سلوک برتتا ہے، نااہلوں کے ساتھ احسان کرتا ہے، اس کے پلے یہی پڑتا ہے کہ کمینے اور شریر اس کی مدح و ثنا کرنے لگتے ہیں اور جب تک وہ دیتا دِلاتا رہے جاہل کہتے رہتے ہیں کہ اس کا ہاتھ کتنا سخی ہے۔ حالانکہ اللہ کے معاملہ میں وہ بخل کرتا ہے۔ چاہیئے تو یہ کہ اللہ نے جسے مال دیا ہے وہ اس سے عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ خوش اسلُوبی سے مہمان نوازی کرے۔ قیدیوں اور خستہ حال اسیروں کو آزاد کرائے۔ محتاجوں اور قرضداروں کو دے اور ثواب کی خواہش میں حقوق کی ادائیگی اور مختلف زحمتوں کو اپنے نفس پر برداشت کرے۔ اس لیے کہ ان خصائل و عادات سے آراستہ ہونا دُنیا کی بزرگیوں سے شرفیاب ہونا اور آخرت کی فضیلتوں کو پالینا ہے۔ اِنشاء اللہ۔

خُطبہ:141

❁ طلبِ باران کے سلسلہ میں فرمایا ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طلبِ باران کے سلسلہ میں

دیکھو یہ زمین جو تمہیں اُٹھائے ہوئے ہے اور یہ آسمان جو تُم پر سایہ گُستر ہے، دونوں تمہارے پروردگار کے زیرِ فرمان ہیں۔ یہ اپنی برکتوں سے اس لیے تمہیں مالا مال نہیں کرتے کہ ان کا دل تُم پر کُڑھتا ہے، یا تمہارا تقرّب چاہتے ہیں، یا کسی بھلائی کے تُم سے اُمیدوار ہیں۔ بلکہ یہ تو تمہاری منفعت رسانی پر مامور ہیں جسے بجالاتے ہیں اور تمہاری مصلحتوں کی حدوں پر انھیں ٹھہرایا گیا ہے چُنانچہ یہ ٹھہرے

ہوئے ہیں۔(البتہ) اللہ سبحانہ بندوں کو ان کی بداعمالیوں کے وقت پھلوں کے کم کرنے، برکتوں کے روک لینے اور انعامات کے خزانوں کو بند کر دینے سے آزماتا ہے تاکہ توبہ کرنے والا توبہ کرے۔ (انکار و سرکشی سے) باز آنے والا باز آجائے۔ نصیحت و عبرت حاصل کرنے والا نصیحت و بصیرت حاصل کرے اور گُناہوں سے رکنے والا رُک جائے۔ اللہ سبحانہ نے توبہ و استغفار کو روزی کے اُترنے کا سبب اور خلق پر رحم کھانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چُنانچہ اس کا ارشاد ہے کہ: اپنے پروردگار سے توبہ و استغفار کرو، بِلاشُبہ وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہی تُم پر موسلادھار مینہ برساتا ہے اور مال و اولاد سے تمہیں سہارا دیتا ہے۔ خُدا اس شخص پر رحم کرے، جو توبہ کی طرف متوجّہ ہو اور گُناہوں سے ہاتھ اُٹھائے اور موت سے پہلے نیک اعمال کرے۔

بار الٰہا! تیری رحمت کی خواہش کرتے ہوئے اور نعمتوں کی فراوانی چاہتے ہوئے اور تیرے عذاب و غضب سے ڈرتے ہوئے ہم پردوں اور گھروں کے گوشوں سے تیری طرف نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت جب کہ چوپائے چیخ رہے ہیں اور بچے چلّا رہے ہیں۔ خُدایا! ہمیں بارش سے سیراب کر دے اور ہمیں مایوس نہ کر اور خشک سالی سے ہمیں ہلاک نہ ہونے دے اور ہم میں سے کچھ بے وقوفوں کے کرتوت پر ہمیں اپنی گرفت میں نہ لے۔ اے رحم کرنے والوں میں بہت رحم کرنے والے۔ خُدایا! جب ہمیں سخت تنگیوں نے مضطرب و بے چین کر دیا اور قحط سالیوں نے بے بس بنا دیا اور شدید حاجتمندیوں نے لاچار بنا ڈالا اور مُنہ زور فتنوں کا ہم پر تانتا بندھ گیا تو ہم تیری طرف نکل پڑے ہیں گلہ لے کر اس کا جو تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تُو ہمیں محروم نہ پلٹا اور نہ اس طرح کہ ہم اپنے نفسوں پر پیچ و تاب کھا رہے ہوں اور ہمارے گُناہوں کی بناء پر ہم سے (عتاب آمیز) خطاب نہ کر اور ہمارے کئے کے مطابق ہم سے سلوک نہ کر۔ خُداوندا! تُو ہم پر باران و برکت اور رزق و رحمت کا دامن پھیلا دے اور ایسی سیرابی سے ہمیں نہال کر دے جو فائدہ بخشنے والی اور سیراب کرنے والی اور گھاس پات اُگانے والی ہو کہ جِس سے تو گئی گُزری ہوئی (کھیتیوں میں پھر سے) روئیدگی لے آئے اور مردہ زمینوں میں حیات کی لہریں دوڑا دے۔ وہ ایسی سیرابی ہو کہ جِس کی تروتازگی (سرتاسر) فائدہ مند اور چُنے ہوئے پھلوں کے انبار لیے ہو، جِس سے تو ہموار زمینوں کو جل تھل بنا دے اور ندی نالے بہا دے اور درختوں کو برگ و بار سے سرسبز کر دے اور نرخوں کو سستا کر دے بلاشبہ تو جو چاہے اس پر قادر ہے۔

خُطبہ:142

❁ اہل بیؑت راسخون فی العلم ہیں اور وہی امامت و خلافت کے اہل ہیں ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ سبحانہ نے اپنے رسُولوں کو وحی کے امتیازات کے ساتھ بھیجا اور انھیں مخلوق پر اپنی حُجت ٹھہرایا تاکہ وہ یہ عُذر نہ کرسکیں کہ ان پر حُجّت تمام نہیں ہوئی۔ چُنانچہ اللہ نے انھیں سچّی زبانوں سے راہِ حق کی دعوت دی (یوں تو) اللہ مخلوقات کو اچھی طرح جانتا بوجھتا ہے اور لوگوں کے ان رازوں اور بھیدوں سے کہ جنھیں وہ چُھپا کر رکھتے ہیں بے خبر نہیں (پھر یہ حکم واحکام اس لیے دیئے ہیں) کہ وہ ان لوگوں کو آزما کر ظاہر کر دے کہ ان میں اعمال کے اعتبار سے کون اچھا ہے تاکہ ثواب ان کی جزا اور عقاب ان کی (بداعمالیوں) کی پاداش ہو۔ کہاں ہیں وہ لوگ کہ جو جھوٹ بولتے ہوئے اور ہم پر ستم روا رکھتے ہوئے یہ ادعا کرتے ہیں کہ وہ راسخون فی العلم ہیں نہ ہم؟ چونکہ اللہ نے ہم کو بلند کیا ہے اور انھیں گرایا ہے اور ہمیں منصب امامت دیا ہے اور انھیں محروم رکھا ہے اور ہمیں (منزل علم میں) داخل کیا ہے اور انھیں دُور کر دیا ہے۔ ہم ہی سے ہدایت کی طلب اور گمراہی کی تاریکیوں کو چھانٹنے کی خواہش کی جاسکتی ہے۔ بِلاشُبہ امام قریش میں سے ہوں گے، جو اسی قبیلہ کی ایک شاخ بنی ہاشم کی کشت زار سے اُبھری گے۔ نہ امامت کسی اور کو زیب دیتی ہے اور نہ ان کے علاوہ کوئی اس کا اہل ہو سکتا ہے۔

اِسی خطبہ کا ایک جُز یہ ہے

ان لوگوں نے دُنیا کو اختیار کر لیا ہے اور عقبیٰ کو پیچھے ڈال دیا ہے۔ صاف پانی چھوڑ دیا ہے اور گندا پانی پینے لگے ہیں، گویا میں ان کے فاسق کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ بُرائیوں میں رہا اتنا کہ انہی بُرائیوں سے اسے محبّت ہو گئی اور ان سے مانوس ہوا اور ان سے اتفاق کرتا رہا۔ یہاں تک کہ (انہی برائیوں میں) اس کے سر کے بال سفید ہو گئے اور اسی رنگ میں اس کی طبیعت رنگ گئی پھر یہ کہ وہ (مُنہ سے) کف دیتا ہُوا متلاطم دریا کی طرح آگے بڑھا بغیر اس کا کچھ خیال کئے کہ کس کو ڈبو رہا ہے اور بھوسے میں لگی ہوئی آگ کی طرح پھیلا بغیر اس کی پروا کئے ہوئے کہ کونسی چیزیں جلا رہا ہے۔ کہاں ہیں ہدایت کے چراغوں سے روشن ہونے والی عقلیں اور کہاں ہیں تقویٰ کے روشن مینار کی طرف دیکھنے والی آنکھیں اور کہاں ہیں اللہ کے ہو جانے والے قلُوب اور اس کی اطاعت پر جم جانے والے دِل؟ وہ تو مالِ دُنیا پر ٹوٹ پڑے ہیں اور (مال) حرام پر جھگڑ رہے ہیں۔ ان کے سامنے جنّت اور دوزخ کے جھنڈے بلند ہیں، لیکن انھوں نے جنّت سے اپنے مُنہ

موڑ لیے ہیں اور اپنے اعمال کی وجہ سے دوزخ کی طرف بڑھ نکلے ہیں۔ اللہ نے ان لوگوں کو بلایا تو یہ بھڑک اُٹھے اور پیٹھ پھرا کر چل دیئے اور شیطان نے ان کی دعوت دی تو لبیک کہتے ہوئے اس کی طرف لپک پڑے۔

خُطبہ:143

❁ دُنیا کی اہل دُنیا کے ساتھ روش اور بِدعت وسُنّت کا بیان ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے لوگو! تُم اس دُنیا میں موت کی تیر اندازیوں کا ہدف ہو (جہاں) ہر گھونٹ کے ساتھ اچھو ہے اور ہر لقمہ میں گلوگیر پھندا ہے۔ جہاں تُم ایک نعمت اس وقت تک نہیں پاتے جب تک دُوسری نعمت جُدا نہ ہو جائے اور تُم میں سے کوئی زندگی پانے والا ایک دن کی زندگی میں قدم نہیں رکھتا جب تک اس کی مُدّتِ حیات میں سے ایک دن کم نہیں ہو جاتا اور اس کے کھانے میں کسی اور رزق کا اضافہ نہیں ہوتا جب تک پہلا رزق ختم نہ ہو جائے اور جب تک ایک نقش مٹ نہ جائے دُوسرا نقش اُبھرتا نہیں اور جب تک کوئی نئی چیز کہنہ و فرسودہ نہ ہو جائے دُوسری نئی چیز حاصل نہیں ہوتی اور جب تک کٹی ہوئی فصل گر نہ جائے نئی فصل کھڑی نہیں ہوتی۔ آباؤاجداد گُزر گئے اور ہم انہی کی شاخیں ہیں، جب جڑ ہی نہ رہی تو شاخیں کہاں رہ سکتی ہیں۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

کوئی بِدعت وجُود میں نہیں آتی۔ مگر یہ کہ اس کی وجہ سے سُنّت کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ بِدعتی لوگوں سے بچو روشن طریقہ پر جمے رہو۔ پُرانی باتیں ہی اچّھی ہیں اور (دین میں) پیدا کی ہوئی نئی چیزیں بدترین ہیں۔

خُطبہ:144

❁ جب حضرت عمر نے غزوہ فارس میں شرکت کے لیے مشورہ لیا تو اس موقع پر فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب حضرت عمر ابن خطاب نے جنگِ فارس میں شریک ہونے کے لیے آپؑ سے مشورہ لیا، تو آپؑ نے فرمایا

اس امر میں کامیابی و ناکامیابی کا دارو مدار فوج کی کمی بیشی پر نہیں رہا ہے۔ یہ تو اللہ کا دین ہے جسے اس نے (سب دینوں پر) غالب رکھا

ہے اور اسی کا لشکر ہے جسے اس نے تیار کیا ہے اور اس کی ایسی نصرت کی ہے کہ وہ بڑھ کر اپنی موجودہ حد تک پہنچ گیا ہے اور پھیل کر اپنے موجودہ پھیلاؤ پر آگیا ہے اور ہم سے اللہ کا ایک وعدہ ہے اور وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور اپنے لشکر کی خود ہی مدد کرے گا۔ اُمور (سلطنت) میں حاکم کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو مُہروں میں ڈورے کی جو انہیں سمیٹ کر رکھتا ہے۔ جب ڈورا ٹوٹ جائے تو سب مُہرے بکھر جائیں گے اور پھر کبھی سمٹ نہ سکیں گے۔ آج عرب والے اگرچہ گنتی میں کم ہیں مگر اسلام کی وجہ سے وہ بہت ہیں اور اتحاد باہمی کے سبب سے (فتح) و غلبہ پانے والے ہیں، تُم اپنے مقام پر کھونٹی کی طرح جمے رہو اور عرب کا نظم و نسق برقرار رکھو اور ان ہی کو جنگ کی آگ کا مقابلہ کرنے دو۔ اس لیے کہ اگر تُم نے اس سرزمین کو چھوڑا تو عرب اطراف و جوانب سے تُم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ یہاں تک کہ تمہیں اپنے سامنے کے حالات سے زیادہ ان مقامات کی فکر ہو جائے گی جنھیں تُم اپنے پس پُشت غیر محفوظ چھوڑ کر گئے ہو۔ کل اگر عجم والے تمہیں دیکھیں گے تو (آپس میں) یہ کہیں گے کہ یہ ہے "سردارِ عرب" اگر تُم نے اس کا قلع قمع کر دیا تو آسودہ ہو جاؤ گے تو اس کی وجہ سے ان کی حرص و طمع تُم پر زیادہ ہو جائے گی۔ لیکن یہ جو تُم کہتے ہو کہ وہ لوگ مسلمانوں سے لڑنے بھڑنے کے لیے چل کھڑے ہوئے ہیں تو اللہ ان کے بڑھنے کو تُم سے زیادہ بُرا سمجھتا ہے اور وہ جسے بُرا سمجھے اس کے بدلنے (اور روکنے) پر بہت قُدرت رکھتا ہے اور ان کی تعداد کے متعلّق جو کہتے ہو (کہ وہ بہت ہیں) تو ہم سابق میں کثرت کے بل بوتے پر نہیں لڑا کرتے تھے۔ بلکہ (اللہ کی) تائید و نصرت (کے سہارے) پر۔

خُطبہ:145

❁ بعثت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی غرض و غایت اور اس زمانہ کی حالت کہ جب لوگ قرآن سے منحرف ہو جائیں گے ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ سبحانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کے بندوں کو محکم و واضح قرآن کے ذریعہ سے بتوں کی پرستش سے خُدا کی پرستش کی طرف اور شیطان کی اطاعت سے اللہ کی اطاعت کی طرف نکال لے جائیں، تا کہ بندے اپنے پروردگار سے جاہل و بے خبر رہنے کے بعد اسے جان لیں، ہٹ دھرمی اور اِنکار کے بعد اس کے وجُود کا یقین اور اقرار کریں۔ اللہ ان کے سامنے بغیر اس کے کہ اسے دیکھا ہو قدرت کی (ان نشانیوں) کی وجہ سے جلوہ طراز ہے کہ جو اس نے اپنی کتاب میں دکھائی ہیں اور اپنی سطوت و شوکت کی

(قہرمانیوں سے) نمایاں ہے کہ جن سے ڈرایا ہے اور دیکھنے کی بات یہ ہے کہ جنھیں اسے مٹانا تھا، انہیں کس طرح اس نے اپنی عقوبتوں سے مٹا دیا اور جنھیں تہس نہس کرنا تھا انہیں کیونکر اپنے عذابوں سے تہس نہس کر دیا۔ میرے بعد تُم پر ایک ایسا دَور آنے والا ہے جِس میں حق بہت پوشیدہ اور باطل بہت نمایاں ہو گا اور اللہ و رسُولؐ پر افترا پردازی کا زور ہو گا۔ اس زمانہ والوں کے نزدیک قرآن سے زیادہ کوئی بے قیمت چیز نہ ہو گی، جبکہ اسے اس طرح پیش کیا جائے جیسے پیش کرنے کا حق ہے اور اس قرآن سے زیادہ ان میں کوئی مقبول اور قیمتی چیز نہیں ہو گی۔ اس وقت جب کہ اس کی آیتوں کا بے محل استعمال کیا جائے اور نہ (ان کے) شہروں میں نیکی سے زیادہ کوئی بُرائی اور بُرائی سے زیادہ کوئی نیکی ہو گی۔ چُنانچہ قرآن کا بار اُٹھانے والے اسے پھینک کر الگ کریں گے اور حفظ کرنے والے اس کی (تعلیم) بُھلا بیٹھیں گے اور قرآن اور قرآن والے (اہلبیتؑ) بے گھر اور بے در ہوں گے اور ایک ہی راہ میں ایک دُوسرے کے ساتھی ہوں گے انہیں کوئی پناہ دینے والا نہ ہو گا۔ وہ (بظاہر) لوگوں میں ہوں گے، مگر ان سے الگ تھلگ۔ ان کے ساتھ ہوں گے، مگر بے تعلّق۔ اس لیے کہ گمراہی ہدایت سے سازگار نہیں ہو سکتی اگرچہ وہ یکجا ہوں۔ لوگوں نے تفرقہ پردازی پر تو اتفاق کر لیا ہے اور جماعت سے کٹ گئے ہیں گویا کہ وہ کتاب کے پیشوا ہیں کتاب ان کی پیشوا نہیں۔ ان کے پاس تو صرف قرآن کا نام رہ گیا ہے اور صرف اس کے خطوط و نقوش کو پہچان سکتے ہیں۔ اس آنے والے دَور سے پہلے وہ نیک بندوں کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچا چکے ہوں گے اور اللہ کے متعلّق ان کی سچّی باتوں کا نام بھی بہتان رکھ دیا ہو گا اور نیکیوں کے بدلہ میں انہیں بُری سزائیں دی ہوں گی۔ تُم سے پہلے لوگوں کی تباہی کا سبب یہ ہے کہ وہ اُمیدوں کے دامن پھیلاتے رہے اور موت کو نظروں سے اوجھل سمجھا کیے، یہاں تک کہ جب وعدہ کی ہوئی (موت) آ گئی تو ان کی معذرت کو ٹھکرا دیا گیا اور توبہ اُٹھالی گئی اور مصیبت و بلا ان پر ٹوٹ پڑی۔

اے لوگو! جو اللہ سے نصیحت چاہے اسے ہی توفیق نصیب ہوتی ہے اور جو اس کے ارشادات کو رہنما بنائے وہ سیدھے راستہ پر ہو لیتا ہے۔ اس لیے کہ اللہ کی ہمسائیگی میں رہنے والا امن و سلامتی میں ہے اور اس کا دُشمن خوف و ہراس میں۔ جو اللہ کی عظمت و جلالت کو پہچان لے اسے کسی طرح زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی عظمت کی نمائش کرے، چونکہ جو اس کی عظمت کو پہچان چکے ہیں ان کی رفعت و بلندی اسی میں ہے کہ اس کے آگے جُھک جائیں اور جو اس کی قُدرت کو جان چکے ہیں ان کی سلامتی اسی میں ہے کہ اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔ حق سے اس طرح بھڑک نہ اُٹھو جِس طرح صحیح و سالم خارش زدہ سے، یا تندرست بیمار سے، تُم ہدایت کو اس وقت تک نہ پہچان سکو گے جب تک اس کے چھوڑنے والوں کو نہ پہچان لو اور قرآن کے عہد و پیمان کے پابند نہ رہ سکو گے جب تک کہ اس کے توڑنے والے

کو نہ جان لو اور اس سے وابستہ نہیں رہ سکتے جب تک اسے دُور پھینکنے والی کی شناخت نہ کر لو۔ جو ہدایت والے ہیں انہی سے ہدایت طلب کرو، وہی علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا (دیا ہُوا) ہر حکم ان کے علم کا اور ان کی خاموشی ان کی گویائی کا پتہ دے گی اور ان کا ظاہر ان کے باطن کا آئینہ دار ہے۔ وہ نہ دین کی مخالفت کرتے ہیں، نہ اس کے بارے میں باہم اختلاف رکھتے ہیں۔ دین ان کے سامنے ایک سچا گواہ ہے اور ایک ایسا بے زبان ہے جو بول رہا ہے۔

خُطبہ:146

❀ طلحہ وزُبیر کے متعلق فرمایا ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان دونوں (طلحہ وزُبیر) میں سے ہر ایک اپنے لیے خلافت کا اُمیدوار ہے اور اسے اپنی ہی طرف موڑ کر لانا چاہتا ہے۔ نہ اپنے ساتھی کی طرف، وہ اللہ کی طرف کسی وسیلہ سے توسل نہیں ڈھونڈھتے اور نہ کوئی ذریعہ لے کر اس کی طرف بڑھنا چاہتے ہیں۔ وہ دونوں ایک دُوسرے کی طرف سے (دلوں میں کینہ) لیے ہوئے ہیں اور جلد ہی اس سلسلے میں بے نقاب ہو جائیں گے۔ خُدا کی قسم! اگر وہ اپنے اِرادوں میں کامیاب ہو جائیں تو ایک ان میں دُوسرے کو جان ہی سے مار ڈالے اور ختم کر کے ہی دم لے۔ (دیکھو!) باغی گروہ اُٹھ کھڑا ہُوا ہے۔ (اب) کہاں ہیں اجر و ثواب کے چاہنے والے؟ جبکہ حق کی راہیں مقرّر ہو چکی ہیں اور یہ خبر انہیں پہلے سے دی جا چکی ہے۔ ہر گمراہی کے لیے حیلے بہانے ہوا کرتے ہیں اور ہر پیمان شکن (دُوسروں کو) اشتباہ میں ڈالنے کے لیے کوئی نہ کوئی بات بنایا کرتا ہے۔ خُدا کی قسم! میں اس شخص کی طرح نہیں ہوں گا جو ماتم کی آواز پر کان دھرے۔ موت کی سُنائی دینے والے کی آواز سُنے اور رونے والے کے پاس (پُرسے کے لیے) بھی جائے اور پھر عبرت حاصل نہ کرے۔

خُطبہ:147

❀ موت سے کچھ قبل بطور وصیّت فرمایا ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرنے سے پہلے فرمایا

اے لوگو! ہر شخص اسی چیز کا سامنا کرنے والا ہے جس سے وہ راہِ فرار اختیار کئے ہوئے ہے اور جہاں زندگی کا سفر کھینچ کر لے جاتا ہے وہی حیات کی منزل منتہا ہے، موت سے بھاگنا اسے پالینا ہے۔ میں نے اس موت کے چُھپے ہوئے بھیدوں کی جُستجو میں کتنا ہی زمانہ گزارا مگر مشیّتِ ایزدی یہی رہی کہ اس کی (تفصیلات) بے نقاب نہ ہوں۔ اس کی منزل تک رسائی کہاں وہ تو ایک پوشیدہ علم ہے۔ تو ہاں میری وصیّت یہ ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سُنّت کو ضائع وبرباد نہ کرو۔ ان دونوں ستونوں کو قائم وبرقرار رکھو اور ان دونوں چراغوں کو روشن کئے رہو۔ جب تک منتشر وپراگندہ نہیں ہوتے تُم میں کوئی بُرائی نہیں آئے گی۔ تُم میں سے ہر شخص اپنی وُسعت بھر بوجھ اُٹھائے۔ نہ جاننے والوں کا بوجھ بھی ہلکا رکھا گیا ہے (کیونکہ) اللہ رحم کرنے والا، دین سیدھا (کہ جِس میں کوئی اُلجھاؤ نہیں) اور پیغمبر عالِم ودانا ہے۔ میں کل تمہارا ساتھی تھا اور آج تمہارے لیے عبرت بنا ہُوا ہوں اور کل تُم سے چُھوٹ جاؤں گا۔ خُدا مجھے اور تمہیں مغفرت عطا کرے۔ اگر اس پھسلنے کی جگہ پر قدم جمے رہے تو خیر اور اگر قدموں کا جماؤ اُکھڑ گیا تو ہم نے انہی (گھنی) شاخوں کی چھاؤں، ہَوا کی گُزرگاہوں اور چھائے ہوئے ابر کے سایوں میں تھے (لیکن) اس کے تہ بہ تہ جمے ہوئے پلکے چھٹ گئے اور ہوا کے نشانات مِٹ مٹا گئے۔ میں تمہارا ہمسایہ تھا کہ میرا جسم چند دن تمہارے پڑوس میں رہا اور میرے مرنے کے بعد مجھے جسدِ بے رُوح پاؤ گے کہ جو حرکت کرنے کے بعد تھم گیا اور بولنے کے بعد خاموش ہو گیا تاکہ میرا یہ سکون اور ٹھہراؤ اور آنکھوں کا مندھ جانا اور ہاتھ پیروں کا بے حس وحرکت ہو جانا تمہیں پند ونصیحت کرے۔ کیونکہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے یہ (منظر) بلیغ کلموں اور کان میں پڑنے والی باتوں سے زیادہ موعظت وعبرت دلانے والا ہوتا ہے۔ میں تُم سے اس طرح رخصت ہو رہا ہوں جیسے کوئی شخص (کسی کی) ملاقات کے لیے چشم براہ ہو۔ کل تُم میرے اس دَور کو یاد کرو گے اور میری نیتیں کُھل کر تمہارے سامنے آجائیں گی اور میری جگہ کے خالی ہونے اور دُوسروں کے اس مقام پر آنے سے تمہیں میری قدر ومنزلت کی پہچان ہوگی۔

خُطبہ:148

✿ حضرت حُجّت علیہ السّلام کی غیبت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد لوگوں کی حالت کا تذکرہ ✿

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(وہ لوگ) گمراہی کے راستوں پر لگ کر اور ہدایت کی راہوں کو چھوڑ کر (افراط وتفریط کے) دائیں بائیں راستوں پر ہو لیے ہیں۔ جو بات

کہ ہو کر رہنے والی اور محل انتظار میں ہو اس کے لیے جلدی نہ مچاؤ اور جسے "کل" اپنے ساتھ لیے آرہا ہے اس کی دُوری محسوس کرتے ہوئے ناگواری ظاہر نہ کرو۔ بہتیرے لوگ ہیں کہ جو کسی چیز کے لیے جلدی مچاتے ہیں اور جب اسے پالیتے ہیں تو پھر یہ چاہنے لگتے ہیں کہ اسے نہ ہی پاتے تو اچھا تھا "آج" آنے والے "کل" کے اُجالوں سے کتنا قریب ہے۔ اے میری قوم! یہی تو وعدہ کی ہوئی چیزوں کے آنے اور ان فتنوں کے نمایاں ہو کر قریب ہونے کا زمانہ ہے کہ جن سے ابھی تم آگاہ نہیں ہو۔ دیکھو! ہم (اہلبیّت) میں سے جو (ان فتنوں کا دَور) پائے گا، وہ اس میں (ہدایت کا) چراغ لے کر بڑھے گا اور نیک لوگوں کی راہ و روش پر قدم اُٹھائے گا تا کہ بندھی ہوئی گِرہوں کو کھولے اور بندوں کو آزاد کرے اور حسبِ ضرورت جُڑے ہوئے کو توڑے اور ٹوٹے ہوئے کو جوڑے، وہ لوگوں کی (نگاہوں سے) پوشیدہ ہو گا۔ کھوج لگانے والے پیہم نظریں جمانے کے باوجود بھی اس کے نقشِ قدم کو نہ دیکھ سکیں گے۔ اس وقت ایک قوم کو (حق کی سان پر) اس طرح تیز کیا جائے گا جِس طرح لوہار تلوار کی باڑ تیز کرتا ہے۔ قرآن سے ان کی آنکھوں میں جِلا پیدا کی جائے گی اور اس کے مطالب ان کے کانوں میں پڑتے رہیں گے اور حکمت کے چھلکتے ہوئے ساغر انہیں صبح و شام پلائے جائیں گے۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

ان کی (گمراہیوں کا) زمانہ بڑھتا ہی رہا، تا کہ وہ اپنی رسوائیوں کی تکمیل اور سختیوں کا استحقاق پیدا کرلیں۔ یہاں تک کہ جب وہ مُدّت ختم ہونے کے قریب آگئی اور ایک (فتنہ انگیز) جماعت فتنوں کا سہارا لے کر بڑھی اور جنگ کی تخم پاشیوں کے لیے کھڑی ہو گئی تو اس وقت ایمان لانے والے اپنے صبر و شکیب سے اللہ پر احسان نہیں جتاتے تھے اور نہ حق کی راہ میں جان دینا کوئی بڑا کارنامہ سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ جب حکم قضا نے مصیبت کا زمانہ ختم کر دیا تو انھوں نے بصیرت کے ساتھ تلواریں اُٹھالیں اور اپنے ہادی کے حکم سے اپنے رَب کے احکام کی اطاعت کرنے لگے اور جب اللہ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دُنیا سے اُٹھالیا تو ایک گروہ اُلٹے پاؤں پلٹ گیا اور گمراہی کی راہوں نے اسے تباہ و برباد کر دیا اور وہ اپنے غلط سلط عقیدوں پر بھروسا کر بیٹھا (قریبوں کو چھوڑ کر) بیگانوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے لگا اور جن (ہدایت کے) وسیلوں سے اسے مودّت کا حکم دیا گیا تھا انہیں چھوڑ بیٹھا اور (خلافت کو) اس کی مضبُوط بنیادوں سے ہٹا کر وہاں نصب کر دیا، جو اس کی جگہ نہ تھی، یہی تو گُناہوں کے مخزن اور گمراہی میں بھٹکنے والوں کا دروازہ ہیں۔ وہ حیرت و پریشانی میں سرگرداں اور آلِ فرعون کی طرح گمراہی کے نشہ میں مدہوش پڑے تھے۔ کچھ تو آخرت سے کٹ کر دُنیا کی طرف متوجّہ تھے اور کچھ حق سے مُنہ موڑ کر دین چھوڑ چکے تھے۔

خُطبہ:149

❀ فتنوں میں لوگوں کی حالت اور ظلم اور اکل حرام سے اجتناب کی نصیحت ❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں اور ان چیزوں کے لیے اس سے مدد مانگتا ہوں کہ جو شیطان کو راندہ اور دُور کرنے والی اور اس کے پھندوں اور ہتھکنڈوں سے اپنی پناہ میں رکھنے والی ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے عبد و رسُولؐ اور منتخب و برگزیدہ ہیں۔ نہ ان کے فضل و کمال کی برابری اور نہ ان کے اُٹھ جانے کی تلافی ہو سکتی ہے۔ تاریک گمراہیوں اور بھرپُور جہالتوں اور سخت و دُرشت (خصلتوں) کے بعد شہروں (کے شہر) ان کی وجہ سے روشن و منوّر ہو گئے، جبکہ لوگ حلال کو حرام اور مرد زیرک و دانا کو ذلیل سمجھتے تھے۔ نبیوں سے خالی زمانہ میں جیتے تھے اور گمراہی کی حالت میں مر جاتے تھے۔ پھر یہ کہ اے گروہ عرب! تُم ایسی ابتلاؤں کا نشانہ بننے والے ہو کہ جو قریب پہنچ چکی ہیں عیش و تنعّم کی بدمستیوں سے بچو اور عذاب کی تباہ کاریوں سے ڈرو۔ شبہات کے دھندلکوں اور فتنہ کی کجرویوں میں اپنے قدموں کو روک لو جبکہ اس کا چھپا ہوا خدشہ سر اُٹھائے اور مخفی اندیشہ سامنے آجائے اور اس کا کھونٹا مضبُوط ہو جائے۔ فتنے ہمیشہ چُھپے ہوئے راستوں سے ظاہر ہُوا کرتے ہیں اور انجام کار ان کی کھلم کُھلا بُرائیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور ان کی اُٹھان ایسی ہوتی ہے جیسے نوخیز بچے کی اور ان کے نشانات ایسے ہوتے ہیں جیسے پتّھر (کی چوٹوں) کے۔ ظالم آپس کے عہد و پیمان سے اس کے وارث ہوتے چلے آتے ہیں۔ اگلا پچھلے کا رہنما اور پچھلا اگلے کا پیرو ہوتا ہے۔ وہ اسی رذیل دُنیا پر مر مٹتے ہیں اور اس سڑے ہوئے مُردار پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ جلد ہی پیرو کار اپنے پیشرو رہنماؤں سے اظہار بیزاری کریں گے اور ایک دُوسرے کی دُشمنی کے ساتھ علیٰحدگی اختیار کر لیں گے اور سامنے ہونے پر ایک دُوسرے کو لعنت کریں گے۔ اس دور کے بعد ایک فتنہ ایسا آئے گا جو امن و سلامتی کو تہ و بالا کرنے والا اور تباہی مچانے والا اور خلق خُدا پر سختی کے ساتھ حملہ آور ہو گا، تو بہت سے دل ٹھہراؤ کے بعد ڈانوڈول اور بہت سے لوگ (ایمان کی) سلامتی کے بعد گمراہ ہو جائیں گے۔ اس کے حملہ آور ہونے کے وقت خواہشیں بٹ جائیں گی اور اس کے اُبھرنے کے وقت رائیں مشتبہ ہو جائیں گی۔ جو اس فتنہ کی طرف جُھک کر دیکھے گا وہ اسے تباہ کر دے گا اور جو اس میں سعی و کوشش کرے گا اسے جڑ بنیاد سے اُکھیڑ دے گا اور آپس میں ایک دُوسرے کو اس طرح کاٹنے لگیں گے جِس طرح وحشی گدھے اپنی بھیڑ میں ایک دُوسرے کو دانتوں سے کاٹتے ہیں۔ اسلام کی بٹی ہوئی رسی کے بل کھل جائیں گے۔ صحیح طریق کار چُھپ جائے گا۔ حکمت کا پانی خشک ہو جائے گا اور ظالموں کی

زبان کُھل جائے گی۔ وہ فتنہ بادیہ نشینوں کو اپنے ہتھوڑوں سے کچل دے گا اور اپنے سینہ سے ریزہ ریزہ کر دے گا۔ اس کے گرد و غبار میں اکیلے دُکیلے تباہ و برباد ہو جائیں گے اور سوار اس کی راہوں میں ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ حکم الٰہی کی تلخیاں لے کر آئے گا اور (دُودھ کے بجائے) خالص خُون دوہے گا۔ دین کے میناروں کو ڈھا دے گا اور یقین کے اصولوں کو توڑ دے گا۔ عقلمند اس سے بھاگیں گے اور شر پسند اس کے کرتا دھرتا ہونگے وہ گرجنے اور چمکنے والا ہو گا۔ اور پُورے زوروں کے ساتھ سامنے آئے گا۔ سب رشتے ناطے اس میں توڑ دیئے جائیں گے اور اسلام سے علیحدگی اختیار کر لی جائے گی۔ اس سے الگ تھلگ رہنے والا بھی اس میں مبتلا ہو جائے گا اور اس سے نکل بھاگنے والا بھی اپنے قدم اس سے باہر نہ نکال سکے گا۔

✍ اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے، جِس میں ایمان والوں کی حالت کا ذکر ہے ✍

کچھ تو ان میں سے شہید ہوں گے کہ جن کا بدلہ نہ لیا جاسکے گا اور کچھ خوف زدہ ہوں گے جو اپنے لیے پناہ ڈھونڈتے پھریں گے۔ انھیں قسموں اور (ظاہری) ایمان کی فریب کاریوں سے دھوکا دیا جائے گا۔ تُم فتنوں کی طرف راہ دکھانے والے نشان اور بدعتوں کے سربراہ نہ بنو، تُم (ایمان والی) جماعت کے اصولوں اور ان کی عبادت و اطاعت کے طور طریقوں پر جمے رہو۔ اللہ کے پاس مظلوم بن کر جاؤ ظالم بن کر نہ جاؤ۔ شیطان کی راہوں اور تمرد و سرکشی کے مقاموں سے بچو۔ اپنے پیٹ میں حرام کے لقمے نہ ڈالو، اس لیے کہ تُم اس کی نظروں کے سامنے ہو جِس نے معصیّت اور خطا کو تمہارے لیے حرام کیا ہے اور اطاعت کی راہیں آسان کر دی ہیں۔

خُطبہ:150

✿ خُداوندِ عالم کی عظمت و جلالت کا تذکرہ اور یہ کہ امام پر نجات کا انحصار ہے ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے کہ جو خلق (کائنات سے) اپنے وجود کا اور پیدا شُدہ مخلوقات سے اپنے قدیم وازلی ہونے کا اور ان کی باہمی شباہت سے اپنے بے نظیر ہونے کا پتہ دینے والا ہے۔ نہ حواس اسے چُھو سکتے ہیں اور نہ پردے اسے چُھپا سکتے ہیں۔ چونکہ بنانے والے اور بننے والے، گھیرنے والے اور گھرنے والے، پالنے والے اور پرورش پانے والے میں فرق ہوتا ہے۔ وہ ایک ہے لیکن نہ ویسا کہ جو شمار میں آئے، وہ پیدا کرنے والا ہے لیکن نہ اس معنی سے کہ اسے حرکت کرنا اور تعب اُٹھانا پڑے، وہ سُننے والا ہے لیکن نہ کسی عضو

کے ذریعہ سے اور دیکھنے والا ہے لیکن نہ اس طرح کہ آنکھیں پھیلائے۔ وہ حاضر ہے لیکن نہ اس طرح کہ چُھوا جا سکے، وہ جُدا ہے نہ اس طرح کی بیچ میں فاصلہ کی دُوری ہو۔ وہ ظاہر بظاہر ہے مگر آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا، وہ ذاتاً پوشیدہ ہے نہ لطافت جسمانی کی بنا پر، وہ سب چیزوں سے اس لیے علٰیحدہ ہے کہ وہ ان پر چھایا ہُوا ہے اور ان پر اقتدار رکھتا ہے اور تمام چیزیں اس لیے اس سے جُدا ہیں کہ وہ اس کے سامنے جُھکی ہوئی اور اس کی طرف پلٹنے والی ہیں۔ جِس نے (ذات کے علاوہ) اس کے لیے صفات تجویز کیئے اس نے اس کی حد بندی کر دی اور جِس نے اسے محدود خیال کیا وہ اسے شمار میں آنے والی چیزوں کی قطار میں لے آیا اور جِس نے اسے شمار کے قابل سمجھ لیا اس نے اس کی قدامت ہی سے اِنکار کر دیا اور جِس نے یہ کہا کہ وہ کیسا ہے، وہ اس کے لیے (الگ سے) صفتیں ڈھونڈھنے لگا اور جِس نے یہ کہا کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے اسے کسی جگہ میں محدود سمجھ لیا۔ وہ اس وقت بھی عالم تھا جبکہ معلوم کا وجود نہ تھا اور اس وقت بھی رَب تھا جبکہ پرورش پانے والے نہ تھے اور اس وقت بھی قادر تھا، جبکہ یہ زیرِ قدرت آنے والی مخلوق نہ تھی۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

اُبھرنے والا اُبھر آیا۔ چمکنے والا چمک اُٹھا اور ظاہر ہونے والا ظاہر ہُوا۔ ٹیڑھے معاملے سیدھے ہو گئے۔ اللہ نے جماعت کو جماعت سے اور زمانہ کو زمانہ سے بدل دیا ہے۔ ہم اس انقلاب کے اس طرح منتظر تھے جِس طرح قحط زدہ بارش کا، بِلاشُبہ آئمہ اللہ کے ٹھہرائے ہوئے حاکم ہیں اور اس کو بندوں سے پہچنوانے والے ہیں۔ جنّت میں وہی جائے گا جسے ان کی معرفت ہو اور وہ بھی اسے پہچانیں اور دوزخ میں وہی ڈالا جائے گا جو نہ انہیں پہچانے اور نہ وہ اسے پہچانیں۔ اللہ نے تمہیں اسلام کے لیے مخصوص کر لیا ہے اور اس کے لیے تمہیں چھانٹ لیا ہے اور یہ اس طرح کہ اسلام سلامتی کا نام اور عزتِ انسانی کا سرمایہ ہے۔ اس کی راہ کو اللہ نے تمہارے لیے چُن لیا ہے اور اس کے کُھلے ہوئے احکام اور چھپی ہوئی حکمتوں سے اس کے دلائل واضح کر دیئے ہیں۔ نہ اس کے عجائبات مٹنے والے ہیں اور نہ اس کے لطائف ختم ہونے والے ہیں۔ اسی میں نعمتوں کی بارشیں اور تاریکیوں کے چراغ ہیں۔ اسی کی کنجیوں سے نیکیوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اسی کے چراغوں سے تیرگیوں کا دامن چاک کیا جاتا ہے۔ خُدا نے اس کے ممنوعہ مقامات سے روکا ہے اور اس کی چراگاہوں میں چرنے کی اجازت دی ہے۔ شِفا چاہنے والے کے لیے اس میں شِفا اور بے نیازی چاہنے والے کے لیے اس میں بے نیازی ہے۔

خُطبہ:151

❁غفلت شعاروں کی حالت اور چوپاؤں، درندوں اور عورتوں کے عادات وخصائل❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسے اللہ کی طرف سے مہلت ملی ہے۔وہ غفلت شعاروں کے ساتھ (تباہیوں میں) گِرتا ہے بغیر سیدھی راہ اختیار کئے اور بغیر کسی ہادی ورہبر کے ساتھ دیئے صبح سویرے ہی گنہگاروں کے ساتھ ہو لیتا ہے۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

آخر کار جب اللہ ان کے گُناہوں کا نتیجہ ان کے سامنے لائے گا اور غفلت کے پردوں سے انہیں نکال باہر کرے گا تو پھر اس چیز کی طرف بڑھیں گے جسے پیٹھ دکھاتے تھے اور اس شے سے پیٹھ پھرائیں گے جِس کی طرف ان کا رُخ رہتا تھا۔انھوں نے اپنے مطلُوبہ سروسامان کو پاکر اور خواہشوں کو پُورا کر کے کچھ بھی تو فائدہ حاصل نہ کیا۔میں تمہیں اور خود اپنے کو اس مرحلہ سے متنبّہ کرتا ہوں۔اِنسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے نفس سے فائدہ اُٹھائے اس لیے کہ آنکھوں والا وہ ہے جو سُنے تو غور کرے اور نظر اُٹھائے تو حقیقتوں کو دیکھ لے اور عبرتوں سے فائدہ اُٹھائے۔پھر واضح راستہ اختیار کرے جِس کے بعد گڑھوں میں گِرنے اور شُبہات میں بھٹک جانے سے بچتا رہے اور حق سے بے راہ ہونے اور بات میں ردّوبدل کرنے اور سچّائی میں خوف کھانے سے گمراہوں کی مدد کر کے زیاں کار نہ بنے۔اے سُننے والو!اپنی سرمستیوں سے ہوش میں آؤ،غفلت سے آنکھیں کھولو۔اس دُنیا کی دوڑ دُھوپ کو کم کرو اور جو باتیں نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زبان (مُبارک) سے پہنچی ہیں ان میں اچھی طرح غوروفِکر کرو کہ ان سے نہ کوئی چارہ ہے اور نہ کوئی گریز کی راہ،جو ان کی خلاف ورزی کرے تُم اس سے دُوسری طرف رُخ پھیر لو اور اسے چھوڑو کہ وہ اپنے نفس کی مرضی پر چلتا رہے۔فخر کے پاس نہ جاؤ اور بڑائی (کے سر) کو نیچا کرو،اپنی قبر کو یاد رکھو کہ تمہارا راستہ وہی ہے اور جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے،جو بوؤ گے وہی کاٹو گے،جو آج آگے بھیجو گے وہی کل پالو گے،آگے کے لیے کچھ مہیّا کرو اور اس دن کے لیے سروسامان تیار رکھو۔

اے سُننے والو!ڈرو،ڈرو اور اے غفلت کرنے والو!کوشش کرو،کوشش کرو،تمہیں خبر رکھنے والا جو بتائے گا وہ دُوسرا نہیں بتا سکتا۔قرآنِ حکیم میں اللہ کے ان اٹل اصول میں سے کہ جن پر وہ جزاوسزا دیتا ہے اور راضی وناراض ہوتا ہے یہ چیز ہے کہ کسی بندے کو چاہے وہ جو کچھ جتن کر ڈالے دُنیا سے نکل کر اللہ کی بارگاہ میں جانا ذرا فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔جبکہ وہ ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت

سے توبہ کئے بغیر مر جائے۔ایک یہ کہ فرائض عبادت میں کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا ہو، یا کسی کو ہلاک کر کے اپنے غضب کو ٹھنڈا کیا ہو، یا دُوسرے کے کئے پر عیب لگایا ہو، یا دین میں بدعتیں ڈال کر لوگوں سے اپنا مقصد پُورا کیا ہو، یا لوگوں سے دوزخی چال چلتا ہو، یا دو زبانوں سے لوگوں سے گفتگو کرتا ہو۔ اس بات کو سمجھو اس لیے کہ ایک نظیر دُوسری نظیر کی دلیل ہُوا کرتی ہے۔

بِلاشُبہہ چوپاؤں کا مقصد پیٹ (بھرنا) اور درندوں کا مقصد دُوسروں پر حملہ آور ہونا اور عورتوں کا مقصد اس پست دُنیا کو بنانا سنوارنا اور فتنے اُٹھانا ہی ہوتا ہے۔ مومن وہ ہیں جو تکبُّر و غرور سے دُور ہوں، مومن وہ ہیں جو خائف و ترسان ہوں، مومن وہ ہیں جو ہراساں ہوں۔

خُطبہ:152

✿ اہل بیت علیہمُ السّلام کی توصیف، علم و عمل کا تلازم اور اعمال کا ثمرہ ✿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقلمند دل کی آنکھوں سے اپنا مالِ کار دیکھتا ہے اور اپنی اُونچ نیچ (اچھی بُری راہوں) کو پہچانتا ہے۔ دعوت دینے والے نے پُکارا اور نگہداشت کرنے والے نے نگہداشت کی، بلانے والے کی آواز پر لبیک کہو اور نگہداشت کرنے والے کی پیروی کرو۔کچھ لوگ فتنوں کے دریاؤں میں اُترے ہوئے ہیں اور سُنّتوں کو چھوڑ کر بِدعتوں میں پڑ چُکے ہیں۔ ایمان والے دبکے پڑے ہیں اور گمراہوں اور جھٹلانے والوں کی زبانیں کھلی ہوئی ہیں۔ ہم قریبی تعلّق رکھنے والے اور خاص ساتھی اور خزانہ دار اور دروازے ہیں اور گھروں میں دروازوں ہی سے آیا جاتا ہے اور جو دروازوں کو چھوڑ کر کسی اور طرف سے آئے اس کا نام چور ہوتا ہے۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

(آلِ محمدؐ) انہی کے بارے میں قرآن کی نفیس آیتیں اُتری ہیں اور وہ اللہ کے خزینے ہیں، اگر بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں اور اگر خاموش رہتے ہیں تو کسی کو بات میں پہل کا حق نہیں۔ پیشرو کو اپنے قوم قبیلے سے (ہر بات) سچ سچ بیان کرنا چاہیئے اور اپنی عقل کو گم نہ ہونے دے اور اہل آخرت میں سے بنے اس لیے کہ وہ اُدھر ہی سے آیا ہے اور اُدھر ہی اسے پلٹ کر جانا ہے۔ دل (کی آنکھوں) سے دیکھنے والے اور بصیرت کے ساتھ عمل کرنے والے کے عمل کی اِبتدا یُوں ہوتی ہے کہ وہ (پہلے) یہ جان لیتا ہے کہ یہ عمل اس کے لیے فائدہ مند ہے یا نقصان رساں، اگر مفید ہوتا ہے تو آگے بڑھتا ہے، مُضر ہوتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے، اس لیے کہ بے جانے بُوجھے ہوئے بڑھنے والا ایسا ہے

جیسے کوئی غلط راستے پر چل نکلے تو جتنا وہ اس راہ پر بڑھتا جائے گا اتنا ہی مقصد سے دُور ہوتا جائے گا اور علم کی (روشنی میں) عمل کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی روشن راہ پر چل رہا ہو (تو اب) دیکھنے والے کو چاہیئے کہ وہ دیکھے کہ آگے کی طرف بڑھ رہا ہے یا پیچھے کی طرف پلٹ رہا ہے۔ تمہیں جاننا چاہیئے کہ ہر ظاہر کا ویسا ہی باطن ہوتا ہے، جِس کا ظاہر اچھا ہوتا ہے اس کا باطن بھی اچھا ہوتا ہے۔ جِس کا ظاہر بُرا ہوتا ہے اس کا باطن بھی بُرا ہوتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے جیسا رسُولِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ اللہ ایک بندے کو (ایمان کی وجہ سے) دوست رکھتا ہے اور اس کے عمل کو بُرا سمجھتا ہے اور (کہیں) عمل کو دوست رکھتا ہے اور عمل کرنے والے کی ذات سے نفرت کرتا ہے۔ دیکھو ہر عمل ایک اُگنے والا سبزہ ہے اور سبزہ کے لیے پانی کا ہونا ضروری ہے اور پانی مختلف قِسم کا ہوتا ہے جہاں پانی اچھا دیا جائے گا وہاں پر کھیتی بھی اچھی ہوگی اور اس کا پھل بھی میٹھا ہوگا اور جہاں پانی بُرا دیا جائے گا وہاں کھیتی بھی بُری ہوگی اور پھل بھی کڑوا ہوگا۔

خُطبہ:153

✿چمگادڑ کی عجیب و غریب خلقت کے بارے میں فرمایا✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِس میں چمگادڑ کی عجیب و غریب خلقت کا ذکر فرمایا ہے

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جِس کی معرفت کی حقیقت ظاہر کرنے سے اوصاف عاجز ہیں اور اس کی عظمت و بلندی نے عقلوں کو روک دیا ہے جِس سے وہ اس کی سرحد فرمانروائی تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں پاتیں۔ وہ اللہ اقتدار کا مالک ہے اور (سراپا) حق اور (حق کا) ظاہر کرنے والا ہے وہ ان چیزوں سے بھی زیادہ (اپنے مقام پر) ثابت و آشکار ہے کہ جنھیں آنکھیں دیکھتی ہیں، عقلیں اس کی حدبندی کر کے اس تک نہیں پہنچ سکتیں کہ وہ دُوسروں سے مشابہہ ہو جائے اور نہ ہم اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کسی چیز کے مانند ہو جائے۔ اس نے بغیر کسی نمونہ و مثال کے اور بغیر کسی مشیر کار کے مشورہ کے اور بغیر کسی معاون کی امداد کے مخلوقات کو پیدا کیا۔ اس کے حکم سے مخلوق اپنے کمال کو پہنچ گئی اور اس کی اطاعت کے لیے جُھک گئی اور بِلا توقف لبیک کہی اور بغیر کسی نزاع و مزاحمت کے اس کی مطیع ہو گئی۔ اس کی صنعت کی لطافتوں اور خلقت کی عجیب و غریب کار فرمائیوں میں کیا کیا گہری حکمتیں ہیں کہ جو اس نے ہمیں چمگادڑوں کے اندر دکھائی ہیں کہ جن کی آنکھوں کو (دن کا) اُجالا سکیڑ دیتا ہے۔ حالانکہ وہ تمام آنکھوں میں (روشنی) پھیلانے والا ہے اور اندھیرا ان کی آنکھوں کو

کھول دیتا ہے۔ حالانکہ وہ ہر زندہ شے کی آنکھوں پر نقاب ڈالنے والا ہے اور کیونکر چمکتے ہوئے سورج میں ان کی آنکھیں چُندھیا جاتی ہیں کہ وہ اس کی نُور پاش شعاعوں سے مدد لے کر اپنے راستوں پر آجا سکیں اور نُورِ آفتاب کے پھیلاؤ میں اپنی جانی پہچانی ہوئی چیزوں تک پہنچ سکیں۔ اس نے تو اپنی ضُوپاشیوں کی تابش سے انھیں نُور کی تجلّیوں میں بڑھنے سے روک دیا ہے اور ان کے پوشیدہ ٹھکانوں میں انھیں چُھپا دیا ہے کہ وہ اس کی روشنی کے اُجالوں میں آسکیں دن کے وقت تو وہ اس طرح ہوتی ہیں کہ ان کی پلکیں جھلک کر آنکھوں پر لٹک آتی ہیں اور تاریکی شب کو اپنا چراغ بنا کر رزق کے ڈھونڈنے میں اس سے مدد لیتی ہیں، رات کی تاریکیاں ان کی آنکھوں کو دیکھنے سے نہیں روکتیں اور نہ اس کی گھٹاٹوپ اندھیاریاں راہ پیمائیوں سے باز رکھتی ہیں۔ مگر جب آفتاب اپنے چہرے سے نقاب ہٹاتا ہے اور دن کے اُجالے اُبھر آتے ہیں اور سُورج کی کِرنیں سوسمار کے سُوراخ کے اندر تک پہنچ جاتی ہیں۔ تو وہ اپنی پلکوں کو آنکھوں پر جُھکا لیتی ہیں اور رات کی تیرگیوں میں جو معاش حاصل کی ہے اسی پر اپنا وقت پورا کر لیتی ہیں۔

سبحان اللہ! کہ جِس نے رات ان کے کسبِ معاش کے لیے اور دن آرام وسکون کے لیے بنایا ہے اور ان کے گوشت ہی سے ان کے پَر بنائے ہیں اور جب اُڑنے کی ضرورت ہوتی ہے تو انہی پَروں سے اُونچی ہوتی ہیں گویا کہ وہ کانوں کی لویں ہیں کہ نہ ان میں پَر و بال ہیں اور نہ کریاں، مگر تُم ان کی رگوں کی جگہ کو دیکھو گے کہ اس کے نشان ظاہر ہیں اور اس میں دو پَر سے لگے ہوئے ہیں کہ جو نہ اتنے باریک ہیں کہ پھٹ جائیں اور نہ اتنے موٹے ہیں کہ بوجھل ہو جائیں (کہ اُڑا نہ جاسکے) وہ اُڑتی ہیں تو بچے ان سے چمٹے رہتے ہیں، جب وہ نیچے کی طرف جھکتی ہیں تو بچے بھی جھک پڑتے ہیں اور جب وہ اونچی ہوتی ہیں تو بچے بھی اونچے ہو جاتے ہیں اور اس وقت تک الگ نہیں ہوتے جب تک ان کے اعضاء میں مضبوطی نہ آجائے اور بلند ہونے کے لیے ان کے پَر (ان کا بوجھ) اُٹھانے کے قابل نہ ہو جائیں، وہ اپنی زندگی کی راہوں اور اپنی مصلحتوں کو پہچاننے ہیں۔ پاک ہے وہ خُدا کہ جِس نے بغیر کسی نمونہ کے کہ جو اس سے پہلے کسی نے بنایا ہو، ان تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔

خُطبہ:154

❁ حضرت عائشہ کے عناد کی کیفیت اور فتنوں کی حالت ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِس میں بصرہ کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں فتنوں سے آگاہ کیا ہے

جو شخص ان (فتنہ انگیزیوں) کے وقت اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت پر ٹھہرائے رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اسے ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ اگر تُم میری اطاعت کروگے تو میں اِنشاء اللہ تمہیں جنّت کی راہ پر لگادوں گا۔ اگرچہ وہ راستہ کٹھن، دشواریوں اور تلخ مزوں کو لیے ہوئے ہے۔ رہیں فلاں تو ان میں عورتوں والی کم عقلی آگئی ہے اور لوہار کے کڑھاؤ کی طرح کینہ و عناد اس کے سینہ میں جوش مار رہا ہے اور جو سلوک مجھ سے کررہی ہیں اگر میرے سوا کسی دُوسرے سے ویسے سلوک کو ان سے کہا جاتا تو وہ نہ کرتیں۔ ان سب چیزوں کے بعد بھی ہمیں ان کی سابقہ حُرمت کا لحاظ ہے ان کا حساب و کتاب اللہ کے ذمّہ ہے۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

ایمان کی راہ سب راہوں سے واضح اور سب چراغوں سے زیادہ نورانی ہے ایمان سے نیکیوں پر استدلال کیا جاتا ہے اور نیکیوں سے ایمان پر دلیل لائی جاتی ہے، ایمان سے علم کی دُنیا آباد ہوتی ہے اور علم کی بدولت موت سے ڈرا جاتا ہے اور موت سے دُنیا کے سارے جھنجٹ ختم ہو جاتے ہیں اور دُنیا سے آخرت حاصل کی جاتی ہے مخلوقات کے لیے قیامت سے ادھر کوئی منزل نہیں۔ وہ اسی کے میدان میں اِنتہا کی حد تک پہنچنے کے لیے دوڑ لگانے والی ہے۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

وہ اپنی قبروں کے ٹھکانوں سے اُٹھ کھڑے ہُوئے اور اپنی آخرت کے ٹھکانوں کی طرف پلٹ پڑے، ہر گھر کے لیے اس کے اہل ہیں کہ نہ وہ اسے تبدیل کرسکیں گے اور نہ اس سے منتقل ہو سکیں گے نیکیوں کا حکم دینا اور بُرائیوں سے روکنا ایسے دو کام ہیں جو اخلاقِ خداوندی میں سے ہیں۔ نہ ان کی وجہ سے موت قبل از وقت آسکتی ہے اور نہ جو رزق مقرّر ہے اس میں کوئی کمی ہو سکتی ہے۔ تمہیں کتابِ خُدا پر عمل کرنا چاہیئے اس لیے کہ وہ ایک مضبُوط رسی روشن و واضح نُور، نفع بخش شِفا، پیاس بجھانے والی سیر ابی، تمسّک کرنے والے کے لیے سامانِ حفاظت اور وابستہ رہنے والے کے لیے نجات ہے۔ اس میں کجی نہیں آتی کہ اسے سیدھا کیا جائے، نہ حق سے الگ ہوتی ہے کہ اس کا رُخ موڑا جائے۔ کثرت سے دُھرایا جانا اور (بار بار) کانوں میں پڑنا اسے پُرانا نہیں کرتا، جو اس کے مطابق کہے وہ سچّا ہے اور جو اس پر عمل کرے وہ سبقت لے جانے والا ہے۔

(اِسی اثنا میں) ایک شخص کھڑا ہُوا اور اس نے کہا کہ: ہمیں فتنہ کے بارے میں کچھ بتایئے اور کیا آپ نے اس کے متعلّق رسُول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلّم سے دریافت کیا تھا؟ آپؑ نے فرمایا کہ: ہاں جب اللہ نے یہ آیت اُتاری کہ "کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کے اتنا کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے گا اور وہ فتنوں سے دوچار نہیں ہوں گے "تو میں سمجھ گیا کہ فتنہ ہم پر تو نہیں آئے گا جبکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمارے درمیان موجُود ہیں، چنانچہ میں نے کہا: یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! یہ فتنہ کیا ہے کہ جِس کی اللہ نے آپ کو خبر دی ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ: اے علی! میرے بعد میری اُمّت جلدی فتنوں میں پڑ جائے گی۔ تو میں نے کہا: یارسُولؐ اللہ! اُحد کے دن جب شہید ہونے والے مسلمان شہید ہو چکے تھے اور شہادت مُجھ سے روک لی گئی اور یہ مجھ پر گراں گزرا تھا تو آپ نے مجھ سے نہیں فرمایا تھا کہ: تمھیں بشارت ہو کہ شہادت تمھیں پیش آنے والی ہے اور یہ بھی فرمایا تھا کہ: یہ یُونہی ہو کر رہے گا (یہ کہو) کہ اس وقت تمہارے صبر کی کیا حالت ہو گی تو میں نے کہا تھا کہ: یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! یہ صبر کا کوئی موقع نہیں ہے، یہ تو (میرے لیے) مُژدہ اور شکر کا مقام ہو گا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ: یاعلی! حقیقت یہ ہے کہ لوگ میرے بعد مال ودولت کی وجہ سے فتنوں میں پڑ جائیں گے اور دین اختیار کر لینے سے اللہ پر احسان جتائیں گے۔ اس کی رحمت کی آرزوئیں تو کریں گے لیکن اس کے قہروغلبہ (کی گرفت) سے بے خوف ہو جائیں گے کہ جُھوٹ موٹ کے شبہُوں اور غافل کر دینے والی خواہشوں کی وجہ سے حلال کو حرام کر لیں گے، شراب کو انگور و خرما کا پانی کہہ کر اور رشوت کا نام ہدیہ رکھ کر اور سُود کو خریدو فروخت قرار دے کر جائز سمجھ لیں گے (پھر) میں نے کہا کہ: یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! میں انھیں اس موقع پر کس مرتبہ پر سمجھوں؟ اس مرتبہ پر کہ وہ مرتد ہو گئے ہیں یا اس مرتبہ پر کہ وہ فتنہ میں مبتلا ہیں تو آپؑ نے فرمایا کہ: فتنہ کے مرتبہ پر۔

خُطبہ:155

❁ دُنیا کی بے ثباتی، پندوموعظت اور اعضاوجوارح کی شہادت ❁

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جِس نے حمد کو اپنے ذکر کا اِفتتاحیہ، اپنے فضل و احسان کے بڑھانے کا ذریعہ اور اپنی نعمتوں اور عظمتوں کا دلیل راہ قرار دیا ہے۔ اے اللہ کے بندو! باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ بھی زمانہ کی وہی روش رہے گی جو گُزر جانے والے کے ساتھ تھی۔ جتنا زمانہ گُزر چُکا ہے وہ پلٹ کر نہیں آئے گا اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ہمیشہ رہنے والا نہیں، آخر میں بھی اس کی کارگُزاریاں وہی

ہوں گی جو پہلے رہ چکی ہیں اس کی مصیبتیں ایک دُوسرے سے بڑھ جانا چاہتی ہیں اور اس کے جھنڈے ایک دُوسرے کے عقب میں ہیں گویا تُم قیامت کے دامن سے وابستہ ہو کہ وہ تمہیں دھکیل کر اس طرح لیے جا رہی ہے جِس طرح للکارنے والا اپنی اُونٹنیوں کو۔ جو شخص اپنے نفس کو سنوارنے کے بجائے اور چیزوں میں پڑ جاتا ہے وہ تیرگیوں میں سرگرداں اور ہلاکتوں میں پھنسا رہتا ہے اور شیاطین اسے سرکشیوں میں کھینچ کر لے جاتے ہیں اور اس کی بداعمالیوں کو اس کے سامنے سج دیتے ہیں۔ آگے بڑھنے والوں کی آخری منزل جنّت ہے اور عمداً کوتاہیاں کرنے والوں کی حد جہنّم ہے۔

اللہ کے بندو! یاد رکھو کہ تقویٰ ایک مضبوط قلعہ ہے اور فسق و فجور ایک (کمزور) چار دیواری ہے کہ جو نہ اپنے رہنے والوں سے تباہیوں کو روک سکتی ہے اور نہ ان کی حفاظت کی سکتی ہے۔ دیکھو! تقویٰ ہی وہ چیز ہے کہ جِس سے گُناہوں کا ڈنک کاٹا جاتا ہے اور یقین ہی سے منتہائے مقصد کی کامرانیاں حاصل ہوتی ہیں۔

اے اللہ کے بندو! اپنے نفس کے بارے میں کہ جو تمہیں تمام نفسوں سے زیادہ عزیز و محبوب ہے اللہ سے ڈرو، اس نے تو تمہارے لیے حق کا راستہ کھول دیا ہے اور اس کی راہیں اُجاگر کر دی ہیں۔ اب یا تو اَمِٹ بد بختی ہو گی یا دائمی خوش بختی و سعادت۔ دارِ فانی سے عالَم باقی کے لیے توشہ مُہیّا کر لو تمہیں زادِ راہ کا پتہ دیا جا چُکا ہے اور کوچ کا حکم مِل چُکا ہے اور چل چلاؤ کے لیے جلدی مچائی جا رہی ہے۔ تُم ٹھہرے ہوئے سواروں کے مانند ہو کر تمہیں یہ پتہ نہیں کہ کب روانگی کا حکم دیا جائے گا۔ بھلا وہ دُنیا کو لے کر کیا کرے گا جو آخرت کے لیے پیدا کیا گیا ہو اور اس مال کا کیا کرے گا جو عنقریب اس سے چھِن جانے والا ہے اور اس کا مظلمہ و حساب اس کے ذمہ رہنے والا ہے۔ اللہ کے بندو! خُدا نے جِس بھلائی کا وعدہ کیا ہے اسے چھوڑا نہیں جا سکتا اور جِس بُرائی سے روکا ہے اس کی خواہش نہیں کی جا سکتی۔ اللہ کے بندو! اس دن سے ڈرو کہ جِس میں عملوں کی جانچ پڑتال اور زلزلوں کی بہتات ہو گی اور بچے تک اس میں بوڑھے ہو جائیں گے۔

اے اللہ کے بندو! یقین رکھو کہ خود تمہارا ضمیر تمہارا نگہبان اور خود تمہارے اعضاء و جوارح تمہارے نگران ہیں اور تمہارے عملوں اور سانسوں کی گنتی کو صحیح صحیح یاد رکھنے والے (کراماً کاتبین) ہیں ان سے نہ اندھیری رات کی اندھیاریاں چُھپا سکتی ہیں اور نہ بند دروازے تمہیں اوجھل رکھ سکتے ہیں۔ بلاشبہ آنے والا "کل" آج کے دن سے قریب ہے "آج کا دن" اپنا سب کچھ لے کر چلا جائے گا اور "کل" اس کے عقب میں آیا ہی چاہتا ہے۔ گویا تُم میں سے ہر شخص زمین کے اس حصّہ پر کہ جہاں تنہائی کی منزل اور گڑھے کا نشان (قبر) ہے پہنچ چُکا ہے۔ اس تنہائی کے گھر وحشت کی منزل اور مسافرت کے عالَم تنہائی (کی ہولناکیوں) کا کیا حال بیان کیا جائے۔ گویا کہ صُور کی

آواز تم تک پہنچ چکی ہے اور قیامت تُم پر چھا گئی ہے اور آخری فیصلہ سُننے کے لیے تُم (قبروں سے) نِکل آئے ہو باطل کے پردے تمہاری آنکھوں سے ہٹا دیئے گئے ہیں اور تمہارے حیلے بہانے دَب چُکے ہیں اور حقیقتیں تمہارے لیے ثابت ہو گئی ہیں اور تمام چیزیں اپنے اپنے مقام کی طرف پلٹ پڑی ہیں۔ عبرتوں سے پند و نصیحت اور زمانہ کے اُلٹ پھیر سے عبرت حاصل کرو اور ڈرانے والی چیزوں سے فائدہ اُٹھاؤ۔

خُطبہ:156

❁ بعثت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا تذکرہ، بنی اُمیّہ کے مظالم اور ان کا انجام ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(اللہ نے) آپؐ کو اس وقت رسُول بنا کر بھیجا جب کہ رسُولوں کا سلسلہ رُکا ہُوا تھا اور اُمتیں مُدّت سے پڑی سو رہی تھیں اور (دین کی) مضبُوط رَسّی کے بل کھل چکے تھے۔ چنانچہ آپ ان کے پاس پہلی کتابوں کی تصدیق (کرنے والی کتاب) اور ایک ایسا نُور لے کر آئے کہ جِس کی پیروی کی جاتی ہے اور وہ قرآن ہے۔ اس کتاب سے پوچھو لیکن یہ بولے گی نہیں۔ البتہ میں تمہیں اس کی طرف سے خبر دیتا ہوں کہ اس میں آئندہ کے معلومات، گذشتہ واقعات اور تمہاری بیماریوں کا چارہ اور تمہارے باہمی تعلقات کی شیرازہ بندی ہے۔

اِس خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

اس وقت کوئی پختہ گھر اور کوئی اُونی خیمہ ایسا نہ بچے گا کہ جِس میں ظالم غم و حزن کو داخل نہ کریں اور سختیوں کو اس کے اندر نہ پہنچائیں، وہ دن ایسا ہو گا کہ آسمان میں تمہارا کوئی عُذر خواہ اور زمین میں کوئی تمہارا مددگار نہ رہے گا۔ تُم نے امر (خلافت) کے لیے نااہلوں کو چُن لیا، اور ایسی جگہ پر سے لا اُتارا کہ جو اس کے اُترنے کی جگہ نہ تھی۔ عنقریب اللہ ظُلم ڈھانے والوں سے بدلہ لے گا۔ کھانے کے بدلے میں کھانے کا اور پینے کے بدلے میں پینے کا، یُوں کہ انہیں کھانے کے لیے حنظل اور پینے کے لیے ایلوا اور زہر ہلاہل دیا جائے گا اور ان کا اندرونی لباس خوف اور بیرونی پہناوا تلوار ہو گا۔ وہ گُناہوں کی سواریاں اور خطاؤں کے بار بردار اُونٹ ہیں۔ میں قسم پر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے بعد بنی اُمیّہ کو یہ خلافت اس طرح تھوک دینا پڑے گی جِس طرح بلغم تُھوکا جاتا ہے۔ پھر جب تک دن رات کا چکّر چلتا رہے گا وہ اس کا ذائقہ نہ چکھیں گے اور نہ اس کا مزا اُٹھا سکیں گے۔

خُطبہ:157

❁ لوگوں کے ساتھ آپ کا حُسن سلوک اور ان کی لغزشوں سے چشم پوشی ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں تمہارا اچھا ہمسایہ بن کر رہا اور اپنی طاقت بھر تمہاری نگہداشت و حفاظت کرتا رہا اور تمہیں ذِلّت کے پھندوں اور ظُلم کے بندھنوں سے آزاد کیا (یہ صرف) تمہاری تھوڑی سی بھلائی کا شکریہ ادا کرنے اور تمہاری بہت سی ایسی بُرائیوں سے چشم پوشی برتنے کے لیے کہ جو میری آنکھوں کے سامنے اور میری موجودگی میں ہوتی تھیں۔

خُطبہ:158

❁ خُداوندِ عالم کی توصیف، خوف و رجاء، انبیاؑء کی زندگی اور امیر المومنین علیہ السّلام کے پیراہن کی حالت ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کا حکم فیصلہ کُن اور حکمت آمیز اور اس کی خوشنودی امان اور رحمت ہے، وہ اپنے علم سے فیصلہ کرتا ہے اور اپنے حلم سے عفو کرتا ہے۔ بارالٰہا! تُو کچھ (دے کر) لے لیتا ہے اور جو کچھ عطا کرتا ہے اور جن (مرضوں سے) شِفا دیتا ہے اور جن آزمائشوں میں ڈالتا ہے (سب پر) تیرے لیے حمد و ثناء ہے، ایسی حمد جو انتہائی درجے تک تجھے پسند آئے اور انتہائی درجے تک تجھے محبوب ہو اور تیرے نزدیک ہر ستائش سے بڑھ چڑھ کر ہو۔ ایسی حمد جو کائنات کو بھر دے اور جو تُو نے چاہا ہے اس کی حد تک پہنچ جائے۔ ایسی حمد کہ جِس کے آگے تیری بارگاہ تک پہنچنے سے نہ کوئی حجاب ہے اور نہ اس کے لیے کوئی بندش، ایسی حمد کہ جِس کی گنتی نہ کہیں پر ٹوٹے اور نہ اس کا سلسلہ ختم ہو، ہم تیری عظمت و بزرگی کی حقیقت کو نہیں جانتے مگر اتنا کہ تو زندہ و کارساز (عالم) ہے، نہ تجھے غنودگی ہوتی ہے اور نہ نیند آتی ہے، نہ تار نظر تجھ تک پہنچ سکتا ہے اور نہ نگاہیں تجھے دیکھ سکتی ہیں، تُو نے نظروں کو پالیا ہے اور عمروں کا احاطہ کر لیا ہے اور پیشانی کے بالوں کو پیروں (سے ملا کر) گرفت میں لے لیا ہے۔ یہ تیری مخلوق کیا ہے جو ہم دیکھتے ہیں اور اس میں تیری قدرت (کی کارسازیوں) پر تعجُّب کرتے ہیں اور تیری عظیم فرمانروائی (کی کارفرمائیوں) پر اس کی توصیف کرتے ہیں۔ حالانکہ درحقیقت وہ (مخلوقات) جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے اور جِس تک پہنچنے سے ہماری نظریں عاجز اور عقلیں درماندہ ہیں اور ہمارے اور جن کے درمیان غیب کے پردے حائل ہیں اس سے کہیں زیادہ باعظمت ہے۔ جو شخص (وسوسوں سے) اپنے دل کو خالی کر کے اور غور و فکر (کی قوتوں) سے کام لے کر یہ جاننا

چاہے کہ تُو نے کیونکر عرش کو قائم کیا ہے اور کس طرح مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور کیونکر آسمانوں کو فضا میں لٹکایا ہے اور کس طرح پانی کے تھپیڑوں پر زمین کو بچھایا ہے تو اس کی آنکھیں تھک کر عقل مغلوب ہو کر اور کان حیران و سراسیمہ اور فکر گم گشتہ راہ ہو کر پلٹ آئے گی۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

وہ اپنے خیال میں اس کا دعوے دار بنتا ہے کہ اس کا دامن اُمید اللہ سے وابستہ ہے۔ خُدائے برتر کی قسم وہ جھوٹا ہے۔ (اگر ایسا ہی ہے) تو پھر کیوں اس کے اعمال میں اس اُمید کی جھلک نمایاں نہیں ہوتی جب کہ ہر اُمیدوار کے کاموں میں اُمید کی پہچان ہو جایا کرتی ہے۔ سوائے اس اُمید کے کہ جو اللہ سے لگائی جائے کہ اس میں کھوٹ پایا جاتا ہے اور ہر خوف و ہراس جو (دُوسروں سے ہو) ایک مسلّمہ حقیقت رکھتا ہے۔ مگر اللہ کا خوف غیر یقینی ہے، وہ اللہ سے بڑی چیزوں کا اور بندوں سے چھوٹی چیزوں کا اُمیدوار ہوتا ہے، پھر بھی جو عاجزی کا رویّہ بندوں سے رکھتا ہے وہ رویّہ اللہ سے نہیں برتتا، تو آخر کیا بات ہے کہ اللہ کے حق میں اتنا بھی نہیں کیا جاتا جتنا بندوں کے لیے کیا جاتا ہے۔ کیا تمہیں کبھی اس کا اندیشہ ہُوا ہے کہ کہیں تُم ان اُمیدوں (کے دعوؤں) میں جھوٹے تو نہیں؟ یا یہ کہ تُم اسے محل اُمید ہی نہیں سمجھتے۔ یُوں ہی اِنسان اگر اس کے بندوں میں سے کسی بندے سے ڈرتا ہے تو جو خوف کی صُورت اس کے لیے اختیار کرتا ہے اللہ کے لیے ویسی صُورت اختیار نہیں کرتا۔ اِنسانوں کا خوف تو اس نے نقد کی صُورت میں رکھا ہے اور اللہ کا ڈر صرف ٹال مٹول اور (غلط سلط) وعدے، یوں ہی جِس کی نظروں میں دُنیا عظمت پا لیتی ہے اور اس کے دل میں اس کی عظمت و وقعت بڑھ جاتی ہے تو وہ اسے اللہ پر ترجیح دیتا ہے اور اس کی طرف مڑتا ہے اور اسی کا بندہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ تمہارے لیے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا قول و عمل پیروی کے لیے کافی ہے اور ان کی ذات دُنیا کے عیب و نقص اور اس کی رُسوائیوں اور بُرائیوں کی کثرت دکھانے کے لیے رہنما ہے۔ اس لیے کہ اس دُنیا کے دامنوں کو ان سے سمیٹ لیا گیا اور دُوسروں کے لیے اس کی وُسعتیں مُہیّا کر دی گئیں اور اس (زالِ دُنیا کی چھاتیوں سے) آپ کا دُودھ چھڑا دیا گیا اور اس کی آرائشوں سے آپؐ کا رُخ موڑ دیا گیا۔ اگر دُوسرا نمونہ چاہو تو مُوسیٰ کلیم اللہ ہیں کہ جنھوں نے اپنے اللہ سے کہا کہ: پروردگار! تو جو کچھ بھی اس وقت تھوڑی بہت نعمت بھیج دے گا میں اس کا محتاج ہوں۔ خُدا کی قسم! انھوں نے صرف کھانے کے لیے روٹی کا سوال کیا تھا۔ چونکہ وہ زمین کا ساگ پات کھاتے تھے اور لاغری اور (جسم پر) گوشت کی کمی کی وجہ سے ان کے پیٹ کی نازک جلد سے گھاس پات کی سبزی دکھائی دیتی تھی۔ اگر چاہو تو تیسری مثال داوٗدؑ کی سامنے رکھ لو جو صاحب

زبور اور اہل جنّت کے قاری ہیں۔ وہ اپنے ہاتھ سے کھجور کی پتیوں کی ٹوکریاں بُنا کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے کہ تُم میں سے کون ہے جو انھیں بیچ کر میری دستگیری کرے (پھر) جو اس کی قیمت ملتی اس سے جَو کی روٹی کھالیتے تھے۔ اگر چاہو تو عیسیٰ ابن مریم کا حال کہوں کہ جو (سر کے نیچے) پتھر کا تکیہ رکھتے تھے سخت اور کُھردرا لباس پہنتے تھے اور (کھانے) میں سالن کے بجائے بُھوک اور رات کے چراغ کی جگہ چاند اور سردیوں میں سایہ کے بجائے (ان کے سر پر) زمین کے مشرق و مغرب کا سائبان ہوتا تھا اور زمین جو گھاس پُھوس چوپاؤں کے لیے اُگاتی تھی وہ ان کے لیے پھل پُھول کی جگہ تھی۔ نہ ان کی بیوی تھیں جو انھیں دُنیا (کے جھنجٹوں) میں مبتلا کرتیں اور نہ بال بچے تھے کہ ان کے لیے فکر و اندوہ کا سبب بنتے اور نہ مال و متاع تھا کہ ان کی توجّہ کو موڑتا اور نہ کوئی طمع تھی کہ انھیں رُسوا کرتی۔ ان کی سواری ان کے دونوں پاؤں اور خادم ان کے دونوں ہاتھ تھے۔ تُم اپنے پاک و پاکیزہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیروی کرو چونکہ ان کی ذات اتباع کرنے والے کے لیے نمونہ اور صبر کرنے والے کے لیے ڈھارس ہے۔ ان کی پیروی کرنے والا اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والا ہی اللہ کو سب سے زیادہ محبُوب ہے، جنھوں نے دُنیا کو (صرف ضرورت بھر) چکھا اور اسے نظر بھر کر نہیں دیکھا، وہ دُنیا میں سب سے زیادہ شکم تہی میں بسر کرنے والے اور خالی پیٹ رہنے والے تھے۔ ان کے سامنے دُنیا کی پیش کش کی گئی تو انھوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور (جب) جان لیا کہ اللہ نے ایک چیز کو بُرا جانا ہے، تو آپ نے بھی اسے بُرا ہی جانا اور اللہ نے ایک چیز کو حقیر سمجھا ہے تو آپ نے بھی اسے حقیر ہی سمجھا اور اللہ نے ایک چیز کو پست قرار دیا ہے تو آپ نے بھی اسے پست ہی قرار دیا۔ اگر ہم میں صرف یہی ایک چیز ہو کہ ہم اس شے کو چاہنے لگیں جسے اللہ اور رسُولؐ بُرا سمجھتے ہیں اور اس چیز کو بڑا سمجھنے لگیں جسے وہ حقیر سمجھتے ہیں تو اللہ کی نافرمانی اور اس کے حکم سے سرتابی کے لیے یہی بہت ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے، اپنے ہاتھ سے جُوتی ٹانکتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے اور بے پالان کے گدھے پر سوار ہوتے تھے اور اپنے پیچھے کسی کو بٹھا بھی لیتے تھے۔ گھر کے دروازہ پر (ایک دفعہ) ایسا پردہ پڑا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ تو آپؐ نے اپنے ازواج میں سے ایک کو مخاطب کر کے فرمایا کہ: اسے میری نظروں سے ہٹا دو۔ جب میری نظریں اس پر پڑتی ہیں تو مجھے دُنیا اور اس کی آرائشیں یاد آجاتی ہیں۔ آپ نے دُنیا سے دل ہٹا لیا تھا اور اس کی یاد تک اپنے نفس سے مٹا ڈالی تھی اور یہ چاہتے تھے کہ اس کی سج دھج نگاہوں سے پوشیدہ رہے تاکہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اسے اپنی منزل خیال کریں اور نہ اس میں زیادہ قیام کی آس لگائیں، انھوں نے اس کا خیال نفس سے نکال دیا تھا اور دل سے اسے ہٹا دیا تھا اور نگاہوں سے اسے اوجھل رکھا تھا یو

نہی جو شخص کسی شے کو بُرا سمجھتا ہے تو نہ اسے دیکھنا چاہتا ہے اور نہ اس کا ذکر سُننا گوارا کرتا ہے۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم (کے عادات وخصائل) میں ایسی چیزیں ہیں کہ جو تمہیں دُنیا کی عیوب وقبائح کا پتہ دیں گی۔ جبکہ آپ اس دُنیا میں اپنے خاص افراد سمیت بُھوکے رہا کرتے تھے اور باوجود انتہائی قربِ منزلت کے اس کی آرائشیں ان سے دُور رکھی گئیں چاہیئے کہ دیکھنے والا عقل کی روشنی میں دیکھے کہ اللہ نے انہیں دُنیا نہ دے کر ان کی عزّت بڑھائی ہے یا اہانت کی ہے، اگر کوئی یہ کہے کہ اہانت کی ہے تو اس نے جھوٹ کہا ہے اور بہت بڑا بہتان باندھا اور اگر یہ کہے کہ عزّت بڑھائی ہے تو اسے یہ جان لینا چاہیئے کہ اللہ نے دُوسروں کی بے عزّتی ظاہر کی جبکہ انہیں دُنیا کی زیادہ سے زیادہ وُسعت دے دی اور اس کا رُخ اپنے مقرب ترین بندے سے موڑ رکھا۔ پیروی کرنے والے کو چاہیئے کہ ان کی پیروی کرے اور ان کے نشانِ قدم پر چلے اور انہی کی منزل میں آئے ورنہ ہلاکت سے محفوظ نہیں رہ سکتا، کیونکہ اللہ نے ان کو (قرب) قیامت کی نشانی اور جنّت کی خوشخبری سُنانے والا اور عذاب سے ڈرانے والا قرار دیا ہے۔ دُنیا سے آپ بُھوکے نِکل کھڑے ہوئے اور آخرت میں سلامتیوں کے ساتھ پہنچ گئے۔ آپ نے تعمیر کے لیے کبھی پتّھر پر پتّھر نہیں رکھا۔ یہاں تک کہ آخرت کی راہ پر چل دیئے اور اللہ کی طرف بُلاوا دینے والے کی آواز پر لبیک کہی۔ یہ اللہ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایک پیشرو و پیشوا جیسی نعمت عظمٰی بخشی کہ جن کی ہم پیروی کرتے ہیں اور قدم بقدم چلتے ہیں (انہی کی پیروی میں) خُدا کی قسم! میں نے اپنی اس قمیض میں اتنے پیوند لگائے ہیں کہ مجھے پیوند لگانے والے سے شرم آنے لگی ہے۔ مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ: کیا آپ اسے اُتاریں گے نہیں؟ تو میں نے اسے کہا کہ: میری (نظروں سے) دُور ہو کہ صبح کے وقت ہی لوگوں کو رات کے چلنے کی قدر ہوتی ہے۔ اور وہ اس کی مُدح کرتے ہیں۔

خُطبہ:159

✿ دین اسلام کی عظمت اور دُنیا سے درسِ عبرت حاصل کرنے کی تعلیم ✿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ نے اپنے رسُولؐ کو چمکتے ہوئے نُور، روشن دلیل، کھلی ہوئی راہ شریعت اور ہدایت دینے والی کتاب کے ساتھ بھیجا، ان کا قوم وقبیلہ بہترین قوم وقبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ ہے کہ جِس کی شاخیں سیدھی اور پھل جُھکے ہوئے ہیں۔ ان کا مولد مکّہ اور ہجرت کا مقام مدینہ

ہے کہ جہاں سے آپؐ کے نام کا بول بالا ہُوا اور آپؐ کا آوازہ (چار سو) پھیلا۔ اللہ نے آپ کو مکمّل دلیل، شِفا بخش نصیحت اور (پہلی جہالتوں کی) تلافی کرنے والا پیغام دے کر بھیجا اور ان کے ذریعہ سے (شریعت کی) نامعلوم راہیں آشکارا کیں اور غلط سلط بدعتوں کا قلع قمع کیا اور (قرآن و سُنّت میں) بیان کئے ہوئے احکام واضح کئے تو اب جو شخص بھی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے تو اس کی بدبختی مسلّم، اس کا شیرازہ درہم وبرہم اور اس کا مُنہ کے بَل گِرنا سخت و (ناگُزیر) اور انجام طویل حزن اور مہلک عذاب ہے۔ میں اللہ پر بھروسا رکھتا ہوں، ایسا بھروسا کہ جِس میں ہمہ تن اس کی طرف توجّہ ہے اور ایسے راستے کی ہدایت چاہتا ہُوں کہ جو اس کی جنّت تک پہنچانے والا اور منزل مطلوب کی طرف بڑھنے والا ہے۔

اللہ کے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیّت کرتا ہُوں، کیونکہ تقویٰ ہی کل رستگاری (کا وسیلہ) اور نجات کی منزل دائمی ہوگا۔ اس نے اپنے عذاب سے ڈرایا تو سب کو خبردار کر دیا اور جنّت کی رغبت دلائی تو اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ دُنیا اور اس کے فنا و زوال اور اس کے پلٹ جانے کو کھول کر بیان کیا۔ جو چیزیں اس دُنیا سے تمہیں اچھی معلوم ہوتی ہیں ان سے پہلو بچائے رکھو۔ کیونکہ ان میں سے ساتھ جانے والی تو بہت ہی تھوڑی ہیں۔ دُنیا کی منزل اللہ کی ناراضگیوں سے قریب اور اس کی رضامندیوں سے دُور ہے۔ اللہ کے بندو اس کی فکروں اور اس کے دھندوں سے آنکھوں بند کر لو اس لیے کہ تمہیں یقین ہے کہ آخر یہ جُدا ہو جانے والی ہے اور اس کے حالات پلٹا کھانے والے ہیں۔ اس دُنیا سے اس طرح خوف کھاؤ، جِس طرح کوئی ڈرنے والا اور اپنے نفس کا خیر خواہ اور جانفشانی کے ساتھ کوشش کرنے والا ڈرتا ہے۔ تُم نے اپنے سے پہلے لوگوں کے جو گِرنے کی جگہیں دیکھی ہیں ان سے عبرت حاصل کرو کہ ان کے جوڑ بند الگ الگ ہو گئے۔ نہ ان کی آنکھیں رہیں اور نہ کان۔ ان کا شرف و وقار مٹ گیا، ان کی مُسرّتیں اور نعمتیں جاتی رہیں اور بال بچّوں کے قُرب کے بجائے علٰیحدگی اور بیویوں سے ہم نشینی کے بجائے ان سے جُدائی ہو گئی۔ اب نہ وہ فخر کرتے ہیں اور نہ ان کے اولاد ہوتی ہے، نہ ایک دُوسرے سے ملتے مِلاتے ہیں اور نہ آپس میں ایک دُوسرے کے ہمسایہ بن کر رہتے ہیں۔ اے اللہ کے بندو! ڈرو جِس طرح اپنے نفس پر قابُو پا لینے والا اور اپنی خواہشوں کو دبانے والا اور چشم بصیرت سے دیکھنے والا ڈرتا ہے، کیونکہ (ہر) چیز واضح ہو چکی ہے۔ نشانات قائم ہیں، راستہ ہموار ہے اور راہ سیدھی ہے۔

خُطبہ:160

❀ حضرت کو خلافت سے الگ رکھنے کے وجوہ ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت کے اصحاب میں سے ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے آپ کو اس منصب سے الگ رکھا حالانکہ آپ اس کے زیادہ حق دار تھے۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ:

اے برادر بنی اسد! تُم بہت تنگ حوصلہ ہو اور بے راہ ہو کر چل نکلے ہو۔ (اس کے باوجود) چونکہ ہمیں تمہاری قرابت کا پاس ولحاظ ہے اور تمہیں سوال کرنے کا حق بھی ہے تو اب دریافت کیا ہے تو پھر جان لو کہ (ان لوگوں کا) اس منصب پر خود اختیاری سے جم جانا، باوجودیکہ ہم نسب کے اعتبار سے بلند تھے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے رشتہ قرابت بھی قوی تھا ان کی یہ خود غرضی تھی جِس میں کچھ لوگوں کے نفس اس پر مرمٹے تھے اور کچھ لوگوں کے نفسوں نے اس کی پرَواتک نہ کی اور فیصلہ کرنے والا اللہ ہے اور اس کی طرف بازگشت قیامت کے روز ہے۔ (اس کے بعد حضرت نے بطور تمثیل یہ مصرع پڑھا) "چھوڑو اس لوٹ مار کے ذکر کو کہ جِس کا چاروں طرف شور مچا ہوا تھا۔" اب تو اس مصیبت کو دیکھو کہ جو ابوسفیان کے بیٹے کی وجہ سے آئی ہے مجھے تو (اس پر) زمانہ نے رُلانے کے بعد ہنسایا ہے اور زمانہ کی (موجودہ روش سے) خُدا کی قسم! کوئی تعجُّب نہیں ہے اس مصیبت پر تعجُّب ہوتا ہے کہ جِس سے تعجُّب کی حد ہو گئی ہے اور جِس نے بے راہ رویوں کو بڑھا دیا ہے، کچھ لوگوں نے اللہ کے روشن چراغ کا نُور بجھانا چاہا اور اس کے سرچشمہ (ہدایت کے) فوارے کو بند کرنے کے درپے ہُوئے اور میرے اور اپنے درمیان زہریلے گھونٹوں کی آمیزش کی، اگر اس ابتلا کی دشواریاں ہمارے اور ان کے درمیان سے اُٹھ جائیں تو میں انھیں خالص حق کے راستے پر لے چلوں گا اور اگر کوئی اور صُورت ہو گئی تو پھر ان پر حسرت وافسوس کرتے ہوئے تمہارا دم نہ نکلے۔ اس لیے کہ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ اسے خُوب جانتا ہے۔

خُطبہ:161

❀ اللہ کی توصیف، انسان کی خلقت اور ضروریاتِ زندگی کی طرف رہنمائی ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو بندوں کا پیدا کرنے والا، فرشِ زمین کا بچھانے والا، ندی نالوں کا بہانے والا اور ٹیلوں کو سرسبز وشاداب

بنانے والا ہے۔ نہ اس کی اوّلیّت کی کوئی ابتداء اور نہ اس کی ازلیّت کی کوئی انتہا ہے۔ وہ ایسا اوّل ہے جو ہمیشہ سے ہے اور بغیر کسی مُدّت کی حد بندی کے ہمیشہ رہنے والا ہے۔ پیشانیاں اس کے آگے (سجدہ میں) گری ہوئی ہیں اور لب اس کی توحید کے معترف ہیں۔ اس نے تمام چیزوں کو ان کے پیدا کرنے کے وقت ہی سے جُداگانہ صُورتوں اور شکلوں میں محدود کر دیا، تاکہ اپنی ذات کو ان کی مشابہت سے الگ رکھے، تصوّرات اسے محدُود و حرکات اور اعضاء و حواس کے ساتھ مُتعیّن نہیں کر سکتے۔ اس کے لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کب سے ہے اور نہ یہ کہہ کر اس کی مُدّت مقرّر کی جا سکتی ہے کہ وہ "کب تک ہے" وہ ظاہر ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ "کس سے (ظاہر ہُوا) وہ باطن ہے مگر یہ نہیں کہا جائے گا کہ (کس میں) وہ نہ دُور سے نظر آنے والا کوئی ڈھانچہ ہے کہ مٹ جائے اور نہ کسی حجاب میں ہے کہ محدُود ہو جائے۔ وہ چیزوں سے اس طرح قریب نہیں کہ ساتھ چُھو جائے اور نہ وہ جسمانی طور پر ان سے الگ ہو کر دُور ہُوا ہے۔ اس سے کسی کا ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا، کسی لفظ کا دُہرایا جانا، کسی بلندی کا دُور سے جھلکنا اور کسی قدم کا آگے بڑھنا پوشیدہ نہیں ہے، نہ اندھیری راتوں میں اور نہ چھائی ہوئی اندھیاریوں میں کہ جن پر روشن چاند اپنی کِرنوں کا سایہ ڈالتا ہے اور نورانی آفتاب طلوع و غروب (کے چکّروں) میں اور زمانہ ان کی گردشوں میں اندھیرے کے بعد نُور پھیلاتا ہے کہ جو آنے والی رات اور جانے والے دن کی آمد و شد سے (پیدا) ہوتی ہیں، وہ ہر مُدّت و انتہا اور ہر گنتی اور شمار سے پہلے ہے۔ اسے محدُود سمجھ لینے والے جن اندازوں اور اطراف و جوانب کی حدوں اور مکانوں میں بسنے اور جگہوں میں ٹھہرنے کو اس کی طرف منسُوب کر دیتے ہیں وہ ان نسبتوں سے بہت بلند ہے، حدیں تو اس کی مخلوق کے لیے قائم کی گئی ہیں اور دُوسروں ہی کی طرف ان کی نسبت دی جایا کرتی ہے۔ اس نے اشیاء کو کچھ ایسے مواد سے پیدا نہیں کیا کہ جو ہمیشہ سے ہو اور نہ ایسی مثالوں پر بنایا کہ جو پہلے سے موجود ہوں۔ بلکہ اس نے جو چیز پیدا کی اسے مستحکم کیا اور جو ڈھانچہ بنایا اسے اچھی شکل و صُورت دی۔ کوئی شئے اس کے (حکم سے) سرتابی نہیں کر سکتی، نہ اس کو کسی اطاعت سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے، اسے پہلے مرنے والوں کا ویسا ہی علم ہے جیسا باقی رہنے والے زندہ لوگوں کا اور جس طرح بلند آسمانوں کی چیزوں کو جانتا ہے ویسے ہی پست زمینوں کی چیزوں کی پہچانتا ہے۔

اِسی خطبہ کا ایک جُز یہ ہے

اے وہ مخلوق کہ جِس کی خلقت کو پُوری طرح دُرست کیا گیا ہے اور جسے شکم کی اندھیاریوں اور دُہرے پردوں میں بنایا گیا ہے اور ہر طرح سے اس کی نگہداشت کی گئی ہے۔ تیری ابتدا مٹی کے خلاصہ سے ہُوئی اور تجھے جانے پہچانے ہوئے وقت اور طے شُدہ مُدّت تک

ایک جماؤ پانے کی جگہ میں ٹھہرایا گیا کہ تو جنین ہونے کی حالت میں ماں کے پیٹ میں پھرتا تھا۔ نہ تو کسی پُکار کا جواب دیتا تھا اور نہ کوئی آواز سُنتا تھا۔ پھر تو اپنے ٹھکانے سے ایسے گھر میں لایا گیا کہ جو تیرا دیکھا بھالا ہُوا نہ تھا اور نہ اس سے نفع حاصل کرنے کے طریقے پہچانتا تھا۔ کس نے تجھ کو ماں کی چھاتی سے غذا حاصل کرنے کی راہ بتائی اور ضرورت کے وقت طلب مقصود کی جگہ پہچنوائی؟ بھلا جو شخص ایک صُورت و اعضاء والی کے پہچاننے سے بھی عاجز ہو وہ اس کے پیدا کرنے والے کی صفات سے کیسے عاجز و درماندہ نہ ہوگا اور کیوں کر مخلوقات کی سی حد بندیوں کے ساتھ اسے پالینے سے دُور نہ ہوگا۔

خُطبہ:162

امیر المومنین علیہ السلام کا حضرت عُثمان سے مکالمہ اور ان کی دامادی پر ایک نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب امیر المومنین علیہ السلام کے پاس لوگ جمع ہو کر آئے اور عُثمان کے متعلّق جو باتیں انہیں بُری معلوم ہُوئی تھیں ان کا گلہ کیا اور چاہا کہ حضرت ان کی طرف سے بات چیت کریں اور لوگوں کو رضامند کرنے کا ان سے مُطالبہ کریں، چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور ان سے کہا کہ: لوگ میرے پیچھے (منتظر) ہیں اور مجھے اس مقصد سے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں تمہارے اور ان کے قضیوں کو نپٹاؤں۔ خُدا کی قسم! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں تُم سے کیا کہوں؟ جبکہ میں (اس سلسلہ میں) ایسی کوئی بات نہیں جانتا کہ جِس سے تُم بے خبر ہو اور نہ کوئی ایسی چیز بتانے والا ہوں کہ جِس کا تمہیں علم نہ ہو، جو تُم جانتے ہو وہ ہم جانتے ہیں۔ نہ تُم سے پہلے ہمیں کسی چیز کی خبر تھی کہ تمہیں بتائیں اور نہ علیحدگی میں کچھ سُنا ہے کہ تُم تک پہنچائیں، جیسے ہم نے دیکھا ویسے تُم نے بھی دیکھا اور جِس طرح ہم نے سُنا تُم نے بھی سُنا۔ جِس طرح ہم رسُولؐ اللہ کی صحبت میں رہے تُم بھی رہے اور حق پر عمل پیرا ہونے کی ذمّہ داری ابنِ ابی قحافہ اور ابنِ خطاب پر اس سے زیادہ نہ تھی جتنی کہ تُم پر ہونا چاہیئے اور تُم تو رسُولؐ سے خاندانی قرابت کی بناء پر ان دونوں سے قریب تر بھی ہو اور ان کی ایک طرح کی دامادی بھی تمہیں حاصل ہے کہ جو انہیں حاصل نہ تھی کچھ اپنے دل میں اللہ کا بھی خوف کرو۔ خُدا کی قسم! اس لیے تمہیں سمجھایا نہیں جارہاہے کہ تمہیں کچھ نظر آنہ سکتا ہو اور نہ اس لیے یہ چیزیں تمہیں بتائی جارہی ہیں کہ تمہیں علم نہ ہو اور (لاعلمی کے کیا معنی) جب کہ شریعت کی راہیں واضح اور دین کے نشانات قائم ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ کے نزدیک سب بندوں سے بہتر وہ انصاف پرور حاکم ہے جو خود بھی

ہدایت پائے اور دُوسروں کو بھی ہدایت کرے اور جانی پہچانی ہوئی سُنّت کو مستحکم کرے اور انجانی بِدعتوں کو فنا کرے۔ سُنّتوں کے نشانات جگمگا رہے ہیں اور بِدعتوں کی علامتیں بھی واضح ہیں اور اللہ کے نزدیک سب لوگوں سے بدتر وہ ظالم حکمران ہے جو گمراہی میں پڑا رہے اور دُوسرے بھی اس کی وجہ سے گمراہی میں پڑیں اور (رسُولؐ سے) حاصل کی ہوئی سُنّتوں کو تباہ اور قابلِ ترک بِدعتوں کو زندہ کرے۔ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا کہ انھوں نے فرمایا کہ: قیامت کے دن ظالم کو اس طرح لایا جائے گا کہ نہ اس کا کوئی مددگار ہو گا اور نہ کوئی عُذر خواہ اور اسے (سیدھا) جہنّم میں ڈال دیا جائے گا اور وہ اس میں اس طرح چکّر کھائے گا جِس طرح چکّی گھومتی ہے اور پھر اسے جہنّم کے گہراؤ میں جکڑ دیا جائے گا۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تُم اس اُمّت کے وہ سربراہ نہ بنو کہ جسے قتل ہی ہونا ہے۔ چونکہ کہا گیا ہے کہ اس اُمّت میں ایک ایسا حاکم مارا جائے گا جو اس کے لیے قیامت تک قتل و خون ریزی کا دروازہ کھول دے گا اور اس کے تمام اُمور کو اشتباہ میں ڈال دے گا اور اس میں فتنوں کو پھیلائے گا کہ وہ لوگ حق کو باطل سے الگ کر کے نہ دیکھ سکیں گے اور وہ فتنوں میں (دریا کی) موجوں کی طرح الٹے پلٹے کھائیں گے اور انہی میں تہ و بالا ہوتے رہیں گے۔ تُم مروان کی سواری نہ بن جاؤ کہ وہ تمہیں جہاں چاہے کھینچتا پھرے اور جبکہ تُم سن رسیدہ بھی ہو چکے ہو اور عمر بھی بیت چکی ہے۔

(عُثمان نے) کہا: آپ ان لوگوں سے بات کریں کہ وہ مجھے (کچھ عرصہ کے لیے) مہلت دیں کہ میں ان کی حق تلفیوں سے عہدہ بر آ ہو سکوں تو آپؑ نے فرمایا کہ: جن چیزوں کا تعلّق مدینہ سے ہے ان میں تو کوئی مہلت کی ضرورت نہیں۔ البتہ جو جگہیں نگاہوں سے اوجھل (اور دُور) ہیں ان کے لیے اتنی مہلت ہو سکتی ہے کہ تمہارا فرمان وہاں تک پہنچ جائے۔

خُطبہ:163

❀ مور کی عجیب و غریب خلقت اور جنّت کے دلفریب مناظر ❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جِس میں مور کی عجیب و غریب آفرینش کا تذکرہ فرمایا ہے

قُدرت نے ہر قسم کی مخلوق کو، وہ جاندار ہو یا بے جان، ساکن ہو یا متحرک، عجیب و غریب آفرینش کا جامہ پہنا کر ایجاد کیا ہے اور اپنی لطیف صنعت اور عظیم قُدرت پر ایسی واضح نشانیاں شاہد بنا کر قائم کی ہیں کہ جن کے سامنے عقلیں اس کی ہستی کا اعتراف اور اس کی

(فرمانبرداری) کا اقرار کرتے ہوئے سرِ اطاعت خم کر چکی ہیں اور اس کی یکتائی پر یہی عقل کی تسلیم کی ہُوئی اور (اس کے خالق بے مثال ہونے پر) مختلف شکل و صُورت کے پرندوں کی آفرینش سے اُبھری ہوئی دلیلیں ہمارے کانوں میں گونج رہی ہیں۔ وہ پرندے جن کو اس نے زمین کے گڑھوں، دَروں کے شگافوں اور مضبوط پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسایا ہے۔ جو مختلف طرح کے پَر و بال اور جُدا گانہ شکل و صُورت والے ہیں۔ جنھیں تسلّط (الٰہی) کی باگ ڈور میں گھمایا پھرایا جاتا ہے اور جو کُشادہ ہَوا کی وُسعتوں اور کھلی فضاؤں میں پَروں کو پھڑ پھڑاتے ہیں۔ انہیں جبکہ یہ موجود نہ تھے عجیب و غریب ظاہری صُورتوں سے (آراستہ کر کے) پیدا کیا اور (گوشت و پوست میں) ڈھکے ہوئے جوڑوں کے سروں سے ان کے (جسموں کی) ساخت قائم کی۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جنھیں ان کے جسموں کے بوجھل ہونے کی وجہ سے فضا میں بلند ہو کر تیز پروازی سے روک دیا ہے اور انہیں ایسا بنایا ہے کہ وہ زمین سے کچھ تھوڑے ہی اُونچے ہو کر پرواز کر سکیں۔ اس نے اپنی لطیف قدرت اور باریک صنعت سے ان قِسم قِسم کے پرندوں کو (مختلف) رنگوں سے ترتیب دیا ہے۔ چنانچہ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو ایک ہی رنگ کے سانچے میں ڈھلے ہُوئے ہیں۔ یُوں کہ جِس رنگ میں انھیں ڈبو دیا گیا ہے اس کے علاوہ کسی اور رنگ کی ان میں آمیزش نہیں کی گئی اور بعض اس طرح رنگ میں ڈبوئے گئے ہیں کہ جِس رنگ کا طوق انہیں پہنا دیا گیا ہے وہ اس رنگ سے نہیں ملتا جِس سے خود رنگین ہیں۔

ان سب پرندوں سے زائد عجیب الخلقت مور ہے کہ (اللہ نے) جِس کے (اعضاء کو) موزونیّت کے محکم ترین سانچے میں ڈھالا ہے اور اس کے رنگوں کو ایک حَسین ترتیب سے مُرتّب کیا ہے۔ یہ (حُسن و توازن) ایسے پروں سے ہے کہ جن کی جڑوں کو (ایک دُوسرے سے) جوڑ دیا ہے اور ایسی دُم سے ہے جو دُور تک کھینچتی چلی جاتی ہے۔ جب وہ اپنی مادہ کی طرف بڑھتا ہے تو اپنی لپٹی ہوئی دُم کو پھیلا دیتا ہے اور اسے اس طرح اُونچا لے جاتا ہے کہ وہ اس کے سر پر سایہ اَفگن ہو کر پھیل جاتی ہے۔ گویا وہ (مقام) دارین کی اس کشتی کا بادبان ہے جسے اس کا ملّاح اِدھر اُدھر موڑ رہا ہو۔ وہ اس کے رنگوں پر اِتراتا ہے اور اس کی جنبشوں کے ساتھ جُھومنے لگتا ہے اور مُرغوں کی طرح جفتی کھاتا ہے اور (اپنی مادہ کو) حاملہ کرنے کے لیے جوش و ہیجان میں بھرے ہوئے نروں کی طرح جوڑ کھاتا ہے۔ میں اس (بیان) کے لیے مشاہدہ کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس شخص کی طرح نہیں کہتا، جو کسی کمزور سند کا حوالہ دے رہا ہو۔ گمان کرنے والوں کا یہ صرف وہم و گمان ہے کہ وہ اپنے گوشہ ہائے چشم کے بہائے ہوئے اس آنسو سے اپنی مادہ کو انڈوں پر لاتا ہے کہ جو اس کی پلکوں کے دونوں کناروں میں آکر ٹھہر جاتا ہے اور مورنی اسے پی لیتی ہے اور پھر وہ انڈے دینے لگتی ہے اور اس پھوٹ کر نکلنے والے آنسو کے

علاوہ یُوں نر اس سے جفتی نہیں کھاتا۔ اگر ایسا ہو تو بھی (ان کے خیال کے مطابق) کوّے کے اپنی مادہ کو (پوٹے سے دانا پانی) بھر کر انڈوں پر لانے سے زیادہ تعجُّب خیز نہیں ہے (تُم اگر بغور دیکھو گے) تو اس کے پَروں کی درمیانی تیلیوں کو چاندی کی سلائیاں تصوُّر کرو گے اور ان پر جو عجیب و غریب ہالے بنے ہوئے ہیں اور سُورج (کی شُعاعوں) کے مانند (جو پر و بال) اُگے ہُوئے ہیں (انہیں زردی میں خالص سونا اور (سبزی میں) زمُرد کے ٹکڑے خیال کرو گے۔ اگر تُم اسے زمین کی اُگائی ہوئی چیزوں سے تشبیہہ دو گے تو یہ کہو گے کہ وہ ہر موسم بہار کے چُنے ہوئے شگوفوں کا گلدستہ ہے اور اگر کپڑوں سے تشبیہہ دو گے تو وہ منقش حُلّول یا خوشنما یمنی چادروں کے مانند ہے اور اگر زیورات سے تشبیہہ دو گے تو وہ رنگ برنگ کے ان نگینوں کی طرح ہے جو مُرصّع بجواہر چاندی میں دائروں کی صُورت میں پھیلا دیئے گئے ہوں وہ اس طرح چلتا ہے جِس طرح کوئی ہشاش بشاش اور متکبّر محوِ خرام ہوتا ہے اور اپنی دُم اور پَر و بال کو غور سے دیکھتا ہے تو اپنے پیراہن کے حُسن و جمال اور اپنے گلوبند کی رنگتوں کی وجہ سے قہقہہ لگا کر ہنستا ہے، مگر جب اپنے پیروں پر نظر ڈالتا ہے تو اس طرح اُونچی آواز سے روتا ہے کہ گویا اپنی فریاد کو ظاہر کر رہا ہے اور اپنے سچّے دَرد (دل) کی گواہی دے رہا ہے۔ کیوں کہ اس کے پیر خاکستری رنگ کے دوغلے مُرغوں کے پیروں کی طرح باریک اور پتلے ہوتے ہیں اور اس کی پنڈلی کے کنارے پر ایک باریک سا کانٹا نمایاں ہوتا ہے اور اس کی (گردن پر) ایال کی جگہ سبز رنگ کے منقش پروں کا گُچھا ہوتا ہے اور گردن کا پھیلاؤ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے صُراحی (کی گردن) اور اس کے گڑنے کی جگہ سے لے کر وہاں تک کا حصّہ کہ جہاں اس کا پیٹ ہے یمنی وسمہ کے رنگ کی طرح (گہرا سبز) ہے، یا اس ریشم کی طرح ہے جو صیقل کئے ہوئے آئینہ پر پہنا دیا گیا ہو۔ گویا کہ وہ سیاہ رنگ کی اوڑھنی میں لپٹا ہُوا ہے لیکن اس کی آب و تاب کی فراوانی اور چمک دمک کی بُہتات سے ایسا گمان ہوتا ہے کہ اس میں تر و تازہ سبزی کی (الگ سے) آمیزش کر دی گئی ہے، اس کے کانوں کے شگاف سے ملی ہوئی بابونہ کے پُھولوں جیسی ایک سفید چمکیلی لکیر ہوتی ہے جو قلم کی باریک نوک کے مانند ہے وہ (لکیر) اپنی سفیدی کے ساتھ اس جگہ کی سیاہیوں میں جگمگاتی ہے۔ کم ہی ایسے رنگ ہوں گے جِس نے سفید دھاری کا کچھ حصّہ نہ لیا ہو اور وہ ان رنگوں پر اپنی آب و تاب کی زیادتی، اپنے پیکرِ ریشمیں کی چمک دمک اور زیبائش کی وجہ سے چھائی ہُوئی ہے۔ وہ ان بِکھری ہوئی کلیوں کے مانند ہے کہ جنھیں نہ فصل بہار کی بارشوں نے پروان چڑھایا ہو اور نہ گرمیوں کے سُورج نے پرورش کیا ہو، وہ کبھی اپنے پر و بال سے برہنہ اور اپنے رنگین لباس سے عُریاں ہو جاتا ہے۔ اس کے بال و پر لگاتار جھڑتے ہیں اور پھر پے درپے اُگنے لگتے ہیں۔ وہ اس کے بازوؤں سے اس طرح جھڑتے ہیں جِس طرح ٹہنیوں سے پتّے۔ یہاں تک کہ جھڑنے سے پہلے جو شکل و صُورت تھی اسی کی طرف پلٹ آتا ہے اور اپنے

پہلے رنگوں سے سر مو اِدھر سے اُدھر نہیں ہوتا اور نہ کوئی رنگ اپنی جگہ چھوڑ کر دُوسری جگہ اختیار کرتا ہے۔ جب اس کے پروں کے ریشوں میں سے کسی ریشے کو تُم غور سے دیکھو گے تو وہ تمہیں کبھی گلاب کے پُھولوں جیسی سُرخی اور کبھی زمُرد جیسی سبزی اور کبھی سونے جیسی زردی کی (جھلکیاں) دکھائے گا (غور تو کرو کہ) ایک ایسی مخلوق کی صفتوں تک فکروں کی گہرائیاں کیوں کر پہنچ سکتی ہیں، یا عقلوں کی طبع آزمائیاں کس طرح وہاں تک رسائی پاسکتی ہیں؟ یا بیان کرنے والوں کے کلمات کیوں کر اس کے وصفوں کو ترتیب دے سکتے ہیں کہ جِس کے چھوٹے سے چھوٹے جزنے واہموں کو سمجھنے سے عاجز اور زبانوں کو بیان کرنے سے درماندہ کر دیا ہو۔ تو پاک ہے وہ ذات کہ جِس نے ایک ایسی مخلوق کی حالت بیان کرنے سے بھی عقلوں کو مغلُوب کرر کھا ہے کہ جسے آنکھوں کے سامنے نمایاں کر دیا تھا اور ان آنکھوں نے اس کو ایک حد میں گھرا ہُوا اور (اجزاء) سے مُرکّب اور (مختلف رنگوں سے) رنگین صُورت میں دیکھ بھی لیا اور جِس نے زبانوں کو اس (مخلوق) کے وصفوں کا خلاصہ کرنے سے عاجز اور اس کی صفتوں کے بیان کرنے سے درماندہ کر دیا ہے، اور پاک ہے وہ خُدا کہ جس نے چیونٹی اور مچھر سے لے کر ان سے بڑی مخلوق مچھلیوں اور ہاتھیوں تک کے پیروں کو مضبُوط و مستحکم کیا ہے اور اپنی ذات پر لازم کر لیا ہے کہ کوئی پیکر کہ جِس میں اس نے رُوح داخل کی ہے جنبش نہیں کھائے گا۔ مگر یہ کہ موت کو اس کی وعدہ گاہ اور فنا کو اس کی حدِ آخر قرار دے گا۔

اِس خطبہ کا یہ حصہ جنّت کے بیان میں ہے

اگر تُم دیدۂ دل سے جنّت کی ان کیفیتوں پر نظر کرو جو تُم سے بیان کی جاتی ہیں تو تمہارا نفس دُنیا میں پیش کی ہُوئی عمدہ سے عمدہ خواہشوں اور لذّتوں اور اس کے مناظر کی زیبائشوں سے نفرت کرنے لگے گا اور وہ ان درختوں کے پتوں کے کھڑ کھڑانے کی آوازوں میں کہ جن کی جڑیں جنّت کی نہروں کے کناروں پر مشک کے ٹِیلوں میں ڈوبی ہوئی ہیں کھو جائے گا اور ان کی بڑی اور چھوٹی ٹہنیوں میں تروتازہ موتیوں کے گچھوں کے لٹکنے اور سبز پتیوں کے غلافوں میں مختلف قِسم کے پھلوں کے نکلنے کے (نظاروں) میں محو ہو جائے گا۔ ایسے پھل کہ جو بغیر کسی زحمت کے چُنے جاسکتے ہیں اور چننے والے کی خواہش کے مطابق آگے بڑھ آتے ہیں، وہاں کے بلند ایوانوں کے صحنوں میں اُترنے والے مہمانوں کے گِرد پاک وصاف شہد اور صاف سُتھری شراب (کے جام) گردش میں لائے جائیں گے، وہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ کی بخشش وعنایت ہمیشہ ان کے شامل حال رہی، یہاں تک کہ وہ اپنی جائے قیام میں اُتر پڑے اور سفروں کی نقل و حرکت سے آسُودہ ہوگئے۔ اے سُننے والے! اگر تُو ان دلکش مناظر تک پہنچنے کے لیے اپنے نفس کو متوجّہ کرے جو تیری طرف ایک دم آنے والے ہیں تو

اس کے اِشتیاق میں تیری جان ہی نِکل جائے گی اور اسے جلد سے جلد پالینے کے لیے میری اس مجلس سے اُٹھ کر قبروں میں رہنے والوں کی ہمسائیگی اختیار کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے گا۔ اللہ سبحانہ اپنی رحمت سے ہمیں اور تمھیں ان لوگوں میں سے قرار دے کہ جو نیک بندوں کی منزل تک پہنچنے کی (سر توڑ) کوشش کرتے ہیں۔

سیّد رضی اِس خطبہ کے بعض مشکل الفاظ کی توضیح و تشریح کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ: آپ کے ارشادیؤر **بملاقحةٍ** میں لفظ ارّ سے مُباشرت کی طرف کنایہ ہے۔ یُوں کہا جاتا ہے کہ **ارّ المرأة یورھا** یعنی اس نے عورت سے مباشرت کی اور آپ کے اِس ارشاد **کانہ قلع داری عنجه نوتیُّه** میں **قلع** کے معنی کشتی کے بادبان کے ہیں اور لفظ **داری**، دارین کی طرف منسُوب ہے اور دارین سمندر کے کنارے ایک شہر کا نام ہے کہ جہاں سے خوشبودار چیزیں لائی جاتی ہیں اور **عنجاء** کے معنی ہیں اس کو موڑا اور استعمال یوں ہوتا ہے **عنجت الناقة** (عنجبت بروزن نصرت) یعنی میں نے اُونٹنی کے رُخ کو موڑا اور **اعنجھا عنجا** اس وقت کہو گے کہ جب تُم اس کے رُخ کو موڑو گے اور نوتی کے معنی ملاّح کے ہیں اور آپ کے ارشاد **ضفتی جفونه** سے مُراد مور کے پلکوں کے دونوں کنارے ہیں اور یوں **ضفتان** کے معنی دو کناروں کے ہوتے ہیں اور آپ کے قول **فلذالذبرجد** میں **فلذ فلذة** کی جمع ہے جِس کے معنی ٹکڑے کے ہیں اور آپ کے قول **کبائس اللؤلؤ الرطب** میں **کبائش کباسه** کی جمع ہے جِس کے معنی کھجور کے خوشے کے ہیں اور **عسالیج عسلوج** کی جمع ہے جِس کے معنی ٹہنی کے ہیں۔

خُطبہ:164

✿ شفقت و مہربانی اور ظاہر و باطن کی یک رنگی کی تعلیم اور بنی اُمیّہ کا زوال ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہارے چھوٹوں کو چاہئیے کہ وہ اپنے بڑوں کی پیروی کریں اور بڑوں کو چاہیئے کہ وہ چھوٹوں سے شفقت و مہربانی سے پیش آئیں۔ زمانۂ جاہلیت کے ان اُجڈ آدمیوں کے مانند نہ ہو جاؤ کہ جو نہ دین میں فہم و بصیرت سے اور نہ اللہ کے بارے میں عقل و فہم سے کام لیتے تھے۔ وہ ان انڈوں کے چھلکوں کی طرح ہیں جو شُتر مُرغوں کے انڈے دینے کی جگہ پر رکھے ہوں جن کا توڑنا گُناہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر انہیں سینے کے لیے چھوڑ دینا ایذا رساں بچّوں کے نکالنے کا سبب ہوتا ہے۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

وہ اُلفت و یکجائی کے بعد الگ الگ اور اپنے مرکز سے منتشر ہو گئے ہوں گے، البتہ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو ایک شاخ کو پکڑے رہیں گے کہ جِدھر یہ جھکے اُدھر وہ جھکیں گے یہاں تک کہ اللہ جلد ہی اس دن کے لیے کہ جو بنی اُمیّہ کے لیے بدترین دن ہو گا انہیں اس طرح جمع کرے گا جِس طرح خریف کے موسم میں بادل کے ٹکڑے جمع ہو جاتے ہیں۔ اللہ ان کے درمیان محبت و دوستی پیدا کرے گا پھر ان کا تہہ بہ تہہ جمے ہوئے ابر کی طرح ایک مضبُوط جتّھا بنا دے گا اور ان کے لیے دروزوں کو کھول دے گا کہ وہ اپنے اُبھرنے کے مقام سے شہر سبا کے دو باغوں کے اس سیلاب کی طرح بہ نکلیں گے جِس سے نہ کوئی چٹان محفوظ رہی تھی اور نہ کوئی ٹیلہ اس کے سامنے ٹِک سکا تھا اور نہ پہاڑ کی مضبُوطی اور نہ زمین کی اُونچائی اس کا دھارا موڑ سکی تھی۔ اللہ سبحانہ انہیں گھاٹیوں کے نشیبوں میں متفرّق کر دے گا۔ پھر انہیں چشموں (کے بہاؤ) کی طرح زمین میں پھیلا دے گا اور ان کے ذریعہ سے کچھ لوگوں کے حقوق کچھ لوگوں سے لے گا اور ایک قوم کو دُوسری قوم کے شہروں پر متمکن کر دے گا۔ خُدا کی قسم! ان کی سربلندی و اقتدار کے بعد جو کچھ بھی ان کے ہاتھوں میں ہو گا اس طرح پگھل جائے گا، جِس طرح آگ پر چربی۔ اے لوگو! اگر تُم حق کی نُصرت و امداد سے پہلو نہ بچاتے اور باطل کو کمزور کرنے سے کمزوری نہ دکھاتے تو جو تمہارا ہم پایہ نہ تھا، وہ تُم پر دانت نہ رکھتا اور جِس نے تُم پر قابو پالیا وہ تُم پر قابُو نہ پاتا۔ لیکن تُم تو بنی اسرائیل کی طرح صحرائے تیہ میں بھٹک گئے اور اپنی جان کی قسم! میرے بعد تمہاری سرگردانی و پریشانی کئی گنا بڑھ جائے گی۔ کیونکہ تُم نے حق کو پس پُشت ڈال دیا ہے اور قریبوں سے قطع تعلّق کر لیا اور دُور والوں سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ یقین رکھو کہ اگر تُم دعوت دینے والے کی پیروی کرتے تو وہ تمہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے راستہ پر لے چلتا اور تُم بے راہ روی کی زحمتوں سے بچ جاتے اور اپنی گردنوں سے بھاری بوجھ اُتار پھینکتے۔

خُطبہ: 165

حقوق و فرائض کی نگہداشت اور تمام معاملات میں اللہ سے خوف کھانے کی نصیحت

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ نے ایسی ہدایت کرنے والی کتاب نازل فرمائی ہے کہ جِس میں اچھائیوں اور بُرائیوں کو (کھول کر) بیان کیا ہے۔ تُم بھلائی کا راستہ

اختیار کرو تاکہ ہدایت پاسکو اور بُرائی کی جانب سے رُخ موڑ لو تاکہ سیدھی راہ پر چل سکو، فرائض کو پیش نظر رکھو اور انہیں اللہ کے لیے بجالاؤ، تاکہ یہ تمہیں جنّت تک پہنچائیں۔ اللہ سبحانہ نے ان چیزوں کو حرام کیا ہے جو انجانی نہیں ہیں اور ان چیزوں کو حلال کیا ہے جن میں کوئی عیب و نقص نہیں پایا جاتا۔ اس نے مسلمانوں کی عزّت و حُرمت کو تمام حُرمتوں پر فضیلت دی ہے اور مسلمانوں کے حقوق کو ان کے موقع و محل پر اخلاص و توحید کے دامن سے باندھ دیا ہے۔ چنانچہ مسلمان وہی ہے کہ جِس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔ مگر یہ کہ کسی حق کی بِناء پر ان پر ہاتھ ڈالا جائے اور ان کی ایذا پہنچانا جائز نہیں، مگر جہاں واجب ہو جائے۔ اس چیز کی طرف بڑھو کہ جو ہمہ گیر اور تُم میں سے ہر ایک کے لیے مخصوص ہے اور وہ موت ہے، چونکہ (گُزر جانے والے) لوگ تمہارے سامنے ہیں اور (موت کی) گھڑی تمہیں پیچھے سے آگے کی طرف ہنکائے لیے جا رہی ہے۔ ہلکے پھلکے رہو، تاکہ آگے بڑھ جانے والوں کو پاسکو۔ تمہارے اگلوں کو پچھلوں کا اِنتظار کرایا جا رہا ہے۔ اللہ سے اس کے بندوں اور اس کے شہروں کے بارے میں ڈرتے رہو۔ اس لیے کہ تُم سے (ہر چیز کے متعلّق) سوال کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ زمینوں اور چوپاؤں کے متعلّق بھی اللہ کی اطاعت کرو، اس سے سر تابی نہ کرو۔ جب بھلائی کو دیکھو تو اسے حاصل کرو اور جب بُرائی کو دیکھو تو اس سے مُنہ پھیر لو۔

خُطبہ:166

❀جب لوگوں نے قاتلین عُثمان سے قصاص لینے کی فرمائش کی تو فرمایا❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپؑ کی بیعت ہو چکنے کے بعد صحابہ کی ایک جماعت نے آپؑ سے کہا کہ بہتر ہے کہ آپ ان لوگوں کو جنھوں نے عُثمان پر فوج کشی کی تھی سزا دیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ: اے بھائیو! جو تُم جانتے ہو میں اس سے بے خبر نہیں ہوں۔ لیکن میرے پاس (اس کی) قوت و طاقت کہاں ہے جبکہ فوج کشی کرنے والے اپنے انتہائی زوروں پر ہیں، وہ (اس وقت) ہم پر مسلّط ہیں ہم ان پر مسلّط نہیں اور عالَم یہ ہے کہ تمہارے غلام بھی ان کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور صحرائی عرب بھی ان سے مِل جُل گئے ہیں اور اس وقت بھی وہ تمہارے درمیان اس حالت میں ہیں کہ جیسا چاہیں تمہیں گزند پہنچا سکتے ہیں۔ کیا تُم جو چاہتے ہو اس پر قابو پانے کی کوئی صُورت تمہیں نظر آتی ہے؟ بلاشبہ یہ جہالت و نادانی کا مطالبہ ہے۔ ان لوگوں کی پُشت پر مدد کا ایک ذخیرہ ہے۔ جب یہ قصّہ چھڑے گا تو اس معاملہ میں لوگوں

کے مختلف خیالات ہوں گے۔ کچھ لوگوں کی رائے تو وہی ہو گی جو تمہاری ہے اور کچھ لوگوں کی رائے تمہاری رائے کے خلاف ہو گی اور کچھ لوگوں کی رائے نہ اِدھر ہو گی نہ اُدھر۔ اتنا صبر کرو کہ لوگ سکون سے بیٹھ لیں اور دل اپنی جگہ پر ٹھہر جائیں اور آسانی سے حقوق حاصل کئے جاسکیں، تُم میری طرف سے مطمئن رہو اور دیکھتے رہو کہ میرا فرمان تُم تک کیا آتا ہے۔ کوئی ایسی حرکت نہ کرو، جو طاقت کو متزلزل اور قوت کو پامال کر دے اور کمزوری و ذِلّت کا باعث بن جائے۔ میں اس جنگ کو جہاں تک رُک سکے گی روکوں گا اور جب کوئی چارہ نہ پاؤں گا تو پھر آخری عِلاج داغنا تو ہے ہی۔

خُطبہ:167

❀ جب اصحاب جمل بصرہ کی جانب روانہ ہوئے تو فرمایا ❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب جمل والوں نے بصرہ کا رُخ کیا، تو آپؑ نے ارشاد فرمایا

بیشک اللہ نے اپنے رسُولؐ کو ہادی بنا کر بولنے والی کتاب اور برقرار رہنے والی شریعت کے ساتھ بھیجا جسے تباہ و برباد ہونا ہے وہی اس کی مخالفت سے تباہ ہو گا اور (حق سے) مشابہہ ہو جانے والی بدعتیں ہی تباہ کیا کرتی ہیں۔ مگر وہ کہ جن میں (مبتلا ہونے) سے اللہ بچائے رکھے۔ بِلاشُبہ حُجّت خُدا کی (اطاعت میں) تمہارے لیے سامانِ حفاظت ہے۔ لہٰذا تُم اس کی ایسی اطاعت کرو کہ جو نہ لائق سرزنش ہو اور نہ بددلی سے بجالائی گئی ہو۔ خُدا کی قسم! یا تو تمہیں (یہ اطاعت) کرنا ہو گی، یا اللہ اسلامی اقتدار تُم سے منتقل کر دے گا اور پھر کبھی تمہاری طرف نہیں پلٹائے گا۔ یہاں تک کہ یہ اقتدار دُوسروں کی طرف رُخ موڑ لے گا۔ یہ لوگ جہاں تک میری خلافت سے نارِضامندی کا تعلّق ہے آپس میں متفق ہو چکے ہیں اور مجھے بھی جب تک تمہاری پراگندگی کا اندیشہ نہ ہو گا صبر کئے رہوں گا، اگر وہ اپنی رائے کی کمزوری کے باوجود اس میں کامیاب ہو گئے تو مسلمانوں کا (رشتہ) نظم و نسق ٹوٹ جائے گا۔ یہ اس شخص پر جسے اللہ نے امارت و خلافت دی ہے حسد کرتے ہوئے اس دُنیا کے طلب گار بن گئے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ تمام اُمور (شریعت) کو پلٹا کر (دورِ جاہلیت) کی طرف لے جائیں (اگر تُم ثابت قدم رہے تو) تمہارا ہم پر یہ حق ہو گا کہ ہم تمہارے اُمور کے تصفیہ کے لیے (کتاب) خُدا اور سیرت پیغمبرؐ پر عمل پیرا ہوں اور ان کے حق کو برپا اور ان کی سُنّت کو بلند کریں۔

خُطبہ:168

❁ جب اہل بصرہ کی طرف سے ایک شخص تحقیق حال کے لیے آپؑ کے پاس آیا تو اس سے فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب امیر المومنینؑ بصرہ کے قریب پہنچے تو وہاں کی ایک جماعت نے ایک شخص کو اس مقصد سے آپؑ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ ان کے لیے اہل جمل کے متعلّق حضرت کے موقُف کو دریافت کرے تا کہ ان کے دلوں سے شکوک مٹ جائیں چُنانچہ حضرت نے اس کے سامنے جمل والوں کے ساتھ اپنے رویّہ کی وضاحت فرمائی جِس سے اسے معلوم ہو گیا کہ حضرت حق پر ہیں، تو آپؑ نے اس سے فرمایا کہ: (جب حق تُم پر واضح ہو گیا ہے تو اب) بیعت کرو۔ اس نے کہا کہ: میں ایک قوم کا قاصد ہوں اور جب تک ان کے پاس پلٹ کر نہ جاؤں کوئی نیا قدم نہیں اُٹھا سکتا تو حضرت نے فرمایا کہ: (دیکھو!) اگر وہی لوگ جو تمہارے پیچھے ہیں اس مقصد سے تمہیں کہیں پیشرو بنا کر بھیجیں کہ تُم ان کے لیے ایسی جگہ تلاش کرو، جہاں بارش ہوئی ہو اور تُم (تلاش کے بعد) ان کے پاس پلٹ کر جاؤ اور انہیں خبر دو کہ سبزہ بھی ہے اور پانی بھی ہے اور وہ تمہاری مخالفت کرتے ہوئے خشک اور ویران جگہ کا رُخ کریں تو تُم اس موقعہ پر کیا کرو گے؟ اس نے کہا کہ: میں ان کا ساتھ چھوڑ دوں گا اور ان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گھاس اور پانی کی طرف چل دُوں گا، تو حضرت نے فرمایا کہ: (جب ایسا ہی کرنا ہے) تو پھر بیعت کے لیے ہاتھ بڑھاؤ۔ وہ شخص کہتا ہے کہ: خُدا کی قسم! حُجّت کے قائم ہو جانے کے بعد میرے بس میں نہ تھا کہ میں بیعت سے اِنکار کر دیتا۔ چُنانچہ میں نے بیعت کر لی۔ (یہ شخص کلیب جرمی کے نام سے موسُوم ہے)

خُطبہ:169

❁ میدان صفین میں جب دُشمن سے دوبدو ہو کر لڑنے کا اِرادہ کیا تو فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب صفین میں دُشمن سے دوبدو ہو کر لڑنے کا اِرادہ کیا تو فرمایا

اے اللہ! اے اس بلند آسمان اور تھمی ہُوئی فضا کے پروردگار جِسے تُو نے شب و روز کے سر چُھپانے، چاند اور سُورج کے گردش کرنے اور چلنے پھرنے والے ستاروں کی آمد و رفت کی جگہ بنایا ہے اور جِس میں بسنے والا فرشتوں کا وہ گروہ بنایا ہے جو تیری عبادت سے اُکتاتا نہیں۔ اے اس زمین کے پروردگار! جِسے تُو نے اِنسانوں کی قیام گاہ اور حشرات الارض اور چوپاؤں اور لاتعداد دیکھی اور اَن دیکھی مخلوق کے

چلنے پھرنے کا مقام قرار دیا ہے۔ اے مضبُوط پہاڑوں کے پروردگار! جنھیں تُو نے زمین کے لیے میخ اور مخلوقات کے لیے (زندگی کا) سہارا بنایا ہے۔ (اے اللہ!) اگر تُو نے ہمیں دُشمنوں پر غلبہ دیا تو ظُلم سے ہمارا دامن بچانا اور حق کے سیدھے راستے پر برقرار رکھنا اور اگر دُشمنوں کو ہم پر غلبہ دیا تو ہمیں شہادت نصیب کرنا اور فریب حیات سے بچائے رکھنا۔ کہاں ہیں عزّت و آبرُو کے پاسبان اور کہاں ہیں مُصیبتوں کے نازل ہونے کے وقت ننگ ونام کی حفاظت کرنے والے باغیرت؟ (اگر بھاگے تو) ننگ و عار تمہارے عقب میں ہے اور (اگر جمے رہے تو) جنّت تمہارے سامنے ہے۔

خُطبہ:170

❁ جب آپؑ پر حرص کا الزام رکھا گیا تو اس کی رد میں فرمایا اور قریش کے مظالم اور اصحاب جمل کی غارتگریوں کا تذکرہ ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جِس سے ایک آسمان دُوسرے آسمان کو اور ایک زمین دُوسری زمین کو نہیں چُھپاتی۔

اِسی خطبہ کے ذیل میں فرمایا

مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ: اے ابنِ اِبی طالب! آپ تو اس خلافت پر للچائے ہُوئے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ: خُدا کی قسم! تُم اس پر کہیں زیادہ حریص اور (اس منصب کی اہلیت سے) دُور ہو اور میں اس کا اہل اور (پیغمبرؐ سے) نزدیک تر ہوں۔ میں نے تو اپنا حق طلب کیا ہے اور تُم میرے اور میرے حق کے درمیان حائل ہو جاتے ہو اور جب اسے حاصل کرنا چاہتا ہوں تو تُم میرا رُخ موڑ دیتے ہو۔ چُنانچہ جب بھری محفل میں مَیں نے اس دلیل سے اس (کے کان کے پردوں) کو کھٹکھٹایا تو چونکا ہُوا اور اس طرح مبہوت ہو کر رہ گیا کہ اسے کوئی جواب نہ سُوجھتا تھا۔

خُدایا! میں قریش اور ان کے مددگاروں کے خلاف تجھ سے مدد چاہتا ہوں۔ کیونکہ انھوں نے قطع رحمی کی اور میرے مرتبہ کی بلندی کو پست سمجھا اور اس (خلافت) پر کہ جو میرے لیے مخصوص تھی ٹکرانے کے لیے ایکا کر لیا ہے۔ پھر کہتے یہ ہیں کہ حق تو یہی ہے کہ آپ اسے لیں اور یہ بھی حق ہے کہ آپ اس سے دستبردار ہو جائیں۔

اِس خطبہ کا یہ جُز اصحاب جمل کے متعلّق ہے

وہ لوگ (مکّہ سے) بصرہ کا رُخ کئے ہوئے اس طرح نکلے کہ رسُولؐ اللہ کی حُرمت و ناموس کو یُوں کھینچے پھرتے تھے جِس طرح کسی کنیز کو فروخت کے لیے (شہر بہ شہر) پھرایا جاتا ہے۔ ان دونوں نے اپنی بیویوں کو تو گھروں میں روک رکھا تھا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بیوی کو اپنے اور دُوسروں کے سامنے کُھلے بندوں لے آئے تھے۔ ایک ایسے لشکر میں کہ جِس کا ایک ایک فرد میری اطاعت تسلیم کئے ہوئے تھا اور برضاء و رغبت میری بیعت کر چُکا تھا۔ یہ لوگ بصرہ میں میرے (مقرّر کردہ) عامل اور مسلمانوں کے بیت المال کے خزینہ داروں اور وہاں کے دُوسرے باشندوں تک پہنچ گئے اور کچھ لوگوں کو قید کے اندر مار مار کے اور کچھ لوگوں کو حیلہ و مکر سے شہید کیا۔ خُدا کی قسم! اگر وہ مسلمانوں میں سے صرف ایک ناکردہ گُناہ مسلمان کو عمداً قتل کرتے تو بھی میرے لیے جائز ہوتا کہ میں اس تمام لشکر کو قتل کر دُوں، کیوں کہ وہ موجود تھے اور انھوں نے نہ تو اسے بُرا سمجھا اور نہ زبان اور ہاتھ سے اس کی روک تھام کی چہ جائیکہ انھوں نے مسلمانوں کے اتنے آدمی قتل کر دیئے جتنی تعداد خود ان کے لشکر کی تھی جسے لے کر ان پر چڑھ دوڑے تھے۔

خُطبہ:171

❀ خلافت کا مستحق کون ہے اور یہ کہ ظاہری مسلمانوں سے جنگ کرنے میں بصارت و بصیرت کی ضرورت ہے ❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہ اللہ کی وحی کے امانتدار، اس کے رسُولوں کی آخری فرد، اس کی رحمت کا مژدہ سُنانے والے اور اس کے عذاب سے ڈرانے والے تھے اے لوگو! تمام لوگوں میں اس خلافت کا اہل وہ ہے جو اس (کے نظم و نسق کے برقرار رکھنے) کی سب سے زیادہ قوت و (صلاحیت) رکھتا ہو اور اس کے بارے میں اللہ کے احکام کو سب سے زائد جانتا ہو۔ اس صُورت میں اگر کوئی فتنہ پرداز فتنہ کھڑا کرے تو (پہلے) اسے توبہ و بازگشت کے لیے کہا جائے گا، اگر وہ اِنکار کرے تو اس سے جنگ و جدال کیا جائے گا، اپنی جان کی قسم! اگر خلافت کا انعقاد تمام افراد اُمّت کے ایک جگہ اکٹھا ہونے سے ہو تو اس کی کوئی سبیل ہی نہیں بلکہ اس کی صُورت تو انھوں نے یہ رکھی تھی کہ اس کے کرتا دھرتا لوگ اپنے فیصلہ کا ان لوگوں کو بھی پابند بنائیں گے جو بیعت کے وقت موجود نہ ہوں گے۔ پھر موجود کو یہ اختیار نہ ہو گا کہ وہ (بیعت سے) انحراف کرے اور نہ غیر موجود کو یہ حق ہو گا کسی اور کو منتخب کرے۔ دیکھو! میں دو شخصوں سے ضرور جنگ کروں گا، ایک وہ جو ایسی چیز کا دعوٰی کرے جو اس کی نہ ہو اور دُوسرا وہ جو اپنے معاہدہ کا پابند نہ رہے۔

اِس خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

اے اللہ کے بندو! میں تمھیں تقویٰ و پرہیز گاری کی ہدایت کرتا ہوں۔ کیوں کہ بندے جن چیزوں کی ایک دُوسرے کو ہدایت کرتے ہیں ان میں تقویٰ سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک تمام چیزوں کے نتائج سے بہتر و برتر ہے۔ تمہارے اور دُوسرے اہل قبلہ کے درمیان جنگ کا دروازہ کُھل گیا ہے اور اس (جنگ) کے جھنڈے کو وہی اُٹھائے گا جو نظر رکھنے والا، (مصیبتوں پر) صبر کرنے والا اور حق کے مقامات کو پہچاننے والا ہو۔ تمہیں جو حکم دیا جائے اس پر عمل کرو اور جس چیز سے روکا جائے اس سے باز رہو اور کسی بات میں جلدی نہ کرو جب تک اسے خُوب سوچ سمجھ نہ لو۔ ہمیں ان اُمور میں کہ جن پر تُم ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہو، غیر معمولی انقلابات کا اندیشہ رہتا ہے۔ دیکھو! یہ دُنیا جِس کی تُم تمنا کرتے ہو اور جِس کی جانب خواہش و رغبت سے بڑھتے ہو۔ جو کبھی تُم کو غصّہ دلاتی ہے اور کبھی تمہیں خوش کر دیتی ہے۔ تمہارا (اصلی) گھر نہیں ہے اور نہ وہ منزل ہے جِس کے لیے تُم پیدا کئے گئے ہو اور نہ وہ جگہ ہے جِس کی طرف تمہیں دعوت دی گئی ہے۔ دیکھو! یہ تمہارے لیے باقی رہنے والی نہیں اور نہ تُم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔ اگر اس نے تمہیں (اپنی آرائشوں سے) فریب دیا ہے تو اپنی بُرائیوں سے خوف بھی دلایا ہے، لہٰذا تُم اس کے ڈرانے سے متاثر ہو کر اس سے فریب نہ کھاؤ اور اس کے خوفزدہ کرنے کی بناء پر اس کی طمع دلانے میں نہ آؤ۔ اس گھر کی طرف بڑھو جِس کی تمہیں دعوت دی گئی ہے اور اس دُنیا سے اپنے دلوں کو موڑ لو۔ تُم میں سے کوئی شخص دُنیا کی کسی چیز کے روک لیے جانے پر لونڈیوں کی طرح رونے نہ بیٹھ جائے۔ اطاعت خُدا پر صبر کر کے اور جن چیزوں کی اس نے اپنی کتاب میں تُم سے حفاظت چاہی ان کی حفاظت کر کے اس سے نعمتوں کی تکمیل چاہو۔ دیکھو! اگر تُم نے دین کے اصُول محفوظ رکھے تو پھر دُنیا کی کِسی چیز کو کھو دینا تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا اور دین کو ضائع و برباد کرنے کے بعد تمہیں دُنیا کی کوئی ایسی چیز نفع نہ پہنچائے گی جسے تُم نے محفوظ کر لیا ہو۔ خُداوندِ عالم ہمارے اور تمہارے دلوں کو حق کی طرف متوجّہ کرے اور ہمیں اور تمہیں صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

خُطبہ:172

طلحہ ابن عبید اللہ کے بارے میں فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طلحہ ابن عبید اللہ کے متعلّق فرمایا

مجھے تو کبھی بھی حرب و ضرب سے دھمکایا اور ڈرایا نہیں جا سکا ہے۔ میں اپنے پروردگار کے کئے ہوئے وعدۂ نصرت پر مطمئن ہوں۔ خُدا کی قسم! وہ خونِ عثمان کا بدلہ لینے کے لیے کھنچی ہوئی تلوار کی طرح اس لیے اُٹھ کھڑا ہُوا ہے کہ اسے یہ ڈر ہے کہ کہیں اسی سے ان کے خُون کا مطالبہ نہ ہونے لگے۔ کیوں کہ (لوگوں کا) ظن غالب اس کے متعلّق یہی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ (قتل کرنے والی) جماعت میں اس سے بڑھ کر ان کے خون کا پیاسا ایک بھی نہ تھا۔ چُنانچہ اس نے خُون کا عوض لینے کے سلسلہ میں جو فوجیں فراہم کی ہیں اس سے یہ چاہا ہے کہ لوگوں کو مغالطہ دے تاکہ حقیقت مشتبہ ہو جائے اور اس میں شک پڑ جائے۔ خُدا کی قسم! اس نے عثمان کے معاملہ میں ان تین باتوں میں سے ایک بات پر بھی تو عمل نہیں کیا۔ اگر ابنِ عفان جیسا کہ اس کا خیال تھا ظالم تھے تو (اس صُورت میں) اسے چاہیئے تھا کہ ان کے قاتلوں کی مدد کرتا، یا ان کے مددگاروں سے علٰیحدگی اختیار کر لیتا اور اگر وہ مظلوم تھے تو اس صُورت میں اس کے لیے مناسب تھا کہ ان کے قتل سے روکنے والوں اور ان کی طرف سے عُذر و معذرت کرنے والوں میں ہوتا اور اگر ان دونوں باتوں میں اسے شُبہہ تھا تو اس صُورت میں اسے یہ چاہیئے تھا کہ ان سے کنارہ کش ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاتا اور انہیں لوگوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیتا (کہ وہ جانیں اور ان کا کام) لیکن اس نے ان باتوں میں سے ایک پر بھی عمل نہ کیا اور ایک ایسی بات کو لے کر سامنے آ گیا ہے کہ جِس کی صحت کی کوئی صُورت ہی نہیں اور نہ اس کا کوئی عُذر دُرست ہے۔

خُطبہ:173

غفلت کرنے والوں کو تنبیہ اور آپ کے علم کی ہمہ گیری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اے غافلو! کہ جن کی طرف سے غفلت نہیں برتی جا رہی اور اے چھوڑ دینے والو! کہ جن کو نہیں چھوڑا جائے گا۔ تعجّب ہے کہ میں تمہیں اس حالت میں دیکھتا ہوں کہ تُم اللہ سے دُور ہٹتے جا رہے ہو اور دُوسروں کی طرف شوق سے بڑھ رہے ہو۔ گویا تُم وہ اُونٹ ہو جن کا چرواہا انھیں ایک ہلاک کرنے والی چراگاہ اور تباہ کرنے والے گھاٹ پر لایا ہو۔ یہ ان چوپاؤں کے مانند ہیں جنھیں چُھریوں سے ذبح کرنے کے لیے چارہ دیا جا رہا ہو اور انہیں یہ معلوم نہ ہو کہ جب ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہے تو اس سے مقصود کیا ہے۔ یہ تو اپنے

دن کو اپنا پورا زمانہ خیال کرتے ہیں اور پیٹ بھر کر کھالینا ہی اپنا کام سمجھتے ہیں۔ خُدا کی قسم! اگر میں بتانا چاہوں تو تُم میں سے ہر شخص کو بتا سکتا ہُوں کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور اسے کہا جانا ہے اور اس کے پُورے حالات کیا ہیں۔ لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تُم مجھ میں (کھو کر) پیغمبرؐ سے کُفر اختیار کر لوگے۔ البتہ میں اپنے مخصوص دوستوں تک یہ چیزیں ضرور پہنچاؤں گا جن کے بھٹک جانے کا اندیشہ نہیں۔ اس ذات کی قسم! جِس نے پیغمبرؐ کو حق کے ساتھ مبعُوث کیا اور ساری مخلوقات میں سے ان کو منتخب فرمایا۔ میں جو کہتا ہوں سچ کہتا ہوں کہ مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان تمام چیزوں اور ہلاک ہونے والوں کی ہلاکت اور نجات پانے والوں کی نجات اور اس امر (خلافت) کے انجام کی خبر دی ہے اور ہر وہ چیز جو سر پر گُزرے گی اسے میرے کانوں میں ڈالے اور مجھ تک پہنچائے بغیر نہیں چھوڑا۔ اے لوگو! قسم بخدا! میں تمہیں کسی اطاعت پر آمادہ نہیں کرتا، مگر یہ کہ تُم سے پہلے اس کی طرف بڑھتا ہوں اور کسی گُناہ سے تمہیں نہیں روکتا، مگر یہ کہ تُم سے پہلے خود اس سے باز رہتا ہُوں۔

خُطبہ:174

❁ پند و موعظت قرآن کی عظمت اور ظلم کے اقسام ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداوندِ عالم کے ارشادات سے فائدہ اُٹھاؤ اور اس کے موعظوں سے نصیحت حاصل کرو اور اس کی نصیحتوں کو مانو کیونکہ اس نے واضح دلیلوں سے تمہارے لیے کسی عُذر کی گنجائش نہیں رکھی اور تُم پر (پوری طرح) حُجّت کو تمام کر دیا ہے اور اپنے پسندیدہ و ناپسندیدہ اعمال تُم سے بیان کر دیئے ہیں تاکہ اچھے اعمال بجالاؤ اور بُرے کاموں سے بچو۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ جنّت ناگواریوں میں گھری ہُوئی ہے اور دوزخ خواہشوں میں گھرا ہُوا ہے۔ یاد رکھو! کہ اللہ کی ہر اطاعت ناگوار صُورت میں اور اس کی ہر معصیت عین خواہش بن کر سامنے آتی ہے۔ خُدا اس شخص پر رحمت کرے جِس نے خواہشوں سے دُوری اختیار کی اور اپنے نفس کے ہوا و ہوس کو جڑ بنیاد سے اُکھیڑ دیا، کیونکہ نفس خواہشوں میں لا محدود، درجہ تک بڑھنے والا ہے اور وہ ہمیشہ خواہش و آرزوئے گُناہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اللہ کے بندو! تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ مومن (زندگی کے) صبح و شام اپنے نفس سے بدگمان رہتا ہے اور اس پر (کوتاہیوں کا) الزام لگاتا ہے اور اس سے (عبادتوں میں) اضافہ کا خواہشمند رہتا ہے۔ تُم ان لوگوں کی طرح بنو کہ جو تُم سے پہلے آگے بڑھ چکے ہیں اور

تمہارے قبل اس راہ سے گُزر چکے ہیں، انھوں نے دُنیا سے یوں اپنا رختِ سفر باندھا، جس طرح مسافر اپنا ڈیرا اُٹھا لیتا ہے اور دُنیا کو اس طرح طے کیا جس طرح (سفر کی) منزلوں کو۔ یاد رکھو کہ یہ قرآن ایسا نصیحت کرنے والا ہے جو فریب نہیں دیتا اور ایسا ہدایت کرنے والا ہے جو گمراہ نہیں کرتا اور ایسا بیان کرنے والا ہے جو جُھوٹ نہیں بولتا۔ جو بھی اس قرآن کا ہم نشین ہُوا وہ ہدایت کو بڑھا کر اور گمراہی و ضلالت کو گھٹا کر اس سے الگ ہُوا، جان لو کہ کسی کو قرآن (کے تعلیمات) کے بعد (کسی اور لائحہ عمل کی) احتیاج نہیں رہتی اور نہ کوئی قرآن سے (کچھ سیکھنے) سے پہلے اس سے بے نیاز ہو سکتا ہے۔ اس سے اپنی بیماریوں کی شِفا چاہو اور اپنی مصیبتوں پر اس سے مدد مانگو۔ اس میں کفر و نفاق اور ہلاکت و گمراہی جیسی بڑی بڑی مرضوں کی شِفا پائی جاتی ہے۔ اس کے وسیلہ سے اللہ سے مانگو اور اس کی دوستی کو لیے ہوئے اس کا رُخ کرو اور اسے لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ یقیناً بندوں کے لیے اللہ کی طرف متوجّہ ہونے کا اس جیسا کوئی ذریعہ نہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جِس کی شفاعت مقبول اور ایسا کلام کرنے والا ہے (جِس کی ہر بات) تصدیق شدہ ہے۔ قیامت کے دن جِس کی یہ شفاعت کرے گا، وہ اس کے حق میں مانی جائیں گی اور اس روز جِس کے عیوب بتائے گا تو اس کے بارے میں بھی اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔ قیامت کے دن ایک ندا دینے والا پُکار کر کہے گا: دیکھو قرآن کی کھیتی بونے والوں کے علاوہ ہر بونے والا اپنی کھیتی اور اپنے اعمال کے نتیجہ میں مُبتلا ہے۔ لہٰذا تُم قرآن کی کھیتی بونے والے اور اس کے پیرو کار بنو اور اپنے پروردگار تک پہنچنے کے لیے اسے دلیل راہ بناؤ اور اپنے نفسوں کے لیے اس سے پند و نصیحت چاہو اور اس کے مقابلہ میں اپنی خواہشوں کو غلط و فریب خوردہ سمجھو۔ عمل کرو، عمل کرو اور عاقبت و انجام کو دیکھو، استوار و بر قرار رہو، پھر یہ کہ صبر کرو، صبر کرو، تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرو، تمہارے لیے ایک منزل منتہا ہے، اپنے کو وہاں تک پہنچاؤ اور تمہارے لیے ایک نشان ہے، اس سے ہدایت حاصل کرو۔ اِسلام کی ایک حد ہے تُم اس حد و انتہا تک پہنچو۔ اللہ نے جن حقوق کی ادائیگی کو تُم پر فرض کیا ہے اور جن فرائض کو تُم سے بیان کیا ہے انہیں ادا کر کے اس سے عہدہ بر آ ہو جاؤ، میں تمہارے اعمال کا گواہ اور قیامت کے دن تمہاری طرف سے حُجّت پیش کرنے والا ہُوں۔

دیکھو! جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چُکا اور جو فیصلہ خُداوندی تھا وہ سامنے آ گیا۔ میں الٰہی وعدہ و بُرہان کی رُو سے کلام کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: "بے شک وہ لوگ جنھوں نے یہ کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر وہ اس (عقیدہ) پر جمے رہے ان پر فرشتے اُترتے ہیں اور (یہ کہتے ہیں) کہ تُم خوف نہ کھاؤ اور غمگین نہ ہو تمہیں اس جنّت کی بشارت ہو جِس کا تُم سے وعدہ کیا گیا ہے۔" اب تمہارا قول تو یہ ہے کہ

ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ تو اب اس کی کتاب اور اس کی شریعت کی راہ اور اس کی عبادت کے نیک طریقہ پر جمے رہو اور پھر اس سے نکل نہ بھاگو اور نہ اس میں بدعتیں پیدا کرو اور نہ اس کے خلاف چلو۔ اس لیے کہ اس راہ سے نکل بھاگنے والے قیامت کے دن اللہ (کی رحمت) سے جُدا ہونے والے ہیں۔ پھر یہ کہ تُم اپنے اخلاق و اطوار کو پلٹنے اور انہیں ادلنے بدلنے سے پرہیز کرو۔ دورُخی اور متلون مزاجی سے بچتے رہو اور ایک زبان رکھو۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنی زبان کو قابُو میں رکھے۔ اس لیے کہ یہ اپنے مالک سے مُنہ زوری کرنے والی ہے۔ خُدا کی قسم! میں نے کسی پرہیز گار کو نہیں دیکھا کہ تقویٰ اس کے لیے مفید ثابت ہُوا ہو، جب تک کہ اس نے اپنی زبان کی حفاظت نہ کی ہو۔ بے شک مومن کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے اور منافق کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہے۔ کیونکہ مومن جب کوئی بات کہنا چاہتا ہے تو پہلے اسے دل میں سوچ لیتا ہے اگر وہ اچھی بات ہوتی ہے تو اسے ظاہر کرتا ہے اور اگر بُری ہوتی ہے تو اسے پوشیدہ ہی رہنے دیتا ہے اور منافق کی زبان پر جو آتا ہے کہہ گُزرتا ہے، اسے یہ کچھ خبر نہیں ہوتی کہ کون سی بات اس کے حق میں مفید ہے اور کون سے بات مضر ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ: کسی بندے کا ایمان اس وقت تک مستحکم نہیں ہوتا جب تک اس کا دل مستحکم نہ ہو اور دل اس وقت تک مستحکم نہیں ہوتا جب تک زبان مستحکم نہ ہو۔ لہٰذا تُم میں سے جِس سے یہ بن پڑے کہ وہ اللہ کے حضور میں اس طرح پہنچے کہ اس کا ہاتھ مسلمانوں کے خون اور ان کے مال سے پاک وصاف اور اس کی زبان ان کی آبروریزی سے محفوظ رہے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ خُدا کے بندو! یاد رکھو کہ مومن اس سال بھی اسی چیز کو حلال سمجھتا ہے جسے پارساں حلال سمجھ چُکا ہے اور اس سال بھی اسی چیز کو حرام کہتا ہے جسے گُزشتہ سال حرام کہہ چُکا ہے اور یاد رکھو کہ لوگوں کی پیدا کی ہوئی بِدعتیں ان چیزوں کو جو خُدا کی طرف سے حرام ہیں حلال نہیں کرسکتیں، بلکہ حلال وہ ہے جسے اللہ نے حلال کیا ہے اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے، تُم تمام چیزوں کو تجربہ و آزمائش سے پرکھ چکے ہو اور پہلے لوگوں سے تمہیں پند و نصیحت بھی کی جاچکی ہے اور (حق و باطل) کی مثالیں بھی تمہارے سامنے پیش کی جاچکی ہیں اور واضح حقیقتوں کی طرف تمہیں دعوت دی جاچکی ہے۔ اب اس آواز کے سُننے سے قاصر وہی ہوسکتا ہے جو واقعی بہرا ہو اور اس کے دیکھنے سے معذور وہی سمجھا جاسکتا ہے جو اندھا ہو اور جسے اللہ کی آزمائشوں اور تجربوں سے فائدہ نہ پہنچے وہ کسی پند و نصیحت سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا، اسے زیاں کاریاں ہی درپیش ہوں گی۔ یہاں تک کہ وہ بُری باتوں کو اچھا اور اچھی باتوں کو بُرا سمجھے گا۔ چونکہ لوگ دو قِسم کے ہوتے ہیں، ایک شریعت کے پیروکار اور دُوسرے بدعت ساز کہ جن کے پاس نہ سُنّت پیغمبرؐ کی کوئی سند ہوتی ہے اور نہ دلیل و بُرہان کی روشنی۔ بِلا شُبہ اللہ سبحانہ نے کسی کو ایسی نصیحت نہیں کی جو اس قرآن کے مانند ہو، کیوں کہ یہ اللہ کی مضبُوط رسّی اور

امانتدار وسیلہ ہے۔ اسی میں دل کی بہار اور علم کے سرچشمے ہیں اور اسی سے (آئینہ) قلب پر جِلا ہوتی ہے۔ باوجودیکہ یاد رکھنے والے گُزر گئے اور بُھول جانے والے، یا بھولاوے میں ڈالنے والے باقی رہ گئے ہیں۔ اب تمہارا کام یہ ہے کہ بھلائی کو دیکھو تو اسے تقویت پہنچاؤ اور بُرائی کو دیکھو تو اس سے (دامن بچا کر) چل دو، اس لیے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرمایا کرتے تھے کہ: اے فرزند آدمؑ! اچھے کام کر اور بُرائیوں کو چھوڑ دے۔ اگر تُو نے ایسا کیا تو تُو نیک چلن اور راست رَو ہے۔ دیکھو! ظُلم تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک ظُلم وہ جو بخشا نہیں جائے گا اور دُوسرا ظُلم وہ جِس کا (مواخذہ) چھوڑا نہیں جائے گا، تیسرا وہ جو بخش دیا جائے گا اور اس کی باز پُرس نہیں ہو گی۔ لیکن وہ ظُلم جو بخشا نہیں جائے گا وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ: "خُدا اس (گُناہ) کو نہیں بخشا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔" وہ ظُلم جو بخش دیا جائے گا وہ ہے جو بندہ چھوٹے چھوٹے گُناہوں کا مُرتکب ہو کر اپنے نفس پر کرتا ہے اور وہ ظُلم کہ جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا وہ بندوں کا ایک دُوسرے پر ظلم و زیادتی کرنا ہے جِس کا آخرت میں سخت بدلہ لیا جائے گا۔ وہ کوئی چھریوں سے کچوکے دینا اور کوڑوں سے مارنا نہیں ہے بلکہ ایک ایسا سخت عذاب ہے جِس کے مقابلہ میں یہ چیزیں بہت ہی کم ہیں۔ دین خُدا میں رنگ بدلنے سے بچو، کیونکہ تمہارا حق پر ایکا کر لینا جسے تُم ناپسند کرتے ہو باطل راستوں پر جا کر بٹ جانے سے جو تمہارا محبوب مشغلہ ہے، بہتر ہے۔ بے شک اللہ سبحانہ نے اگلوں اور پچھلوں میں سے کسی کو متفرق اور پراگندہ ہو جانے سے کوئی بھلائی نہیں دی۔ اے لوگو! لائق مبارک باد وہ شخص ہے جِسے اپنے عیوب دُوسروں کی عیب گیری سے باز رکھیں اور قابِل مبارکباد وہ شخص ہے جو اپنے گھر (کے گوشہ) میں بیٹھ جائے اور جو کھانا میسّر آجائے کھالے اور اپنے اللہ کی عبادت میں لگا رہے اور اپنے گُناہوں پر آنسو بہائے کہ اس طرح وہ بس اپنی ذات کی فکر میں رہے اور دُوسرے لوگ اس سے آرام میں رہیں۔

خُطبہ:175

❁ حکمین کے بارے میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکمین کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا

تمہاری جماعت ہی نے دو شخصوں کے چُن لینے کی رائے طے کی تھی۔ چُنانچہ ہم نے ان دونوں سے یہ عہد لے لیا تھا کہ وہ قرآن کے

مطابق عمل کریں اور اس سے سرِ مُو تجاوز نہ کریں اور ان کی زبانیں اس سے ہمنوا اور ان کے دل اس کے پیرو رہیں، مگر وہ قرآن سے بھٹک گئے اور حق کو چھوڑ بیٹھے حالانکہ وہ ان کی نگاہوں کے سامنے تھا۔ ظُلم ان کی عین خواہش اور کجروی ان کی روش تھی حالانکہ ہم نے پہلے ہی ان سے یہ ٹھہرالیا تھا کہ وہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے اور حق پر عمل پیرا ہونے میں بدنیتی اور ناانصافی کو دخل نہ دیں گے۔ اب جب انھوں نے راہِ حق سے انحراف کیا اور طے شُدہ قرار داد کے برعکس حکم لگایا تو ہمارے ہاتھوں میں (ان کا فیصلہ ٹھکرادینے کے لیے) ایک مضبُوط دلیل (اور معقول وجہ) موجود ہے۔

خُطبہ:176

✿ خُداوندِ عالم کی توصیف، دُنیا کی بے ثباتی اور زوالِ نعمت کے اسباب ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خُداوندِ عالم کو ایک حالت دُوسری حالت سے سدِّراہ نہیں ہوتی، نہ زمانہ اس میں تبدیلی پیدا کرتا ہے، نہ کوئی جگہ اسے گھیرتی ہے اور نہ زبان اس کا وصف کر سکتی ہے۔ اس سے پانی کے قطروں اور آسمان کے ستاروں اور ہوا کے جھکڑوں کا شمار، چکنے پتھر پر چیونٹی کے چلنے کی آواز اور اندھیری رات میں چھوٹی چیونٹیوں کے قیام کرنے کی جگہ کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ پتوں کے گِرنے کی جگہوں اور آنکھ کے چوری چھپے اِشاروں کو جانتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبُود نہیں، نہ اس کا کوئی ہمسر ہے، نہ اس کی ہستی میں کوئی شُبہ، نہ اس کے دین سے سرتابی ہو سکتی ہے اور نہ اس کی آفرینش سے انکار۔ اس شخص کی سی گواہی جِس کی نیّت سچی، باطن پاکیزہ، یقین (شبہوں سے) پاک اور اس کے (نیک عمل کا) پلہ بھاری ہو اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کے عبد و رسُولؐ ہیں اور مخلوقات میں منتخب، بیانِ شریعت کے لیے برگزیدہ، گراں بہا بزرگیوں سے مخصوص اور عمدہ پیغاموں (کے پہنچانے) کے لیے منتخب ہیں۔ آپؐ کے ذریعہ سے ہدایت کے نشانات روشن کئے گئے اور گمراہی کی تیرگیوں کو چھانٹا گیا۔

اے لوگو! جو شخص دُنیا کی آرزوئیں کرتا ہے اور اس کی جانب کھنچتا ہے وہ اسے اِنجام کار فریب دیتی ہے اور جو اس کا خواہشمند ہوتا ہے اس سے بخل نہیں کرتی اور جو اس پر چھا جاتا ہے وہ اس پر قابُو پالے گی۔ خُدا کی قسم! جن لوگوں کے پاس زندگی کی تروتازہ و شاداب نعمتیں تھیں اور پھر ان کے ہاتھوں سے نکل گئیں یہ ان کے گُناہوں کے مرتکب ہونے کی پاداش ہے۔ کیونکہ اللہ تو کسی پر ظُلم نہیں کرتا، اگر

لوگ اس وقت کہ جب ان پر مصیبتیں ٹوٹ رہی ہوں اور نعمتیں ان سے زائل ہو رہی ہوں، صدقِ نیّت و رجوعِ قلب سے اپنے اللہ کی طرف متوجّہ ہوں تو وہ برگشتہ ہو جانے والی نعمتوں کو پھر ان کی طرف پلٹا دے گا اور ہر خرابی کی اِصلاح کر دے گا۔ مجھے تُم سے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں تُم جہالت و نادانی میں نہ پڑ جاؤ۔ کچھ واقعات ایسے ہو گُزرے ہیں کہ جن میں تُم نے نامناسب جذبات سے کام لیا۔ میرے نزدیک تُم ان میں سراہنے کے قابل نہیں ہو۔ اگر تمہیں پہلی روش پر پھر لگا دیا جائے تو تُم یقیناً نیک بخت و سعادت مند بن جاؤ گے۔ میرا کام تو صرف کوشش کرنا ہے۔ اگر کچھ کہنا چاہوں تو البتہ یہی کہوں گا کہ خُدا (تمہاری) گُزشتہ لغزشوں سے درگُزر کرے۔

خُطبہ:177

✿ جب ذعلب یمانی نے آپؑ سے یہ سوال کیا کہ آپ نے خُدا کو دیکھا ہے تو اس کے جواب میں فرمایا ✿

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ذعلب یمانی نے آپؑ سے سوال کیا کہ یا امیر المومنینؑ! کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: کیا میں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جِسے دیکھا تک نہیں؟ اس نے کہا کہ: آپ کیوں کر دیکھتے ہیں؟ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ:

آنکھیں اسے کھلم کُھلا نہیں دیکھتیں، بلکہ دل ایمانی حقیقتوں سے اسے پہچانتے ہیں۔ وہ ہر چیز سے قریب ہے۔ لیکن جسمانی اتصال کے طور پر نہیں۔ وہ ہر شے سے دُور ہے۔ مگر الگ نہیں، وہ غور و فِکر کئے بغیر کلام کرنے والا اور بغیر آمادگی کے قصد و اِرادہ کرنے والا اور بغیر اعضاء (کی مدد) کے بنانے والا ہے۔ وہ لطیف ہے۔ لیکن پوشیدگی سے اسے متصف نہیں کیا جاسکتا۔ وہ بُزرگ و برتر ہے مگر تُند خوئی و بد خلقی کی صفت اس میں نہیں۔ وہ دیکھنے والا ہے مگر حواس سے اسے موصُوف نہیں کیا جاسکتا۔ وہ رحم کرنے والا ہے مگر اس صفت کو نرم دلی سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ چہرے اس کی عظمت کے آگے ذلیل و خوار اور دل اس کے خوف سے لرزاں و ہراساں ہیں۔

خُطبہ:178

✿ اپنے اصحاب کی مذمّت میں فرمایا ✿

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اپنے اصحاب کی مذمّت میں فرمایا

میں اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں ہر اس امر پر جس کا اس نے فیصلہ کیا اور ہر اس کام پر جو اس کی تقدیر نے طے کیا ہو اور اس آزمائش پر جو تمہارے ہاتھوں اس نے میری کی ہے۔ اے لوگو! کہ جنھیں کوئی حکم دیتا ہوں تو نافرمانی کرتے ہیں اور پُکارتا ہوں تو میری آواز پر لبیک نہیں کہتے۔ اگر تمہیں (جنگ سے) کچھ مُہلت ملتی ہے تو ڈینگیں مارنے لگتے ہو اور اگر جنگ چِھڑ جاتی ہے تو بُزدلی دکھاتے ہو اور جب لوگ امام پر ایکا کر لیتے ہیں تو تُم طعن و تشنیع کرنے لگتے ہو اور اگر تمہیں (جکڑ باندھ کر) جنگ کی طرف لایا جاتا ہے تو اُلٹے پیروں لوٹ جاتے ہو، تمہارے دُشمنوں کا بُرا ہو، تم اب نُصرت کے لیے آمادہ ہونے اور اپنے حق کے لیے جہاد کرنے میں کس چیز کے منتظر ہو؟ موت کے یا اپنی ذِلّت و رسُوائی کے؟ خُدا کی قسم! اگر میری موت کا دن آئے گا اور البتہ آ کر رہے گا تو وہ میرے اور تمہارے درمیان جُدائی ڈال دے گا۔ درآنحالیکہ میں تمہاری ہم نشینی سے بیزار اور (تمہاری کثرت کے باوجود) اکیلا ہوں۔ اب تمہیں اللہ ہی اجر دے۔ کیا کوئی دین تمہیں ایک مرکز پر جمع نہیں کرتا اور غیرت تمہیں (دُشمن کی روک تھام پر) آمادہ نہیں کرتی۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ معاویہ چند تُند مزاج اوباشوں کو دعوت دیتا ہے اور وہ بغیر کسی امداد و اعانت اور بخشش و عطا کے اس کی پیروی کرتے ہیں اور میں تمہیں امداد کے علاوہ تمہارے معینہ عطیوں کے ساتھ دعوت دیتا ہوں، مگر تُم مجھ سے پراگندہ و منتشر ہو جاتے ہو اور مخالفتیں کرتے ہو، حالانکہ تُم اسلام کے رہے سہے افراد اور مسلمانوں کا بقیہ ہو۔ تُم تو میرے کسی فرمان پر راضی ہوتے اور نہ اس پر متّحد ہوتے ہو، چاہے وہ تمہارے جذبات کے موافق ہو یا مخالف۔ میں جن چیزوں کا سامنا کرنے والا ہوں ان میں سب سے زیادہ محبُوب مجھے موت ہے، میں نے تمہیں قرآن کی تعلیم دی اور دلیل و بُرہان سے تمہارے درمیان فیصلے کئے اور ان چیزوں سے تمہیں روشناس کیا جنھیں تُم نہیں جانتے تھے اور ان چیزوں کو تمہارے لیے خوشگوار بنایا جنھیں تم تھوک دیتے تھے۔ کاش کہ اندھے کو کچھ نظر آئے اور سونے والا (خوابِ غفلت سے) بیدار ہو۔ وہ قوم اللہ (کے احکام) سے کتنی جاہل ہے کہ جِس کا پیشرو مُعاویہ اور معلّم نابغہ کا بیٹا ہے۔

خُطبہ:179

✿ اس جماعت کے متعلق فرمایا کہ جو خوارج سے مل جانے کا تہیہ کئے بیٹھی تھی ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو سپاہ کوفہ کی ایک جماعت کی خبر لانے کے لیے بھیجا جو خارجیوں سے منضم ہونے کا تہیّہ

کئے بیٹھی تھی، لیکن حضرت سے خائف تھی۔ چُنانچہ جب وہ شخص پلٹ کر آیا تو آپؑ نے دریافت کیا کہ کیا وہ مطمئن ہو کر ٹھہر گئے ہیں، یا کمزوری و بزدلی دکھاتے ہوئے چل دیئے ہیں؟ اس نے کہا: یا امیر المومنین علیہ السلام! وہ تو چلے گئے، تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: انہیں قومِ ثمود کی طرح خُدا کی رحمت سے دُوری ہو۔ دیکھنا جب نیزوں کے رُخ ان کی طرف سیدھے ہوں گے اور تلواروں (کے وار) ان کی کھوپڑیوں پر پڑیں گے تو اپنے کئے پر پچھتائیں گے۔ آج تو شیطان نے انھیں تتّر بتّر کر دیا ہے اور کل ان سے اظہارِ بیزاری کرتا ہُوا ان سے الگ ہو جائے گا۔ ان کا ہدایت سے نکل جانا، گمراہی و ضلالت میں جا پڑنا، حق سے مُنہ پھیر لینا اور ضلالتوں میں مُنہ زوریاں دکھانا ہی ان کے (مستحق عذاب) ہونے کے لیے کافی ہے۔

خُطبہ:180

✿ خداوندِ عالم کی تنزیہ و تقدیس اور قدرت کی کار فرمائی، پہلی اُمّتوں کی حالت اور شہداءِ صفین پر اظہارِ تاسّف ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوف بکالی سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے کہا کہ: حضرت نے یہ خطبہ ہمارے سامنے کوفہ میں اس پتّھر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا جسے جعدہ ابن ہبیرہ مخزومی نے نصب کیا تھا۔ اس وقت آپؑ کے جسم مُبارک پر ایک اُونی جُبّہ تھا اور آپؑ کی تلوار کا پر تلہ لیف خرما کا تھا اور پیروں میں جُوتے بھی کھجور کی پتّیوں کے تھے اور (سجدوں کی وجہ سے) پیشانی یُوں معلوم ہوتی تھی جیسے اُونٹ کے گھٹنے پر کا گھٹا۔

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جِس کی طرف تمام مخلوق کی بازگشت اور ہر چیز کی انتہا ہے۔ ہم اس کے عظیم احسان، روشن و واضح بُرہان اور اس کے لطف و کرم کی افزائش پر اس کی حمد و ثناء کرتے ہیں۔ ایسی حمد کہ جِس سے اس کا حق پُورا ہو اور شکر ادا ہو اور اس کے ثواب کے قریب لے جانے والی اور اس کی بخششوں کو بڑھانے والی ہو۔ ہم اس سے اس طرح مدد مانگتے ہیں جِس طرح اس کے فضل کا امیدوار اس کے نفع کا آرزومند (دفع بلیّات کا) اطمینان رکھنے والا اور بخشش و عطا کا معترف اور قول و عمل سے اس کا مطیع و فرمانبردار اس سے مدد چاہتا ہو اور ہم اس شخص کی طرح اس پر ایمان رکھتے ہیں، جو یقین کے ساتھ اس سے آس لگائے ہو اور ایمان (کامل) کے ساتھ اس کی طرف رجوع ہو اور اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ اس کے سامنے عاجزی و فروتنی کرتا ہو اور اسے ایک جانتے ہوئے اس سے اخلاص برتتا ہو اور سپاس گُزاری کے ساتھ اسے بزرگ جانتا ہو اور رغبت و کوشش سے اس کے دامن میں پناہ ڈھونڈتا ہو۔ اس کا کوئی باپ نہیں

کہ وہ عزّت و بزرگی میں اس کا شریک ہو، نہ اس کے کوئی اولاد ہے کہ اسے چھوڑ کر وہ دُنیا سے رخصت ہو جائے اور وہ اس کی وارث ہو جائے، نہ اس کے پہلے وقت اور زمانہ تھا، نہ اس پر یکے بعد دیگر کمی اور زیادتی طاری ہوتی ہے، بلکہ جو اس نے مضبُوط نظام (کائنات) اور اٹل احکام کی علامتیں ہمیں دکھائی ہیں ان کی وجہ سے وہ عقلوں کے لیے ظاہر ہوا ہے۔ چُنانچہ اس آفرینش پر گواہی دینے والوں میں آسمانوں کی خلقت ہے کہ جو بغیر ستونوں کے ثابت و برقرار اور بغیر سہارے کے قائم ہیں۔ خُداوندِ عالم نے انہیں پُکارا تو یہ بغیر کسی سُستی اور توقف کے اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہُوئے لبیک کہہ اُٹھے۔ اگر وہ اس کی ربُوبیت کا اِقرار نہ کرتے اور اس کے سامنے سر اطاعت نہ جھکاتے تو وہ انہیں اپنے عرش کا مقام اور اپنے فرشتوں کا مسکن اور پاکیزہ کلموں اور مخلوق کے نیک عملوں کے بلند ہونے کی جگہ نہ بناتا۔ اللہ نے ان کے ستاروں کو ایسی روشن نشانیاں قرار دیا ہے کہ جن سے حیران و سرگرداں اطراف زمین کی راہوں میں آنے جانے کے لیے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ اندھیری رات کی اندھیاریوں کے سیاہ پردے ان کے نُور کی ضوپاشیوں کو نہیں روکتے اور نہ شب ہائے تاریک کی تیرگی کے پردے یہ طاقت رکھتے ہیں کہ وہ آسمانوں میں پھیلی ہوئی چاند کے نُور کی جگمگاہٹ کو پلٹا دیں۔ پاک ہے وہ ذات جِس پر پست زمین کے قطعوں اور باہم ملے ہوئے سیاہ پہاڑوں کی چوٹیوں میں اندھیری رات کی اندھیاریاں اور پُرسکون شب کی ظلمتیں پوشیدہ نہیں ہیں اور نہ اُفق آسمان میں رعد کی گرج اس سے مخفی ہے اور نہ وہ چیزیں کہ جن پر بادلوں کی بجلیاں کوند کر ناپید ہو جاتی ہیں اور نہ وہ پتے جو (ٹوٹ کر) گِرتے ہیں کہ جنھیں (بارش کے) نچھتروں کی تُند ہوائیں اور موسلادھار بارشیں ان کے گِرنے کی جگہ سے ہٹا دیتی ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ بارش کے قطرے کہاں گِریں گے اور کہاں ٹھہریں گے اور چھوٹی چیونٹیاں کہاں رینگیں گی اور کہاں (اپنے کو) کھینچ کر لے جائیں گی اور مچھروں کو کون سی روزی کفایت کرے گی اور مادہ اپنے پیٹ میں کیا لیے ہوئے ہے۔

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو عرش و کُرسی، زمین و آسمان اور جن واِنس سے پہلے موجود تھا۔ نہ (انسانی) واہموں سے اسے جانا جاسکتا ہے اور نہ عقل و فہم سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اسے کوئی سوال کرنے والا (دُوسرے سائلوں سے) غافل نہیں بناتا اور نہ بخشش و عطا سے اس کے ہاں کچھ کمی آتی ہے۔ وہ آنکھوں سے دیکھا نہیں جاسکتا اور نہ کسی جگہ میں اس کی حد بندی ہو سکتی ہے، نہ ساتھیوں کے ساتھ اسے متصف کیا جاسکتا اور نہ (اعضا و جوارح کی) حرکت سے وہ پیدا کرتا ہے اور نہ حواس سے وہ جانا پہچانا جاسکتا ہے اور نہ انسانوں پر اس کا قیاس ہو سکتا ہے۔ وہ خُدا کہ جِس نے بغیر اعضا و جوارح اور بغیر گویائی اور بغیر حلق کے کوّوں کو ہلائے موسیٰؑ سے باتیں کیں اور انہیں اپنی عظیم نشانیاں دکھلائیں۔ اے اللہ کی توصیف میں رنج و تعب اُٹھانے والے! اگر تُو (اس سے عہدہ برآ ہونے میں) سچا ہے تو پہلے

جبرائیل ومیکائیل اور مقرب فرشتوں کے لاؤلشکر کا وصف بیان کر کہ جو پاکیزگی وطہارت کے حجروں میں اس عالَم میں سر جھکائے پڑے ہیں کہ ان کی عقلیں ششدر وحیران ہیں کہ وہ اس بہترین خالق کی توصیف کر سکیں۔ صفتوں کے ذریعے وہ چیزیں جانی پہچانی جاتی ہیں جو شکل وصُورت اور اعضاء وجوارح رکھتی ہوں اور وہ کہ جو اپنی حدِّ انتہا کو پہنچ کر موت کے ہاتھوں ختم ہو جائیں۔ اس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ جِس نے اپنے نُور سے تمام تاریکیوں کو روشن ومنوّر کیا اور ظُلمت (عدم) سے ہر نُور کو تیرہ وتار بنا دیا ہے۔

اللہ کے بندو! میں تمہیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیّت کرتا ہوں جِس نے تُم کو لباس سے ڈھانپا اور ہر طرح کا سامانِ معیشت تمہارے لیے مہیّا کیا۔ اگر کوئی دُنیوی بقاء کی (بلندیوں پر) چڑھنے کا زینہ یا موت کو دُور کرنے کا راستہ پا سکتا ہو تا تو وہ سلیمانؑ اِبن داوٗدؑ ہوتے کہ جن کے لیے نبوّت وانتہائے تقرب کے ساتھ جن واِنس کی سلطنت قبضہ میں دے دی گئی تھی۔ لیکن جب وہ اپنا آب ودانہ پُورا اور اپنی مُدّت (حیات) ختم کر چکے تو فنا کی کمانوں نے انہیں موت کے تیروں کی زد پر رکھ لیا، گھر ان سے خالی ہو گئے اور بستیاں اُجڑ گئیں اور دُوسرے لوگ ان کے وارث ہو گئے۔ تمہارے لیے گذشتہ دَوروں (کے ہر دَور) میں عبرتیں (ہی عبرتیں) ہیں، (ذرا سوچو تو) کہ کہاں ہیں عمالقہ اور ان کے بیٹے اور کہاں ہیں فرعون اور ان کی اولادیں اور کہاں ہیں اصحاب الرّس کے شہروں کے باشندے جنھوں نے نبیوں کو قتل کیا پیغمبروں کے روشن طریقوں کو مٹایا اور ظالموں کے طور طریقوں کو زندہ کیا؟ کہا ہیں وہ لوگ جو لشکروں کو لے کر بڑھے ہزاروں کو شکست دی اور فوجوں کو فراہم کر کے شہروں کو آباد کیا؟

اِسی خطبہ کے ذیل میں فرمایا ہے

وہ حکمت کی سپر پہنے ہو گا اور اس کو اس کے تمام شرائط وآداب کے ساتھ حاصل کیا ہو گا (جو یہ ہیں کہ) ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو اس کی اچھی طرح شناخت ہو اور دل (علائق دُنیا سے) خالی ہو۔ چُنانچہ وہ اس کے نزدیک اسی کی گمشدہ چیز اور اسی کی حاجت وآرزو ہے کہ جِس کا وہ طلب گار وخواستگار ہے، وہ اس وقت (نظروں سے اوجھل ہو کر) غریب ومسافر ہو گا کہ جب اِسلام عالم غربت میں اور مثل اس اُونٹ کے ہو گا جو تھکن سے اپنی دُم زمین پر مارتا ہو اور گردن کا اگلا حصّہ زمین پر ڈالے ہوئے ہو۔ وہ اللہ کی باقی ماندہ حجتوں کا بقیہ انبیاءؑ کے جانشینوں میں سے ایک وارث وجانشین ہے۔

اس کے بعد حضرت نے فرمایا: اے لوگو! میں نے تمہیں اسی طرح نصیحتیں کی ہیں جِس طرح کی انبیاءؑ اپنی اُمتوں کو کرتے چلے آئے ہیں اور ان چیزوں کو تُم تک پہنچایا ہے جو اوصیاء بعد والوں تک پہنچایا کئے ہیں۔ میں نے تمہیں اپنے تازیانہ سے اَدب سکھانا چاہا مگر تُم سیدھے نہ

ہوئے اور زجر د توبیخ سے تمہیں ہنکایا، لیکن تُم یکجانہ ہوئے۔ اللہ تمہیں سمجھے، کیا میرے علاوہ کسی اور امام کے اُمیدوار ہو جو تمہیں سیدھی راہ پر چلائے اور صحیح راستہ دکھائے؟ دیکھو! دُنیا کی طرف رُخ کرنے والی چیزوں نے جو رُخ کئے ہوئے تھیں پیٹھ پھرا لی اور جو پیٹھ پھرائے ہوئے تھیں انھوں نے رُخ کر لیا۔ اللہ کے نیک بندوں نے (دُنیا سے) کوچ کرنے کا تہیّا کر لیا اور فنا ہونے والی تھوڑی سی دُنیا ہاتھ سے دے کر ہمیشہ رہنے والی بہت سی آخرت مُول لے لی۔ بھلا ہمارے ان بھائی بندوں کو کہ جن کے خون صفین میں بہائے گئے اس سے کیا نقصان پہنچا؟ کہ وہ آج زندہ موجود نہیں ہیں (یہی نہ کہ اگر وہ ہوتے) تو تلخ گھونٹوں کو گوارہ کرتے اور گندلا پانی پیتے۔ خُدا کی قسم! وہ خُدا کے حضور میں پہنچ گئے اس نے ان کو پُورا پُورا اجر دیا اور خوف وہراس کے بعد انہیں امن چین والے گھر میں اُتارا۔ کہاں ہیں وہ میرے بھائی کہ جو سیدھی راہ پر چلتے رہے اور حق پر گُزر گئے؟ کہاں ہیں عمّار اور کہاں ہیں ابن تیہان اور کہاں ہیں ذوالشہادتین اور کہاں ہیں ان کے ایسے اور دُوسرے بھائی کہ جو مرنے پر عہد و پیمان باندھے ہوئے تھے اور جن کے سروں کو فاسقوں کے پاس روانہ کیا گیا؟

نوف کہتے ہیں کہ: اس کے بعد حضرت نے اپنا ہاتھ ریش مبارک پر پھیرا اور دیر تک رویا کئے اور پھر فرمایا:

آہ! میرے وہ بھائی کہ جنھوں نے قرآن کو پڑھا تو اسے مضبُوط کیا، اپنے فرائض میں غور و فکر کیا تو انہیں ادا کیا، سُنّت کو زندہ کیا اور بِدعت کو موت کے گھاٹ اُتارا، جہاد کے لیے انہیں بُلایا گیا تو انھوں نے لبیک کہی اور اپنے پیشوا پر یقین کامل کے ساتھ بھروسا کیا تو اس کی پیروی بھی کی (اس کے بعد حضرت نے بلند آواز سے پُکار کر کہا:) جہاد جہاد۔ اے بندگانِ خُدا! دیکھو! میں آج ہی لشکر کو ترتیب دے رہا ہوں جو اللہ کی طرف بڑھنا چاہے وہ نکل کھڑا ہو۔

نوف کہتے ہیں کہ: اس کے بعد حضرت نے دس ہزار کی سپاہ پر حسینؑ کو اور دس ہزار کی فوج پر قیس ابن سعدؓ کو اور دس ہزار کے لشکر پر ابو ایوب انصاری کو امیر بنایا اور دُوسرے لوگوں کو مختلف تعداد کی فوجوں پر سالار مقرّر کیا اور آپ صفین کی طرف پلٹ کر جانے کا ارادہ رکھتے تھے، لیکن ایک ہفتہ بھی گُزرنے نہ پایا تھا کہ ملعون ابن ملجم (لعنہ اللہ) نے آپ کے (سر اقدس پر) ضرب لگائی جِس سے تمام لشکر پلٹ گئے اور ہماری حالت ان بھیڑ بکریوں کے مانند ہو گئی جو اپنے چرواہے کو کھو چکی ہوں اور بھیڑیئے ہر طرف سے انہیں اُچک کر لے جا رہے ہوں۔

خُطبہ:181

✿خُداوندِ عالم کی توصیف، قرآن کی عظمت واہمیّت اور عذاب آخرت سے تخویف✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے کہ جو بِن دیکھے جانا پہچانا ہُوا اور بے رنج و تعب اُٹھائے (ہر چیز کا) پیدا کرنے والا ہے۔ اس نے اپنی قدرت سے مخلوقات کو پیدا کیا اور اپنی عزّت و جلالت کے پیشِ نظر فرمانرواؤں سے اطاعت و بندگی لی اور اپنے جُود و عطا کی بدولت باعظمت لوگوں پر سرداری کی۔ وہ اللہ جس نے دُنیا میں اپنی مخلوقات کو آباد کیا اور اپنے رسُولوں کو جن وِانس کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان کے سامنے دُنیا کو بے نقاب کریں اور اس کی مضرتوں سے انھیں ڈرائیں دھمکائیں اس کی (بیوفائی کی) مثالیں بیان کریں اور اس کی صحت و بیماری کے تغیرّات سے ایک دم انہیں پُوری پُوری عبرت دلانے کا سامان کر دیں اور اس کے عیوب اور حلال و حرام کے (ذرائع اکتساب) اور فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے لیے جو بہشت و دوزخ اور عزت و ذِلّت کے سامان اللہ نے مہیا کئے ہیں دکھلائیں۔ میں اس کی ذات کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو کر اس کی ایسی حمد وثناء کرتا ہوں جیسی حمد اس نے اپنی مخلوقات سے چاہی ہے۔ اس کے ہر شے کا اندازہ اور ہر اندازے کی ایک مُدّت اور ہر مُدّت کے لیے ایک نوشتہ قرار دیا ہے۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے

قرآن (اچھائیوں کا) حکم دینے والا، بُرائیوں سے روکنے والا، (بظاہر) خاموش اور (بباطن) گویا اور مخلوقات پر اللہ کی حُجّت ہے کہ جِس پر (عمل کرنے کا) اس نے بندوں سے عہد لیا ہے اور ان کے نفسوں کو اس کا پابند بنایا ہے۔ اس کے نُور کو کامل اور اس کے ذریعہ سے دین کو مکمّل کیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس حالت میں دُنیا سے اُٹھایا کہ وہ لوگوں کو ایسے احکامِ قرآن کی تبلیغ کر کے فارغ ہو چکے تھے کہ جو ہدایت و رستگاری کا سبب ہیں۔ لہٰذا اللہ سبحانہ کو ایسی بزرگی و عظمت کے ساتھ یاد کرو جیسی اپنی بزرگی خود اس نے بیان کی ہے، کیونکہ اس نے اپنے دین کی کوئی بات تُم سے نہیں چھپائی اور کسی شئے کو خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند بغیر کسی واضح علامت اور محکم نشان کے نہیں چھوڑا، جو ناپسند اُمور سے روکے اور پسندیدہ باتوں کی طرف دعوت دے (ان احکام کے متعلّق) اس کی خوشنودی و ناراضگی کا معیار زمانہ آئندہ میں بھی ایک رہے گا۔ یاد رکھو! کہ وہ تُم سے کسی ایسی چیز پر رضامند نہ ہو گا کہ جِس پر تمہارے اگلوں سے ناراض ہو چُکا ہو اور نہ کسی ایسی چیز پر غضب ناک ہو گا کہ جِس پر پہلے لوگوں سے خوش رہ چُکا ہو۔ تمہیں تو بس یہی چاہیئے کہ تُم واضح نشانوں پر چلتے رہو اور تم

سے پہلے لوگوں نے جو کہا ہے اسے دھراتے رہو۔ وہ تمہاری ضروریاتِ دُنیا کا ذمّہ لے چُکا ہے اور تمہیں صرف شُکر گُزار رہنے کی ترغیب دی ہے اور تُم پر واجب کیا ہے کہ اپنی زبان سے اس کا ذکر کرتے رہو اور تمہیں تقویٰ و پرہیز گاری کی ہدایت کی ہے اور اسے اپنی رضا و خوشنودی کی حد آخر اور مخلوق سے اپنا مُدّعا قرار دیا ہے۔ اس اللہ سے ڈرو کہ تُم جِس کی نظروں کے سامنے ہو اور جِس کے ہاتھ میں تمہاری پیشانیوں کے بال اور جِس کے قبضہ ٔقُدرت میں تمہارا اُٹھنا بیٹھنا اور چلنا پھرنا ہے۔ اگر تُم کوئی بات مخفی رکھو گے تو وہ اسے جان لے گا اور ظاہر کرو گے تو اسے لکھ لے گا (یوں کہ) اس نے تُم پر نگہبانی کرنے والے مکرّم فرشتے مقرّر کر رکھے ہیں۔ وہ کسی حق کو نظر انداز اور کسی غلط چیز کو درج نہیں کرتے۔ یاد رکھو! کہ جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے فتنوں سے (بچ کر) نکلنے کی راہ نکال دے گا اور اندھیاریوں سے اُجالے میں لے آئے گا اور اس کے حسبِ دلخواہ نعمتوں میں اسے ہمیشہ رکھے گا اور اسے اپنے پاس ایسے گھر میں کہ جسے اس نے اپنے لیے منتخب کیا ہے عزّت و بزرگی کی منزل میں لا اُتارے گا۔ اس گھر کا سایہ عرش، اس کی روشنی جمالِ قُدرت (کی چھُوٹ) اس میں ملاقاتی ملائکہ اور رفیق و ہمنشین انبیاءؑ و مُرسلین ہیں۔ اپنی جائے بازگشت کی طرف بڑھو اور زادِ عمل فراہم کرنے میں موت پر سبقت کرو۔ اس لیے کہ وہ وقت قریب ہے کہ لوگوں کی اُمیدیں ٹوٹ جائیں، موت ان پر چھا جائے اور توبہ کا دروازہ ان کے لیے بند ہو جائے، ابھی تو تُم اس دَور میں ہو کہ جِس کی طرف پلٹنے کی تُم سے قبل گُزر جانے والے لوگ تمنا کرتے ہیں۔ تُم اس دارِ دُنیا میں کہ جو تمہارے رہنے کا گھر نہیں ہے، مسافر راہ نورد ہو۔ اس سے تمہیں کُوچ کرنے کی خبر دی جا چکی ہے اور اس میں رہتے ہوئے تمہیں زاد کے مُہیّا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یاد رکھو! کہ اس نرم و نازک کھال میں آتشِ جہنّم کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں (تو پھر) اپنی جانوں پر رحم کھاؤ۔ کیونکہ تُم نے ان کو دُنیا کی مصیبتوں میں آزما کر دیکھ لیا ہے۔ کیا تُم نے اپنے میں سے کسی ایک کو دیکھا ہے کہ وہ (جسم میں) کانٹا لگنے سے، یا ایسی ٹھوکر کھانے سے کہ جو اسے لہُولہان کر دے، یا ایسی گرم ریت (کی تپش) سے کہ جو اسے جلا دے کس طرح بے چین ہو کر چیختا ہے؟ (ذرا سوچو تو) کہ اس وقت کیا حالت ہو گی کہ جب وہ جہنّم کے دو آتشین تودوں کے درمیان (دہکتے ہوئے) پتھروں کا پہلو نشین اور شیطان کا ساتھی ہو گا۔ کیا تمہیں خبر ہے کہ جب مالک (پاسبان جہنّم) آگ پر غضب ناک ہو گا تو وہ اس کے غصّہ سے (بھڑک کر آپس میں ٹکرانے لگے گی) اور اس کے اجزا ایک دُوسرے کو توڑنے پھوڑنے لگیں گے اور جب اسے جھڑکے گا تو اس کی جھڑکیوں سے (تلملا کر) دوزخ کے دروازوں میں اُچھلنے لگے گی۔

اے پیرِ کُہن سال کہ جِس پر بڑھاپا چھایا ہُوا ہے۔ اس وقت تیری کیا حالت ہو گی کہ جب آتشینِ طوق گردن کی ہڈیوں میں پیوست ہو

جائیں گے اور (ہاتھوں میں) ہتھکڑیاں گڑ جائیں گی؟ یہاں تک کہ وہ کلائیوں کا گوشت کھالیں گی۔ اے خُدا کے بندو! اب جبکہ تُم بیماریوں میں مبتلا ہونے اور تنگی و ضیق میں پڑنے سے پہلے صحت و فراخی کے عالم میں صحیح و سالم ہو اللہ کا خوف کھالو اور اپنی گردنوں کو قبل اس کے کہ وہ اس طرح گروی ہو جائیں کہ انھیں چھڑایا نہ جاسکے چھڑانے کی کوشش کرو۔ اپنی آنکھوں کو بیدار اور شکموں کو لاغر بناؤ (میدان سعی میں) اپنے قدموں کو کام میں لاؤ اور اپنے مال کو (اس کی راہ میں) خرچ کرو۔ اپنے جسموں کو اپنے نفسوں پر نثار کردو اور ان سے بخل نہ برتو، کیونکہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ "اگر تُم خُدا کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔" اور (پھر) فرمایا کہ:"کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے، تو خدا اس کے اَجر کو دوگنا کردے گا اور اس کے لیے عمدہ جزا ہے۔" خُدا نے کسی کمزوری کی بناء پر تُم سے مدد نہیں مانگی اور نہ بے مائگی کی وجہ سے تُم سے قرض کا سوال کیا ہے۔ اس نے تُم سے مدد چاہی ہے باوجودیکہ اس کے پاس سارے آسمان و زمین کے لشکر ہیں اور وہ غلبہ اور حکمت والا ہے اور تُم سے قرض مانگا ہے حالانکہ آسمان و زمین کے خزانے اس کے قبضہ میں ہیں اور وہ بے نیاز و لائق حمد و ثنا ہے۔ اس نے تو یہ چاہا ہے کہ تمہیں آزمائے کہ تُم میں اعمال کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔ تُم اپنے اعمال کو لے کر بڑھو، تاکہ اللہ کے ہمسایوں کے ساتھ اس کے گھر (جنّت) میں رہو۔ وہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جنھیں پیغمبروں کا رفیق بنایا ہے اور فرشتوں کو ان کی ملاقات کا حکم دیا ہے اور ان کے کانوں کو ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھا ہے کہ آگ (کی اذیتوں) کی بھنک ان میں نہ پڑے اور ان کے جسموں کو بچائے رکھا ہے کہ وہ رنج اور تکان سے دوچار نہ ہوں۔ یہ خُدا کا فضل ہے وہ جِس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور خُدا تو بڑے فضل و کرم والا ہے۔ میں وہی کہہ رہا ہوں جو تُم سُن رہے ہو میرے اور تمہارے نفسوں کے لیے اللہ ہی مددگار ہے اور وہی میرے لیے کافی اور اچھا کارساز ہے۔

خُطبہ:182

❁ جب برج ابن مسہر طائی نے "لا حکم الا اللہ" کا نعرہ لگایا تو فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برج ابن مسہر طائی نے کہ جو خوارج میں سے تھا (مشہور نعرہ) لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ (حکم کا اختیار صرف اللہ کو ہے) اس طرح بلند کیا کہ حضرت سُن لیں۔ چُنانچہ آپ نے سُن کر ارشاد فرمایا:

خاموش! خدا تیرا بُرا کرے۔ اے ٹوٹے ہوئے دانتوں والے! خُدا کی قسم! جب حق ظاہر ہوا تو اس وقت تیری شخصیت ذلیل اور تیری آواز دبی ہوئی تھی اور جب باطل زور سے چیخا ہے تو بھی بکری کے سینگ کی طرح اُبھر آیا ہے۔

خُطبہ:183

خُداوندِ عالم کی عظمت و توصیف اور ٹڈی کی عجیب و غریب خلقت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساری حمد و ستائش اس اللہ کے لیے ہے جسے حواس پا نہیں سکتے، نہ جگہیں اسے گھیر سکتی ہیں، نہ پردے اسے چھپا سکتے ہیں، وہ مخلوقات کے نیست کے بعد ہست ہونے سے اپنے ہمیشہ سے ہونے کا اور ان کے باہم مشابہ ہونے سے اپنے بے مثل و بے نظیر ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ وہ اپنے وعدہ میں سچّا اور بندوں پر ظُلم کرنے سے بالاتر ہے۔ وہ مخلوق کے بارے میں عدل سے چلتا ہے اور اپنے حکم میں انصاف برتتا ہے۔ وہ چیزوں کے وجود پذیر ہونے سے اپنی قدامت پر ان کی عجز و کمزوری کے نشانوں سے اپنی قدرت پر اور ان کے فنا ہو جانے کے اضطراری کیفیتوں سے اپنی ہمیشگی پر (عقل سے) گواہی حاصل کرتا ہے۔ وہ گنتی اور شمار میں آئے بغیر ایک (یگانہ) ہے۔ وہ کسی (متعینہ) مُدّت کے بغیر ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور ستونوں (اعضاء) کے سہارے کے بغیر قائم و برقرار ہے۔ حواس و مشاعر کے بغیر ذہن اسے قبول کرتے ہیں اور اس تک پہنچے بغیر نظر آنے والی چیزیں اس کی ہستی کی گواہی دیتی ہیں۔ عقلیں اس کی حقیقت کا احاطہ نہیں کر سکتیں، بلکہ وہ عقلوں کے وسیلہ سے عقلوں کے لیے آشکارا ہُوا ہے اور عقلوں ہی کے ذریعہ سے عقل و فہم میں آنے سے انکاری ہے اور ان کے معاملہ میں خود انہی کو حکم ٹھہرایا ہے۔ وہ اس معنی سے بڑا نہیں کہ اس کے حدود و اطراف پھیلے ہوئے ہیں کہ جو اسے مجسّم صُورت میں بڑا کر کے دکھاتے ہیں اور نہ اس اعتبار سے عظیم ہے کہ وہ جسامت میں انتہائی حدوں تک پھیلا ہُوا ہے، بلکہ وہ شان و منزلت کے اعتبار سے بڑا ہے اور دبدبہ و اقتدار کے لحاظ سے عظیم ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے عبد اور برگزیدہ رسُولؐ اور پسندیدہ امین ہیں۔ خُدا ان پر ان کے اہلبیتؑ پر رحمت فراواں نازل کرے، اللہ نے انہیں ناقابلِ انکار دلیلوں، واضح کامرانیوں اور راہ (شریعت) کی رہنمائیوں کے ساتھ بھیجا۔ چُنانچہ آپ نے (حق کو باطل سے) چھانٹ کر اس کا پیغام پہنچایا، راہ حق دکھا کر اس پر لوگوں کو لگایا، ہدایت کے نشان اور روشنی کے مینار قائم کئے، اسلام کی رسیوں اور ایمان کے بندھنوں کو مستحکم کیا۔

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے، جِس میں مختلف قسِم کے جانوروں کی عجیب و غریب آفرینش کا ذکر فرمایا ہے

اگر لوگ اس کی عظیم الشان قُدرتوں اور بلند پایہ نعمتوں میں غور و فکر کریں تو سیدھی راہ کی طرف پلٹ آئیں اور دوزخ کے عذاب سے خوف کھانے لگیں۔ لیکن دل بیمار اور بصیرتیں کھوئی ہیں۔ کیا وہ لوگ ان چھوٹے چھوٹے جانوروں کو کہ جنھیں اس نے پیدا کیا ہے نہیں دیکھتے کہ کیونکر ان کی آفرینش کو استحکام بخشا ہے اور ان کے جوڑ بند کو باہم استواری کے ساتھ ملایا ہے اور ان کے لیے کان اور آنکھ کے سُوراخ کھولے ہیں اور ہڈی اور کھال کو (پُوری مناسبت سے) دُرست کیا ہے۔ ذرا اس چیونٹی کی طرف اس کی جسامت کے اختصار اور شکل و صُورت کی باریکی کے عالم میں نظر کرو، اتنی چھوٹی کہ گوشۂ چشم سے بمشکل دیکھی جاسکے اور نہ فکروں میں سماتی ہے۔ دیکھو تو کیونکر زمین پر رینگتی پھرتی ہے اور اپنے رزق کی طرف لپکتی ہے اور دانے کو اپنے بِل کی طرف لیے جاتی ہے اور اسے اپنے قیام گاہ میں مہیار کھتی ہے اور گرمیوں میں جاڑے کے موسم کے لیے اور قوت و توانائی کے زمانے میں عجز و درماندگی کے دنوں کے لیے ذخیرہ اکٹھا کر لیتی ہے۔ اس کی روزی کا ذمّہ لیا جا چُکا ہے اور اس کے مناسب حال رزق اسے پہنچتا رہتا ہے۔ خُدائے کریم اس سے تغافل نہیں برتتا اور صاحب عطا و جزا اسے محروم نہیں رکھتا۔ اگرچہ وہ خشک پتھر اور جمے ہوئے سنگ خارا کے اندر کیوں نہ ہو، اگر تُم اس کی غذا کی نالیوں اور اس کے بلند و پست حصّوں اور اس کے خول میں پیٹ کی طرف جھکے ہوئے پسلیوں کے کناروں اور اس کے سر میں (چھوٹی چھوٹی) آنکھوں اور کانوں کی ساخت میں غور و فکر کرو گے تو اس کی آفرینش پر تمہیں تعجّب ہو گا اور اس کا وصف کرنے میں تمہیں تعب اُٹھانا پڑے گا۔ بلند و برتر ہے وہ کہ جِس نے اس کو اس کے پیروں پر کھڑا کیا ہے اور ستونوں (اعضاء) پر اس کی بنیاد رکھی ہے۔ اس کے بنانے میں کوئی بنانے والا اس کا شریک نہیں ہُوا اور نہ اس کے پیدا کرنے میں کسی قادر و توانا نے اس کا ہاتھ بٹایا ہے۔ اگر تُم سوچ بچار کی راہوں کو طے کرتے ہوئے اس کی آخری حد تک پہنچ جاؤ تو عقل کی رہنمائی تمہیں بس اس نتیجہ پر پہنچائے گی کہ جو چیونٹی کا پیدا کرنے والا ہے وہی کھجور کے درخت کا پیدا کرنے والا ہے۔ کیونکہ ہر چیز کی تفصیل لطافت و باریکی لیے ہوئے ہے اور ہر ذی حیات کے مختلف اعضاء میں باریک ہی سا فرق ہے۔ اس کی مخلوقات میں بڑی اور چھوٹی، بھاری اور ہلکی طاقتور اور کمزور چیزیں یکساں ہیں اور یونہی آسمان، فضا، ہوا اور پانی برابر ہیں۔ لہٰذا تم سورج، چاند، سبزے، درخت، پانی اور پتھر کی طرف دیکھو اور اس رات دن کے یکے بعد دیگرے آنے جانے اور ان دریاؤں کے جاری ہونے اور ان پہاڑوں کی بہتات اور چوٹیوں کی اُچان پر نگاہ دوڑاؤ اور ان نعمتوں اور قسم قسِم کی زبانوں کے اِختلاف پر نظر کرو۔ اس کے بعد افسوس ہے ان پر کہ جو قضا و قدر کی مالک ذات اور نظم و انضباط کے قائم کرنے والی ہستی سے انکار کریں۔ انھوں

نے تو یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ گھاس پھُونس کی طرح خود بخود اُگ آئے ہیں، نہ ان کا کوئی بولنے والا ہے اور نہ ان کی گونا گوں صُورتوں کا کوئی بنانے والا ہے۔ انھوں نے اپنے اس دعوے کی بنیاد کسی دلیل پر نہیں رکھی اور نہ سُنی سُنائی باتوں کی تحقیق کی ہے، (ذرا سوچو تو کہ) کیا کوئی عمارت بغیر بنانے والے کے ہُوا کرتی ہے اور کوئی جُرم بغیر مجرم کے ہوتا ہے؟ اگر چاہو تو (چیونٹی کی طرح) ٹِڈی کے متعلّق بھی کچھ کہوں، کہ اس کے لیے لال بھبو کا دو آنکھیں پیدا کیں اور اس کی آنکھوں کے چاند سے دونوں حلقوں کے چراغ روشن کئے اور اس کے لیے بہت ہی چھوٹے چھوٹے کان بنائے اور مناسب و معتدل مُنہ کا شگاف بنایا اور اس کے حِس کو قوی اور تیز قرار دیا اور ایسے دو دانت بنائے کہ جن سے وہ (پتیوں کو) کاٹتی ہے اور درانتی کی طرح کے دو پیر دیئے کہ جن سے وہ (گھاس پات کو) پکڑی ہے، کاشتکار اپنی زراعت کے بارے میں اس سے ہراساں رہتے ہیں۔ اگر وہ اپنے جتھوں کو سمیٹ لیں، جب بھی اس ٹِڈی دل کا ہنکانا ان کے بس میں نہیں ہوتا، یہاں تک کہ وہ جست و خیز کرتا ہُوا ان کی کھیتیوں پر ٹوٹ پڑتا ہے اور ان سے اپنی خواہشوں کو پورا کر لیتا ہے۔ حالانکہ اس کا جسم ایک باریک اُنگلی کے بھی برابر نہیں ہوتا۔ پاک ہے وہ ذات کہ جِس کے سامنے آسمان و زمین میں جو کوئی بھی ہے خوشی یا مجبُوری سے بہر صُورت سجدہ میں گِرا ہُوا ہے اور اس کے لیے رُخسار اور چہرے کو خاک پر مَل رہا ہے اور عجز و اِنکسار سے اس کے آگے سرنگوں ہے اور خوف و دہشت سے اپنی باگ ڈور اسے سونپے ہوئے ہے۔ پرندے اس کے حکم (کی زنجیروں) میں جکڑے ہوئے ہیں، وہ ان کے پروں اور سانسوں کی گنتی تک کو جانتا ہے اور (ان میں سے کچھ کے) پیر تری پر اور (کچھ کے) خشکی پر جما دیئے ہیں اور ان کی روزیاں متعیّن کر دی ہیں اور ان کے انواع و اقسام پر احاطہ رکھتا ہے کہ یہ کوّا ہے اور یہ عقاب، یہ کبوتر ہے اور یہ شتر مُرغ۔ اس نے ہر پرندے کو اس کے نام پر دعوت (وجود) دی اور ان کی روزی کا ذمّہ لیا اور یہ بھاری بوجھل بادل پیدا کئے کہ جن سے موسلا دھار بارشیں برسائیں اور حصّہ رسدی مختلف (سرزمینوں پر) انہیں بانٹ دیا اور زمین کو اس کے خشک ہو جانے کے بعد تر بتر کر دیا اور بنجر ہونے کے بعد اس سے (لہلہاتا ہُوا) سبزہ اُگا یا۔

خُطبہ: 184

❁ مسائل الٰہیات کے بنیادی اصول کا تذکرہ ❁

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ خطبہ توحید کے متعلّق ہے اور علم و معرفت کی اِتنی بنیادی باتوں پر مشتمل ہے کہ جن پر کوئی دُوسرا خطبہ حاوی نہیں ہے

جِس نے اسے مختلف کیفیتوں سے متصف کیا، اس نے اسے یکتا نہیں سمجھا۔ جِس نے اس کا مثل ٹھہرایا، اس نے اس کی حقیقت کو نہیں پایا۔ جِس نے اسے کسی چیز سے تشبیہ دی، اس نے اس کا قصد نہیں کیا۔ جِس نے اسے قابلِ اشارہ سمجھا اور اپنے تصوّر کا پابند بنایا، اس نے اس کا رُخ نہیں کیا۔ جو اپنی ذات سے پہچانا جائے وہ مخلوق ہو گا اور جو دُوسرے کے سہارے پر قائم ہو وہ علّت کا محتاج ہو گا۔ وہ فائل ہے بغیر آلات کو حرکت میں لائے، وہ ہر چیز کا اندازہ مقرّر کرنے والا ہے بغیر فکر کی جولانی کے، وہ تونگر و غنی ہے بغیر دُوسروں سے استفادہ کئے، نہ زمانہ اس کا ہم نشین اور نہ آلات اس کے معاون و معین ہیں۔ اس کی ہستی زمانہ سے پیشتر، اس کا وجود عدم سے سابق اور اس کی ہمیشگی نقطۂ آغاز سے بھی پہلے سے ہے۔ اس نے جو احساس و شعُور کی قوتوں کو ایجاد کیا اسی سے معلوم ہوا کہ وہ خود حواس و آلات شعور نہیں رکھتا اور چیزوں میں ضدّیت قرار دینے سے معلوم ہوا کہ اس کی ضد نہیں ہو سکتی اور چیزوں کو جو اس نے ایک دُوسرے کے ساتھ رکھا ہے، اسی سے معلوم ہوا اس کا کوئی ساتھی نہیں، اس نے نُور کو ظُلمت کی، روشنی کو اندھیرے کی، خشکی کو تری کی اور گرمی کو سردی کی ضد قرار دیا ہے۔ وہ ایک دُوسرے کی دُشمن چیزوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے والا، متضاد چیزوں کو ملانے والا، ایک دُوسرے سے دُور کی چیزوں کو باہم قریب لانے والا اور باہم پیوستہ چیزوں کو الگ الگ کرنے والا ہے۔ وہ کسی حد میں محدُود نہیں اور نہ گننے سے شمار میں آتا ہے۔ جسمانی قویٰ تو جسمانی ہی چیزوں کو گھیرا کرتے ہیں اور اپنے ہی ایسوں کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں۔ انھیں لفظ "منذ" نے قدیم ہونے سے روک دیا ہے۔ اور لفظ "قد" نے ہمیشگی سے منع کر دیا ہے اور لفظِ "لولا" نے کمال سے ہٹا دیا ہے۔ انہی اعضاء و جوارح اور حواس و مشاعر کے ذریعہ اس کا موجد عقلوں کے سامنے جلوہ گر ہُوا ہے اور ان ہی کے تقاضوں کے سبب سے آنکھوں کے مشاہدہ سے بَری ہو گیا ہے۔ حرکت و سکون اس پر طاری نہیں ہو سکتے۔ بھلا جو چیز اس نے مخلوقات پر طاری کی ہو، وہ اس پر کیوں کر طاری ہو سکتی ہے اور جو چیز پہلے پہل اسی نے پیدا کی ہے وہ اس کی طرف عائد کیونکر ہو سکتی ہے اور جِس چیز کو اس نے پیدا کیا ہو وہ اس میں کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر ایسا ہو تو اس کی ذات تغیر پذیر قرار پائے گی اور اس کی ہستی قابل تجزیہ ٹھہرے گی اور اس کی حقیقت ہمیشگی و دوام سے علیٰحدہ ہو جائے گی۔ اگر اس کے لیے سامنے کی جہت ہوتی تو پیچھے کی سمت بھی ہوتی اور اگر اس میں کمی آتی تو وہ اس کی تکمیل کا محتاج ہوتا اور اس صُورت میں اس کے اندر مخلوق کی علامتیں آ جاتیں اور جب کہ ساری چیزیں اس کی ہستی کی دلیل تھیں، اس صُورت میں وہ خود کسی خالق کے وجُود کی دلیل بن جاتا حالانکہ وہ اس امر مسلّمہ کی رُو سے کہ اس میں مخلوق کی صفتوں کا ہونا ممنوع ہے۔ اس سے بَری ہے کہ اس

میں وہ چیز اثر انداز ہو جو ممکنات میں اثر انداز ہوتی ہے۔ وہ اَدلتا بدلتا نہیں نہ زوال پذیر ہوتا ہے، نہ غروب ہونا اس کے لیے روا ہے۔ اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ ورنہ محدُود ہو کر رہ جائے گا، وہ آل اولاد رکھنے سے بالاتر اور عورتوں کو چُھونے سے پاک ہے۔ تصورات اسے پا نہیں سکتے کہ اس کا اندازہ ٹھہرا لیں اور عقلیں اس کا تصوّر نہیں کر سکتیں کہ اس کی کوئی صُورت مقرّر کر لیں۔ حواس اس کا ادراک نہیں کر سکتے کہ اسے محسُوس کر لیں اور ہاتھ اس سے مس نہیں ہوتے کہ اسے چُھو لیں، وہ کسی حال میں بدلتا نہیں اور نہ مختلف حالتوں میں منتقل ہوتا رہتا ہے، نہ شب و روز اسے کہنہ کرتے ہیں، نہ روشنی و تاریکی اسے متغیر کرتی ہے۔ اسے اجزاء و جوارح صفات میں سے کسی صفت اور ذات کے علاوہ کسی بھی چیز اور حصّوں سے متصف نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لیے کسی حد اور اختتام اور زوال پذیری اور انتہا کو کہا نہیں جاسکتا اور نہ یہ کہ چیزیں اس پر حاوی ہیں کہ خواہ اسے بلند کریں اور خواہ پست، یا چیزیں اسے اٹھائے ہوئے ہیں کہ چاہے اسے اِدھر اُدھر موڑیں اور چاہے اسے سیدھا رکھیں۔ نہ وہ چیزوں کے اندر ہے اور نہ ان سے باہر، وہ خبر دیتا ہے، بغیر زبان اور تالو جبڑے کی حرکت کے، وہ سُنتا ہے بغیر کانوں کے سُوراخوں اور آلات سماعت کے، وہ بات کرتا ہے بغیر تلفظ کے، وہ ہر چیز کو یاد رکھتا ہے بغیر یاد کرنے کی زحمت کے، وہ اِرادہ کرتا ہے بغیر قلب اور ضمیر کے، وہ دوست رکھتا ہے اور خوشنود ہوتا ہے بغیر رقت طبع کے، وہ دُشمن رکھتا ہے اور غضبناک ہوتا ہے بغیر غم و غصّہ کی تکلیف کے۔ جسے پیدا کرنا چاہتا ہے اسے "ہو جا" کہتا ہے، جِس سے وہ ہو جاتی ہے، بغیر کسی ایسی آواز کے جو کان (کے پردوں) سے ٹکرائے اور بغیر ایسی صدا کے جو سُنی جاسکے۔ بلکہ اللہ سبحانہ کا کلام بس اس کا ایجاد کردہ فعل ہے اور اس طرح کا کلام پہلے سے موجود نہیں ہو سکتا اور اگر وہ قدیم ہوتا تو دُوسرا خُدا ہوتا۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ عدم کے بعد وجود میں آیا ہے کہ اس پر حادث صفتیں منطبق ہونے لگیں اور اس میں اور مخلوقات میں کوئی فرق نہ رہے اور نہ اسے اس پر کوئی فوقیت و برتری رہے کہ جِس کے نتیجہ میں خالق و مخلوق ایک سطح پر آجائیں اور صانع و مصنوع برابر ہو جائیں۔ اس نے مخلوقات کو بغیر کسی ایسے نمونہ کے پیدا کیا کہ جو اس سے پہلے کسی دُوسرے نے قائم کیا ہو اور اس کے بنانے میں اس نے مخلوقات میں سے کسی ایک سے بھی مدد نہیں چاہی۔ وہ زمین کو وجود میں لایا اور بغیر اس کام میں اُلجھے ہوئے اسے برابر روکے تھامے رہا اور بغیر کسی چیز پر ٹکائے ہوئے اسے برقرار کر دیا اور بغیر ستونوں کے اس نے قائم اور بغیر کھمبوں کے اسے بلند کیا۔ کجی اور جھکاؤ سے اسے محفوظ کر دیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گِرنے اور پھٹنے سے اسے بچائے رہا۔ اس کے پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑا اور چٹانوں کو مضبوطی سے نصب کیا، اس کے چشموں کو جاری اور پانی کی گُزرگاہوں کو شگافتہ کیا، اس نے جو بنایا اس میں کوئی سُستی نہ آئی اور جسے مضبُوط کیا اس میں کمزوری نہیں پیدا ہوئی۔ وہ

اپنی عظمت و شاہی کے ساتھ زمین پر غالب، علم و دانائی کی بدولت اس کے اندرونی رازوں سے واقف اور اپنے جلال و عزت کے سبب سے اس کی ہر چیز پر چھایا ہُوا ہے۔ وہ جِس چیز کا اس سے خواہاں ہوتا ہے وہ اس کے دسترس سے باہر نہیں ہوسکتی اور نہ اس سے روگردانی کرکے اس پر غالب آسکتی ہے اور نہ کوئی تیز رو اس کے قبضہ سے نکل سکتا ہے کہ اس سے بڑھ جائے اور نہ وہ کسی مال دار کا محتاج ہے کہ وہ اسے روزی دے۔ تمام چیزیں اس کے سامنے عاجز اور اس کی بزرگی و عظمت کے آگے ذلیل و خوار ہیں۔ اس کی سلطنت (کی وسعتوں) سے نِکل کر کسی اور طرف بھاگ جانے کی ہمّت نہیں رکھتیں کہ اس کے جود و عطا سے (بے نیاز) اور اس کی گرفت سے اپنے کو محفوظ سمجھ لیں۔ نہ اس کا کوئی ہمسر ہے جو اس کے برابر اُتر سکے، نہ اس کا کوئی مثل و نظیر ہے جو اس سے برابری کرسکے۔ وہی ان چیزوں کو وجود کے بعد فنا کرنے والا ہے۔ یہاں تک کہ موجود چیزیں ان چیزوں کی طرح ہو جائیں کہ جو کبھی تھیں ہی نہیں اور یہ دُنیا کو پیدا کرنے کے بعد نیست و نابُود کرنا اس کے شروع شروع وجود میں لانے سے زیادہ تعجّب خیز (و دُشوار) نہیں اور کیوں کر ایسا ہو سکتا ہے جبکہ تمام حیوان وہ پرندے ہوں یا چوپائے رات کو گھروں کی طرف پلٹ کر آنے والے ہوں یا چراگاہوں میں چرنے والے، جِس نوع کے بھی ہوں اور جِس قِسم کے ہوں وہ اور تمام آدمی کودن و غبی صنف سے ہوں یا زِیرک و ہوشیار، سب مل کر اگر ایک مچھر کو پیدا کرنا چاہیں تو وہ اس کے پیدا کرنے پر قادر نہ ہوں گے اور نہ یہ جان سکیں گے اس کے پیدا کرنے کی کیا صُورت اور اس جاننے کے سلسلہ میں ان کی عقلیں حیران و سرگرداں اور قوتیں عاجز و درماندہ ہو جائیں گی اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ شکست خوردہ ہیں اور یہ اقرار کرتے ہوئے کہ وہ اس کی ایجاد سے درماندہ ہیں اور یہ اعتراف کرتے ہوئے کہ وہ اس کے فنا کرنے سے بھی عاجز ہیں۔ خستہ و نامراد ہو کر پلٹ آئیں گے، بِلاشبہ اللہ سبحانہ دُنیا کے مٹ مٹا جانے کے بعد ایک اکیلا ہو گا۔ کوئی چیز اس کے ساتھ نہ ہو گی۔ جِس طرح کہ دُنیا کی ایجاد و آفرینش سے پہلے تھا، یونہی اس کے فنا ہو جانے کے بعد بغیر وقت و مکان اور ہنگام و زمان کے ہو گا، اس وقت مُدّتیں اور اوقات سال اور گھڑیاں سب نابُود ہوں گی، سوائے اس خُدائے واحد و قہار کے جِس کی طرف تمام چیزوں کی بازگشت ہے، کوئی چیز باقی نہ رہے گی۔ ان کی آفرینش کی ابتداء ان کے اختیار و قُدرت سے باہر تھی اور ان کا فنا ہونا بھی ان کی روک ٹوک کے بغیر ہو گا۔ اگر ان کو انکار پر قُدرت ہوتی تو ان کی زندگی بقا سے ہمکنار ہوتی، جب اس نے کسی چیز کو بنایا تو اس کے بنانے میں اسے کوئی دشواری پیش نہیں آئی اور نہ جِس چیز کو اس نے خلق و ایجاد کیا اس کی آفرینش نے اسے خستہ و درماندہ کیا۔ اس نے اپنی سلطنت (کی بنیادوں) کو استوار کرنے اور (مملکت کے) زوال اور (عزّت کے) انحطاط کے خطرات (سے بچنے) اور کسی جمع جتھے والے حریف کے خلاف مدد حاصل کرنے اور کسی حملہ آور غنیم سے محفوظ رہنے اور

ملک و سلطنت کا دائرہ بڑھانے اور کسی شریک کے مقابلہ میں اپنی کثرت پر اِترانے کے لیے ان چیزوں کو پیدا نہیں کیا اور نہ اس نے (تنہائی کی) وحشت سے (گھبرا کر) یہ چاہا ہو کہ ان چیزوں سے جی لگائے، پھر وہ ان چیزوں کو بنانے کے بعد فنا کر دے گا، اس لیے نہیں کہ ان میں رَدّو بدل کرنے اور ان کی دیکھ بھال رکھنے سے اسے دل تنگی لاحق ہوئی ہو اور نہ اس آسودگی و راحت کے خیال سے کہ جو (انہیں مٹا کر) اسے حاصل ہونے کی توقع ہو اور نہ اس وجہ سے کہ ان میں سے کسی چیز کا اس پر بوجھ ہو، اسے ان چیزوں کی طول طویل بقا آزردہ و دل تنگ نہیں بناتی کہ یہ انہیں جلدی سے فنا کر دینے کی اسے دعوت دے، بلکہ اللہ سبحانہ نے اپنے لطف و کرم سے ان کا بندوبست کیا ہے اور اپنے فرمان سے ان کی روک تھام کر رکھی ہے اور اپنی قدرت سے ان کو مضبُوط بنایا ہے۔ پھر وہ ان چیزوں کو فنا کے بعد پلٹائے گا۔ نہ اس لیے کہ ان میں سے کسی چیز کی اسے احتیاج ہے اور ان کی مدد کا خواہاں ہے اور نہ تنہائی کی اُلجھن سے منتقل ہو کر دل بستگی کی حالت پیدا کرنے کے لیے اور جہالت و بے بصیرتی کی حالت سے واقفیت و تجربات کی دُنیا میں آنے کے لیے اور فقر و احتیاج سے دولت و فراوانی اور ذِلّت و پستی سے عزّت و توانائی کی طرف منتقل ہونے کے لیے ان کو دوبارہ پیدا کرتا ہے۔

خُطبہ:185

✿ فتنوں کے اُبھرنے اور رزقِ حلال کے ناپید ہو جانے کے بارے میں ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ حوادث و فتن کے ذکر سے مخصُوص ہے

ہاں! میرے ماں باپ ان گنتی کے چند افراد پر قُربان ہوں، جن کے نام آسمانوں میں جانے پہچانے ہُوئے اور زمین میں انجانے ہیں۔ لہٰذا اس صُورتِ حال کے متوقع رہو کہ تمہیں مسلسل ناکامیاں ہوتی رہیں اور تمہارے تعلقات درہم و برہم ہوں اور تُم میں کے چھوٹے بر سرِ کار نظر آئیں، یہ وہ ہنگام ہو گا کہ جب مومن کے لیے بطریقِ حلال ایک درہم حاصل کرنے سے تلوار کا وار کھانا آسان ہو گا۔ وہ وقت ہو گا کہ جب لینے والے (فقیرِ بے نوا) کا اجر و ثواب دینے والے اغنیاء سے بڑھا ہُوا ہو گا، یہ وہ زمانہ ہو گا کہ جب تُم مست و سرشار ہو گے۔ شراب سے نہیں بلکہ عیش و آرام سے اور بغیر کسی مجبُوری کے (بات بات پر) قسمیں کھاؤ گے اور بغیر کسی لاچاری کے جُھوٹ بولو گے۔ یہ وہ وقت ہو گا کہ جب مصیبتیں تمہیں اس طرح کاٹیں گی جِس طرح اُونٹ کی کوہان کو پالان (آہ) ان سختیوں کی مُدّت کتنی

دراز اور اس سے (چھٹکارا پانے کی) اُمیدیں کتنی دُور ہیں۔
اے لوگو! ان سواروں کی باگیں اُتار پھینکو کہ جن کی پُشت نے تمہارے ہاتھوں گُناہوں کے بوجھ اُٹھائے ہیں۔ اپنے حاکم سے کٹ کر علیحدہ نہ ہو جاؤ، ورنہ بد اعمالیوں کے انجام میں اپنے ہی نفسوں کو بُرا بھلا کہو گے اور جو آتش فتنہ تمہارے آگے شعلہ ور ہے اس میں اندھا دُھند کُود نہ پڑو۔ اس کی راہ سے مُڑ کر چلو اور درمیانی راہ کو اس کے لیے خالی کر دو۔ کیونکہ میری جان کی قسم! یہ وہ آگ ہے کہ مومن اس کی لپٹوں میں تباہ و برباد اور کافر اس میں سالم و محفوظ رہے گا۔ تمہارے درمیان میری مثال ایسی ہے جیسے اندھیرے میں چراغ کہ جو اس میں داخل ہو وہ اس سے روشنی حاصل کرے۔ اے لوگو! سُنو اور یاد رکھو اور دل کے کانوں کو (کھول کر) سامنے لاؤ، تاکہ سمجھ سکو۔

خُطبہ:186

✿ خُداوندِ عالم کے احسانات، مرنے والوں کی حالت اور دُنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے لوگو! میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیّت کرتا ہوں اور اس کی ان نعمتوں پر جو اس نے تمہیں دیں، ان انعامات پر جو تمہیں بخشے اور ان احسانات پر جو تُم پر ہمیشہ کئے ہیں، بکثرت حمد و ستائش کی نصیحت کرتا ہوں۔ کتنا ہی اس نے تمہیں اپنی نعمتوں کے لیے مخصوص کیا اور اپنی رحمت سے تمہاری دستگیری کی۔ تُم نے علانیہ بُرائیاں کیں، لیکن اس نے تمہاری پردہ پوشی کی۔ تُم نے ایسی حرکتیں کیں جو قابلِ گرفت تھیں، مگر اس نے تمہیں ڈھیل دی۔ میں تمہیں سمجھاتا ہوں کہ موت کو یاد رکھو اور اس سے اپنی غفلت کو کم کرو اور آخر کیونکر تُم اس سے غفلت میں پڑے ہوئے ہو، جو تُم سے غافل نہیں اور کیونکر اس (فرشتۂ موت) سے کوئی آس لگاتے ہو، جو تمہیں ذرا مہلت نہ دے گا۔ تمہیں پند و عبرت دینے کے لیے وہی مرنے والے کافی ہیں کہ جنھیں تم دیکھتے رہے ہو، انھیں (کندھوں پر) لاد کر قبروں کی طرف لے جایا گیا۔ درآں حالیکہ وہ خود سوار نہیں ہو سکتے اور انہیں قبروں میں اُتار دیا گیا، جبکہ وہ خود اُترنے پر قادر نہ تھے (یُوں مِٹ مٹا گئے) کہ گویا یہ کبھی دُنیا میں بسے ہوئے تھے ہی نہیں اور گویا یہی آخرت (کا گھر) ان کا ہمیشہ سے گھر تھا، جسے وطن بنایا تھا اسے سنسان چھوڑ گئے اور جِس سے وحشت کھایا کرتے تھے وہاں اب جا کر سکونت اختیار کرنا پڑی۔ ہمیشہ اس کا اِنتظام کیا، جسے چھوڑنا تھا اور وہاں کی کوئی فکر نہ کی جہاں جانا تھا۔ (اب) نہ تو بُرائیوں سے (توبہ کر کے) پلٹنا ان کے بس میں ہے اور نہ نیکیوں کو بڑھانا ان کے

اختیار میں ہے۔ انھوں نے دُنیا سے دل لگایا تو اس نے انہیں فریب دیا اور اس پر بھروسا کیا تو اس نے انھیں پچھاڑ دیا۔ خُدا تم پر رحم کرے ان گھروں کی طرف توجّہ میں جلدی کرو، جن کے آباد کرنے کا تمھیں حکم دیا گیا ہے اور جن کا تمھیں شوق دلایا گیا ہے اور جن کی جانب تمھیں بُلایا گیا ہے۔ اس کی اطاعت پر صبر اور گُناہوں سے کنارہ کشی کر کے اس کی نعمتوں کو جو تُم پر ہیں، پایۂ تکمیل تک پہنچاؤ۔ کیونکہ آنے والا "کل" آج کے دن سے قریب ہے۔ دن کے اندر گھڑیاں کتنی تیز قدم اور مہینوں کے اندر دن کتنے تیز رو اور سالوں کے اندر مہینے کتنے تیز گام اور عمر کے اندر سال کتنے تیز رفتار ہیں۔

خُطبہ: 187

❁ پختہ اور متزلزل ایمان اور دعوٰے "سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ" اور بنی اُمیّہ کے بارے میں پیشین گوئی ❁

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک ایمان تو وہ ہوتا ہے جو دِلوں میں جما ہُوا اور برقرار ہوتا ہے اور ایک وہ کہ دِلوں اور سینے (کی تہوں) میں ایک مقرّر مُدّت تک عاریۃً ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی ایک میں تمھیں کوئی بُرائی ایسی نظر آئے کہ جس سے تمھیں اظہارِ بیزاری کرنا پڑے تو اسے اس وقت تک موقوف رکھو کہ اس شخص کو موت آجائے کہ اس موقعہ پر اظہار بیزاری اپنی حد پر واقع ہو گی۔ ہجرت کا اُصول پہلے ہی کی طرح اب بھی برقرار ہے۔ اہل زمین میں کوئی گروہ چھپکے سے خُدا کا راستہ اختیار کرلے یا علانیہ، بہر حال اللہ کو اس کی کوئی احتیاج نہیں ہے۔ زمین میں حُجّتِ خُدا کی معرفت کے بغیر کسی ایک کو بھی صحیح معنی میں مہاجر نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں! جو اسے پہچانے اور اس کا اقرار کرے وہی مہاجر ہے اور جس تک حُجّت (الٰہیہ) کی خبر پہنچے، کہ اس کے کان سُن لیں اور دِل محفوظ کرلیں تو اسے مستضعفین میں (جو ہجرت سے مستثنٰی ہیں) داخل نہیں سمجھا جا سکتا، بِلاشبہ ہمارا معاملہ ایک امر مشکل و دُشوار ہے جس کا متحمل وہی بندۂ مومن ہو گا کہ جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لیے پرکھ لیا ہو اور ہمارے قول و حدیث کو صرف امانت دار سینے اور ٹھوس عقلیں ہی محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ اے لوگو! مجھے کھو دینے سے پہلے مجھ سے پوچھ لو اور میں زمین کی راہوں سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں۔ قبل اس کے کہ وہ فتنہ اپنے پیروں کو اُٹھائے جو مہار کو بھی اپنے پیروں کے نیچے روندر ہا ہو اور جس نے لوگوں کی عقلیں زائل کر دی ہوں۔

خُطبہ:188

✿ تقویٰ کی اہمیت، قبر کی ہولناکی اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور اہلبیت علیہمُ السّلام کی معرفت رکھنے والے کی موت شہادت ہے ✿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں اس کے اِنعامات کے شکریہ میں اس کی حمد کرتا ہُوں اور اس کے حقوق سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اسی سے مدد چاہتا ہوں۔ وہ بڑے لاؤلشکر اور بڑی شان والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کے بندہ اور رسُولؐ ہیں، جنھوں نے اس کی اطاعت کی طرف لوگوں کو بُلایا اور دین کی راہ میں جہاد کرکے اس کے دُشمنوں پر غلبہ پایا۔ ان کے جھٹلانے پر لوگوں کا ایکا کرلینا اور ان کے نُور کو بجھانے کے لیے کوشش و تلاش میں لگے رہنا ان کو اس (تبلیغ و جہاد کی) راہ سے ہٹانہ سکا۔ اب تُم کو لازم ہے کہ خوفِ الٰہی سے لپٹے رہو۔ اس لیے کہ اس کی ریسمان کے بندھن مضبُوط اور اس کی پناہ کی چوٹی ہر طرح محفوظ ہے اور موت اور اس کی سختیوں (کے چھا جانے) سے پہلے فرائض و اعمال اپنے پُورے کردو اور اس کے آنے سے پہلے اس کا سروسامان کرلو اور اس کے وارد ہونے سے قبل تہیّا کرلو، کیونکہ آخری منزل قیامت ہے اور یہ عقلمند کے لیے نصیحت دینے اور نادان کے لیے عبرت بننے کے لیے کافی ہے اور اس آخری منزل کے پہلے تُم جانتے ہی ہو کہ کیا کیا ہے۔ قبروں کی تنگنائی، برزخ کی ہولناکی، خوف کی دہشتیں، (فشار قبر سے) پسلیوں کا اِدھر سے اُدھر ہو جانا، کانوں کا بہرا پن، لحد کی تاریکی، عذاب کی دھمکیاں، قبر کے شگاف کا بند کیا جانا اور اس پر پتھر کی سلوں کا چُن دیا جانا۔

اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، ڈرو! کیونکہ دُنیا تمہارے لیے ایک ہی ڈھرّے پر چل رہی ہے اور تُم اور قیامت ایک ہی رسّی میں بندھے ہوئے ہو، گویا کہ وہ اپنی علامتوں کو آشکار کرکے آچکی ہے اور اپنے جھنڈوں کو لے کر قریب پہنچ چکی ہے اور تمہیں اپنے راستہ پر کھڑا کر دیا ہے گویا کہ وہ اپنی مصیبتوں کو لے کر تمہارے سر پر کھڑی ہوئی ہے اور اپنا سینہ ٹیک دیا ہے اور دُنیا اپنے بسنے والوں سے کنارہ کشی کر چکی ہے اور انھیں اپنی آغوش سے الگ کر دیا ہے۔ گویا کہ وہ ایک دن تھا جو بِیت گیا اور ایک مہینہ تھا جو گُزر گیا۔ اس کی نئی چیزیں پُرانی اور موٹے تازے (جسم) دُبلے ہوگئے۔ ایک ایسی جگہ میں (پہنچ کر) جو تنگ (و تار) ہے اور ایسی چیزوں میں (پھنس کر) جو پیچیدہ و عظیم ہیں اور ایسی آگ میں (پڑکر) جِس کی ایذائیں شدید، چیخیں بلند، شعلے اُٹھتے ہوئے، بھڑکنے کی آوازیں غضبناک، لپٹیں تیز، بجھنا مشکل، بھڑکنا تیز، خطرات دہشتناک، گہراؤ نگاہ سے دُور، اطراف تیرہ و تار، (آتشین) دیگیں کھولتی ہوئی اور تمام کیفیتیں سخت و ناگوار ہیں اور جو لوگ اللہ کا خوف کھاتے تھے انھیں جوق در جوق جنّت کی طرف بڑھایا جائے گا، وہ عذاب سے محفوظ، عتاب و سرزنش سے علیحدہ اور

آگ سے بَری ہوں گے، گھر ان کا پُر سکون اور وہ اپنی منزل و جائے قرار سے خوش ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دُنیا میں اعمال پاک و پاکیزہ تھے اور آنکھیں اشکبار رہتی تھیں، دُنیا میں ان کی راتیں خضُوع و خشوع اور توبہ و استغفار میں (بیداری کی وجہ سے) اور دن لوگوں سے متوحش و علیحدہ رہنے کے باعث ان کے لیے رات تھے، تو اللہ نے جنّت کو ان کی جائے بازگشت اور وہاں کی نعمتوں کو ان کی جزاء قرار دیا ہے اور وہ اس کے سزاوار اور اہل و حقدار تھے۔ اس ہمیشہ رہنے والے سلطنت اور برقرار رہنے والی نعمتوں میں۔

لہٰذا، اے خُدا کے بندو! ان چیزوں کی پابندی کرو جن کی پابندی کرنے سے تُم میں سے کامیاب ہونے والا کامیاب اور انھیں ضائع و برباد کرنے سے غلط کار نقصان رسیدہ ہوگا۔ موت آنے سے پہلے اعمال کا ذخیرہ مہیّا کر لو، اس لیے کہ جن اعمال کو تُم آگے بھیج چکے ہوگے انہی کے ہاتھوں میں تُم گروی ہوگے اور جو کارگُزاریاں انجام دے چکے ہوگے انہی کا بدلہ پاؤ گے اور سمجھتے رہنا چاہیئے کہ گویا موت تُم پر وارد ہو ہی چکی ہے۔ جِس کے بعد نہ تو تمہارے لیے پلٹنا ہے اور نہ گُناہوں اور لغزشوں سے دستبرداری کا موقع ہے۔ خُداوندِ عالم ہمیں اور تمھیں اپنی اور اپنے رسُولؐ کی اطاعت کی توفیق دے اور اپنی رحمت کی فراوانیوں سے ہمیں اور تمھیں دامن عفو میں جگہ دے۔ زمین سے چمٹے رہو، بلاؤ سختی کو برداشت کرتے رہو اور اپنی زبان کی خواہشوں سے مغلُوب ہو کر اپنے ہاتھوں اور تلواروں کی حرکت نہ دو اور جن چیزوں میں اللہ نے جلدی نہیں کی ان میں جلدی نہ مچاؤ۔ بِلاشُبہ تُم میں سے جو شخص اللہ اور اس کے رسُولؐ اور ان کے اہل بیّت کے حق کو پہچانتے ہوئے بستر پر بھی دَم توڑے وہ شہید مرتا ہے اور اس کا اجر اللہ کے ذمّہ ہے اور جِس عمل خیر کی نیّت اس نے کی ہے اس کے ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے اور اس کی یہ نیّت تلوار سونتنے کے قائم مقام ہے۔ بیشک ہر چیز کی ایک مُدّت اور میعاد ہُوا کرتی ہے۔

خُطبہ:189

✿ خُداوندِ عالم کی توصیف، تقوٰے کی نصیحت، دُنیا اور اہل دُنیا کی حالت کا بیان ✿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے، جِس کی حمد ہمہ گیر ہے، جِس کا لشکر غالب اور عظمت و شان بلند ہے۔ میں اس کی پے در پے نعمتوں اور بلند پایہ عطیوں پر اس کی حمد و ثناء کرتا ہوں، اس کے حلم کا درجہ بلند ہے۔ چُنانچہ اس نے گُنہگاروں سے درگُزر کیا اور اس کا ہر فیصلہ عدل وانصاف پر مبنی ہے۔ وہ گُزری ہوئی اور گزرنے والی باتوں کو جانتا ہے اور بغیر کسی کے نقشِ قدم پر چلے اور بغیر کسی کے سکھائے پڑھائے

اور کسی بافہم صنعت گر کے نمونہ ومثال کی پیروی کئے بغیر اور بغیر لغزشوں سے دوچار ہوئے اور بغیر (مشیروں) کی جماعت کی موجودگی کے وہ اپنے علم و دانش سے مخلوقات کو ایجاد و اختراع کرنے والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کے بندہ ورسُولؐ ہیں، جنھیں اس وقت بھیجا جبکہ لوگ گمراہیوں میں چکر کاٹ رہے تھے اور حیرانیوں میں غلطان وپیچان تھے۔ ہلاکت وتباہی کی مہاریں انھیں کھینچ رہی تھیں اور زنگ وکُدورت کے تالے ان کے دلوں پر لگے ہوئے تھے۔

اے خُدا کے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیّت کرتا ہوں، کہ یہ اللہ کا تُم پر حق ہے اور تمہارے حق کو اللہ پر ثابت کرنے والا ہے اور یہ کہ تقویٰ کے لیے اللہ سے اعانت چاہو اور (تقرب) الٰہی کے لیے اس سے مدد مانگو، اس لیے کہ تقویٰ آج (دُنیا میں) پناہ و سپر ہے اور کل جنّت کی راہ ہے۔ اس کا راستہ آشکار اور اس کا راہ پیما نفع میں رہنے والا ہے، جِس کے سُپرد یہ ودیعت ہے وہ اس کا نگہبان ہے، یہ تقویٰ اپنے آپ کو گُزر جانے والی اور پیچھے رہ جانے والی اُمّتوں کے سامنے ہمیشہ پیش کرتا رہا ہے، کیونکہ وہ سب اس کی حاجتمند ہوں گی۔ کل جب خُداوندِ عالم اپنی مخلوق کو دوبارہ پلٹائے گا اور جو دے رکھا ہے وہ واپس لے گا اور اپنی بخشی ہوئی نعمتوں کے بارے میں سوال کرے گا تو اسے قبول کرنے والے اور اس کا پُورا پُورا حق ادا کرنے والے بہت ہی تھوڑے نکلیں گے۔ وہ گنتی کے اعتبار سے کم اور اس توصیف کے مصداق ہیں جو اللہ نے فرمائی ہے کہ میرے بندوں میں شکر گُزار بندے کم ہیں۔ لہٰذا تقویٰ کی (آواز پر) اپنے کان لگاؤ اور سعی وکوشش سے برابر اس کی پابندی کرو اور اس کو گُزری ہوئی کوتاہیوں کا عوض قرار دو اور ہر مخالفت کرنے والے کے بدلہ میں اسے اپنا ہمنوا بناؤ۔ اسے خوابِ غفلت سے اپنے چونکنے کا ذریعہ بناؤ اور اسی میں اپنے دن کاٹ دو اور اسے اپنے دلوں کا شعار بناؤ اور گُناہوں کو اس کے ذریعہ سے دھو ڈالو اور اس سے اپنی بیماریوں کا عِلاج کرو اور موت سے پہلے اس کا توشہ حاصل کرو اور جنھوں نے اسے ضائع وبرباد کیا ہے، ان سے عبرت حاصل کرو۔ یہ نہ ہو کہ دُوسرے تقویٰ پر عمل کرنے والے تُم سے عبرت اندوز ہوں۔ دیکھو! اس کی حفاظت کرو اور اس کے ذریعہ سے اپنے لیے سروسامانِ حفاظت فراہم کرو۔ دُنیا کی آلُودگیوں سے اپنا دامن پاک وصاف رکھو اور آخرت کی طرف والہانہ انداز سے بڑھو۔ جسے تقویٰ نے بلندی بخشی ہو اسے پست نہ سمجھو اور جِسے دُنیا نے اوج ورفعت پر پہنچایا ہو، اسے بلند مرتبہ نہ خیال کرو۔ اس کے چمکنے والے بادل پر نظر نہ کرو۔ اس کی باتیں کرنے والے کی باتوں پر کان نہ دھرو اور نہ اس کی دعوت دینے والے کی (آواز پر) لبیک کہو، نہ اس کی عمدہ ونفیس چیزوں پر مرمٹو۔ کیونکہ اس کی چمکتی ہوئی بجلیاں نمائش اور اس کی باتیں جُھوٹی ہیں، اس کا اثاثہ تباہ اور اس کا عمدہ متاع غارت ہونے والا ہے۔ دیکھو! یہ دُنیا جھلک دکھا کر مُنہ موڑ لینے والی چنڈال اور مُنہ زور اڑیل اور جھوٹی،

بڑی خائن اور ہٹ دھرم، ناشکری ہے اور سیدھی راہ سے مڑنے، رُخ پھیر لینے والی اور کجرو پیچ و تاب کھانے والی ہے۔ اس کا وتیرہ (ایک سے دُوسرے کی طرف) پلٹ جانا ہے اور اس کا ہر قدم زلزلہ انگیز ہے۔ اس کی عزّت (سراسر) ذِلّت، اس کی سنجیدگی عین ہرزہ سرائی اور اس کی بلندی سر تا سر پستی ہے۔ یہ غارتگری و تباہ کاری، ہلاکت و تاراجی کا گھر ہے۔ اس کے رہنے والے پا در رکاب چل چلاؤ کے منتظر، وصل و ہجر کی کش مکش میں گرفتار، اس کے راستے پاشان و پریشان، اس سے گریز کی راہیں دُشوار اور اس کے منصوبے ناکام ہیں۔ چُنانچہ اس کی محفوظ گھائیوں نے ان کو (بے یار و مددگار) چھوڑ دیا، ان کے گھروں نے انھیں دُور پھینک دیا اور ان کی ساری دانشمندیوں نے انہیں درماندہ کر دیا۔ اب جو ہیں (ان کی حالت یہ ہے) کہ کچھ کی کونچیں کٹی ہوئی ہیں اور کچھ گوشت کے لوتھڑے ہیں جن کی کھال اُتری ہوئی ہے اور کچھ کٹے ہوئے جسم اور بہے ہوئے خون ہیں اور کچھ (غم و اندوہ سے) اپنے ہاتھ کاٹنے والے اور کچھ کفِ افسوس ملنے والے اور کچھ (فکر و تردّد میں) رُخسار کہنیوں پر رکھے ہوئے ہیں اور کچھ اپنی سمجھ کو کوسنے والے اور کچھ اپنے ارادوں سے رُوگردانی کرنے والے ہیں۔ (لیکن اب کہاں) جبکہ چارہ سازی کا موقعہ ہاتھ سے نِکل چُکا اور ناگہانی مصیبت سامنے آگئی، اب نکل بھاگنے کا وقت کہاں؟ یہ تو ایک اَن ہونی بات ہے جو چیز ہاتھ سے نِکل گئی سو نِکل گئی اور جو وقت جا چُکا سو جا چُکا اور دُنیا اپنی من مانی کرتے ہوئے گُزر گئی۔ "ان پر نہ آسمان رویا نہ زمین اور نہ ہی انھیں مہلت دی گئی۔"

خُطبہ:190

✿ جِس میں ابلیس کی مذمّت ہے۔ اس کے تکبّر و غرور اور آدمؑ کے آگے سر بسجود نہ ہونے پر ✿

✿ اور پہلی امتوں کے وقائع و حالات سے مواعظ و عبرت کا درس ✿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِس خطبہ کا نام خطبہ قاصعہ ہے

جِس میں ابلیس کی مذمّت ہے۔ اس کے تکبّر و غرور اور آدمؑ کے آگے سر بسجود نہ ہونے پر اور یہ کہ وہ پہلی فرد ہے جِس نے عصبیت کا مظاہرہ کیا اور غرور و نخوت کی راہ اختیار کی اور لوگوں کو اس کے طور طریقوں پر چلنے سے تنبیہ کی گئی ہے۔

ہر تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو عزّت و کبریائی کی ردا اوڑھے ہوئے ہے اور جِس نے ان دونوں صفتوں کو بِلا شرکت غیرے اپنی ذات

کے لیے مخصوص کیا ہے اور دُوسروں کے لیے ممنوع و ناجائز قرار دیتے ہُوئے صرف اپنے لیے انھیں منتخب کیا ہے اور اس کے بندوں میں سے جو ان صفتوں میں اس سے ٹکّر لے اس پر لعنت کی ہے اور اسی کی رُو سے اس نے اپنے مقرب فرشتوں کا امتحان لیا تا کہ ان میں سے فروتنی کرنے والوں کی گھمنڈ کرنے والوں سے چھانٹ کر الگ کر دے۔ چُنانچہ اللہ سبحانہ نے باوجو دیکہ وہ دِل کے بھیدوں اور پردۂ غیب میں چھپی ہوئی چیزوں سے آگاہ ہے، فرمایا کہ: میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہُوں۔ جب میں اس کو تیار کر لُوں اور اپنی خاص رُوح پھُونک دُوں تو تُم اس کے سامنے سجدہ میں گِر پڑنا۔ سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا، مگر ابلیس اسے سجدہ کرنے میں عار آئی اور اپنے مادہ تخلیق کی بنا پر آدم کے مقابلہ میں گھمنڈ کیا اور اپنی اصل کے لحاظ سے ان کے سامنے اکڑ گیا۔ چُنانچہ یہ دُشمن خُدا عصبیت برتنے والوں کا سرغنہ اور سرکشوں کا پیشرو ہے کہ جِس نے تعصُّب کی بنیاد رکھی۔ اللہ سے اس کی روائے عظمت و کبریائی کو چھیننے کا تصّور کیا۔ تکبُّر و سرکشی کا جامہ پہن لیا اور عجز و فروتنی کی نقاب اُتار ڈالی۔ پھر تُم دیکھتے نہیں کہ اللہ نے اسے بڑے بننے کی وجہ سے کِس طرح چھوٹا بنایا اور بلندی کے زعم کی وجہ سے کس طرح پستی دی۔ دُنیا میں اسے راندہ درگاہ بنایا اور آخرت میں اس کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ مہیّا کی اور اگر اللہ چاہتا تو آدم کو ایک ایسے نُور سے پیدا کرتا کہ جِس کی روشنی آنکھوں کو چوندھیا دے اور اس کی خوش نمائی عقلوں پر چھا جائے اور ایسی خوشبُو سے کہ جِس کی مہک سانسوں کو جکڑ لے اور اگر ایسا کرتا تو ان کے آگے گردنیں خم ہو جاتیں اور فرشتوں کو ان کے بارے میں آزمائش ہلکی ہو جاتی، لیکن اللہ سبحانہ اپنی مخلوقات کو ایسی چیزوں سے آزماتا ہے کہ جن کی اصل و حقیقت سے وہ ناواقف ہوتے ہیں۔ تا کہ اس آزمائش کے ذریعہ (اچھے اور بُرے افراد میں) امتیاز کر دے۔ ان سے نخوت و برتری کو الگ اور غرور و خود پسندی کو دُور کر دے۔ تمہیں چاہیئے کہ اللہ نے شیطان کے ساتھ جو کیا اس سے عبرت حاصل کرو، کہ اس کی طویل عبادتوں اور بھرپُور کوششوں پر اس کے ایک گھڑی کے گھمنڈ سے پانی پھیر دیا۔ حالانکہ اس نے چھ ہزار برس تک جو پتہ نہیں دُنیا کے سال تھے یا آخرت کے، اس کی عبادت کی تھی، تو اب ابلیس کے بعد کون رہ جاتا ہے جو اس جیسی معصیّت کر کے اللہ کے عذاب سے محفوظ رہ سکتا ہو؟ ہرگز نہیں، یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ نے جِس چیز کی وجہ سے ایک ملک کو جنّت سے نکال باہر کیا ہو، اسی پر کسی بشر کو جنّت میں جگہ دے۔ اس کا حکم تو اہل آسمان اور اہل زمین میں یکساں ہے۔ اللہ اور مخلوقات میں سے کسی فردِ خاص کے درمیان دوستی نہیں کہ اس کو ایسے امر ممنوع کی اجازت ہو کہ جسے تمام جہان والوں کے لیے اس نے حرام کیا ہو۔

خُدا کے بندو! اللہ کے دُشمن سے ڈرو کہ کہیں وہ تمہیں اپنا روگ نہ لگا دے، اپنی پُکار سے تمہیں بہکا نہ دے اور اپنے سوار و پیادے لے کر

تُم پر چڑھ نہ دوڑے، اس لیے کہ میری جان کی قسم! اس نے شر انگیزی کے تیر کو چلۂ کمان میں جوڑ رکھا ہے اور قریب کی جگہ سے تمہیں اپنے نشانہ کی زد پر رکھ کر کمان کو زور سے کھینچ لیا ہے، جیسا کہ اللہ نے اس کی زبانی فرمایا ہے کہ: اے میرے پروردگار! چونکہ تو نے مجھے بہکا دیا ہے، اب میں بھی ان کے سامنے زمین میں گُناہوں کو سج کر پیش کروں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا، حالانکہ یہ اس نے بالکل اٹکل پچو کہا تھا اور غلط گمان کی بناء پر (اندھیرے میں) تیر چلایا تھا۔ لیکن فرزندانِ رعونت برادرانِ عصبیت اور شہسوارانِ غرور و جاہلیت نے اس کی بات کو سچ کر دکھایا، یہاں تک کہ جب تُم میں سے سرکش اور مُنہ زور لوگ اس کے فرمانبردار ہو گئے اور تمہارے بارے میں اس کی ہوس وطمع وقوی ہو گئی اور صُورتِ حال پردہ اخفا سے نکل کر کھلم کُھلا سامنے آگئی تو اس کا پُورا پُورا تسلّط تُم پر ہو گیا اور وہ اپنے لشکر و سپاہ کو لے کر تمہاری طرف بڑھ آیا اور انھوں نے تمہیں ذِلّت کے غاروں میں دھکیل دیا اور قتل وخون کے بھنوروں میں لا گرایا اور گھاؤ پر گھاؤ لگا کر تمہیں کچل دیا۔ تمہاری آنکھوں میں نیزے گڑو کر، تمہارے گلے کاٹ کر، تمہارے نتھنوں کو پارہ پارہ کر کے، تمہارے ایک ایک جوڑ بند کو توڑ کر اور تمہاری ناک میں غلبہ و تسلّط کی نکیلیں ڈال کر تمہیں اس آگ کی طرف کھینچے لیے جاتا ہے جو تمہارے لیے تیار کی گئی ہے۔ اسی طرح ان دُشمنوں سے جن سے کھلم کُھلا تمہاری مخالفت ہے اور جن کے مقابلہ کے لیے تم فوجیں جمع کرتے ہو، زیادہ بڑھ چڑھ کر وہ تمہارے دین کو مجروح کرنے والا اور دُنیا میں تمہارے لیے (فتنہ وفساد) کے شعلے بھڑکانے والا ہے، لٰہذا تمہیں لازم ہے کہ اپنے جوش وغضب کا پُورا مرکز اسے قرار دو اور پُوری کوشش اس کے خلاف صَرف کرو، کیونکہ اس نے شروع ہی میں تمہاری اصل (آدم) پر فخر کیا، تمہارے حسب (قدر و منزلت) پر حرف رکھا، تمہارے نسب (اصل وطینت) پر طعن کیا اور اپنے سواروں کو لے کر تُم پر یورش کی اور اپنے پیادوں کو لے کر تمہارے راستہ کا قصد کیا ہے۔ وہ ہر جگہ سے تمہیں شکار کرتے ہیں اور تمہاری (انگلی کی) ایک ایک پور پر چوٹیں لگاتے ہیں، نہ کسی حیلہ و تدبیر سے تُم اپنا بچاؤ اور نہ پُورا تہیّا کر کے اس کی روک تھام کر سکتے ہو، درآنحالیکہ تُم رسُوائی کے بھنور، تنگی وضیق کے دائرہ، موت کے میدان اور مصیبت وبلا کی جولانگاہ میں ہو، تمہیں لازم ہے کہ اپنے دلوں میں چھپی ہوئی عصبیت کی آگ اور جاہلیت کے کینوں کو فرو کرو۔ کیوں کہ مسلمان میں یہ غرور خود پسندی شیطان کی وسوسہ اندازی، نخوت پسندی، فتنہ انگیزی اور فسوں کاری ہی کا نتیجہ ہوتی ہے، عجز و فروتنی کو سر کا تاج بنانے، کبر وخود بینی کو پیروں تلے روندنے اور تکبُّر و رعونت کا طوق گردن سے اُتارنے کا عزمِ بالجزم کرلو۔ اپنے اور اپنے دُشمن شیطان اور اس کی سپاہ کے درمیان تواضع و فروتنی کا مورچہ قائم کرو۔ کیونکہ ہر جماعت میں اس کے لشکر، یار و مددگار اور سوار و پیادے موجود ہیں۔ تُم اس کی طرح نہ بنو کہ جس نے اپنے ماں جائے

بھائی کے مقابلہ میں غرور کیا۔ بغیر کسی فضیلت و بلندی کے کہ جو اللہ نے اس میں قرار دی ہو، سوا اس کے کہ حاسدانہ عداوت سے اس میں اپنی بڑائی کا احساس پیدا ہُوا اور خود پسندی نے اس کے دل میں غیظ و غضب کی آگ بھڑکا دی اور شیطان نے اس کے ناک میں کبر و غرور کی ہَوا پھونک دی کہ جِس کی وجہ سے اللہ نے ندامت و پشیمانی کو اس کے پیچھے لگا دیا اور قیامت تک کے قاتلوں کے گُناہ اس کے ذمّہ ڈال دیئے۔

دیکھو! تُم نے اللہ سے کھلم کُھلا دُشمنی پر اُتر کر اور مومنین سے آمادہ پیکار ہو کر ظُلم و تعدی کی اِنتہا کر دی اور زمین میں فساد مچا دیا۔ تُم زمانہ جاہلیت والی خود بینی کی بناء پر فخر و غرور کرنے سے اللہ کا خوف کھاؤ۔ کیونکہ یہ دُشمنی و عناد کا سرچشمہ اور شیطان کی فسوں کاری کا مرکز ہے، جِس سے اس نے گزشتہ اُمّتوں اور پہلی قوموں کو ورغلایا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے دھکیلنے اور آگے سے کھینچنے پر بے چُون و چرا جہالت کی اندھیاریوں اور ضلالت کے گڑھوں میں تیزی سے جا پڑیں۔ ایسی صُورت سے جِس میں ایسے لوگوں کے تمام دل ملتے جلتے ہوئے ہیں اور صدیوں کا حال ایک ہی سا رہا ہے اور ایسا غرور جِس کے چھپانے سے سینوں کی وُسعتیں تنگ ہوتی ہیں۔

دیکھو! اپنے ان سرداروں اور بڑوں کا اتباع کرنے سے ڈرو کہ جو اپنی جاہ و حشمت پر اکڑتے اور اپنے نسب کی بلندیوں پر غرور کرتے ہوں اور بدنما چیزوں کو اللہ کے سر ڈال دیتے ہوں اور اس کی قضا و قدر سے ٹکّر لینے اور اس کی نعمتوں پر غلبہ پانے کے لیے اس کے احسانات سے یکسر انکار کر دیتے ہوں۔ یہی لوگ تو عصبیت کی عمارت کی گہری بنیاد، فتنہ کے کاخ و ایوان کے ستون اور جاہلیت کے نسبی تفاخر کی تلواریں ہیں، لہٰذا اللہ سے ڈرو اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کے دُشمن نہ بنو اور نہ اس کے فضل و کرم کے جو تُم پر ہے حاسد بنو اور جُھوٹے مدعیانِ اسلام کی پیروی نہ کرو کہ جن کا گندلا پانی تُم اپنے صاف پانی میں سمو کر پیتے ہو اور اپنی دُرستگی کے ساتھ ان کی خرابیوں کو خلط ملط کر لیتے ہو اور اپنے حق میں ان کے باطل کے لیے بھی راہ پیدا کر دیتے ہو، وہ فسق و فجور کی بنیاد ہیں اور نافرمانیوں کے ساتھ چسپیدہ ہیں۔ جنھیں شیطان نے گمراہی کی باربردار سواری قرار دے رکھا ہے اور ایسا لشکر جِس کو ساتھ لے کر لوگوں پر حملہ کرتا ہے اور ایسے ترجمان کہ جن کی زبان سے وہ گویا ہوتا ہے تاکہ تمہاری عقلیں چھین لے۔ تمہاری آنکھوں میں گھس جائے اور تمہارے کانوں میں پھونک دے۔ اس طرح اس نے تمھیں اپنے تِیروں کا ہدف، اپنے قدموں کو جولانگاہ اور اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنا لیا ہے۔ تمھیں لازم ہے کہ تُم سے قبل سرکش اُمتوں پر جو قہر و عذاب اور عتاب و عقاب نازل ہُوا اس سے عبرت لو اور ان کے رخساروں کے بھل لیٹنے اور پہلوؤں کے بھل گِرنے کے مقامات سے نصیحت حاصل کرو اور جِس طرح زمانہ کی مصیبتوں سے پناہ مانگتے ہو، اسی طرح مغرور و سرکش بنانے والی

چیزوں سے اللہ کے دامن میں پناہ مانگو۔ اگر خُداوندِ عالم اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو بھی کبر و رعونت کی اجازت دے سکتا ہوتا تو وہ اپنے مخصوص انبیاؑء اور اولیاء کو اس کی اجازت دیتا۔ لیکن اس نے ان کو کبر و غرور سے بیزار ہی رکھا اور ان کے لیے عجز و مسکنت ہی کو پسند فرمایا۔ چُنانچہ انھوں نے اپنے رخسارے زمین سے پیوستہ اور چہرے خاک آلودہ رکھے اور مومنین کے آگے تواضع و انکسار سے جھکتے رہے اور وہ دُنیا میں کمزور و بے بس تھے، جنھیں اللہ نے بھوک سے آزمایا، تعب و مشقت میں مبتلا کیا، خوف و خطر کے موقعوں سے ان کا امتحان لیا اور ابتلاؤ مصیبت سے انھیں تہ و بالا کیا۔ لہٰذا خُدا کی خوشنودی و ناخوشنودی کا معیار اولاد و مال کو قرار نہ دو۔ کیونکہ تُم نہیں جانتے کہ اللہ دولت اور اقتدار سے بھی کِس کِس طرح بندوں کا امتحان لیتا ہے، چُنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ: "وہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو مال و اولاد سے انہیں سہارا دیتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بھلائیاں کرنے میں سر گرم ہیں۔ مگر (جو اصل واقعہ ہے اسے) یہ لوگ سمجھتے نہیں۔" اسی طرح واقعہ یہ ہے کہ اللہ اپنے ان بندوں کا جو بجائے خود اپنی بڑائی کا گھمنڈ رکھتے ہیں، امتحان لیتا ہے۔ اپنے ان دوستوں کے ذریعہ سے جو ان کی نظروں میں عاجز و بے بس ہیں (چُنانچہ اس کی مثال یہ ہے کہ) موسیٰؑ اپنے بھائی ہارونؑ کو ساتھ لے کر اس حالت میں فرعون کے پاس آئے کہ ان کے جسم پر اُونی کُرتے اور ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں اور اس سے یہ قول و قرار کیا کہ اگر وہ اِسلام قبول کرلے تو اس کا ملک بھی باقی رہے گا اور اس کی عزت بھی بر قرار رہے گی۔ تو اس نے (اپنے حاشیہ نشینوں سے) کہا کہ: تمہیں ان پر تعجّب نہیں ہوتا کہ یہ دونوں مجھ سے یہ معاملہ ٹھہرا رہے ہیں کہ میری عزّت بھی بر قرار رہے گی اور میرا ملک بھی باقی رہے گا اور جِس پھٹے حال اور ذلیل صُورت میں یہ ہیں تُم دیکھ ہی رہے ہو (اگر ان میں اِتنا ہی دم خم تھا تو پھر) ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن کیوں نہیں پڑے ہوئے۔ یہ اس لیے کہ وہ سونے کو اور اس کی جمع آوری کو بڑی چیز سمجھتا تھا اور بالوں کے کپڑوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اگر خُداوندِ عالم یہ چاہتا کہ جِس وقت اس نے نبیوں کو مبعوث کیا تو ان کے لیے سونے کے خزانوں اور خالص طلاء کی کانوں کے مُنہ کھول دیتا اور باغوں کو کشت زاروں کو ان کے لیے مُہیّا کر دیتا اور فضا کے پرندوں اور زمین کے صحرائی جانوروں کو ان کے ہمراہ کر دیتا تو کر سکتا تھا اور اگر ایسا کرتا تو پھر آزمائش ختم، جزاؤ سزا بیکار اور (آسمانی) خبریں اکارت ہو جاتیں اور آزمائش میں پڑنے والوں کا اجر اس طرح کے ماننے والوں کے لیے ضروری نہ رہتا اور نہ ایسے ایمان لانے والے نیک کرداروں کی جزا کے مستحق رہتے اور نہ الفاظ اپنے معنی کا ساتھ دیتے، لیکن اللہ سبحانہ اپنے رسُولوں کو اِرادوں میں قوی اور آنکھوں کو دکھائی دینے والے ظاہری حالت میں کمزور و ناتواں قرار دیتا ہے اور انھیں ایسی قناعت سے سر فراز کرتا ہے جو (دیکھنے اور سُننے والوں کے) دلوں اور آنکھوں کو بے نیازی سے بھر دیتی ہے اور

ایسا افلاس ان کے دامن سے وابستہ کرتا ہے کہ جس سے آنکھوں کو دیکھ کر اور کانوں کو سُن کر اذیّت ہوتی ہے۔ اگر انبیأء ایسی قوت و طاقت رکھتے کہ جسے دبانے کا قصد واِرادہ بھی نہ ہو سکتا ہوتا اور ایسا تسلّط و اقتدار رکھتے کہ جس پر تعدی ممکن ہی نہ ہوتی اور ایسی سلطنت کے مالک ہوتے کہ جس کی طرف لوگوں کی گردنیں مڑتیں اور اس کے رُخ پر سواریوں کے پالان کسے جاتے تو یہ چیز نصیحت پذیری کے لیے بڑی آسان اور اس سے اِنکار و سرتابی بہت بعید ہوتی اور لوگ چھائے ہوئے خوف یا مائل کرنے والے اسباب رغبت کی بناء پر ایمان لے آتے تو اس صُورت میں ان کی نیتیں مشترک اور نیک عمل بٹے ہوئے ہوتے۔ لیکن اللہ سبحانہ نے تو یہ چاہا کہ اسکے پیغمبروں کا اتباع، اس کی کتابوں کی تصدیق، اس کے سامنے فروتنی، اس کے احکام کی فرمانبرداری اور اس کی اطاعت یہ سب چیزیں اسی کے لیے مخصوص ہوں اور ان میں کوئی دُوسرا شائبہ تک نہ ہو اور جتنی آزمائش کڑی ہوگی اتنا ہی اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔

تم دیکھتے نہیں کہ اللہ سبحانہ نے آدمؑ سے لے کر اس جہاں کے آخر تک کے اگلے پچھلوں کو ایسے پتھروں سے آزمایا ہے کہ جو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، نہ فائدہ، نہ سُن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں۔ اس نے ان پتھروں ہی کو اپنا محترم گھر قرار دیا کہ جسے لوگوں کے لیے (امن کے) قیام کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔ پھر یہ کہ اس نے اسے زمین کے رقبوں میں سے ایک سنگلاخ رقبہ اور دُنیا میں بلندی پر واقع ہونے والی آبادیوں میں سے ایک کم مٹی والے مقام اور گھاٹیوں میں سے ایک تنگ اطراف والی گھاٹی میں قرار دیا، کھرے اور کُھردرے پہاڑوں، نرم رتیلے میدانوں، کم آب چشموں اور متفرق دیہاتوں کے درمیان کہ جہاں اُونٹ، گھوڑا اور گائے، بکری نشوو نما نہیں پا سکتے۔ پھر بھی اس نے آدمؑ اور ان کی اولاد کو حکم دیا کہ اپنے رُخ اس کی طرف موڑیں، چُنانچہ وہ ان کے سفروں سے فائدہ اُٹھانے کا مرکز اور پالانوں کے اُترنے کی منزل بن گیا کہ دُور افتادہ بے آب و گیا بانوں، دُور دراز گھاٹیوں کے نشیبی راہوں اور (زمین سے) کٹے ہوئے دریاؤں کے جزیروں سے نفوس اِنسانی اُدھر متوجّہ ہوتے ہیں، یہاں تک کہ وہ پوری فرمانبرداری سے اپنے کندھوں کو ہلاتے ہوئے اس کے گرد لبّیك اللّٰهُمَّ لبّیك کی آوازیں بلند کرتے ہیں اور اپنے پیروں سے پویہ دوڑ لگاتے ہیں۔ اس حالت میں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے اور بدن خاک میں اٹے ہوتے ہیں۔ انھوں نے اپنا لباس پشت پر ڈال دیا ہوتا ہے اور بالوں کو بڑھا کر اپنے کو بد صُورت بنا لیا ہوتا ہے۔ یہ بڑی ابتلا، کڑی آزمائش، کُھلم کُھلا امتحان، پُوری پُوری جانچ ہے۔ اللہ نے اسے اپنی رحمت کا ذریعہ اور جنّت تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دیا ہے اور اگر خُداوندِ عالم یہ چاہتا کہ وہ اپنا محترم گھر اور بلند پایہ عبادت گاہیں ایسی جگہ پر بنائے کہ جس کے گرد باغ و چمن کی قطاریں اور بہتی ہوئی نہریں ہوں، زمین نرم و ہموار ہو کہ (جس میں) درختوں کے جُھنڈ اور (ان میں) جُھکے ہوئے پھلوں کے خوشے ہوں، جہاں

عمارتوں کا جال بچھا ہُوا اور آبادیوں کا سلسلہ ملا ہُوا ہو، جہاں سُرخی مائل گیہوں کے پودے، سرسبز مرغزار، چمن در کنار، سبزہ زار، پانی میں شرابور میدان، لہلہاتے ہوئے کھیت اور آباد گزر گاہیں ہوں، تو البتہ وہ جزا و ثواب کو اسی اندازہ سے کم کر دیتا کہ جِس اندازہ سے ابتلاء و آزمائش میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اگر وہ بنیاد کہ جِس پر اس گھر کی تعمیر ہوئی ہے، وہ پتھر کہ جِس پر اس کی عمارت اُٹھائی گئی ہے، زمُرد سبز یا قُوت سُرخ کے ہوتے اور (ان میں) نُور وضیا (کی تابانی) ہوتی تو یہ چیز سینوں میں شک و شبہات کے ٹکراؤ کو کم کر دیتی اور دلوں سے شیطان کی دوڑ دُھوپ (کا اثر) مٹا دیتی اور لوگوں سے شکوک کے خلجان دُور کر دیتی۔ لیکن اللہ سبحانہ، اپنے بندوں کو گوناگوں سختیوں سے آزماتا ہے اور ان سے ایسی عبادت کا خواہاں ہے کہ جو طرح طرح کی مشقّتوں سے بجالائی گئی ہو اور انھیں قِسم قِسم کی ناگواریوں سے جانچتا ہے تاکہ ان کے دلوں سے تمکنت و غرور کو نکال باہر کرے اور ان کے نفوس میں عجز و فروتنی کو جگہ دے اور یہ کہ اس ابتلاؤ آزمائش (کی راہ) سے اپنے فضل و امتنان کے کُھلے ہوئے دروازوں تک (انہیں) پہنچائے اور اسے اپنی مُعافی و بخشش کا آسان وسیلہ و ذریعہ قرار دے۔ دُنیا میں سرکشی کی پاداش اور آخرت میں ظُلم کی گرانباری کے عذاب اور غرور و نخوت کے بُرے انجام کے خیال سے اللہ کا خوف کھاؤ، کیونکہ یہ (سرکشی ظُلم اور غرور و تکبُّر) شیطان کا بہت بڑا جال اور بہت بڑا ہتھکنڈا ہے کہ جو لوگوں کے دِلوں میں زہر قاتل کی طرح اُتر جاتا ہے۔ نہ اس کا اثر کبھی رائیگاں جاتا ہے، نہ اس کا وار کسی سے خطا کرتا ہے، نہ عالم سے اس کے علم کے باوجود اور نہ پھٹے پُرانے چیتھڑوں میں کسی فقیرِ بے نَوا سے۔ یہی وہ چیز ہے جِس سے خُداوندِ عالم ایمان سے سرفراز ہونے والے بندوں کو نماز، زکواۃ اور مقرّرہ دنوں میں روزوں کے جہاد کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے اور اس طرح ان کے ہاتھ پیروں (کی طغیانیوں) کو سکون کی سطح پر لاتا ہے۔ ان کی آنکھوں کو عجز و شکستگی سے جُھکا کر نفس کو رام اور دلوں کو متواضع بنا کر رعونت و خود پسندی کو ان سے دُور کرتا ہے (نماز میں) نازک چہروں کو عجز و نیاز مندی کی بناء پر خاک آلُودہ کیا جاتا ہے اور روزوں میں ازرُوئے فرمانبرداری پیٹ پیٹھ سے مل جاتے ہیں اور زکوٰۃ میں زمین کی پیداوار وغیرہ کو فقراء اور مساکین تک پہنچایا جاتا ہے۔

دیکھو! کہ ان اعمال و عبادت میں غرور کے اُبھرے ہوئے اثرات کو مٹانے اور تمکنت کے نمایاں ہونے والے آثار کو دبانے کے کیسے کیسے فوائد مضمر ہیں۔ میں نے نگاہ دوڑائی تو دُنیا بھر میں ایک فرد کو بھی ایسا نہ پایا کہ وہ کسی چیز کی پاسداری کرتا ہو، مگر یہ کہ اس کی نظروں میں اس کی کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے کہ جو جاہلوں کے اشتباہ کا باعث بن جاتی ہے، یا کوئی ایسی دلیل ہوتی ہے جو بیوقوفوں کی عقلوں سے چپک جاتی ہے۔ سوا تمہارے کہ تُم ایک چیز کی جنبہ داری تو کرتے ہو، مگر اس کی کوئی عِلّت اور وجہ نہیں معلوم ہوتی، ابلیس

ہی کو لو کہ اس نے آدم کے سامنے حمیّت جاہلیت کا مظاہرہ کیا تو اپنی اصل (آگ) کی وجہ سے اور ان پر چوٹ کی تو اپنی خلقت و پیدائش کی بناء پر۔ چُنانچہ اس نے آدمؑ سے کہا کہ: میں آگ سے بنا ہُوں اور تُم مٹی سے (یُونہی) خوش حال قوموں کے مالدار لوگ اپنی نعمتوں پر اِتراتے ہوئے بڑا بول بولے کہ "ہم مال و اولاد میں بڑھے ہوئے ہیں ہمیں کیونکر عذاب کیا جاسکتا ہے" اب اگر تمہیں فخر ہی کرنا ہے تو اس کی پاکیزگی اخلاق، بلند کِردار اور حُسنِ سیرت پر فخر و ناز کرو کہ جِس میں عرب گھرانوں کے با عظمت و بلند ہمت سرداران قوم اپنی خوش اطواریوں، بلند پایہ دانائیوں، اعلیٰ مرتبوں اور پسندیدہ کارناموں کی وجہ سے ایک دُوسرے پر برتری ثابت کرتے تھے۔ تُم بھی ان قابل ستائش خصلتوں کی طرفداری کرو۔ جیسے ہمسایوں کے حقوق کی حفاظت کرنا، عہد و پیمان کو نبھانا، نیکوں کی اطاعت اور سرکشوں کی مخالفت کرنا، حُسنِ سلوک کا پابند اور ظُلم و تعدی سے کنارہ کش رہنا، خونریزی سے پناہ مانگنا، خلق خُدا سے عدل و انصاف برتنا، غصّہ کو پی جانا، زمین میں شر انگیزی سے دامن بچانا، تمہیں ان عذابوں سے ڈرنا چاہیئے جو تُم سے پہلی اُمتوں پر ان کی بد اعمالیوں اور بد کرداریوں کی وجہ سے نازل ہوئے اور (اپنے) اچھے اور بُرے حالات میں ان کے احوال و واردات کو پیش نظر رکھو اور اس امر سے خائف و ترساں رہو کر کہیں تُم بھی انہی کے ایسے نہ ہو جاؤ۔ اگر تُم نے ان کی دونوں (اچھی بُری) حالتوں پر غور کر لیا ہے تو پھر ہر اس چیز کی پابندی کرو کہ جِس کی وجہ سے عزّت و برتری نے ہر حال میں ان کا ساتھ دیا اور دُشمن ان سے دُور دُور رہے اور عیش و سکون کے دامن ان پر پھیل گئے اور نعمتیں سرنگوں ہو کر ان کے ساتھ ہولیں اور عزت و سرفرازی نے اپنے بندھن ان سے جوڑ لیے۔ (وہ کیا چیزیں تھیں؟) یہ کہ وہ افتراق سے بچے اور اتفاق و یکجہتی پر قائم رہے۔ اسی پر ایک دُوسرے کو اُبھارتے تھے اور اسی کی باہم سفارش کرتے تھے اور تُم ہر اس امر سے بچ کر رہو کہ جِس نے ان کی ریڑھ کی ہڈی کو توڑ ڈالا اور قوت و توانائی کو ضعف سے بدل دیا۔ (اور وہ یہ تھا) کہ انھوں نے دلوں میں کینہ اور سینوں میں بغض رکھا، ایک دُوسرے کی مدد سے پیٹھ پھیرالی اور باہمی تعاون سے ہاتھ اُٹھالیا اور تُم کو لازم ہے کہ گُزشتہ زمانہ کے اہل ایمان کے وقائع و حالات میں غور و فکر کرو، کہ (صبر آزما) ابتلاؤں اور (جانکاہ) مصیبتوں میں ان کی کیا حالت تھی، کیا وہ ساری کائنات سے زیادہ گرانبار، تمام لوگوں سے زائد مبتلائے تعب و مشقت اور دُنیا جہاں سے زیادہ تنگی و ضیق کے عالم میں نہ تھے؟ کہ جنھیں دُنیا کے فرعون نے اپنا غلام بنا رکھا تھا اور انھیں سخت سے سخت اذیتیں پہنچاتے اور تلخیوں کے گھونٹ پِلاتے تھے اور ان کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ تباہی و ہلاکت کی ذِلّتوں اور غلبہ و تسلّط کی قہر سامانیوں میں گھرتے چلے جا رہے تھے۔ نہ انھیں بچاؤ کی کوئی تدبیر اور نہ روک تھام کا کوئی ذریعہ سوجھتا تھا۔ یہاں تک کہ جب اللہ سبحانہ نے یہ دیکھا کہ یہ میری محبت میں اذیتوں پر پُوری کدو کاوش سے صبر کئے جا

رہے ہیں اور میرے خیال سے مصیبتوں کو جھیل رہے ہیں تو ان کے لیے مصیبت و ابتلاء کی تنگنائے سے وُسعت کی راہیں نکالیں اور ان کی ذِلّت کو عزّت اور خوف وہراس کو امن سے بدل دیا۔ چُنانچہ وہ تختِ فرمانروائی پر سلطان اور مسندِ ہدایت پر رہنما ہوئے اور انھیں اُمیدوں سے بڑھ چڑھ کر اللہ کی طرف سے عزت و سرفرازی حاصل ہوئی۔ غور کرو! کہ جب ان کی جمیعتیں یکجا، خیالات یکسُو اور دل یکساں تھے اور ان کے ہاتھ ایک دُوسرے کو سہارا دیتے اور تلواریں ایک دُوسرے کی معین و مددگار تھیں اور ان کی بصیرتیں تیز اور اِرادے متحد تھے، تو اس وقت ان کا عالَم کیا تھا؟ کیا وہ اطرافِ زمین میں فرمانروا اور دُنیا والوں کی گردنوں پر حکمران نہ تھے؟ اور تصویر کا یہ رُخ بھی دیکھو! کہ جب ان میں پھوٹ پڑ گئی، یکجہتی درہم وبرہم ہوگئی، ان کی باتوں اور دلوں میں اختلافات کے شاخسانے پُھوٹ نکلے اور وہ مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے اور الگ جتھے بن کر ایک دُوسرے سے لڑنے بھڑنے لگے تو ان کی نوبت یہ ہوگئی کہ اللہ نے ان سے عزّت وبزرگی کا پیراہن اُتار لیا اور نعمتوں کی آسائشیں ان سے چھین لیں اور تمہارے درمیان ان کے واقعات کی حکایتیں عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے عبرت بن کر رہ گئیں۔

(اب ذرا) اسماعیلؑ کی اولاد، اسحاقؑ کے فرزندوں اور یعقوبؑ کے بیٹوں کے حالات سے عبرت و نصیحت حاصل کرو۔ حالات کتنے ملے ہوئے ہیں اور طور طریقے کتنے یکساں ہیں۔ ان کے منتشر و پراگندہ ہو جانے کی صُورت میں جو واقعات رونما ہُوئے ان میں فکر و تامل کرو کہ جب شاہانِ عجم اور سلاطین رُوم ان پر حکمران تھے، وہ انھیں اطرافِ عالَم کے سبزہ زاروں، عراق کے دریاؤں اور دُنیا کی شادابیوں سے خاردار جھاڑیوں، ہواؤں کے بے روک گُزر گاہوں اور معیشت کی دشواریوں کی طرف دھکیل دیتے تھے اور آخر انھیں فقیر و نادار اور زخمی پیٹھ والے اُونٹوں کا چرواہا اور بالوں کی جھونپڑیوں کا باشندہ بنا کر چھوڑتے تھے۔ ان کے گھر بار دُنیا جہاں سے بڑھ کر خستہ و خراب اور ان کے ٹھکانے خشک سالیوں سے تباہ حال تھے، نہ ان کی کوئی آواز تھی جِس کے پر و بال کا سہارا لیں، نہ اُنس و محبت کی چھاؤں تھی جِس کے بل بوتے پر بھروسا کریں۔ ان کے حالات پراگندہ، ہاتھ الگ الگ تھے، کثرت و جمیعت بٹی ہوئی، جانگذار مصیبتوں اور جہالت کی تہ بہ تہ تہوں میں پڑے ہوئے تھے، یوں کہ لڑکیاں زندہ در گور تھیں، گھر گھر مُورتی پُوجا ہوتی تھی، رشتے ناطے توڑے جا چکے تھے اور لوٹ کھسوٹ کی گرم بازاری تھی۔

دیکھو! کہ اللہ نے ان پر کتنے احسانات کئے کہ ان میں اپنا رسولؐ بھیجا کہ جِس نے اپنی اطاعت کا انھیں پابند بنایا اور انھیں ایک مرکز وحدت پر جمع کر دیا اور کیونکہ خوش حالی نے اپنے پر و بال ان پر پھیلا دیئے اور ان کے لیے بخشش و فیضان کی نہریں بہا دیں اور شریعت

نے انھیں اپنی برکت کے لیے بے بہا فائدوں میں لپیٹ لیا۔ چُنانچہ وہ اس کی نعمتوں میں شرابُور اور اس کی زندگی کی تروتازگیوں میں خوشحال اور یک مسلّط فرمانروا (اسلام کے) زیر سایہ ان کی زندگی کے تمام شعبے (نظم و ترتیب سے) قائم ہو گئے اور ان کے حالات (کی درستگی) نے انھیں غلبہ و بزرگی کے پہلو میں جگہ دی اور ایک مضبُوط سلطنت کی سربلند چوٹیوں میں (دین و دُنیا کی) سعادتیں ان پر جھک پڑیں۔ وہ تمام جہان پر حکمران اور زمین کی پہنائیوں میں تخت و تاج کے مالک بن گئے اور جن پابندیوں کی بناء پر دُوسروں کے زیر دست تھے، اب یہ انھیں پابند بنا کر ان پر مسلّط ہو گئے۔ نہ ان کا دم خم ہی نکالا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کا کس بل توڑا جا سکتا ہے۔

دیکھو! تُم نے اطاعت کے بندھنوں سے اپنے ہاتھوں کو چھُڑا لیا اور زمانہ جاہلیت کے طور طریقوں سے اپنے گرد کھچے ہوئے حصار میں رخنہ ڈال دیا۔ خُداوندِ عالم نے اس اُمّت کے لوگوں پر اس نعمت بے بہا کے ذریعہ سے لطف و احسان فرمایا ہے کہ جِس کی قدر و قیمت کو مخلوقات میں سے کوئی نہیں پہچانتا، کیونکہ وہ ہر (ٹھہرائی ہوئی) قیمت سے گراں تر اور ہر شرف و بلندی سے بالاتر ہے اور وہ یہ کہ ان کے درمیان اُنس و یکجہتی کا رابطہ (اسلام) قائم کیا، کہ جِس کے سایہ میں وہ منزل کرتے ہیں اور جِس کے کنارِ (عاطفت) میں پناہ لیتے ہیں۔ یہ جانے رہو کہ تُم (جہالت و نادانی) کو خیر باد کہہ دینے کے بعد پھر صحرائی بدو اور باہمی دوستی کے بعد پھر مختلف گروہوں میں بٹ گئے ہو۔ اسلام سے تمہارا واسطہ نام کو رہ گیا ہے اور ایمان سے چند ظاہری لکیروں کے علاوہ تمہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ تمہارا قول یہ ہے کہ آگ میں کُود پڑیں گے مگر عار قبول نہ کریں گے، گویا تُم یہ چاہتے ہو کہ اسلام کی ہتک حُرمت اور اس کا عہد توڑ کر اسے مُنہ کے بَل اوندھا کر دو، وہ عہد کہ جسے اللہ نے زمین میں پناہ اور مخلوقات میں امن قرار دیا ہے۔ (یاد رکھو! کہ) اگر تُم نے اسلام کے علاوہ کہیں اور کارُخ کیا تو کفار تُم سے جنگ کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں گے، پھر نہ جبرئیل و میکائیل ہیں اور نہ انصار و مہاجر ہیں کہ تمہاری مدد کریں، سِوا اس کے کہ تلواروں کو کھٹکھٹاؤ، یہاں تک کہ اللہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دے۔ خُدا کا سخت عذاب، جھنجوڑنے والا عقاب، ابتلاؤں کے دن اور تعزیر و ہلاکت کے حادثے تمہارے سامنے ہیں۔ اس کی گرفت سے انجان بن کر اور اس کی پکڑ کو آسان سمجھ کر اور اس کی سختی سے غافل ہو کر اس کے قہر و عذاب کو دُور نہ سمجھو۔ خُداوندِ عالم نے گزشتہ اُمّتوں کو محض اس لیے اپنی رحمت سے دُور رکھا کہ وہ اچھائی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے سے مُنہ موڑ چکے تھے۔ چُنانچہ اللہ نے بے وقوفوں پر ارتکابِ گُناہ کی وجہ سے اور دانشمندوں پر خطاؤں سے باز نہ آنے کے سبب سے لعنت کی ہے۔

دیکھو! تُم نے اسلام کی پابندیاں توڑ دیں اور اس کی حدیں بیکار کر دیں اور اس کے احکام سِرے سے ختم کر دیئے۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ

نے مجھے باغیوں عہد شکنوں اور زمین میں فساد پھیلانے والوں سے جہاد کا حکم دیا۔ چُنانچہ میں نے عہد شکنوں (اصحاب جمل) سے جنگ کی، نافرمانوں (اہل صفین) سے جہاد کیا اور بے دینوں (خوارج نہروان) کو بھی پُوری طرح ذلیل کر کے چھوڑا۔ مگر گڑھے (میں گِر کر مرنے) والا شیطان میرے لیے اس کی مہم سر ہو گئی۔ ایک ایسی چنگھاڑ کے ساتھ کہ جِس میں اس کے دل کی دھڑکن اور سینے کی تھرتھری کی آواز میرے کانوں میں پہنچ رہی تھی۔ اب باغیوں میں سے کچھ رہے سہے باقی رہ گئے ہیں اگر اللہ نے پھر مجھے ان پر دھاوا بولنے کی اجازت دی تو میں انھیں تہس نہس کر کے دولت و سلطنت کا رُخ دُوسری طرف موڑ دوں گا، (پھر) وہی لوگ بچ سکیں گے جو مختلف شہروں کی دُور دراز حدوں میں تتر بِتر ہو چکے ہوں گے۔ میں نے تو بچپن ہی میں عرب کا سینہ پیوندِ زمین کر دیا تھا اور قبیلہ ربیعہ و مُضر کے اُبھرے ہوئے سینگوں کو توڑ دیا تھا۔ تُم جانتے ہی ہو کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے قریب کی عزیز داری اور مخصوص قدرو منزلت کی وجہ سے میرا مقام ان کے نزدیک کیا تھا، میں بچہ ہی تھا کہ رسُولؐ نے مجھے گود میں لے لیا تھا۔ اپنے سینے سے چمٹائے رکھتے تھے۔ بستر میں اپنے پہلو میں جگہ دیتے تھے، اپنے جسم مبارک کو مجھ سے مس کرتے تھے اور اپنی خوشبو مجھے سنگھاتے تھے۔ پہلے آپ کسی چیز کو چباتے پھر اس کے لقمے بنا کر میرے مُنہ میں دیتے تھے۔ انھوں نے نہ تو میری کسی بات میں جھوٹ کا شائبہ پایا، نہ میرے کسی کام میں لغزش و کمزوری دیکھی۔ اللہ نے آپؐ کی دُودھ بڑھائی کے وقت ہی سے فرشتوں میں سے ایک عظیم المرتبت ملک (رُوح القُدس) کو آپ کے ساتھ لگا دیا تھا جو انھیں شب و روز بزرگ خصلتوں اور پاکیزہ سیرتوں کی راہ پر لے چلتا تھا اور میں ان کے پیچھے پیچھے یُوں لگا رہتا تھا جیسے اُونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے۔ آپ ہر روز میرے لیے اخلاق حسنہ کے پرچم بلند کرتے تھے اور مجھے ان کی پیروی کا حکم دیتے تھے اور ہر سال (کوہ) حرا میں کچھ عرصہ قیام فرماتے اور وہاں میرے علاوہ کوئی انہیں نہیں دیکھتا تھا۔ اس وقت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور (اُمّ المؤمنین) خدیجہ سلام اللہ علیہا کے گھر کے علاوہ کسی گھر کی چار دیواری میں اسلام نہ تھا، البتہ تیسرا ان میں مَیں تھا، وحی و رِسالت کا نُور دیکھتا تھا اور نبوت کی خوشبو سونگھتا تھا۔

جب آپ پر (پہلے پہل) وحی نازل ہوئی تو میں نے شیطان کی ایک چیخ سُنی، جس پر میں نے پوچھا کہ یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یہ آواز کیسی ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ: یہ شیطان ہے کہ جو اپنے پُوجے جانے سے مایوس ہو گیا ہے۔ (اے علی!) جو میں سُنتا ہوں تُم بھی سُنتے ہو اور جو میں دیکھتا ہُوں تُم بھی دیکھتے ہو، فرق اتنا ہے کہ تُم نبی نہیں ہو بلکہ (میرے) وزیر و جانشین ہو اور یقیناً بھلائی کی راہ پر ہو۔ میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ تھا کہ قریش کی ایک جماعت آپؐ کے پاس آئی اور انھوں نے آپؐ سے کہا کہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم!

آپ نے ایک بہت بڑا دعویٰ کیا ہے۔ ایسا دعویٰ نہ تو آپ کے باپ دادا نے کیا، نہ آپ کے خاندان والوں میں سے کسی اور نے کیا۔ ہم آپ سے ایک امر کا مطالبہ کرتے ہیں، اگر آپ نے اسے پورا کر کے ہمیں دکھلا دیا تو پھر ہم بھی یقین کر لیں گے کہ آپ نبی و رسولؐ ہیں اور اگر نہ کر سکے تو ہم جان لیں گے کہ (معاذ اللہ) آپ جادُوگر اور جھوٹے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ: وہ تمہارا مطالبہ ہے کیا؟ انھوں نے کہا کہ: آپ ہمارے لیے اس درخت کو پُکاریں کہ یہ جڑ سمیت اُکھڑ آئے اور آپ کے سامنے آکر ٹھہر جائے، آپؐ نے فرمایا کہ: بِلاشبہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ اگر اس نے تمہارے لیے ایسا کر دکھایا تو کیا تُم ایمان لے آؤ گے اور حق کی گواہی دو گے؟ انھوں نے کہاں کہ: ہاں، آپؐ نے فرمایا کہ: اچھا جو تُم چاہتے ہو تمہیں دکھائے دیتا ہوں اور میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ تُم بھلائی کی طرف پلٹنے والے نہیں ہو۔ یقیناً تُم میں کچھ لوگ تو وہ ہیں جنھیں چاہ (بدر) میں جھونک دیا جائے گا اور کچھ وہ ہیں جو (جنگ) احزاب میں جتھابندی کریں گے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ: اے درخت! اگر تُو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اور یہ یقین رکھتا ہے کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں، تو اپنی جڑ سمیت اُکھڑ آ یہاں تک کہ تو بحکم خُدا میرے سامنے آکر ٹھہر جائے۔ (رسُولؐ کا یہ فرمانا تھا کہ) اس ذات کی قسم! جِس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، وہ درخت جڑ سمیت اُکھڑ آیا اور اس طرح آیا کہ اس سے سخت کھڑکھڑاہٹ اور پرندوں کے پَروں کی پھڑپھڑاہٹ کی سی آواز آتی تھی، یہاں تک کہ لچکتا جُھومتا ہُوا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے رُوبرو آکر ٹھہر گیا اور بلند شاخیں ان پر اور کچھ شاخیں میرے کندھے پر ڈال دیں اور میں آپؐ کی دائیں جانب کھڑا تھا، جب قریش نے یہ دیکھا تو نخوت و غرور سے کہنے لگے کہ اسے حکم دیں کہ آدھا آپ کے پاس آئے اور آدھا اپنی جگہ پر رہے۔ چُنانچہ آپؐ نے اسے یہی حکم دیا تو اس کا آدھا حصہ آپؐ کی طرف بڑھ آیا، اس طرح کہ اس کا آنا (پہلے آنے سے بھی) زیادہ عجیب صُورت سے اور زیادہ تیز آواز کے ساتھ تھا اور اب کے وہ قریب تھا کہ وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے لپٹ جائے۔ اب انھوں نے کُفر و سرکشی سے کہا کہ: اچھا اب اس آدھے کو حکم دیجئے کہ یہ اپنے دُوسرے حصے کے پاس پلٹ جائے جِس طرح پہلے تھا۔ چُنانچہ آپؐ نے حکم دیا اور وہ پلٹ گیا، میں نے (یہ دیکھ کر) کہا کہ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اے اللہ کے رسُولؐ! میں آپ پر سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں اور سب سے پہلے اس کا اقرار کرنے والا ہوں کہ اس درخت نے بحکم خُدا آپؐ کی نبوت کی تصدیق اور آپ کے کلام کی عظمت و برتری دکھانے کے لیے جو کچھ کیا ہے وہ امر واقعی ہے (کوئی آنکھ کا پھیر نہیں)۔ یہ سُن کر وہ ساری قوم کہنے لگی کہ یہ (پناہ بخدا) پَرلے درجے کے جھوٹے اور جادُوگر ہیں۔ ان کا سحر عجیب و غریب ہے اور ہیں بھی اس میں چابکدست، اس امر پر آپ کی تصدیق ان جیسے ہی کر سکتے ہیں اور اس سے مجھے مُراد لیا (جو چاہیں کہیں) میں تو اس جماعت میں سے ہوں

کہ جن پر اللہ کے بارے میں کوئی ملامت اثر انداز نہیں ہوتی، وہ جماعت ایسی ہے جن کے چہرے سچوں کی تصویر اور جن کا کلام نیکوں کے کلام کا آئینہ دار ہے، وہ شبِ زندہ دار، دن کے روشن مینار اور خُدا کی رسّی سے وابستہ ہیں، یہ لوگ اللہ کے فرمانوں اور پیغمبر کی سُنتوں کو زندگی بخشتے ہیں، نہ سربلندی دکھاتے ہیں، نہ خیانت کرتے ہیں اور نہ فساد پھیلاتے ہیں۔ ان کے دل جنّت میں اٹکے ہوئے اور جسم اعمال میں لگے ہوئے ہیں۔

خُطبہ:191

متقین کے اوصاف اور نصیحت پذیر طبیعتوں پر موعظت کا اثر اور ابنِ کوا کی غلط فہمی کا ازالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان کیا گیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کے ایک صحابی نے کہ جنھیں ھمّام کہا جاتا ہے اور جو بہت عبادت گُزار شخص تھے حضرت سے عرض کیا کہ: یا امیر المومنین علیہ السلام! مجھ سے پرہیز گاروں کی حالت اس طرح بیان فرمائیں کہ ان کی تصویر میری نظروں میں پھرنے لگے۔ حضرت نے جواب دینے میں کچھ تامل کیا۔ پھر اتنا فرمایا کہ: اے ھمّام! اللہ سے ڈرو اور اچھے عمل کرو، کیونکہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی و نیک کردار ہوں۔ ھمّام نے آپ کے اس جواب پر اکتفا نہ کیا اور آپ کو (مزید بیان فرمانے کے لیے) قسم دی جس پر حضرت نے خُدا کی حمد و ثنا کی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر دُرود بھیجا اور یہ فرمایا:

اللہ سبحانہ نے جب مخلوقات کو پیدا کیا تو ان کی اطاعت سے بے نیاز اور ان کے گُناہوں سے بے خطر ہو کر کارگاہ ہستی میں انہیں جگہ دی، کیونکہ اسے نہ کسی معصیت کار کی معصیت سے نقصان اور نہ کسی فرانبردار کی اطاعت سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اس نے زندگی کا سر و سامان ان میں بانٹ دیا ہے اور دُنیا میں ہر ایک کو اس کے مناسب حال محل و مقام پر رکھا ہے۔ چُنانچہ فضیلت ان کے لیے ہے جو پرہیز گار ہیں، کیونکہ ان کی گفتگو جچی تلی ہوئی، پہناوا میانہ روی اور چال ڈھال عجز و فروتنی ہے۔ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے انھوں نے آنکھیں بند کر لیں اور فائدہ مند علم پر کان دھر لیے ہیں۔ ان کے نفس زحمت و تکلیف میں بھی ویسے ہی رہتے ہیں، جیسے آرام و آسائش میں۔ اگر (زندگی کی مقررہ) مُدّت نہ ہوتی جو اللہ نے ان کے لیے لکھ دی ہے تو ثواب کے شوق اور عتاب کے خوف سے ان کی روحیں ان کے جسموں میں چشم زدن کے لیے بھی نہ ٹھہرتیں، خالق کی عظمت ان کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اس لیے کہ اس کے ماسوا ہر چیز ان کی

نظروں میں ذلیل و خوار ہے، ان کو جنّت کا ایسا ہی یقین ہے جیسے کسی کو آنکھوں دیکھی چیز کا ہوتا ہے، تو گویا وہ اسی وقت جنّت کی نعمتوں سے سرفراز ہیں اور دوزخ کا بھی ایسا ہی یقین ہے جیسے کہ وہ دیکھ رہے ہیں تو انھیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہاں کا عذاب ان کے گردوپیش موجود ہے، ان کے دل غمزدہ محزون اور لوگ انکے شر و ایذا سے محفوظ و مامون ہیں، ان کے بدن لاغر، ضروریات کم اور نفس نفسانی خواہشوں سے بَری ہیں۔ انھوں نے چند مختصر سے دنوں کی (تکلیفوں پر) صبر کیا جِس کے نتیجہ میں دائمی آسائش حاصل کی۔ یہ ایک فائدہ مند تجارت ہے جو اللہ نے ان کے لیے مُہیّا کی، دُنیا نے انھیں چاہا مگر انھوں نے دُنیا کو نہ چاہا، اس نے انھیں قیدی بنایا تو انھوں نے اپنے نفسوں کا فدیہ دے کر اپنے کو چُھڑا لیا۔ رات ہوتی ہے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قرآن کی آیتوں کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے ہیں، جِس سے اپنے دلوں میں غم و اندوہ تازہ کرتے ہیں اور اپنے مرض کا چارہ ڈھونڈ ھتے ہیں۔ جب کسی ایسی آیت پر ان کی نگاہ پڑتی ہے جِس میں جنّت کی ترغیب دلائی گئی ہو، تو اس کی طمع میں اُدھر جھک پڑتے ہیں اور اس کے اشتیاق میں ان کے دل بے تابانہ کھینچتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (پر کیف) منظر ان کے نظروں کے سامنے ہے اور جب کسی ایسی آیت پر ان کی نظر پڑتی ہے کہ جِس میں (دوزخ سے) ڈرایا گیا ہو، تو اس کی جانب دل کے کانوں کو جھکا دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ جہنّم کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ پُکار ان کے کانوں کے اندر پہنچ رہی ہے، وہ (رکوع میں) اپنی کمریں جھکائے اور سجدہ میں اپنی پیشانیاں، ہتھیلیاں گھٹنے اور پیروں کے کنارے (انگوٹھے) زمین پر بچھائے ہوئے ہیں اور اللہ سے گلو خلاصی کے لیے التجائیں کرتے ہیں۔ دن ہوتا ہے تو وہ دانشمند عالم، نیکو کار اور پرہیزگار نظر آتے ہیں۔ خوف نے انھیں تیروں کی طرح لاغر کر چھوڑا ہے۔ دیکھنے والا انھیں دیکھ کر مریض سمجھتا ہے، حالانکہ انھیں کوئی مرض نہیں ہوتا اور جب ان کی باتوں کو سُنتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ ان کی عقلوں میں فتور ہے (ایسا نہیں) بلکہ انھیں تو ایک دُوسرا ہی خطرہ لاحق ہے۔ وہ اپنے اعمال کی کم مقدار سے مطمئن نہیں ہوتے اور زیادہ کو زیادہ نہیں سمجھتے، وہ اپنے ہی نفسوں پر (کوتاہیوں) کا الزام رکھتے ہیں اور اپنے اعمال سے خوف زدہ رہتے ہیں، جب ان میں سے کسی ایک کو (صلاح و تقویٰ کی بنا پر) سراہا جاتا ہے تو وہ اپنے حق میں کہی ہوئی باتوں سے لرز اُٹھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں دُوسروں سے زیادہ اپنے نفس کو جانتا ہُوں اور میرا پروردگار مجھ سے بھی زیادہ میرے نفس کو جانتا ہے۔ خُدایا! ان کی باتوں پر میری گرفت نہ کرنا اور میرے متعلق جو یہ حُسنِ ظن رکھتے ہیں مجھے اس سے بہتر قرار دینا اور میرے ان گُناہوں کو بخش دینا جو ان کے علم میں نہیں۔

ان میں سے ایک کی علامت یہ ہے کہ تم اس کے دین میں اِستحکام، نرمی و خوش خلقی کے ساتھ دُور اندیشی، ایمان میں یقین و استواری،

بردباری کے ساتھ دانائی، خوش حالی میں میانہ روی، عبادت میں عجز و نیاز مندی، فقر و فاقہ میں آن بان، مصیبت میں صبر، طلب رزق میں حلال پر نظر، ہدایت میں کیف و سُرور اور طمع سے نفرت و بے تعلقی دیکھو گے۔ وہ نیک اعمال بجالانے کے باوجود خائف رہتا ہے۔ شام ہوتی ہے تو اس کے پیشِ نظر اللہ کا شکر اور صبح ہوتی ہے تو اس کا مقصد یادِ خُدا ہوتا ہے۔ رات خوف و خطر میں گُزارتا ہے اور صبح کو خوش اُٹھتا ہے۔ خطرہ اس کا کہ رات غفلت میں نہ گُزر جائے اور خوشی اس فضل و رحمت کی دولت پر جو اسے نصیب ہوئی ہے۔ اگر اس کا نفس کسی ناگوار صُورت حال کے برداشت کرنے سے اِنکار کرتا ہے تو وہ اس کی من مانی خواہش کو پُورا نہیں کرتا، جاودانی نعمتوں میں اس کے لیے آنکھوں کا سُرور ہے اور دارِ فانی کی چیزوں سے بے تعلّقی و بیزاری ہے۔ اس نے علم میں حلم اور قول میں عمل کو سمو دیا ہے۔ تُم دیکھو گے اس کے اُمیدوں کا دامن کوتاہ، لغزشیں کم، دل متواضع اور نفس قانع، غذا قلیل، رویہ بے زحمت، دین محفوظ، خواہشیں مُردہ اور غصّہ ناپید ہے۔ اس سے بھلائی ہی کی توقع ہو سکتی ہے اور اس سے گزند کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔ جِس وقت ذِکرِ خُدا سے غافل ہونے والوں میں نظر آتا ہے جب بھی ذِکر کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے، چونکہ اس کا دل غافل نہیں ہوتا اور جب ذِکر کرنے والوں میں ہوتا ہے تو ظاہر ہی ہے کہ اسے غفلت شعاروں میں شمار نہیں کیا جاتا۔ جو اس پر ظُلم کرتا ہے اس سے درگُزر کر جاتا ہے، جو اسے محروم کرتا ہے اس کا دامن اپنی عطاء سے بھر دیتا ہے، جو اس سے بگاڑتا ہے یہ اس سے بناتا ہے، بیہودہ بکواس اس کے قریب نہیں پھٹکتی، اس کی باتیں نرم، بُرائیاں ناپید اور اچھائیاں نمایاں ہیں۔ خوبیاں اُبھر کر سامنے آتی ہیں اور بدیاں پیچھے ہٹتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ یہ مصیبت کے جھٹکوں میں کوہِ حلم و وقار، سختیوں پر صابر اور خوش حالی میں شاکر رہتا ہے۔ جِس کا دُشمن بھی ہو اس کے خلاف بے جا زیادتی نہیں کرتا اور جِس کا دوست ہوتا ہے اس کی خاطر بھی کوئی گُناہ نہیں کرتا۔ قبل اس کے کہ اس کی کسی بات کے خلاف گواہی کی ضرورت پڑے وہ خود ہی حق کا اعتراف کر لیتا ہے۔ امانت کو ضائع و برباد نہیں کرتا، جو اسے یاد دلایا گیا ہے اسے فراموش نہیں کرتا۔ نہ دُوسروں کو بُرے ناموں سے یاد کرتا ہے، نہ ہمسایوں کو گزند پہنچاتا ہے، نہ دُوسروں کی مصیبتوں پر خوش ہوتا ہے، نہ باطل کی سرحد میں داخل ہوتا ہے اور نہ جادۂ حق سے قدم باہر نکلتا ہے۔ اگر چُپ سادھ لیتا ہے تو اس خاموشی سے اس کا دل نہیں بجھتا اور اگر ہنستا ہے تو آواز بلند نہیں ہوتی۔ اگر اس پر زیادتی کی جائے تو سہ لیتا ہے، تاکہ اللہ ہی اس کا اِنتقام لے، اس کا نفس اس کے ہاتھوں مشقت میں مبتلا ہے اور دُوسرے لوگ اس سے امن و راحت میں ہیں۔ اس نے آخرت کی خاطر اپنے نفس کو زحمت میں اور خلق خُدا کو اپنے نفس (کے شر) سے راحت میں رکھا ہے۔ جن سے دُوری اختیار کرتا ہے تو یہ زہد و پاکیزگی کے لیے ہوتی ہے اور جن سے قریب ہوتا ہے تو یہ خوش خلقی و رحم دلی کی بنا پر

ہے، نہ اس کی دُوری غرور و کبر کی وجہ سے اور نہ اس کا میل جول کسی فریب اور مکر کی بنا پر ہوتا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ان کلمات کو سُنتے سُنتے ھمّام پر غشی طاری ہوئی اور اسی عالَم میں اس کی رُوح پرواز کر گئی۔

امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ: خُدا کی قسم! مجھے اس کے متعلّق یہی خطرہ تھا۔ پھر فرمایا کہ: مؤثر نصیحتیں نصیحت پذیر طبیعتوں پر یہی اثر کیا کرتی ہیں۔ اس وقت ایک کہنے والے نے کہا کہ: یا امیر المومنین علیہ السّلام! پھر کیا بات ہے کہ خود آپ پر ایسا اثر نہیں ہوتا؟ حضرت نے فرمایا کہ: بِلاشُبہ موت کے لیے ایک وقت مقرّر ہوتا ہے کہ وہ اس سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتا اور اس کا ایک سبب ہوتا ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتا۔ ایسی (بے معنی) گفتگو سے جو شیطان نے تمہاری زبان پر جاری کی ہے باز آؤ اور ایسی بات پھر زبان پر نہ لانا۔

خُطبہ:192

✿ پیغمبرؐ کی بعثت، قبائل عرب کی عداوت اور منافقین کی حالت کا تذکرہ ✿

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

ہم اس کی حمد و ستائش کرتے ہیں جِس نے اطاعت کی توفیق بخشی اور معصیت سے روک کر رکھا۔ ہم اس سے نعمتوں کے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی خواہش اور اس سے (اسلام کی) رسّی سے وابستہ رہنے کا سوال کرتے ہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کے عبد اور رسُولؐ ہیں۔ جو اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے ہر سختی میں پھاند پڑے اور جنھوں نے اس کے لیے غم و غصّہ کے گھونٹ پیئے۔ جن کے قریبیوں نے بھی مختلف رنگ بدلے اور دُور والوں نے بھی ان کی دُشمنی پر ایکا کر لیا اور عرب والے بھی ان کے خلاف بگٹٹ چڑھ دوڑے اور دُور دراز جگہوں اور دُور افتادہ سرحدوں سے سواریوں کے پیٹ پر ایڑ لگاتے ہوئے آپ سے لڑنے کے لیے جمع ہو گئے اور عداوتوں کے (پشتارے) آپ کے صحن میں لا اُتارے۔ اے خُدا کے بندو! میں اللہ سے ڈرتے رہنے کی تمہیں وصیّت کرتا ہوں اور منافقوں سے بھی چوکنا کئے دیتا ہوں، کیونکہ وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والے بے راہ اور بے راہ روی پر لگانے والے ہیں۔ وہ مختلف رنگ اور ہر بات میں جُداگانہ پینترا بدلتے ہیں اور (تمہیں ہم خیال بنانے کے لیے) ہر قِسم کے مکر و فریب کے اُڑانوں کا سہارا دیتے ہیں اور ہر گھات کی جگہ میں تمہاری تاک لگائے بیٹھے ہیں۔ ان کے دل (نفاق کے) روگ میں مبتلا اور چہرے (بظاہر کدورتوں سے) پاک و صاف ہیں وہ اندر ہی اندر چالیں چلتے ہیں اور (بہکانے کے لیے) اس طرح رینگتے ہوئے بڑھتے ہیں جِس طرح مرض چپکے سے سرایت

کرتا ہے۔ ان کے طور طریقے دوا، باتیں شِفا اور کرتوت دردِ بے درماں ہیں، (دُوسروں کی) خوشحالی پر جلنے والے، انہیں مصیبت میں پھنسانے کے لیے جدوجہد کرنے والے اور انھیں اُمیدوں سے بے آس بنانے والے ہیں۔ ہر راہ گُزر پر ان کا ایک کشتہ اور ہر دل میں گھر کرنے کا ان کے پاس وسیلہ ہے اور ہر غم کے لیے ان کی (آنکھوں میں مگرمچھ کے) آنسُو ہیں، ایک دُوسرے کی قرضہ کے طور پر مدح و ستائش کرتے ہیں اور اس کا بدلہ دیئے جانے کی آس لگائے رکھتے ہیں۔ اگر مانگتے ہیں تو لپٹ ہی جاتے ہیں اور بُرا بھلا کہنے پر آتے ہیں تو پھر رُسوا کرکے چھوڑتے ہیں۔ اگر کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو بے راہ روی میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ انھوں نے ہر حق کے مقابلہ میں باطل اور ہر راست کے مقابلہ میں کج، ہر زندہ کے لیے قاتل، ہر در کے لیے کلید اور ہر رات کے لیے چراغ مہیّا کرر کھا ہے۔ وہ بے آسی میں آس پیدا کرلیتے ہیں کہ جِس سے اپنے بازار جمائیں اور اپنے مال کو رواج دیں۔ غلط بات کو صحیح بات کے انداز میں کہتے ہیں اور باطل کو حق کا رنگ دے کر پیش کرتے ہیں۔ انھوں نے (اپنے لیے) تو راستے آسان بنا رکھے ہیں اور دُوسروں کے لیے پیچیدگیاں ڈال دی ہیں۔ وہ شیطان کا گروہ اور آگ کا شُعلہ ہیں (اللہ کا ارشاد ہے کہ) یہ شیطان کا گروہ ہے اور جانے رہو کہ شیطان کا گروہ ہی گھاٹا اُٹھانے والا ہے۔

خُطبہ:193

✿ خُداوندِ عالم کی توصیف، تقویٰ کی نصیحت اور قیامت کے برپا ہونے کی کیفیت ✿

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جِس نے اپنی فرمانروائی و جلالِ کبریائی کے آثار کو نمایاں کرکے اپنی قُدرت کی عجیب و غریب نقش آرائیوں سے آنکھ کی پتلیوں کو محوِ حیرت کر دیا ہے اور انسانی واہموں کی اپنی صفتوں کی تہ تک پہنچنے سے روک دیا ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبُود نہیں، ایسا اقرار جو سراپا ایمان، یقین، اخلاص اور فرمانبرداری ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کے بندہ و رسُولؐ ہیں۔ جنھیں اس وقت رسُول بنا کر بھیجا کہ جب ہدایت کے نشان مٹ چکے تھے اور دین کی راہیں اُجڑ چکی تھیں، آپ نے حق کو آشکار کیا۔ خلق خُدا کو نصیحت کی۔ ہدایت کی جانب رہنمائی فرمائی اور افراط و تفریط کی سمتوں سے بچ کر درمیانی راہ پر چلنے کا حکم دیا۔ خُدا ان پر اور ان کے اہل بیْت پر رحمت نازل کرے۔

اے خُدا کے بندو! اس بات کو جانے رہو کہ اس نے تُم کو بیکار پیدا نہیں کیا اور نہ یُونہی کُھلے بندوں چھوڑ دیا ہے۔ جو نعمتیں اس نے تمہیں

دی ہیں ان کی مقدار سے آگاہ اور جو احسانات تُم پر کئے ہیں اس کا شمار جانتا ہے۔ اس سے فتح و کامرانی اور حاجت روائی چاہو، اس کے سامنے دستِ طلب پھیلاؤ، اس سے بخشش و عطا کی بھیک مانگو۔ تمہارے اور اس کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے اور نہ تمہارے لیے اس کا دروازہ بند ہے۔ وہ ہر جگہ اور ہر ساعت و ہر آن اور ہر جن و اِنسان کے ساتھ موجود ہے۔ نہ جُود و سخا سے اس میں کوئی رخنہ پڑتا ہے، نہ داد و دہش سے اس کے ہاں کمی ہوتی ہے، نہ مانگنے والے اس کے خزانوں کو ختم کر سکتے ہیں، نہ بخشش و فیضان اس کی نعمتوں کو انتہا تک پہنچا سکتا ہے، نہ ایک طرف التفات دُوسروں سے اس کی توجہ کو موڑ سکتا ہے اور نہ ایک آواز میں محویّت دُوسری آواز سے اسے بے خبر بناتی ہے۔ نہ اسے (بیک وقت) ایک نعمت کا دینا دُوسری نعمت کے چھین لینے سے مانع ہوتا ہے اور نہ غضب (کے شرارے) رحمت (کے فیضان) سے اسے روکتے ہیں اور نہ لطف و کرم اسے تنبیہ و عقاب سے غافل کرتا ہے۔ اس کی ذات کی پوشیدگی اس کے آثار کی جلوہ پاشیوں پر نقاب نہیں ڈالتی اور نہ آثار کی جلوہ طرازیاں اس کی ذات سے پوشیدگی کو الگ کر سکتی ہیں۔ وہ قریب پھر بھی دُور ہے اور بلند مگر نزدیک ہے، وہ ظاہر مگر اسی کے ساتھ باطن، وہ پوشیدہ مگر آشکارا ہے۔ وہ جزا دیتا ہے، مگر اسے جزا نہیں دی جا سکتی۔ اس نے خلقتِ کائنات کو سوچ سوچ کر ایجاد نہیں کیا اور نہ تکان کی وجہ سے ان سے مدد لینے کا محتاج ہے۔ اے اللہ کے بندو! میں تمہیں خوفِ خُدا کی نصیحت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ سعادت کی باگ ڈور اور (دین کا) مضبوط سہارا ہے، اس کے بندھنوں سے وابستہ رہو اور اس کی حقیقتوں کو مضبُوطی سے پکڑ لو کہ یہ تمہیں آسائش کی جگہوں، آسودگی کے گھروں، حفاظت کے قلعوں اور عزّت کی منزلوں میں پہنچائے گا۔ جِس دن کہ آنکھیں (خوف کی وجہ سے) پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ ہر طرف اندھیرا ہو گا۔ دس دس مہینے کی گابھن اُونٹنیاں بیکار کر دی جائیں گی اور صُور پھونکا جائے گا تو ہر جان بدن سے نکل جائے گی، زبانیں گونگی ہو جائیں گی اور بلند پہاڑ اور مضبُوط چٹانیں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی اور سخت پتھر (آپس میں ٹکرا ٹکرا کر) چمکتے ہوئے سراب کی طرح ہو جائیں گے اور جہاں آبادیاں (اور فلک بوس عمارتیں) تھیں وہ جگہیں ہموار میدان کی صُورت میں ہو جائیں گی، (اس موقعہ پر) نہ کوئی سفارش کرنے والا ہو گا جو سفارش کرے، نہ کوئی عزیز ہو گا جو (اس عذاب کی) روک تھام کرے، نہ عُذر و معذرت پیش کی جا سکے گی کہ کچھ فائدہ بخشے۔

خُطبہ:194

❀ بعثت پیغمبرؐ کے وقت دُنیا کی حالت دُنیا کی بے ثباتی اور اس میں رہنے والوں کی حالت ❀

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ نے اپنے رسُولؐ کو اس وقت مبعوث کیا جبکہ (ہدایت) کا کوئی نشان باقی نہ رہا تھا، نہ (دین کا) کوئی بلند مینار اور نہ (شریعت کی) کوئی واضح راہ موجود تھی۔ اے اللہ کے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں اور اس دُنیا سے متنبّہ کئے دیتا ہوں کہ جو کُوچ کی جگہ اور بے لطفی و بدمزگی کا مقام ہے۔ اس میں بسنے والا آخر اس سے چل چلاؤ پر مجبُور ہو گا اور ٹھہرنے والا اپنا رُخ موڑ کر اس سے الگ ہو جائے گا، یہ اپنے رہنے والوں سمیت اس طرح ڈانو ڈول ہو رہی ہے جِس طرح وہ کشتی جسے تُند ہوائیں ہچکولے دے رہی ہوں، کچھ تو ان میں سے ہلاک و غرق ہو گئے ہیں اور جو بچ رہے ہیں وہ موجوں کی سطح پر تھپیڑے کھا رہے ہیں اور ہوائیں اپنے دامنوں سے انہیں دھکیل رہی اور ہولناکیوں میں بڑھائے لیے جا رہی ہیں، جو غرق ہو چُکا ہے وہ ہاتھ نہیں لگے گا اور جو بچ رہا ہے وہ مہلکوں میں پڑا رہے گا۔ اے اللہ کے بندو! اعمال بجالاؤ، ابھی جبکہ زبانوں کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں۔ بدن تندرست اور ہاتھ پیروں میں لچک ہے (کہ چاہو ان سے کام لے سکتے ہو) آنے جانے کی جگہ وسیع اور میدان (عمل) کُشادہ ہے، قبل اس کے فرصت رفتہ موقع نہ دے اور موت ٹوٹ پڑے۔ اپنے لیے موت کو یہ سمجھو کہ وہ آچکی اس کا انتظار نہ کرو کہ وہ آئے گی؟

خُطبہ:195

❀ پیغمبرؐ کے ساتھ آپؑ کی خصوصیات اور یہ کہ آپؑ ہی نے پیغمبرؐ کی تجہیز و تکفین کے فرائض سرانجام دیئے ❀

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیغمبرؐ کے وہ اصحاب جو (احکام شریعت) کے امین ٹھہرائے گئے تھے اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ میں نے کبھی ایک آن کے لیے بھی اللہ اور اس کے رسُولؐ کے احکام سے سرتابی نہیں کی اور میں نے اس جوانمردی کے بل بوتے پر کہ جِس سے اللہ نے مجھے سرفراز کیا ہے، پیغمبرؐ کی دل و جان سے مدد ان موقعوں پر کی کہ جن موقعوں سے بہادُر (جی چُرا کر) بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور قدم (آگے بڑھنے کے بجائے) پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ جب رسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رحلت فرمائی تو ان کا سر (اقدس) میرے سینے پر تھا اور جب میرے ہاتھوں میں ان کی رُوح طیب نے مفارقت کی تو میں نے (تبرکاً) اپنے ہاتھ مُنہ پر پھیر لیے۔ میں نے آپؐ کے غسل کا فریضہ

انجام دیا۔ اس عالَم میں کہ ملائکہ میرا ہاتھ بٹا رہے تھے۔ (آپ کی رحلت سے) گھر اور اس کی اطراف و جوانب نالہ و فریاد سے گُونج رہے تھے۔ (فرشتوں کا تانتا بندھا ہُوا تھا) ایک گروہ اُترتا تھا اور ایک گروہ چڑھتا تھا۔ وہ حضرت پر نماز پڑھتے تھے اور ان کی دھیمی آوازیں برابر میرے کانوں میں آ رہی تھیں۔ یہاں تک کہ ہم نے انھیں قبر میں چُھپا دیا، تو اب ان کی زندگی میں اور موت کے بعد مجھ سے زائد کون ان کا حق دار ہو سکتا ہے؟ (جب میرا حق تمہیں معلوم ہو چُکا) تو تُم بصیرت کے جلو میں دُشمن سے جہاد کرنے کے لیے صدقِ نیّت سے بڑھو۔ اس ذات کی قسم! کہ جِس کے علاوہ کوئی معبُود نہیں، بِلاشُبہ میں جادۂ حق پر ہوں اور وہ (اہل شام) باطل کی ایسی گھاٹی پر ہیں کہ جہاں سے پھسلے کہ پھسلے، میں جو کہہ رہا ہوں وہ تُم سُن رہے ہو، میں اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے آمرزش کا طلب گار ہوں۔

خُطبہ:196

✿ خُداوندِ عالم کے علم کی ہمہ گیری، تقوٰے کے فوائد، اسلام اور بعثت نبیؐ کا تذکرہ اور قرآن کی عظمت ✿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہ (خُداوندِ عالم) بیابانوں میں چوپاؤں کے نالے (سُنتا ہے)، تنہائیوں میں بندوں کے گُناہوں سے آگاہ ہے اور انتھاہ دریاؤں میں مچھلیوں کی آمد و شُد اور تُند ہواؤں کے ٹکراؤ سے پانی کے تھپیڑوں کو جانتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ کے برگزیدہ، اس کی وحی کے ترجُمان اور رحمت کے پیغامبر ہیں۔

میں تمہیں اس اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کہ جِس نے تمہیں پیدا کیا اور جِس کی طرف تمہیں پلٹنا ہے۔ وہی تمہاری کامرانیوں کا ذریعہ اور تمہاری آرزوؤں کی منزل منتہا ہے، تمہاری راہِ حق اسی کی طرف پلٹتی ہے اور وہی خوف و ہراس کے وقت تمہارے لیے پناہ گاہ ہے (دل میں اللہ کا خوف رکھو) کیونکہ یہ تمہارے دلوں کے روگ کا چارہ، فکر و شعور کی تاریکیوں کے لیے اُجالا، جسموں کی بیماریوں کے لیے شِفا، سینے کی تباہ کاریوں کے لیے اصلاح، نفس کی کثافتوں کے لیے پاکیزگی، آنکھوں کی تیرگی کے لیے جلا، دل کی دہشت کے لیے ڈھارس اور جہالت کی اندھیاریوں کے لیے روشنی ہے۔ صرف ظاہری طور پر اللہ کی اطاعت کا جامہ نہ اوڑھ لو (بلکہ) اسے اپنا اندرونی پہناوا بناؤ، نہ صرف اندرونی پہناوا بلکہ ایسا کرو کہ وہ تمہارے باطن میں اُتر جائے اور پسلیوں کے اندر (دل میں) رچ بس جائے اور اسے اپنے معاملات پر حکمران اور (حشر میں) وارد ہونے کے وقت سرچشمہ، منزل مقصود تک پہنچنے کا وسیلہ، خوف کے دن کے لیے سپر،

نہاںخانہ قبر کے لیے چراغ، (تنہائی کی) طویل وحشتوں کے لیے ہمنوا و رمساز اور منزل کی اندووہناکیوں سے رہائی (کا ذریعہ) قرار دو، کیونکہ اطاعت خُدا گھیرنے والے مہلکوں، پیش آئند خوف و دہشت کے مرحلوں اور بھڑکتی ہوئی آگ کی لپٹوں کے لیے پناہ گاہ ہے۔ جو تقویٰ کو مضبُوطی سے پکڑلیتا ہے تو مصیبتیں اس کے قریب ہونے کے باوجود دُور ہٹ جاتی ہیں۔ تمام اُمور تلخی و بدمزگی کے بعد شیریں و خوشگوار ہو جاتے ہیں (تباہی و ہلاکت کی) موجیں ہجوم کرنے کے بعد چھٹ جاتی ہیں اور دُشواریاں سختیوں میں مبتلا کرنے کے بعد آسان ہو جاتی ہیں۔ قحط و نایابی کے بعد لطف و کرم کی جھڑی لگ جاتی ہے۔ رحمت برگشتہ ہونے کے بعد پھر جُھک پڑتی ہے۔ زمین میں پایاب ہونے کے بعد پھر نعمتوں کے سرچشمے اُبل پڑتے ہیں۔ پھوار کی کمی کے بعد رحمت و برکت کی دُھواں دھار بارشیں ہونے لگتی ہیں۔ اس اللہ سے ڈرو! کہ جِس نے پند و موعظت سے تمہیں فائدہ پہنچایا، اپنے پیغام کے ذریعے تمہیں وعظ و نصیحت کی، اپنی نعمتوں سے تُم پر لُطف و احسان کیا۔ اس کی بندگی و نیاز مندی کے لیے اپنے نفسوں کو رام کرو اور اس کی فرمانبرداری کا پُورا پُورا حق ادا کرو۔ پھر یہ کہ اسلام ہی وہ دین ہے جسے اللہ نے اپنے پہچنوانے کے لیے پسند کیا، اپنی نظروں کے سامنے اس کی دیکھ بھال کی۔ اس کی (تبلیغ کے لیے) بہترین خلق کا انتخاب فرمایا۔ اپنی محبت پر اس کے ستون کھڑے کئے، اس کی برتری کی وجہ سے تمام دینوں کو سرنگوں کیا اور اس کی بلندی کے سامنے سب مِلّتوں کو پست کیا۔ اس کی عزّت و بزرگی کے ذریعہ دُشمنوں کو ذلیل اور اس کی نصرت و تائید سے مُخالفوں کو رُسوا کیا۔ اس کے ستون سے گمراہی کے کھمبوں کو گرادیا۔ پیاسوں کو اس کے تالابوں سے سیراب کیا اور پانی اُلچنے والوں کے ذریعہ حوضوں کو بھر دیا۔ پھر یہ کہ اسے اس طرح مضبُوط کیا کہ اس کے بندھنوں کے لیے شکست و ریخت نہیں، نہ اس کے حلقہ (کی کڑیاں) الگ الگ ہو سکتی ہیں، نہ اس کی بنیاد گِر سکتی ہے، نہ اس کے ستون اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں، نہ اس کا درخت اُکھڑ سکتا ہے، نہ اس کی مُدّت ختم ہو سکتی ہے، نہ اس کے قوانین محو ہوتے ہیں، نہ اس کی شاخیں کٹ سکتی ہیں، نہ اس کی راہیں تنگ، نہ اس کی آسانیاں دشوار ہیں، نہ اس کے سفید دامن پر سیاہی کا دھبہ، نہ اس کی استقامت میں پیچ و خم، نہ اس کی لکڑی میں کجی، نہ اس کی کشادہ راہ میں کوئی دُشواری ہے، نہ اس کے چراغ گُل ہوتے ہیں، نہ اس کی خوشگواریوں میں تلخیوں کا گُزر ہوتا ہے۔ اسلام ایسے ستونوں پر حاوی ہے جِس کے پائے اللہ نے حق (کی سرزمین) میں قائم کئے ہیں اور ان کی اساس و بنیاد کو استحکام بخشتا ہے اور ایسے سرچشمے ہیں جن کے چشمے پانی سے بھرپُور اور ایسے چراغ ہیں جن کی لوئیں ضیا بار ہیں، ایسے مینار ہیں جن کی روشنی میں مسافر قدم بڑھاتے ہیں اور ایسے نشان ہیں جن سے سیدھی راہوں کا قصد کیا جاتا ہے اور ایسے گھاٹ ہیں جن پر اُترنے والے ان سے سیراب ہوتے ہیں۔ اللہ نے اسلام میں اپنی انتہائے رضامندی، بلند ترین ارکان اور اپنی اطاعت

کی اُونچی سطح کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ کے نزدیک اس کے ستون مضبوط، اس کی عمارت سربلند، دلیلیں روشن اور ضیائیں نُور پاش ہیں۔ اس کی سلطنت غالب اور مینار بلند ہیں اور اس کی بیخ کنی دُشوار ہے۔ اس کی عزّت و وقار باقی رکھو، اس کے (احکام کی) پیروی کرو، اس کے حقوق ادا کرو اور اس کے (ہر حکم کو) اس کی جگہ پر قائم کرو۔ پھر یہ کہ اللہ سبحانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس وقت حق کے ساتھ مبعُوث کیا جب کہ فنا نے دُنیا کے قریب ڈیرے ڈال دیئے اور آخرت سر پر منڈلانے لگی، اس کی رونقوں کا اُجالا اندھیرے سے بدلنے لگا اور اپنے رہنے والوں کے لیے مصیبت بن کر کھڑی ہوگئی۔ اس کا فرش دُرشت و ناہموار ہوگیا اور فنا کے ہاتھوں میں باگ ڈور دینے کے لیے آمادہ ہوگئی، یہ اس وقت کہ جب اس کی مُدّت اختتام پذیر اور (فنا کی) علامتیں قریب آگئیں، اس کے بسنے والے تباہ اور اس کے حلقہ کی کڑیاں الگ ہونے لگیں۔ اس کے بندھن پراگندہ اور نشانات بوسیدہ ہوگئے، اس کے عیب کھلنے اور پھیلے ہُوئے دامن سمٹنے لگے۔ اللہ نے ان کو پیغام رسانی اور اُمّت کی سرفرازی کا ذریعہ اہل عالَم کے لیے بہار اور یار و انصار کی رفعت و عزّت کا سبب قرار دیا۔ پھر آپ پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی جو (سراپا) نُور ہے جِس کی قندیلیں گُل نہیں ہوتیں، ایسا چراغ ہے جِس کی لو خاموش نہیں ہوتی، ایسا دریا ہے جِس کی تھاہ نہیں لگائی جاسکتی، ایسی شاہراہ ہے جِس میں راہ پیمائی بے راہ نہیں کرتی، ایسی کِرن ہے جِس کی چھُوٹ مدھم نہیں پڑتی۔ وہ ایسا (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والا ہے جِس کی دلیل کمزور نہیں پڑتی۔ ایسا کھول کر بیان کرنے والا ہے جِس کے ستون منہدم نہیں کیے جاسکتے، وہ سراسر شِفا ہے۔ (کہ جِس کے ہوتے ہوئے روحانی) بیماریوں کا کھٹکا نہیں، وہ سرتاسر عزّت و غلبہ ہے جِس کے یار و مددگار شکست نہیں کھاتے، وہ (سراپا) حق ہے جِس کے معین و معاون بے مدد چھوڑے نہیں جاتے، وہ ایمان کا معدن اور مرکز ہے اس سے علم کے چشمے پھُوٹتے اور دریا بہتے ہیں۔ اس میں عدل کے چمن اور انصاف کے حوض ہیں۔ وہ اسلام کا سنگ بنیاد اور اس کی اساس ہے۔ حق کی وادی اور اس کا ہموار میدان ہے۔ وہ ایسا دریا ہے کہ جسے پانی بھرنے والے ختم نہیں کرسکتے، وہ ایسا چشمہ ہے کہ پانی اُلچنے والے اسے خشک نہیں کرسکتے، وہ ایسا گھاٹ ہے کہ اس پر اُترنے والوں سے اس کا پانی گھٹ نہیں سکتا، وہ ایسی منزل ہے کہ جِس کی راہ میں کوئی راہ رَو بھٹکتا نہیں۔ وہ ایسا نشان ہے کہ چلنے والے کی نظر سے اوجھل نہیں ہوتا، وہ ایسا ٹیلہ ہے کہ حق کا قصد کرنے والے اس سے آگے گُزر نہیں سکتے۔ اللہ نے اسے عالموں کی تشنگی کے لیے سیرابی، فقیہوں کے دلوں کے لیے بہار اور نیکوں کی رہ گُزر کے لیے شاہراہ قرار دیا ہے، یہ ایسی دوا ہے کہ جِس سے کوئی مرض نہیں رہتا، ایسا نُور ہے جِس میں تیرگی کا گُزر نہیں، ایسی رسّی ہے کہ جِس کے حلقے مضبُوط ہیں، ایسی چوٹی ہے کہ جِس کی پناہ گاہ محفوظ ہے۔ جو اس سے وابستہ ہو اس کے لیے پیغامِ صلح و امن ہے، جو اس کی پیروی کرے اس کے

لیے ہدایت ہے، جو اسے اپنی طرف نسبت دے اس کے لیے حُجّت ہے، جو اس کی رُو سے بات کرے اس کے لیے دلیل و بُرہان ہے، جو اس کی بنیاد پر بحث و مناظرہ کرے اس کے لیے گواہ ہے، جو اسے حُجّت بنا کر پیش کرے اس کے لیے فتح و کامرانی ہے، جو اس کا بار اُٹھائے یہ اس کا بوجھ بٹانے والا ہے، جو اسے اپنا دستُورالعمل بنائے اس کے لیے مرکب (تیز گام) ہے۔ یہ حقیقت شناس کے لیے ایک واضح نشان ہے (جو ضلالت سے ٹکرانے کے لیے) سلاح بند ہو اس کے لیے سپر ہے، جو اس کی ہدایت کو گرہ میں باندھ لے اس کے لیے علم و دانش ہے۔ بیان کرنے والے کے لیے بہترین کلام اور فیصلہ کرنے والے کے لیے قطعی حکم ہے۔

خُطبہ:197

❁ نماز، زکوۃ اور امانت کے بارے میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت اپنے اصحاب کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے

نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت کرو اور اسے زیادہ سے زیادہ بجالاؤ اور اس کے ذریعہ سے اللہ کا تقرب چاہو، کیونکہ نماز مسلمانوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ واجب کی گئی ہے۔ کیا (قرآن میں) دوزخیوں کے جواب کو تم نے نہیں سُنا کہ جب ان سے پُوچھا جائے گا کہ "کون سی چیز تمہیں دوزخ کی طرف کھینچ لائی ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے۔" بِلاشُبہ نماز گُناہوں کو جھاڑ کر اس طرح الگ کر دیتی ہے جِس طرح (درخت سے) پتے جھڑتے ہیں اور انھیں اس طرح الگ کرتی ہے جِس طرح (چوپاؤں کی گردنوں سے) پھندے کھول کر انھیں رہا کیا جاتا ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نماز کو اس گرم چشمہ سے تشبیہ دی ہے جو کسی شخص کے گھر کے دروازہ پر ہو اور وہ اس میں دن رات پانچ مرتبہ غسل کرے، تو کیا اُمید کی جاسکتی ہے کہ اس کے (جسم پر) کوئی میل رہ جائے گا؟ نماز کا حق تو وہی مردانِ باخدا پہچانتے ہیں جنھیں متاعِ دُنیا کی سج دھج اور مال و اولاد کا سرُور دیدہ و دل اس سے غفلت میں نہیں ڈالتا۔ چُنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ: "کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جنھیں خُدا کے ذِکر اور نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے سے نہ تجارت غافل کرتی ہے، نہ خرید و فروخت" اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم باوجودیکہ انھیں جنّت کی نوید دی جاچکی تھی (بکثرت) نماز پڑھنے سے اپنے کو زحمت و تعب میں ڈالتے تھے۔ چونکہ انھیں اللہ کا ارشاد تھا کہ: "اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی کرو۔" چُنانچہ حضرت اپنے گھر والوں کو

خصوصیّت کے ساتھ نماز کی تاکید بھی فرماتے تھے اور خود بھی اس کی کثرت و بجا آوری میں زحمت و مشقت برداشت کرتے تھے۔ پھر مسلمانوں کے لیے نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو بھی تقربِ خُدا کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے تو جو شخص اسے برضا و رغبت ادا کرے گا، اس کے لیے یہ گُناہوں کا کفّارہ اور دوزخ سے آڑ اور بچاؤ ہے۔ (دیکھو! ادا کرنے کے بعد) کوئی شخص اس کا خیال تک دل میں نہ لائے اور نہ اس پر زیادہ ہائے وائے مچائے، کیونکہ جو شخص دلی لگن کے بغیر زکوٰۃ دے کر اس سے بہتر چیز کے لیے چشم براہ رہتا ہے وہ سُنّت سے بے خبر، اَجر کے اعتبار سے نقصان اُٹھانے والا، غلط کار اور دائمی پریشانی و ندامت میں گرفتار ہے، پھر امانت کا ادا کرنا ہے۔ جو اپنے کو امانت کا اہل نہ بنا سکے وہ ناکام و نامراد ہے۔ اس امانت کو مضبوط آسمانوں، پھیلی ہوئی زمینوں اور لمبے چوڑے گڑے ہوئے پہاڑوں پر پیش کیا گیا۔ بھلا ان سے تو بڑھ کر کوئی چیز لمبی، چوڑی، اونچی اور بڑی نہیں ہے تو اگر کوئی چیز لمبائی چوڑائی یا قُوت اور غلبہ کے بل بوتے پر سرتابی کر سکتی ہوتی تو یہ سرتابی کر سکتے تھے۔ لیکن یہ تو اس کے عقاب و عتاب سے ڈر گئے اور اس چیز کو جان گئے جسے ان سے کمزور تر مخلوق اِنسان نہ جان سکا، بِلاشُبہ اِنسان بڑا ناانصاف اور بڑا جاہل ہے۔ یہ بندگانِ خُدا رات (کے پردوں) اور دِن (کے اُجالوں) میں جو گُناہ کرتے ہیں وہ اللہ سے ڈھکے چُھپے ہوئے نہیں، وہ تو ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز سے آگاہ اور ہر شے پر اس کا علم محیط ہے۔ تمہارے ہی اعضاء اس کے سامنے گواہ بن کر پیش ہوں گے اور تمہارے ہی ہاتھ پاؤں اس کے لاؤ لشکر ہیں اور تمہارے ہی قلب و ضمیر اس کے جاسُوس ہیں اور تمہاری تنہائیوں (کے عشرت کدے) اس کی نظروں کے سامنے ہیں۔

خُطبہ:198

❁ معاویہ کی غدّاری و فریب کاری اور غدّاری کا انجام ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خُدا کی قسم! معاویہ مجھ سے زیادہ چلتا پُرزہ اور ہوشیار نہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ وہ غدّاریوں سے چُوکتا نہیں اور بدکرداریوں سے باز نہیں آتا۔ اگر مجھے عیاری و غدّاری سے نفرت نہ ہوتی تو میں سب لوگوں سے زائد ہوشیار و زِیرک ہوتا۔ لیکن ہر غدّاری گُناہ اور ہر گُناہ حکم الٰہی کی نافرمانی ہے۔ چُنانچہ قیامت کے دن ہر غدّار کے ہاتھوں میں ایک جھنڈا ہو گا، جِس سے وہ پہچانا جائے گا۔ خُدا کی قسم! مجھے ہتھکنڈوں سے غفلت میں نہیں ڈالا جا سکتا اور نہ سختیوں سے دبایا جا سکتا ہے۔

خُطبہ:199

❁ راہِ ہدایت پر چلنے والوں کی کمی سے گھبرانا نہ چاہئیے اور قوم ثمود پر عذاب کے وارد ہونے کی کیفیت ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے لوگو! ہدایت کی راہ میں ہدایت پانے والوں کی کمی سے گھبرا نہ جاؤ، کیونکہ لوگ تو اسی دُنیا کے خوانِ نعمت پر ٹوٹے پڑتے ہیں جِس سے شکم پُری کی مُدّت کم اور گرسنگی کا عرصہ دراز ہے۔

اے لوگو! (افعال و اعمال چاہے مختلف ہوں مگر) رضاؤ ناراضگی کے جذبات تمام لوگوں کو ایک حکم میں لے آتے ہیں۔ آخر قوم ثمود کی اُونٹنی کو ایک ہی شخص نے پے کیا تھا۔ لیکن اللہ نے عذاب سب پر کیا، کیونکہ وہ سارے کے سارے اس پر رضامند تھے۔ چُنانچہ اللہ کا ارشاد ہے۔ "کہ انھوں نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور صبح کے وقت (جب عذاب کے آثار دیکھے تو اپنے کئے پر) نادم و پریشان ہوئے "(عذاب کی آمدیُوں تھی) کہ زمین کے دھنسنے (اور زلزلوں کے جھٹکوں سے) ایسی گھڑ گھڑاہٹ ہونے لگی جیسے نرم زمین میں ہل کی تپی ہوئی پھالی کے چلانے سے آواز آتی ہے۔ اے لوگو! جو روشن و واضح راہ پر چلتا ہے، وہ سرچشمہ (ہدایت) پر پہنچ جاتا ہے اور جو بے راہ روی کرتا ہے وہ صحرائے بے آب و گیاہ میں جا پڑتا ہے۔

خُطبہ:200

❁ جناب سیّدہ سلامُ اللہ علیہا کے دفن کے موقع پر فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیّدۃِ النّساء حضرت فاطمہ سلامُ اللہ علیہا کے دفن کے موقع پر فرمایا

یارسُولؐ اللہ! آپ کو میری جانب سے اور آپ کے پڑوس میں اُترنے والی اور آپ سے جَلد ملحق ہونے والی آپ کی بیٹی کی طرف سے سلام ہو۔ یارسُولؐ اللہ! آپ کی برگزیدہ (بیٹی کی رحلت) سے میرا صبر و شکیب جاتا رہا۔ میری ہمّت و توانائی نے ساتھ چھوڑ دیا۔ لیکن آپ کے مفارقت کے حادثۂ عظمٰی اور آپ کی رحلت کے صدمہ جانکاہ پر صبر کر لینے کے بعد مجھے اس مصیبت پر بھی صبر و شکیبائی ہی سے کام لینا پڑے گا۔ جبکہ میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کو قبر لحد میں اُتارا اور اس عالَم میں آپ کی رُوح نے پرواز کی کہ آپ کا سر میری گردن اور سینے کے درمیان رکھا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

اب یہ امانت پلٹا لی گئی۔ گروی رکھی ہوئی چیز چُھڑا لی گئی۔ لیکن میرا غم بے پایاں اور میری راتیں بے خواب رہیں گی۔ یہاں تک کہ خُداوندِ عالم میرے لیے بھی اسی گھر کو منتخب کرے جس میں آپ رونق افروز ہیں۔ وہ وقت آگیا کہ آپ کی بیٹی آپ کو بتائیں کہ کس طرح آپ کی اُمّت نے ان پر ظُلم ڈھانے کے لیے ایکا کر لیا آپ ان سے پُورے طور پر پُوچھیں اور تمام احوال و واردات دریافت کریں۔ یہ ساری مصیبتیں ان پر بِیت گئیں، حالانکہ آپ کو گُزرے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہُوا تھا اور نہ آپ کے تذکروں سے زبانیں بند ہوئی تھیں۔ آپ دونوں پر میرا اسلام رخصتی ہو، نہ ایسا سلام جو کسی ملول و دل تنگ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اب اگر میں (اس جگہ سے) پلٹ جاؤں تو اس لیے نہیں کہ آپ سے میرا دل بھر گیا ہے اور اگر ٹھہرا رہوں تو اس لیے نہیں کہ میں اس وعدہ سے بد ظن ہوں جو اللہ نے صبر کرنے والوں سے کیا ہے۔

خطبہ:201

✿ دُنیا کی بے ثباتی اور زادِ آخرت مہیّا کرنے کے لیے فرمایا ✿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے لوگو! یہ دُنیا گُزر گاہ ہے اور آخرت جائے قرار۔ اس راہ گُزر سے اپنی منزل کے لیے توشہ اُٹھا لو، جس کے سامنے تمہارا کوئی بھید چُھپا نہیں رہ سکتا اس کے سامنے اپنے پردے چاک نہ کرو۔ قبل اس کے کہ تمہارے جسم دُنیا سے الگ کر دیئے جائیں، اپنے دِل اس سے ہٹا لو۔ اس دُنیا میں تمہیں جانچا جا رہا ہے، لیکن تمہیں پیدا دُوسری جگہ کے لیے کیا گیا ہے۔ جب کوئی انسان مرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ کیا چھوڑ گیا ہے اور فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے آگے کے لیے کیا سر و سامان کیا ہے؟ خُدا تمہارا بھلا کرے کچھ آگے کے لیے بھی بھیجو کہ وہ تمہارے لیے ایک طرح سے (اللہ کے ذمّہ) قرضہ ہو گا۔ سب کا سب پیچھے نہ چھوڑ جاؤ کہ وہ تمہارے لیے بوجھ ہو گا۔

خُطبہ:202

✿ اپنے اصحاب کی عقبیٰ کے خطرات سے متنبہ کرتے ہوئے فرمایا ✿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اکثر اپنے اصحاب سے پُکار کر فرمایا کرتے تھے

خُدا تُم پر رحم کرے، کچھ سفر کا سازو سامان کر لو۔ کُوچ کی صدائیں تمہارے گوش گُزار ہو چکی ہیں، دُنیا کے وقفۂ قیام کو زیادہ تصوّر نہ کرو اور جو تمہارے دسترس میں بہترین زاد ہے۔ اسے لے کر (اللہ کی طرف پلٹو) کیونکہ تمہارے سامنے ایک دُشوار گُزار گھاٹی ہے اور پُر ہول و خوفناک مراحل ہیں کہ جہاں اُترے اور ٹھہرے بغیر تمہیں کوئی چارہ نہیں۔ تمہیں جاننا چاہیئے کہ موت کی تِرچھی نظریں تُم سے قریب پہنچ چکی ہیں اور گویا تُم اس کے پنجوں میں ہو جو تُم میں گڑو دیئے گئے ہیں اور موت کے شدائد و مشکلات تُم پر چھا گئے ہیں۔ دُنیا سے سارے علائق قطع کر لو اور زادِ تقویٰ سے اپنے کو تقویت پہنچاؤ۔

خُطبہ:203

جب طلحہ وزُبیر نے یہ کہا کہ ہم سے مشورہ کیوں نہیں لیا جاتا تو آپؑ نے فرمایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت کے ہاتھ بیعت کرنے کے بعد طلحہ اور زُبیر نے آپؑ سے شکایت کی کہ ان سے کیوں (اُمورِ حکومت) میں مشورہ نہیں لیا جاتا اور کیوں ان سے اِمداد کی خواہش نہیں کی جاتی۔ تو حضرت نے فرمایا:

ذرا سی بات پر تو تمہارے تیور بگڑ گئے ہیں اور بہت سی چیزوں کو تُم نے پس پُشت ڈال دیا ہے۔ کیا مجھے بتا سکتے ہو کہ کسی چیز میں تمہارا حق تھا اور میں نے اسے دبا لیا ہو یا تمہارے حصّہ میں کوئی چیز آتی ہو اور میں نے اس سے دریغ کیا ہو۔ کسی مسلمان نے میرے سامنے کوئی دعویٰ پیش کیا ہو اور میں اس کا فیصلہ کرنے سے عاجز، یا اس کے حکم سے جاہل رہا ہوں، یا صحیح طریق کار سے خطا کی ہو۔ خُدا کی قسم! مجھے تو کبھی بھی اپنے لیے خلافت اور حکومت کی حاجت و تمنّا نہیں رہی۔ تُم ہی لوگوں نے مجھے اس کی طرف دعوت دی اور اس پر آمادہ کیا۔ چُنانچہ جب وہ مجھ تک پہنچ گئی تو میں نے اللہ کی کتاب کو نظر میں رکھا اور جو لائحہ عمل اس نے ہمارے سامنے پیش کیا اور جِس طرح فیصلہ کرنے کا اس نے حکم دیا میں اسی کے مطابق چلا اور جو سُنّت پیغمبر قرار پا گئی اس کی پیروی کی۔ اس میں نہ تو تُم سے کبھی مجھے رائے لینے کی احتیاج ہوئی اور نہ تمہارے علاوہ کسی اور سے، لیکن تُم نے جو یہ ذِکر کیا ہے میں نے (بیت المال سے) برابر کی تقسیم جاری کی ہے تو یہ میری رائے کا حکم اور میری خواہش نفسانی کا فیصلہ نہیں، بلکہ یہ وہی طے شُدہ چیز ہے جسے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم لے کر آئے، جو میرے بھی سامنے ہے اور تمہارے بھی پیش نظر ہے، تو جِس چیز کی اللہ نے حد بندی کر دی ہے اور اس کا قطعی حکم دے دیا اس میں تُم سے رائے لینے

کی مجھے احتیاج نہیں۔ خُدا کی قسم! تمہیں اور تمہارے علاوہ کسی کو بھی اس معاملہ میں شکایت کرنے کا حق نہیں۔ خُدا ہمارے اور تمہارے دِلوں کو حق پر ٹھہرائے اور ہمیں اور تمہیں صبر عطا کرے۔ (پھر آپؑ نے ارشاد فرمایا:) خُدا اس شخص پر رحم کرے جو حق کو دیکھے تو اس کی مدد کرے، باطل کو دیکھے تو اسے ٹھکرا دے اور صاحبِ حق کا حق کے ساتھ معین ہو۔

خُطبہ:204

❁ جب میدان صفین میں آپؑ نے کچھ لوگوں کو سُنا کہ وہ شامیوں پر سب و شتم کر رہے ہیں تو فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپؑ نے جنگ صفین کے موقع پر اپنے ساتھیوں میں چند آدمیوں کو سُنا کہ وہ شامیوں پر سب و شتم کر رہے ہیں تو آپؑ نے فرمایا

میں تمہارے لیے اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ تم گالیاں دینے لگو۔ اگر تم ان کے کرتوت کھولو اور ان کے صحیح حالات پیش کرو تو یہ ایک ٹھکانے کی بات اور عذر تمام کرنے کا صحیح طریق کار ہو گا۔ تم گالم گلوچ کے بجائے یہ کہو کہ خُدایا! ہمارا بھی خُون محفوظ رکھ اور ان کا بھی اور ہمارے اور ان کے درمیان اِصلاح کی صُورت پیدا کر اور انھیں گمراہی سے ہدایت کی طرف لا تاکہ حق سے بے خبر، حق کو پہچان لیں گمراہی و سرکشی کے شیدائی اس سے اپنا رُخ موڑ لیں۔

خُطبہ:205

❁ جب امام حسنؑ صفین کے میدان میں تیزی سے بڑھے تو فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صفین کے موقع پر جب آپ نے اپنے فرزند حسن علیہ السّلام کو جنگ کی طرف تیزی سے لپکتے ہوئے دیکھا تو فرمایا

میری طرف سے اس جوان کو روک لو کہیں (اس کی موت) مجھے خستہ و بے حال نہ کر دے، کیونکہ میں ان دونوں نوجوانوں (حسنؑ اور حسینؑ) کو موت کے مُنہ میں دینے سے بخل کرتا ہوں کہ کہیں ان کے (مرنے سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نسل قطع نہ ہو جائے

سیّد رضی کہتے ہیں کہ: حضرت کا ارشاد (اَمۡلِکُوۡا عَنِّی ھٰذَا الۡغُلَامَ) میری طرف سے اس جوان کو روک لو۔ بہت بلند اور فصیح جملہ ہے۔

خُطبہ:206

جب صفین میں آپؑ کا لشکر تحکیم کے سلسلہ میں سرکشی پر اُتر آیا تو فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب تحکیم کے سلسلہ میں آپؑ کے اصحاب آپؑ پر پیچ و تاب کھانے لگے، تو آپؑ نے ارشاد فرمایا

اے لوگو! جب تک جنگ نے تمہیں بے حال نہیں کر دیا میرے حسب منشا میری بات تُم سے بنی رہی۔ خُدا کی قسم! اس نے تُم میں سے کچھ کو تو اپنی گرفت میں لے لیا اور کچھ کو چھوڑ دیا اور تمہارے دُشمنوں کو تو اس نے بالکل ہی نڈھال کر دیا۔ اگر تُم جمے رہتے تو پھر جیت تمہاری تھی۔ مگر اس کا کیا علاج کہ میں کل تک امر و نہی کا مالک تھا اور آج دُوسروں کے امر و نہی پر مجھے چلنا پڑ رہا ہے۔ تُم (دُنیا کی) زندگانی چاہنے لگے اور یہ چیز میرے بس میں نہ رہی کہ جِس چیز (جنگ) سے تُم بیزار ہو چکے تھے اس پر تمہیں برقرار رکھتا۔

خُطبہ:207

جب علاء ابنِ زیاد حارثی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو اس کے بھائی کو رہبانیت کی زندگی سے منع فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بصرہ میں اپنے ایک صحابی علاء ابنِ زیاد حارثی کے ہاں عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو اس کے گھر کی وُسعت کو دیکھ کر فرمایا

تُم دُنیا میں اس گھر کی وُسعت کو کیا کرو گے؟ درآنحالیکہ آخرت میں تُم گھر کی وُسعت کے زیادہ محتاج ہو (کہ جہاں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے) ہاں! اگر اس کے ساتھ تُم آخرت میں بھی وسیع گھر چاہتے ہو تو اس میں مہمانوں کی مہمان نوازی، قریبیوں سے اچھا برتاؤ اور موقع و محل کے مطابق حقوق کی ادائیگی کرو، اگر ایسا کیا تو اس کے ذریعے آخرت کی کامرانیوں کو پا لو گے۔ علاء ابنِ زیاد نے کہا کہ: یا امیر المومنینؑ! مجھے اپنے بھائی عاصم ابنِ زیاد کی آپ سے شکایت کرنا ہے۔ حضرت نے پوچھا کیوں اسے کیا ہُوا؟ علاء نے کہا کہ: اس نے بالوں کی چادر اوڑھ لی ہے اور دُنیا سے بالکل بے لگاؤ ہو گیا ہے تو حضرت نے کہا کہ: اسے میرے پاس لاؤ، جب وہ آیا تو آپؑ نے فرمایا کہ: اے اپنی جان کے دُشمن! تمہیں شیطان خبیث نے بھٹکا دیا ہے، تمہیں اپنی آل اولاد پر ترس نہیں آتا اور کیا تُم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اللہ نے جن پاکیزہ چیزوں کو تمہارے لیے حلال کیا ہے اگر تُم انہیں کھاؤ، برتو گے تو اسے ناگوار گُزرے گا؟ تُم اللہ کی نظروں میں اس سے کہیں زیادہ گرے ہوئے ہو کہ وہ تمہارے لیے یہ چاہے۔ اس نے کہا کہ: یا امیر المومنینؑ! آپ کا پہناوا بھی تو موٹا جھوٹا اور کھانا رُوکھا سُوکھا ہوتا ہے تو

حضرت نے فرمایا کہ: تُم پر حیف ہے، میں تمہارے مانند نہیں ہوں، خُدا نے آئمہ حق پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنے کو مفلس ونادار لوگوں کی سطح پر رکھیں تاکہ مفلوک الحال اپنے فقر کی وجہ سے پیچ و تاب نہ کھائے۔

خُطبہ:208

اختلافِ احادیث کے وجوہ واسباب اور رواۃ حدیث کے اقسام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک شخص نے آپؑ سے من گھڑت اور متعارض حدیثوں کے متعلّق دریافت کیا جو (عام طور سے) لوگوں کے ہاتھوں میں پائی جاتی ہیں تو آپؑ نے فرمایا کہ:

لوگوں کے ہاتھوں میں حق اور باطل، سچ اور جُھوٹ، ناسخ اور منسُوخ، عام اور خاص، واضح اور مبہم، صحیح اور غلط سب ہی کچھ ہے۔ خود رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دَور میں آپ پر بہتان لگائے گئے، یہاں تک کہ آپ کو کھڑے ہو کر خطبہ میں کہنا پڑا کہ جو شخص مجھ پر جان بُوجھ کر بہتان باندھے گا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنّم میں بنا لے۔ تمہارے پاس چار طرح کے لوگ حدیث لانے والے ہیں کہ جن کا پانچواں نہیں۔

ایک تو وہ جِس کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ، وہ ایمان کی نمائش کرتا ہے اور مسلمانوں کی سی وضع قطع بنالیتا ہے۔ نہ گُناہ کرنے سے گھبراتا ہے اور نہ کسی اُفتاد میں پڑنے سے جھجکتا ہے۔ وہ جان بوجھ کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر جھوٹ باندھتا ہے، اگر لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ یہ منافق اور جھوٹا ہے، تو اس سے نہ کوئی حدیث قبول کرتے اور نہ اس کی بات کی تصدیق کرتے۔ لیکن وہ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا صحابی ہے۔ اس نے آنحضرتؐ کو دیکھا بھی ہے اور ان سے حدیثیں بھی سُنی ہیں اور آپ سے تحصیل علم بھی کی ہے۔ چُنانچہ وہ (بے سوچے سمجھے) اس کی بات کو قبول کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے تمہیں منافقوں کے متعلّق خبر دے رکھی ہے اور ان کے رنگ ڈھنگ سے بھی تمہیں آگاہ کر دیا ہے۔ پھر وہ رسُولؐ کے بعد بھی باقی و برقرار رہے اور کذب و بہتان کے ذریعہ گمراہی کے پیشواؤں اور جہنّم کا بلاوا دینے والوں کے یہاں اثر و رسُوخ پیدا کیا۔ چُنانچہ انھوں نے ان کو (اچھے اچھے) عہدوں پر لگایا اور حاکم بنا کر لوگوں کی گردنوں پر مسلّط کر دیا اور ان کے ذریعے سے اچھی طرح دُنیا کو حلق میں اُتارا اور لوگوں کا تو یہ قاعدہ ہے ہی کہ وہ بادشاہوں اور

دُنیا(والوں) کا ساتھ دیا کرتے ہیں۔ مگر سوا ان (محدودے چند افراد کے) کہ جنھیں اللہ اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

چار میں سے ایک تو یہ ہوا اور دُوسرا شخص وہ ہے جِس نے (تھوڑا بہت) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا لیکن جُوں کا تُوں اسے یاد نہ رکھ سکا اور اس میں اسے سہو ہو گیا۔ یہ جان بُوجھ کر جھوٹ نہیں بولتا، یہی کچھ اس کے دسترس میں ہے اسے ہی دُوسروں سے بیان کرتا ہے اور اسی پر خود بھی عمل پیرا ہوتا ہے اور کہتا بھی یہی ہے کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا ہے۔ اگر مسلمانوں کو یہ خبر ہو جاتی کہ اس کی یاد داشت میں بھول چوک ہو گئی ہے تو وہ اس کی بات کو نہ مانتے اور اگر خود بھی اسے اس کا علم ہو جاتا تو اسے چھوڑ دیتا۔

تیسرا شخص وہ ہے کہ جِس نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زبان سے سُنا کہ آپ نے ایک چیز کے بجالانے کا حکم دیا ہے۔ پھر پیغمبرؐ نے تو اس سے روک دیا۔ لیکن یہ اسے معلوم نہ ہو سکا، یا یُوں کہ اس نے پیغمبرؐ کو ایک چیز سے منع کرتے ہوئے سُنا پھر آپ نے اس کی اجازت دے دی لیکن اس کے علم میں یہ چیز نہ آسکی اس نے (قول) منسُوخ کو یاد رکھا اور (حدیث) ناسخ کو محفوظ نہ رکھ سکا۔ اگر اسے خود معلوم ہو جاتا کہ یہ منسُوخ ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتا اور مسلمانوں کو بھی اگر اس کے منسُوخ ہو جانے کی خبر ہوتی تو وہ بھی اسے نظر انداز کر دیتے، اور چوتھا شخص وہ ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر جُھوٹ نہیں باندھتا۔ وہ خوفِ خُدا اور عظمتِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پیشِ نظر کذب سے نفرت کرتا ہے۔ اس کی یاد داشت میں غلطی واقع نہیں ہوتی بلکہ جِس طرح سُنا اسی طرح اسے یاد رکھا اور اسی طرح اسے بیان کیا۔ نہ اس میں کچھ بڑھایا۔ نہ اس میں کچھ گھٹایا۔ حدیث ناسخ کو یاد رکھا، تو اس پر عمل بھی کیا، حدیث منسُوخ کو بھی اپنی نظر میں رکھا اور اس سے اجتناب برتا، وہ اس حدیث کو بھی جانتا ہے جِس کا دائرہ محدُود اور اسے بھی جو ہمہ گیر اور سب کو شامل ہے ہر حدیث کو اس کے محل و مقام پر رکھتا ہے اور یُوں ہی واضح اور مبہم حدیثوں کو پہچانتا ہے۔

کبھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا کلام دو رُخ لیے ہوتا تھا، کچھ کلام وہ جو کسی وقت یا افراد سے مخصوص ہوتا تھا اور کچھ وہ جو تمام اوقات اور تمام افراد کو شامل ہوتا تھا اور ایسے افراد بھی سُن لیا کرتے تھے کہ جو سمجھ ہی نہ سکتے تھے کہ اللہ نے اس سے کیا مراد لیا ہے اور پیغمبرؐ کا اس سے مقصد کیا ہے۔ تو یہ سُننے والے اسے سُن تو لیتے تھے اور کچھ اس کا مفہوم بھی قرار دے لیتے تھے۔ مگر اس کے حقیقی معنی اور مقصد اور وجہ سے ناواقف ہوتے تھے اور نہ اصحابِ پیغمبر میں سب ایسے تھے کہ جنھیں آپؐ سے سوال کرنے کی ہمت ہو، بلکہ وہ تو یہ چاہا کرتے تھے کہ کوئی صحرائی بدو یا پردیسی آجائے اور وہ کچھ پُوچھے تو یہ بھی سُن لیں، مگر میرے سامنے سے کوئی چیز نہ گُزرتی تھی۔ مگر یہ کہ میں اس کے متعلّق پوچھتا تھا اور پھر اسے یاد رکھتا تھا۔ یہ ہیں لوگوں کے احادیث وروایات میں اِختلاف کے وجُوہ واسباب۔

خُطبہ:209

❁ خُداوندِ عالم کی عظمت اور زمین و آسمان اور دریاؤں کی خلقت کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ سبحانہ کے زورِ فرمانروائی اور عجیب و غریب صنعت کی لطیف نقش آرائی ایک یہ ہے کہ اس نے ایک انتھاہ دریا کی پانی سے جس کی سطحیں تہ بہ تہ اور موجیں تھپیڑے مار رہی تھیں، ایک خشک و بے حرکت زمین کو پیدا کیا، پھر یہ کہ اس نے پانی (کے بخار) کی تہوں پر تہیں چڑھا دیں جو آپس میں ملی ہوئی تھیں اور انھیں الگ الگ کر کے سات آسمان بنائے جو اس کے حکم سے تھمے ہوئے اور اپنے مرکز پر ٹھہرے ہوئے ہیں اور زمین کو اس طرح قائم کیا کہ اسے ایک نیلگیوں گہرا اور (فرمانِ الٰہی کے حدود میں) گھرا ہوا دریا اُٹھائے ہوئے ہے جو اس کے حکم کے آگے بے بس اور اس کی ہیبت کے سامنے سرنگوں ہے اور اس کے خوف سے اس کی روانی تھمی ہوئی ہے اور ٹھوس چکنے پتھروں، ٹیلوں اور پہاڑوں کو پیدا کیا اور ان کو ان کی جگہوں پر نصب اور ان کی قرار گاہوں میں قائم کیا۔ چُنانچہ ان کی چوٹیاں فضا کو چِیرتی ہوئی نکل گئی ہیں اور بنیادیں پانی میں گڑی ہوئی ہیں۔ اس طرح اس نے پہاڑوں کو پست اور ہموار زمین سے بلند کیا اور ان کی بنیادوں کو ان کے پھیلاؤ اور ان کے ٹھہراؤ کی جگہوں میں زمین کے اندر اُتار دیا۔ ان کی چوٹیوں کو فلک بوس اور بلندیوں کو آسمان پیما بنا دیا اور انھیں زمین کے لیے ستون قرار دیا اور میخوں کی صُورت میں انھیں گاڑا، چُنانچہ وہ ہچکولے کھانے کے بعد تھم گئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے رہنے والوں کو لے کر جُھک پڑے، یا اپنے بوجھ کی وجہ سے دھنس جائے، یا اپنی جگہ چھوڑ دے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جِس نے پانی کی طغیانیوں کے بعد زمین کو تھام رکھا اور اس کے اطراف و جوانب کو تربتر ہونے کے بعد خشک کیا اور اسے اپنی مخلوقات کے لیے گہوارہ (استراحت) بنایا اور ایک ایسے گہرے دریا کی سطح پر اس کے لیے فرش بچھایا جو تھما ہوا ہے، بہتا نہیں اور رُکا ہُوا ہے، جُنبش نہیں کرتا، جسے تُند ہوائیں اِدھر سے اُدھر دھکیلتی رہتی ہیں اور برسنے والے بادل اسے متھ کر پانی کھینچتے رہتے ہیں، بے شک ان چیزوں میں سروسامانِ عبرت ہے اس شخص کے لیے جو اللہ سے ڈرے۔

خُطبہ:210

❁ حق کی حمایت سے ہاتھ اُٹھا لینے والوں کے بارے میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خُدایا! تیرے بندوں میں سے جو بندہ ہماری ان باتوں کو سُنے کہ جو عدل کے تقاضوں سے ہمنوا اور ظُلم و جور سے الگ ہیں، جو دین و دُنیا کی اِصلاح کرنے والی اور شر انگیزی سے دُور ہیں اور سُننے کے بعد پھر بھی انھیں ماننے سے اِنکار کر دے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ تیری نصرت سے مُنہ موڑنے والا اور تیرے دین کو ترقی دینے سے کوتاہی کرنے والا ہے۔ اے گواہوں میں سب سے بڑے گواہ! ہم تجھے اور ان سب کو جنھیں تُو نے آسمانوں اور زمینوں میں بسایا ہے اس شخص کے خلاف گواہ کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد تُو ہی اس نُصرت و امداد سے بے نیاز کرنے والا اور اس کے گُناہ کا اس سے مواخذہ کرنے والا ہے۔

خُطبہ: 211

✿ خُداوندِ عالم کی عظمت اور پیغمبرؐ کی توصیف و مدحت ✿

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو مخلوقات کی مُشابہت سے بلند تر، توصیف کرنے والوں کے تعریفی کلمات سے بالاتر، اپنے عجیب و غریب نظم و نسق کی بدولت دیکھنے والوں کے سامنے آشکارا اور اپنے جلالِ عظمت کی وجہ سے وہم و گمان دوڑانے والوں کے فکر و اوہام سے پوشیدہ ہے۔ وہ عالم ہے بغیر اس کے کسی سے کچھ سیکھے یا علم میں اضافہ اور کہیں سے استفادہ کرے اور وہ بغیر فکر و تامل کے ہر چیز کا اندازہ مقرّر کرنے والا ہے۔ نہ اسے تاریکیاں ڈھانپتی ہیں، نہ وہ روشنیوں سے کسبِ ضیا کرتا ہے، نہ رات اسے گھیرتی ہے، نہ (دن کی) گردشوں کا اس پر گُزر ہوتا ہے اور اس کا جاننا بوجھنا آنکھوں کے ذریعہ سے نہیں اور نہ اس کا علم دُوسروں کے بتانے پر منحصر ہے۔

اسی خطبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ نے انھیں روشنی کے ساتھ بھیجا اور انتخاب کی منزل میں سب سے آگے رکھا تو ان کے ذریعہ سے تمام پراگندگیوں اور پریشانیوں کو دُور کیا اور غلبہ پانے والوں پر تسلّط جما لیا۔ مشکلوں کو سہل اور دشواریوں کو آسان بنایا۔ یہاں تک کہ دائیں بائیں (افراط و تفریط) کی سمتوں سے گمراہی کو دُور ہٹایا۔

خُطبہ: 212

✿ پیغمبرؐ کی خاندانی شرافت اور نیکوکاروں کے اوصاف ✿

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ ایسا عادل ہے کہ جِس نے عدل ہی کی راہ اختیار کی ہے اور ایسا حکم ہے جو (حق و باطل کو) الگ الگ کرتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کے بندہ اور رسُولؐ اور بندوں کے سیّد و سردار ہیں۔ شروع سے اِنسانی نسل میں جہاں جہاں پر سے شاخیں الگ ہوئیں ہر منزل میں وہ شاخ جِس میں اللہ نے آپ کو قرار دیا تھا دُوسری شاخوں سے بہتر ہی تھی۔ آپؐ کے نسب میں کسی بدکار کا ساجھا اور کسی فاسق کی شرکت نہیں۔ دیکھو! اللہ نے بھلائی کے لیے اہل حق کے لیے ستُون اور اطاعت کے لیے سامانِ حفاظت مُہیّا کیا ہے، ہر اطاعت کے موقعہ پر تمہارے لیے اللہ کی طرف سے نُصرت و تائید دستگیری کے لیے موجُود ہوتی ہے (جِس کو) اس نے زبانوں سے اَدا کیا ہے اور اس سے دلوں کو ڈھارس دی ہے۔ اس میں بے نیازی چاہنے والے کیلئے بے نیازی اور شِفا چاہنے والے کے لیے شِفا ہے۔

تمہیں جاننا چاہیئے کہ اللہ کے وہ بندے جو علم الٰہی کے امانتدار ہیں وہ محفوظ چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کے چشموں کو (تشنگانِ علم و معارف کے لیے) بہاتے ہیں۔ ایک دُوسرے کی (اعانت کے لیے) باہم ملتے ملاتے ہیں اور خلوص و محبت سے میل ملاقات کرتے ہیں اور (علم و حکمت کے) سیر اب کرنے والے ساغروں سے چھک کر سیر اب ہوتے ہیں اور سیر اب ہو کر (سرچشمہ) علم سے پلٹتے ہیں، ان میں شک و شُبہہ کا شائبہ نہیں ہوتا اور غیبت کا گُزر نہیں ہوتا۔ اللہ نے ان کے پاکیزہ اخلاق کو ان کی طینت و فطرت میں سمو دیا ہے۔ انہی خوبیوں کی بنا پر وہ آپس میں محبت واُنس رکھتے ہیں اور ایک دُوسرے سے ملتے ملاتے ہیں۔ وہ لوگوں میں اس طرح نمایاں ہیں جِس طرح (بیجوں میں) صاف سُتھرے بیج، کہ (اچھے دانوں کو) لے لیا جاتا ہے اور (بُروں کو) پھینک دیا جاتا ہے۔ اس صفائی و پاکیزگی نے انھیں چھانٹ اور پرکھنے نے نکھار دیا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ ان اوصاف کی پزیرائی سے اپنے لیے شرف و عزّت قبول کرے اور قیامت کے وارد ہونے سے پہلے اس سے ہراساں رہے اور اسے چاہیے کہ وہ (زندگی کے) مختصر دنوں اور اس گھر کے تھوڑے سے قیام میں کہ جو بس اتنا ہے اس کو آخرت کے گھر سے بدل لے، آنکھیں کھولے اور غفلت میں نہ پڑے اور اپنی جائے بازگشت اور منزل آخرت کے جانے پہچانے ہوئے مرحلوں (قبر) برزخ، حشر کے لیے نیک اعمال کرے۔ مُبارک ہو اس پاک و پاکیزہ دل والے کو کہ جو ہدایت کرنے والے کی پیروی اور تباہی میں ڈالنے والے سے کنارا کرتا ہے اور دیدۂ بصیرت میں جلا بخشنے والے کی روشنی اور ہدایت کرنے والے کے حکم کی فرمانبرداری سے سلامتی کی راہ پالیتا ہے اور ہدایت کے دروازوں کے بند اور وسائل و ذرائع کے قطع ہونے سے پہلے ہدایت کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ توبہ کا دروازہ کھلواتا ہے اور (پھر) گُناہ کا دھبّہ اپنے دامن سے چھڑاتا ہے، وہ سیدھے راستے پر کھڑا کر

دیا گیا ہے اور واضح راہ اسے بتا دی گئی ہے۔

خُطبہ:213

آپؑ کے دُعائیہ کلمات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیر المومنین علیہ السّلام کے وہ دُعائیہ کلمات جو اکثر آپؑ کی زبان پر جاری رہتے تھے

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جِس نے مجھے اس حالت میں رکھا کہ نہ مُردہ ہوں، نہ بیمار، نہ میری رگوں پر برص کے جراثیم کا حملہ ہوا ہے، نہ بُرے اعمال (کے نتائج) میں گرفتار ہوں، نہ بے اولاد ہوں، نہ دین سے برگشتہ، نہ اپنے پروردگار کا مُنکر ہوں اور نہ ایمان سے متوحش، نہ میری عقل میں فتور آیا ہے اور نہ پہلی اُمّتوں کے سے عذاب میں مُبتلا ہوں۔ میں اس کا بے اختیار بندہ اور اپنے نفس پر ستم راں ہوں۔ (اے اللہ) تیری حُجّت مجھ پر تمام ہو چکی ہے اور میرے لیے اب عُذر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ خُدایا! مجھ میں کسی چیز کے حاصل کرنے کی قوت نہیں سوا اس کے کہ جو تو مجھے عطا کر دے اور کسی چیز سے بچنے کی سکت نہیں سوائے اس کے کہ جِس سے مجھے تو بچائے رکھے۔ اے اللہ! میں تجھ سے پناہ کا خواستگار ہوں کہ تیری ثروت کے باوجود فقیر و تہیدست رہُوں، یا تیری رہنمائی کے ہوتے ہوئے بھٹک جاؤں، یا تیری سلطنت میں رہتے ہوئے ستایا جاؤں، یا ذلیل کیا جاؤں، جبکہ تمام اختیارات تجھے حاصل ہیں۔ خُدایا! میری ان نفیس چیزوں میں جنھیں تو چھین لے گا، میری رُوح کو اوّلیت کا درجہ عطا کر اور مجھے سونپی ہوئی ان امانتوں میں جنھیں تو پلٹا لے گا اسے پہلی امانت قرار دے۔ اے اللہ! ہم تجھ سے پناہ کے طلب گار ہیں، اس بات سے کہ تیرے ارشاد سے مُنہ موڑیں، یا ایسے فتنوں میں پڑ جائیں کہ تیرے دین سے پھر جائیں یا تیری طرف سے آئی ہوئی ہدایت کو قبول کرنے کے بجائے نفسانی خواہشیں ہمیں بُرائی کی طرف لے جائیں

خُطبہ:214

حکمران اور رعیّت کے باہمی حقوق کے بارے میں فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صفین کے موقع پر فرمایا

اللہ سبحانہ نے مجھے تمہارے اُمور کا اختیار دے کر میرا حق تُم پر قائم کر دیا ہے اور جِس طرح میرا تُم پر حق ہے، ویسا ہی تمہارا بھی مُجھ پر حق ہے۔ یُوں تو حق کے بارے میں باہمی اوصاف گنوانے میں بہت وُسعت ہے لیکن آپس میں حق و انصاف کرنے کا دائرہ بہت تنگ ہے۔ دو آدمیوں میں اس کا حق اس پر اسی وقت ہے جب دُوسرے کا بھی اس پر حق ہو اور اس کا حق اس پر جب ہی ہو تا ہے، جب اس کا حق اس پر بھی ہو اور اگر ایسا ہو سکتا ہے کہ اس کا حق تو دُوسروں پر ہو لیکن اس پر کسی کا حق نہ ہو تو یہ امر ذات باری کے لیے مخصوص ہے نہ اس کی مخلوق کے لیے، کیونکہ وہ اپنے بندوں پر پُورا تسلّط و اقتدار رکھتا ہے اور اس نے تمام ان چیزوں میں کہ جن پر اس کے فرمانِ قضا جاری ہوئے ہیں عدل کرتے ہوئے (ہر صاحبِ حق کا حق دے دیا ہے) اس نے بندوں پر اپنا یہ حق رکھا ہے کہ وہ اسکی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور اس نے محض اپنے فضل و کرم اور اپنے احسان کو وُسعت دینے کی بناء پر کہ جِس کا وہ اہل ہے ان کا کئی گنا اجر قرار دیا ہے۔ پھر اس نے ان حقوقِ انسانی کو بھی کہ جنھیں ایک کے لیے دُوسرے پر قرار دیا ہے، اپنے ہی حقوق میں سے قرار دیا ہے اور انھیں اس طرح ٹھہرایا ہے کہ وہ ایک دُوسرے کے مقابلہ میں برابر اُتریں اور کچھ ان میں سے کچھ حقوق کا باعث ہوتے ہیں اور اس وقت تک واجب نہیں ہوتے جب تک اس کے مقابلہ میں حقوق ثابت نہ ہو جائیں اور سب سے بڑا حق کہ جسے اللہ سبحانہ نے واجب کیا ہے، حکمران کا رعیّت پر اور رعیّت کا حکمران پر ہے، کہ جسے اللہ نے والی و رعیّت میں سے ہر ایک کے لیے فریضہ بنا کر عائد کیا ہے اور اسے ان میں رابطہ محبت قائم کرنے اور ان کے دین کو سرفرازی بخشنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چُنانچہ رعیّت اسی وقت خوش حال رہ سکتی ہے جب حاکم کے طور طریقے دُرست ہوں اور حاکم بھی اسی وقت صلاح و دُرستگی سے آراستہ ہو سکتا ہے۔ جب رعیّت اس کے احکام کی انجام دہی کے لیے آمادہ ہو۔ جب رعیّت کے فرمانروا کے حقوق پُورے کرے اور فرمانروا رعیّت کے حقوق سے عہدہ برآ ہو تو ان میں حق باوقار، دین کی راہیں استوار اور عدل و انصاف کے نشانات برقرار ہو جائیں گے اور پیغمبرؐ کی سُنتیں اپنے ڈھرے پر چل نکلیں گی اور زمانہ سُدھر جائے گا۔ بقائے سلطنت کے توقعات پیدا ہو جائیں گے اور دُشمنوں کی حرص و طمع یاس و نااُمیدی سے بدل جائے گی اور جب رعیّت حاکم پر مُسلّط ہو جائے یا حاکم رعیّت پر ظُلم ڈھانے لگے تو اس موقعہ پر ہر بات میں اختلاف ہو گا۔ ظُلم کے نشانات اُبھر آئیں گے۔ دین میں مفسدے بڑھ جائیں گے۔ شریعت کی راہیں متروک ہو جائیں گی۔ خواہشیوں پر عمل درآمد ہو گا۔ شریعت کے احکام ٹھکرا دیئے جائیں گے۔ نفسانی بیماریاں بڑھ جائیں گی اور بڑے سے بڑے حق کو ٹھکرا دینے اور بڑے سے بڑے باطل پر عمل پیرا ہونے سے بھی کوئی نہ گھبرائے گا، ایسے موقعہ پر نیکوکار ذلیل اور بدکردار باعزّت ہو جاتے ہیں اور بندوں پر اللہ کی عقوبتیں بڑھ جاتی ہیں۔ لہٰذا اس حق کی

ادائیگی میں ایک دُوسرے کو سمجھانا بجھانا اور ایک دُوسرے سے بخوبی تعاون کرنا تمہارے لیے ضروری ہے، اس لیے کہ کوئی شخص بھی اللہ کی اطاعت و بندگی میں اس حد تک نہیں پہنچ سکتا کہ جِس کا وہ اہل ہے، چاہے وہ اس کی خوشنودیوں کو حاصل کرنے کے لیے کتنا ہی حریص ہو اور اس کی عملی کوششیں بھی بڑھی چڑھی ہوئی ہوں۔ پھر بھی اس نے بندوں پر یہ حق واجب قرار دیا ہے کہ وہ مقدور بھر پندو نصیحت کریں اور اپنے درمیان حق کو قائم کرنے کے لیے ایک دُوسرے کا ہاتھ بٹائیں۔ کوئی شخص بھی اپنے کو اس سے بے نیاز نہیں قرار دے سکتا کہ اللہ نے جِس ذِمّہ داری کا بوجھ اس پر ڈالا ہے اس میں اس کا ہاتھ بٹایا جائے، چاہے وہ حق میں کتنا ہی بلند منزلت کیوں نہ ہو اور دین میں اسے فضیلت و برتری کیوں نہ حاصل ہو اور کوئی شخص اس سے بھی گیا گزرا نہیں کہ حق میں تعاون کرے، یا اسکی طرف دستِ تعاوُن بڑھایا جائے، چاہے لوگ اسے ذلیل سمجھیں اور اپنی حقارت کی وجہ سے آنکھوں میں نہ جچے۔

اس موقعہ پر آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک طویل گفتگو کی جِس میں حضرت کی بڑی مدح وثنا کی اور آپ کی باتوں پر کان دھرنے اور ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا اقرار کیا، تو آپؑ نے فرمایا: جِس شخص کے دل میں جلالِ الٰہی کی عظمت اور قلب میں منزلتِ خُداوندی کی رفعت کا احساس ہو اسے سزاوار ہے کہ اس جلالت و عظمت کے پیشِ نظر اللہ کے ماسوا ہر چیز کو حقیر جانے اور ایسے لوگوں میں وہ شخص اور بھی اس کا زیادہ اہل ہے کہ جسے اس نے بڑی نعمتیں دی ہوں اور اچھے اِحسانات کیے ہوں، اس لیے کہ جتنی اللہ کی نعمتیں کسی پر بڑی ہوں گی اتنا ہی اس پر اللہ کا حق زیادہ ہو گا۔ نیک بندوں کے نزدیک فرمانرواؤں کی ذلیل ترین صُورتِ حال یہ ہے کہ ان کے متعلّق یہ گمان ہونے لگے کہ وہ فخر و سربلندی کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے حالات کبر و غُرور پر محمول ہو سکیں، مجھے یہ تک ناگوار معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں اس کا وہم و گمان بھی گُزرے کہ میں بڑھ چڑھ کر سراہے جانے یا تعریف سُننے کو پسند کرتا ہوں۔ بحمد اللہ! کہ میں ایسا نہیں ہُوں اور اگر مجھے اس کی خواہش بھی ہوتی کہ ایسا کہا جائے تو بھی اللہ کے سامنے فروتنی کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیتا کہ ایسی عظمت و بزرگی کو اپنایا جائے کہ جِس کا وہی اہل ہے۔ یوں تو لوگ اکثر اچھی کارگردگی کے بعد مدح وثنا کو خوشگوار سمجھا کرتے ہیں (لیکن) میری اس پر مدح وستائش نہ کرو کہ اللہ کی اطاعت اور تمہارے حقوق سے عہدہ برآ ہُوا ہوں۔ کیونکہ ابھی ان حقوق کا ڈر ہے کہ جنھیں پورا کرنے سے میں ابھی فارغ نہیں ہُوا اور ان فرائض کا ابھی اندیشہ ہے کہ جن کا نفاذ ضروری ہے۔ مجھ سے ویسی باتیں نہ کیا کرو، جیسی جابر و سرکش فرمانرواؤں سے کی جاتی ہیں اور نہ مجھ سے اس طرح بچاؤ کرو، جِس طرح طیش کھانے والے حاکموں سے بچ بچاؤ کیا جاتا ہے اور مجھ سے اس طرح کا میل جول نہ رکھو جِس سے چاپلوسی اور خوشامد کا پہلو نِکلتا ہو۔ میرے متعلّق یہ

گمان نہ کرو کہ میرے سامنے کوئی حق بات کہی جائے گی تو مجھے گراں گُزرے گی اور نہ یہ خیال کرو کہ میں یہ درخواست کروں گا کہ مجھے بڑھا چڑھا دو۔ کیونکہ جو اپنے سامنے حق کے کہے جانے اور عدل کے پیش کئے جانے کو بھی گراں سمجھتا ہو، اسے حق و انصاف پر عمل کرنا کہیں زیادہ دُشوار ہو گا، تُم اپنے کو حق کی بات کہنے اور عدل کا مشورہ دینے سے نہ روکو۔ کیونکہ میں تو اپنے کو اس سے بالاتر نہیں سمجھتا کہ خطا کروں اور نہ اپنے کسی کام کو لغزش سے محفُوظ سمجھتا ہوں۔ مگر یہ کہ خُدا میرے نفس کو اس سے بچائے کہ جس پر وہ مجھ سے زیادہ اختیار رکھتا ہے۔ ہم اور تُم اسی رَب کے بے اختیار بندے ہیں کہ جس کے علاوہ کوئی رَب نہیں۔ وہ ہم پر اتنا اختیار رکھتا ہے کہ خود ہم اپنے نفسوں پر اتنا اِختیار نہیں رکھتے۔ اسی نے ہمیں پہلی حالت سے نِکال کر جِس میں ہم تھے بہبودی کی راہ پر لگایا اور اسی نے ہماری گمراہی کو ہدایت سے بدلا اور بے بصیرتی کے بعد بصیرت عطا کی۔

خُطبہ:215

❁ قریش کے مظالم کے متعلق فرمایا اور اس کے ذیل میں بصرہ پر چڑھائی کرنے والوں کے مظالم کا تذکرہ کیا ہے ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خُدایا! میں قریش سے اِنتقام لینے پر تجھ سے مدد کا خواستگار ہوں، کیونکہ انھوں نے میری قرابت و عزیز داری کے بندھن توڑ دیئے اور میرے ظرف (عزّت و حُرمت) کو اوندھا کر دیا اور اس حق میں کہ جِس کا میں سب سے زیادہ اہل ہوں جھگڑا کرنے کے لیے ایکا کر لیا اور یہ کہنے لگے کہ یہ بھی حق ہے آپ اسے لے لیں اور یہ بھی حق ہے کہ آپ کو اس سے روک دیا جائے، یا تو غم و حزن کی حالت میں صبر کیجئے، یا رنج و اندوہ سے مر جایئے۔ میں نے نگاہ دوڑائی تو مجھے اپنے اہل بیؑت کے سوا نہ کوئی معاون نظر آیا اور نہ کوئی سینہ سپر اور معین دکھائی دیا، تو میں نے انھیں موت کے مُنہ میں دینے سے بخل کیا۔ آنکھوں میں خس و خاشاک تھا، مگر میں نے چشم پوشی کی، حلق میں (غم و رنج کے) پھندے تھے، مگر میں لُعابِ دہن نگلتا رہا اور غم و غصّہ پی لینے کی وجہ سے ایسے حالات پر صبر کیا جو حنظل (اندرائن) سے زیادہ تلخ اور دل کے لیے چُھریوں کے کچوکوں سے زیادہ المناک تھے۔ (سیّد رضی فرماتے ہیں کہ: حضرت کا یہ کلام ایک پہلے خطبہ کے ضمن میں گُزر چُکا ہے مگر میں نے پھر اس کا اعادہ کیا ہے چونکہ دونوں روایتوں کی لفظوں میں کچھ فرق ہے۔)

اِسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے، جِس میں ان لوگوں کا ذِکر ہے جو آپ سے لڑنے کے لیے بصرہ کی طرف نِکل کھڑے ہوئے تھے

وہ میرے عاملوں اور مسلمانوں کے اس بیت المال کے خزینہ داروں پر کہ جس کا اختیار میرے ہاتھوں میں تھا اور شہر (بصرہ) کے رہنے والوں پر کہ جو سب کے سب میرے فرمانبردار اور میری بیعت پر برقرار تھے چڑھ دوڑے، چُنانچہ انھوں نے ان میں پھُوٹ ڈلوادی اور مجھ پر ان کی یکجہتی کو درہم برہم کر دیا اور میرے پیروکاروں پر ٹوٹ پڑے اور ان میں سے ایک گروہ کو غدّاری سے قتل کر دیا، (البتہ) ایک گروہ نے شمشیر بکف ہو کر دانتوں کو بھینچ لیا اور ان کے ساتھ تلواروں سے ٹکرائے یہاں تک کہ وہ سچائی کا جامہ پہنے ہُوئے اللہ کے حضور میں پہنچ گئے۔

خُطبہ:216

❁ جب طلحہ اور عبد الرحمٰن بن عتاب کو میدانِ جنگ میں مقتول دیکھا تو فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب آپ طلحہ اور عبد الرحمٰن ابنِ عتاب ابنِ اسید کی طرف گُزرے کہ جب وہ میدانِ جمل میں مقتول پڑے تھے تو فرمایا

ابُو محمد (طلحہ) اس جگہ گھر بار سے دُور پڑا ہے، خُدا کی قسم! میں پسند نہیں کرتا تھا کہ قریش ستاروں کے نیچے (کھُلے میدانوں میں) مقتول پڑے ہوں۔ میں نے عبد مناف کی اولاد سے (ان کے کئے کا) بدلہ لے لیا ہے۔ (لیکن) بنی جمح کے اکابر میرے ہاتھوں سے بچ نکلے ہیں، انھوں نے اس چیز کی طرف گردنیں اُٹھائی تھیں جِس کے وہ اہل نہ تھے۔ چُنانچہ اس تک پہنچنے سے پہلے ہی ان کی گردنیں توڑ دی گئیں۔

خُطبہ:217

❁ متقی و پرہیز گار کے اوصاف ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مومن نے اپنی عقل کو زندہ رکھا اور اپنے نفس کو مار ڈالا۔ یہاں تک کہ اس کا ڈیل ڈول لاغر اور تن و توش ہلکا ہو گیا۔ اس کے لیے بھرپُور درخشندگیوں والا نورِ ہدایت چمکا کہ جِس نے اس کے سامنے راستہ نمایاں کر دیا اور اسے سیدھی راہ پر لے چلا اور مختلف دروازے اسے دھکیلتے ہوئے سلامتی کے دروازہ اور (دائمی) قرار گاہ تک لے گئے اور اس کے پاؤں بدن کے ٹکاؤ کے ساتھ امن و راحت کے مقام پر جم گئے۔ چونکہ اس نے اپنے دل کو عمل میں لگائے رکھا تھا اور اپنے پروردگار کو راضی و خوشنود کیا تھا۔

خُطبہ:218

❁ "اَلْھٰکُمُ التَّکاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ" کی تلاوت کے وقت فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیر المومنین علیہ السلام نے آیت اَلْھٰکُمُ التَّکاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (تمھیں قوم قبیلے کی کثرت پر اِترانے نے غافل کر دیا یہاں تک کہ تُم نے قبریں دیکھ ڈالیں) کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا:

دیکھو تو ان بوسیدہ ہڈیوں پر فخر کرنے والوں کا مقصد کتنا دُور از عقل ہے اور یہ قبروں پر آنے والے کتنے غافل و بے خبر ہیں اور یہ مُہم کتنی سخت و دُشوار ہے۔ انھوں نے مرنے والوں کو کیسی کیسی عبرت آموز چیزوں سے خالی سمجھ لیا اور دُور دراز جگہ سے انھیں (سرمایہ افتخار بنانے کے لیے) لے لیا۔ کیا یہ اپنے باپ داداؤں کی لاشوں پر فخر کرتے ہیں؟ یا ہلاک ہونے والوں کی تعداد سے اپنی کثرت میں اِضافہ محسُوس کرتے ہیں؟ وہ ان جِسموں کو پلٹانا چاہتے ہیں، جو بے رُوح ہو چکے ہیں اور ان جنبشوں کو لوٹانا چاہتے ہیں جو تھم چکی ہیں۔ وہ سبب اِفتخار بننے سے زیادہ سامانِ عبرت بننے کے قابل ہیں۔ ان کی وجہ سے عجز و فروتنی کی جگہ پر اُترنا، عزّت و سرفرازی کے مقام پر ٹھہرنے سے زیادہ مناسب ہے۔ انھوں نے چوندھیائی ہوئی آنکھوں سے انھیں دیکھا اور ان سے (عبرت لینے کے بجائے) جہالت کے گہراؤ میں اُتر پڑے۔ اگر وہ ان کی سرگزشت کو ٹوٹے ہوئے مکانوں اور خالی گھروں کے صحنوں سے پوچھیں تو وہ کہیں گے کہ وہ گمراہی کی حالت میں زمین کے اندر چلے گئے اور تُم بھی بے خبری و جہالت کے عالم میں ان کے عقب میں بڑھے جا رہے ہو، تُم ان کی کھوپڑیوں کو روندتے ہو اور ان کے جسموں کی جگہ پر عمارتیں کھڑی کرنا چاہتے ہو، جِس چیز کو انھوں نے چھوڑ دیا ہے، اس میں چَر رہے ہو اور جِسے وہ خالی چھوڑ کر چلے گئے ہیں اس میں آبسے ہو اور یہ دن بھی تمہارے اور ان کے درمیان ہیں تُم پر رو رہے ہیں اور نوحہ پڑھ رہے ہیں۔ تمھاری منزل منتہا پر پہلے سے پہنچ جانے والے اور تمہارے سرچشموں پر قبل سے وارد ہونے والے وہی لوگ ہیں جِن کے لیے عزّت کی منزلیں تھیں اور فخر و سربلندی کی فراوانی تھی، کچھ تاجدار تھے کچھ دُوسرے درجہ کے بلند منصب، مگر اب تو وہ برزخ کی گہرائیوں میں راہ پیما ہیں، کہ جہاں زمین ان پر مُسلّط کر دی گئی ہے، جِس نے ان کا گوشت کھالیا اور لُہو چُوس لیا ہے۔ چُنانچہ وہ قبر کے شگافوں میں نشو و نما کھو کر جماد کی صُورت میں پڑے ہیں اور یُوں نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں کہ (ڈھونڈھے سے) نہیں ملتے۔ نہ پُرہول خطرات کا آنا انھیں خوفزدہ کرتا ہے، نہ حالات کا اِنقلاب انھیں اندوہناک بناتا ہے، نہ زلزلوں کی پروا کرتے ہیں، نہ رعد کی کڑک پر کان دھرتے ہیں۔ وہ ایسے

غائب ہیں کہ جن کا انتظار نہیں کیا جاتا اور ایسے موجود ہیں کہ سامنے نہیں آتے، وہ مِل جُل کر رہتے تھے جو اب بِکھر گئے ہیں اور آپس میں میل محبّت رکھتے تھے، جو اب جُدا ہو گئے ہیں، ان کے واقعات سے بے خبری اور ان کے گھروں کی خاموشی، امتداد زمانہ اور دُوری منزل کی وجہ سے نہیں، بلکہ انھیں (موت کا) ایسا ساغر پلا دیا گیا ہے کہ جِس نے ان کی گویائی چھین کر انھیں گونگا بنا دیا ہے اور قوّتِ شنوائی سلب کر کے بہرا کر دیا ہے اور ان کی حرکت و جنبش کو سکون و بے حسی سے بدل دیا ہے، گویا کہ وہ سرسری نظر میں یُوں دکھائی دیتے ہیں جیسے نیند میں لیٹے ہُوئے ہوں۔ وہ ایسے ہمسائے ہیں جو ایک دُوسرے سے اُنس و محبت کا لگاؤ نہیں رکھتے اور ایسے دوست ہیں جو آپس میں ملتے ملاتے نہیں، ان کے جان پہچان کے رابطے بوسیدہ ہو چکے ہیں اور بھائی بندی کے سلسلے ٹوٹ گئے ہیں وہ ایک ساتھ ہوتے ہوئے پھر اکیلے ہیں اور دوست ہوتے ہوتے ہوئے پھر علیٰحدہ اور جُدا ہیں۔ یہ لوگ شب ہو تو اس کی صبح سے بے خبر، دن ہو تو اس کی شام سے نا آشنا ہیں۔ جِس رات یا جِس دن میں انھوں نے رختِ سفر باندھا ہے وہ ساعت ان پر ہمیشہ اور یکساں رہنے والی ہے۔ انھوں نے منزلِ آخرت کی ہولناکیوں کو اس سے بھی زیادہ ہولناک پایا، جتنا انھیں ڈر تھا اور وہاں کے آثار کو اس سے عظیم تر دیکھا، جتنا کہ وہ اندازہ لگاتے تھے (مومنوں اور کافروں کی) منزل انتہا کو جائے بازگشت دوزخ و جنّت تک پھیلا دیا گیا ہے۔ وہ (کافروں کے لیے) ہر درجہ خوف سے بلند تر اور (مومنوں کے لیے) ہر درجہ اُمید سے بالاتر ہے۔ اگر وہ بول سکتے ہوتے جب بھی دیکھی ہوئی چیزوں کے بیان سے ان کی زبانیں گنگ ہو جاتیں۔ اگرچہ ان کے نشانات مِٹ چکے ہیں اور ان کی خبروں کا سلسلہ قطع ہو چُکا ہے۔ لیکن چشم بصیرت انھیں دیکھتی اور گوش عقل و خرد ان کی سُنتے ہیں، وہ بولے مگر نطق و کلام کے طریقہ پر نہیں، بلکہ انھوں نے زبانِ حال سے کہا: شگفتہ چہرے بِگڑ گئے، نرم و نازک بدن مٹی میں مل گئے اور ہم نے بوسیدہ کفن پہن رکھا ہے اور قبر کی تنگی نے ہمیں عاجز کر دیا ہے۔ خوف و دہشت کا ایک دُوسرے سے ورثہ پایا ہے۔ ہماری خاموش منزلیں ویران ہو گئیں۔ ہمارے جسم کی رعنائیاں مِٹ گئیں۔ ہماری جانی پہچانی ہوئی صورتیں بدل گئیں۔ ان وحشت کدوں میں ہماری مُدّت رہائش دراز ہو گئی۔ نہ بے چینی سے چھٹکارا نصیب ہے۔ نہ تنگی سے فراخی حاصل ہے۔ اب اس عالَم میں کہ جب کیڑوں کی وجہ سے ان کے کان سماعت کو کھو کر بہرے ہو چکے ہیں اور ان کی آنکھیں خاک کا سُرمہ لگا کر اندر کو دھنس چکی ہیں اور ان کے مُنہ میں زبانیں طلاقت و روانی دکھانے کے بعد پارہ پارہ ہو چکی ہیں اور سینوں میں دل چوکنا رہنے کے بعد بے حرکت ہو چکے ہیں اور ان کے ایک ایک عضو کو نِت نئی بوسیدگیوں نے تباہ کر کے بدہیت بنا دیا ہے اور اس حالت میں کہ وہ (ہر مصیبت سہنے کے لیے) بِلا مزاحمت آمادہ ہیں۔ انکی طرف آفتوں کا راستہ ہموار کر دیا ہے، نہ کوئی ہاتھ ہے جو ان کا بچاؤ کرے اور نہ (پسیجنے والے) دل ہیں جو

بے چین ہو جائیں، اگر تُم اپنی عقلوں میں ان کا نقشہ جماؤ، یا یہ کہ تمہارے سامنے سے ان پر پڑا ہوا پردہ ہٹا دیا جائے تو البتہ تُم ان کے دلوں کے اندوہ اور آنکھوں میں پڑے ہوئے خس و خاشاک کو دیکھو گے کہ ان پر شدّت و سختی کی ایسی حالت ہے کہ وہ بدلتی نہیں اور ایسی مصیبت و جان کاہی ہے کہ ہٹنے کا نام نہیں لیتی اور تمہیں معلوم ہو گا کہ زمین نے کتنے باوقار جسموں اور دلفریب رنگ رُوپ والوں کو کھالیا، جو رنج کی گھڑیوں میں بھی مسرّت انگیز چہروں سے دل بہلاتے تھے۔ اگر کوئی مصیبت ان پر آپڑتی تھی تو اپنے عیش کی تازگیوں پر للچائے رہنے اور کھیل تفریح پر فریفتہ ہونے کی وجہ سے خوش وقتیوں کے سہارے ڈھونڈتے تھے، اسی دوران میں کہ وہ غافل و مدہوش کرنے والی زندگی کی چھاؤں میں دُنیا کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہے تھے اور دُنیا انھیں دیکھ دیکھ کر قہقہے لگا رہی تھی کہ اچانک زمانہ نے انھیں کانٹوں کی طرح روند دیا اور ان کے سارے زور توڑ دیے اور قریب ہی سے موت کی نظریں ان پر پڑنے لگیں اور ایسا غم و اندوہ ان پر طاری ہُوا کہ جِس سے وہ آشنا نہ تھے اور ایسے اندرونی قلق میں مُبتلا ہوئے کہ جِس سے کبھی سابقہ نہ پڑا تھا اور اس حالت میں کہ وہ صحت سے بہت زیادہ مانوس تھے۔ ان میں مرض کی کمزوریاں پیدا ہو گئیں تو اب انھوں نے انہی چیزوں کی طرف رجوع کیا جن کا طبیبوں نے انھیں عادی بنا رکھا تھا کہ گرمی کے زور کو سرد دواؤں سے فرو کیا جائے اور سردی کو گرم دواؤں سے ہٹایا جائے، مگر سرد دواؤں نے گرمی کو بجھانے کے بجائے اور بھڑکا دیا اور گرم دواؤں نے ٹھنڈک کو ہٹانے کے بجائے اس کا جوش اور بڑھا دیا اور نہ ان طبیعتوں میں مخلُوط ہونے والی چیزوں سے ان کے مزاج نقطۂ اعتدال پر آئے۔ بلکہ ان چیزوں نے ہر عضوِ ماؤف کا آزار اور بڑھا دیا۔ یہاں تک کہ چارہ گر سُست پڑ گئے۔ تیمار دار (مایوس ہو کر) غفلت برتنے لگے۔ گھر والے مرض کی حالت بیان کرنے سے عاجز آگئے اور مزاج پُرسی کرنے والوں کے جواب سے خاموشی اختیار کر لی اور اس سے چُھپاتے ہوئے اس اندوہناک خبر کے بارے میں اختلاف رائے کرنے لگے۔ ایک کہنے والا یہ کہتا تھا کہ اس کی حالت جو ہے سو ظاہر ہے اور ایک صحت و تندرستی کے پلٹ آنے کی اُمید دلاتا تھا اور ایک اس کی (ہونے والی) موت پر انھیں صبر کی تلقین کرتا اور اس سے پہلے گُزر جانے والوں کی مصیبتیں انھیں یاد دلاتا تھا۔ اسی اثنا میں کہ وہ دُنیا سے جانے اور دوستوں کو چھوڑنے کے لیے پَر تول رہا تھا کہ ناگاہ گلوگیر پھندوں میں سے ایک ایسا پھندا اسے لگا کہ اس کے ہوش و حواس پاشان و پریشان ہو گئے اور زبان کی تری خشک ہو گئی اور کتنے ہی مہم سوالات تھے کہ جن کے جواب وہ جانتا تھا، مگر بیان کرنے سے عاجز ہو گیا اور کتنی ہی دِل سوز صدائیں اس کے کان سے ٹکرائیں کہ جن کے سُننے سے بہرہ ہو گیا، وہ آواز یا کسی ایسے بزرگ کی ہوتی تھی جِس کا یہ بڑا احترام کرتا تھا، یا کسی ایسے خورد سال کی ہوتی تھی جِس پر یہ مہربان و شفیق تھا۔ موت کی سختیاں اتنی ہیں کہ مشکل ہے

کہ دائرہ بیان میں آسکیں، یا اہل دُنیا کی عقلوں کے اندازہ پر پُوری اُتر سکیں۔

خطبہ:219

❁ رِجَالٌ لَاتُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ کی تلاوت کے وقت فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیہ رِجَالٌ لَاتُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ "وہ لوگ ایسے ہیں جنھیں تجارت اور خرید و فروخت ذکرِ الٰہی سے غافل نہیں بناتی" کی تلاوت کے بعد فرمایا:

بیشک اللہ سبحانہ نے اپنی یاد کو دلوں کی صیقل قرار دیا ہے جِس کے باعث وہ (اوامر و نواہی سے) بہرہ ہونے کے بعد سُننے لگے اور اندھے پن کے بعد دیکھنے لگے اور دُشمنی و عناد کے بعد فرمانبردار ہو گئے، یکے بعد دیگرے ہر عہد اور انبیاء سے خالی دَور میں حضرت رَبُّ العزّت کے کچھ مخصوص بندے ہمیشہ موجود رہے ہیں کہ جن کی فکروں میں سرگوشیوں کی صُورت میں (حقائق و معارف کا) القاء کرتا ہے اور ان کی عقلوں سے الہامی آوازوں کے ساتھ کلام کرتا ہے، چُنانچہ انھوں نے اپنی آنکھوں، کانوں اور دِلوں میں بیداری کے نُور سے (ہدایت و بصیرت کے) چراغ روشن کیئے۔ وہ مخصوص یاد رکھنے (کے قابل) دنوں کی یاد دلاتے ہیں اور اس کی جلالت و بزرگی سے ڈراتے ہیں۔ وہ لق و دق صحراؤں میں دلیل راہ ہیں۔ جو میانہ روی اختیار کرتا ہے اس کے طور طریقے پر تحسین و آفرین کرتے ہیں اور اسے نجات کی خوشخبری سُناتے ہیں اور جو (افراط و تفریط کی) دائیں بائیں سمتوں پر ہولیتا ہے اس کے رویّہ کی مذمّت کرتے ہیں اور اسے تباہی و ہلاکت سے خوف دلاتے ہیں۔ انہی خصُوصیتوں کے ساتھ یہ ان اندھیاریوں کے چراغ اور ان شبہوں کے لیے راہنما ہیں۔ کچھ اہل ذکر ہوتے ہیں جنھوں نے یادِ الٰہی کو دُنیا کے بدلے لے لیا۔ انہیں نہ تجارت اس سے غافل رکھتی ہے، نہ خرید و فروخت، اسی کے ساتھ زندگی کے دن بسر کرتے ہیں اور محرمات الٰہیہ سے مُتنبّہ کرنے والی آوازوں کے ساتھ غفلت شعاروں کے کانوں میں پُکارتے ہیں۔ عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی اس پر عمل کرتے ہیں۔ بُرائیوں سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے باز رہتے ہیں۔ گویا کہ انھوں نے دُنیا میں ہوتے ہوئے آخرت تک منزل کو طے کر لیا اور جو کچھ دُنیا کے عقب میں ہے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور گویا کہ وہ اہل برزخ کے ان چُھپے ہوئے حالات پر جو ان کے طویل عرصہ قیام میں نہیں پیش آئے آگاہ ہو چکے ہیں اور گویا کہ قیامت نے ان کے

لیے اپنے وعدوں کو پورا کر دیا اور انھوں نے اہل دُنیا کے سامنے ان چیزوں پر سے پردہ اُلٹ دیا، یہاں تک کہ گویا وہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں جسے دُوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے اور وہ سب کچھ سُن رہے ہیں جسے دُوسرے نہیں سُن سکتے۔ اگر تُم ان کی پاکیزہ جگہوں اور پسندیدہ محفلوں میں ان کی تصویر اپنے ذہن میں کھینچو جبکہ وہ اپنے اعمالناموں کو کھولے ہوں اور اپنے نفسوں سے ہر چھوٹے بڑے کام کا محاسبہ کرنے پر آمادہ ہوں۔ ایسے کام کو جن پر وہ مامُور تھے اور انھوں نے کوتاہی کی، یا ایسے جن سے انھیں روکا گیا تھا اور ان سے تقصیر ہوئی اور ہمیشہ اپنی پُشتوں کو اپنے گُناہوں سے گرانبار محسوس کرتے رہے ہوں کہ جن کے اٹھانے سے وہ اپنے کو عاجز و درماندہ پاتے ہوں۔ اس لیے روتے روتے ان کی ہچکیاں بند ہو گئی ہوں اور بِلک بِلک کر روتے ہُوئے ایک دُوسرے کو جواب دے رہے ہوں اور ندامت و اعترافِ گُناہ کی منزل پر کھڑے ہوئے اللہ سے چیخ چیخ کر فریاد کر رہے ہوں تو اس صُورت میں تمھیں ہدایت کے نشان اور اندھیروں کے چراغ نظر آئیں گے کہ جن کے گِرد فرشتے حلقہ کیے ہوں گے۔ تسلّی و تسکین کا ان پر وُرود ہو۔ آسمان کے دروازے ان کے لیے کُھلے ہوئے ہوں۔ عزّت کی مسندیں ان کے لیے مُہیّا ہوں۔ ایسی جگہ پر کہ جہاں اللہ کی نظر توجّہ ان پر ہو، وہ ان کی کوششوں سے خوش ہو اور ان کی منزلت پر آفرین کرتا ہو۔ وہ اسے پکارنے کی وجہ سے عفوو بخشش کی ہواؤں میں سانس لیتے ہوں، وہ اس کے فضل و کرم کی احتیاج میں گروی ہوں اور اس کی عظمت ورفعت کے سامنے ذِلّت وپستی میں جکڑے ہوئے ہوں، غم واندوہ کی طویل مُدّت نے ان کے دِلوں کو زخمی اور گریہ وبکا کی کثرت نے ان کی آنکھوں کو مجروح کر دیا ہو۔ ہر اس دروازہ پر ان کا ہاتھ دستک دینے والا ہے جو اس کی طرف متوجّہ وراغب کرے، وہ اس سے مانگتے ہیں کہ جِس کے جودو کرم کی پہنائیاں تنگ نہیں ہوتیں اور نہ خواہش لے کر بڑھنے والے نااُمید پھرتے ہیں، تُم اپنی بہبُودی کے لیے اپنے ہی نفس کا محاسبہ کرو، کیوں کہ دُوسروں کا مُحاسبہ کرنے والا تمھارے علاوہ دُوسرا ہے۔

خُطبہ:220

✿ يَا اَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ کی تلاوت کے وقت فرمایا ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیت يَا اَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ "اے اِنسان تجھے کس چیز نے اپنے پروردگارِ کریم کے بارے میں دھوکا دیا" کی تلاوت کے وقت ارشاد فرمایا:

یہ شخص جس سے یہ سوال ہو رہا ہے، جواب میں کتنا عاجز اور یہ فریب خوردہ عُذر پیش کرنے میں کتنا قاصر ہے، وہ اپنے نفس کو سختی سے جہالت میں ڈالے ہوئے ہے۔

اے انسان! تجھے کِس چیز نے گُناہ پر دلیر کر دیا ہے اور کِس چیز نے تجھے اپنے پروردگار کے بارے میں دھوکا دیا ہے اور کِس چیز نے تجھے اپنی تباہی پر مطمئن بنا دیا ہے؟ کیا تیرے مرض کے لیے شِفا اور تیرے خواب (غفلت) کے لیے بیداری نہیں ہے؟ کیا تجھے اپنے پر اتنا بھی رحم نہیں آتا جتنا دُوسروں پر ترس کھاتا ہے؟ بسا اوقات تو جلتی دُھوپ میں کسی کو دیکھتا ہے تو اس پر سایہ کر دیتا ہے یا کسی کو دَرد و کرب میں مُبتلا پاتا ہے تو اس پر شفقت کی بنا پر تیرے آنسو نِکل پڑتے ہیں۔ مگر خود اپنے روگ پر کس نے تجھے صبر دلایا ہے اور کس نے تجھے اپنی مصیبتوں پر توانا کر دیا ہے اور خود اپنے اُوپر رونے سے تسلّی دے دی ہے۔ حالانکہ سب جانوں سے تجھے اپنی جان عزیز ہے اور کیوں کر عذاب الٰہی کے رات ہی کو ڈیرے ڈال دینے کا خطرہ تجھے بیدار نہیں رکھتا، حالانکہ تو اپنے گُناہوں کی بدولت اس کے قہر و تسلّط کی راہ میں پڑا ہوا ہے۔ دل کی کوتاہیوں کے روگ کا چارہ عزم راسخ سے، آنکھوں کے خواب غفلت کا مداوا بیداری سے کرو۔ اللہ کے مطیع و فرمانبردار بنو اور اس کی یاد سے جی لگاؤ، ذرا اس حالت کا تصوّر کرو، وہ تمہاری طرف بڑھ رہا ہے اور تُم اس سے مُنہ پھیرے ہوئے ہو اور وہ تمہیں اپنے دامن عفو میں لینے کے لیے بُلا رہا ہے اور اپنے لُطف و احسان سے ڈھانپنا چاہتا ہے اور تُم ہو کہ اس سے روگرداں ہو کر دُوسری طرف رُخ کئے ہوئے ہو۔ بلند و برتر ہے وہ خُدائے قوی و توانا کہ جو کتنا بڑا کریم ہے اور تو اتنا عاجز و ناتواں اور اتنا پست ہو کر گُناہوں پر کتنا جری اور دلیر ہے، حالانکہ اسی کے دامن پناہ میں اقامت گزیں ہے اور اسی کے لُطف و احسان کی پہنائیوں میں اُٹھتا بیٹھتا ہے۔ اس نے اپنے لُطف و کرم کو تجھ سے روکا نہیں اور نہ تیرا پردہ چاک کیا ہے۔ بلکہ اس کی کسی نعمت میں جو اس نے تیرے لیے خلق کی، یا کسی گُناہ میں کہ جِس پر اس نے پردہ ڈالا، یا کسی مُصیبت و ابتلا میں کہ جِس کا رُخ تجھ سے موڑا تو اس کے لُطف و کرم سے لحظہ بھر کے لیے محروم نہیں ہُوا، یہ اس صُورت میں ہے کہ جب تو اس کی معصیت کرتا ہے تو پھر تیرا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اگر تُو اس کی اطاعت کرتا ہوتا۔ خُدا کی قسم! اگر یہی رویّہ دو ایسے شخصوں میں ہوتا جو قُوت و قدرت میں برابر کے ہم پلہ ہوتے اور ان میں سے ایک تُو ہوتا جو بے رُخی کرتا اور دُوسرا تجھ پر احسان کرتا تو تُو ہی سب سے پہلے اپنے نفس پر کج خلقی و بدکرداری کا حکم لگاتا، سچ کہتا ہوں کہ دُنیا نے تجھ کو فریب نہیں دیا، بلکہ خود (جان بُوجھ کر) اس کے فریب میں آیا ہے۔ اس نے تو تیرے سامنے نصیحتوں کو کھول کر رکھ دیا اور تجھے (ہر چیز سے) یکساں طور پر آگاہ کر دیا۔ اس نے جِس بلاؤں کو تیرے جسم پر نازل ہونے اور جِس کمزوری کے تیرے قویٰ پر طاری ہونے کا وعدہ

کیاہے اس میں راستگو اور ایفائے عہد کرنے والی ہے، بجائے اس کے تجھ سے جُھوٹ کہا ہو یا فریب دیا ہو۔ کتنے ہی اس دُنیا کے بارے میں سچے نصیحت کرنے والے ہیں جو تیرے نزدیک نا قابلِ اعتبار ہیں اور کتنے ہی اس کے حالات کو صحیح صحیح بیان کرنے والے ہیں جو جھٹلائے جاتے ہیں۔ اگر تو ٹوٹے ہوئے گھروں اور سُنسان مکانوں سے دُنیا کی معرفت حاصل کرے تو تُو انہیں اچھی یاد دہانی اور مؤثر پند دہی کے لحاظ سے بمنزلہ ایک مہربان کے پائے گا جو تیرے (ہلاکتوں میں پڑنے سے) بخل سے کام لیتے ہیں۔ یہ دُنیا اس کے لیے اچھا گھر ہے جو اسے گھر سمجھنے پر خوش نہ ہو اور اسی کے لیے اچھی جگہ ہے جو اسے اپنا وطن بنا کر نہ رہے۔ اس دُنیا کی وجہ سے سعادت کی منزل پر کل وہی لوگ پہنچیں گے جو آج اس سے گریزاں ہیں۔

جب زمین زلزلہ میں اور قیامت اپنی ہولناکیوں کے ساتھ آجائے گی اور ہر عبادت گاہ سے اس کے پُجاری، ہر معبُود سے اس کے پرستار اور ہر پیشوا سے اس کے مقتدی ملحق ہو جائیں گے، تو اس وقت فضا میں شگاف کرنے والی نظر اور زمین میں قدموں کی ہلکی چاپ کا بدلہ بھی اس کی عدالت گُستری و انصاف پروری کے پیشِ نظر حق و انصاف سے پُورا پُورا دیا جائے گا۔ اس دن کتنی ہی دلیلیں غلط و بے معنی ہو جائیں گی اور عُذر و معذرت کے بندھن ٹوٹ جائیں گے، تو اب اس چیز کو اختیار کرو جس سے کہ تمہارا عُذر قبول اور تمہاری حُجّت ثابت ہو سکے۔ جِس دُنیا سے تُم نے ہمیشہ بہرہ یاب نہیں ہونا اس سے وہ چیزیں لے لو جو تمہارے لیے ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔ اپنے سفر کے لیے تیار رہو (دُنیا کی ظلمتوں میں) نجات کی چمک پر نظر کرو اور جدوجہد کی سواریوں پر پالان کَس لو۔

خُطبہ:221

❁ ظُلم و غضب سے کنارہ کشی، عقیل کی حالتِ فقر و احتیاج اور اشعث ابن قیس کی رشوت کی پیشکش ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خُدا کی قسم! مجھے سعدان کے کانٹوں پر جاگتے ہوئے رات گُزارنا اور طوق و زنجیر میں مقید ہو کر گھسیٹا جانا اس سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسُولؐ سے اس حالت میں مُلاقات کروں کہ میں نے کسی بندے پر ظُلم کیا ہو، یا مالِ دُنیا میں سے کوئی چیز غصب کی ہو میں اس نفس کی خاطر کیونکر کسی پر ظُلم کر سکتا ہوں جو جلد ہی فنا کی طرف پلٹنے والا اور مُدّتوں تک مٹی کے نیچے پڑا رہنے والا ہے۔

بخدا میں نے (اپنے بھائی) عقیل کو سخت فقر و فاقہ کی حالت میں دیکھا، یہاں تک کہ وہ تمہارے (حصّہ کے) گیہوں میں ایک صاع مجھ

سے مانگتے تھے اور میں نے ان کے بچوں کو بھی دیکھا جن کے بال بِکھرے ہوئے اور فقر و بے نوائی سے رنگ تیر گی مائل ہو چکے تھے، گویا ان کے چہرے نیل چھڑک کر سیاہ کر دیے گئے ہیں، وہ اِصرار کرتے ہوئے میرے پاس آئے اور اس بات کو بار بار دُھرایا، میں نے ان کی باتوں کو کان دے کر سُنا تو انھوں نے یہ خیال کیا کہ میں ان کے ہاتھ اپنا دین بیچ ڈالوں گا اور اپنی روش چھوڑ کر ان کی کھینچ تان پر ان کے پیچھے ہو جاؤں گا۔ مگر میں نے کیا یہ کہ ایک لوہے کے ٹکڑے کو تپایا اور پھر ان کے جسم کے قریب لے گیا تاکہ عبرت حاصل کریں۔ چُنانچہ وہ اس طرح چیخے جس طرح کوئی بیمار دَرد و کرب سے چیختا ہے اور قریب تھا کہ ان کا بدن اس داغ دینے سے جل جائے۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ: اے عقیل! رونے والیاں تُم پر روئیں کیا تُم اس لوہے کے ٹکڑے سے چیخ اُٹھے ہو جسے ایک اِنسان نے ہنسی مذاق میں (بغیر جلانے کی نیّت سے) تپایا ہے اور تُم مجھے اس آگ کی طرف کھینچ رہے ہو کہ جسے خُدائے قہار نے اپنے غضب سے بھڑکایا ہے۔ تُم تو اَذیّت سے چیخو اور میں جہنّم کے شعلوں سے نہ چِلاّؤں۔ اس سے عجیب تر واقع یہ ہے کہ ایک شخص رات کے وقت (شہد میں) گُندھا ہوا حلوہ ایک سربلند برتن میں لیے ہوئے ہمارے گھر پر آیا جس سے مجھے ایسی نفرت تھی کہ محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ سانپ کے تھوک یا اس کی قے میں گُوندھا گیا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ: کیا یہ کسی بات کا انعام ہے، یا زکوۃ ہے، یا صدقہ ہے کہ جو ہم اہلِ بیت پر حرام ہے؟ تو اس نے کہا کہ: نہ یہ ہے، نہ وہ ہے، بلکہ یہ تحفہ ہے۔ تو میں نے کہا کہ: سپر مُردہ عورتیں تجھ پر روئیں، کیا تو دین کی راہ سے مجھے فریب دینے کے لیے آیا ہے؟ کیا تو بہک گیا ہے، یا پاگل ہو گیا ہے، یا یونہی ہذیاں بک رہا ہے؟ خُدا کی قسم! اگر ہفت اقلیم ان چیزوں سمیت جو آسمانوں کے نیچے ہیں مجھے دے دیئے جائیں، صِرف اللہ کی اتنی معصیت کروں کہ میں چیونٹی سے جَو کا ایک چِھلکا چھین لُوں تو کبھی بھی ایسا نہ کروں گا۔ یہ دُنیا تو میرے نزدیک اس پتّی سے بھی زیادہ بے قدر ہے جو ٹڈی کے مُنہ میں ہو کہ جِسے وہ چبا رہی ہو۔ علی کو فنا ہونے والی نعمتوں اور مِٹ جانے والی لذّتوں سے کیا واسطہ۔ ہم عقل کے خوابِ غفلت میں پڑ جانے اور لغزشوں کی بُرائیوں سے خُدا کے دامن میں پناہ لیتے ہیں اور اسی سے مدد کے خواستگار ہیں۔

خُطبہ:222

❁ آپؑ کے دُعائیہ کلمات ❁

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خُدایا!میری آبرو کو غناؤتونگری کے ساتھ محفوظ رکھ اور فقروتنگ دستی سے میری منزلت کو نظروں سے نہ گِرا کہ تجھ سے رزق مانگنے والوں سے رزق مانگنے لگوں اور تیرے بندوں کی نگاہِ لطف و کرم کو اپنی طرف موڑنے کی تمنّا کروں اور جو مجھے دے اس کی مدح وثنا کرنے لگوں اور جو نہ دے اس کی بُرائی کرنے میں مُبتلا ہو جاؤں اور ان سب چیزوں کے پس پردہ تو ہی عطا کرنے اور روک لینے کا اختیار رکھتا ہے۔"بے شک تُو ہر چیز پر قادر ہے۔"

خُطبہ:223

✿ دُنیا کی بے ثباتی اور اہل قبور کی حالت بے چارگی ✿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(یہ دُنیا) ایک ایسا گھر ہے جو بلاؤں میں گھِرا ہُوا اور فریب کاریوں میں شہرت یافتہ ہے، اس کے حالات کبھی یکساں نہیں رہتے اور نہ اس میں فروکش ہونے والے صحیح وسالم رہ سکتے ہیں۔ اس کے حالات مختلف اور اطوار ادلنے بدلنے والے ہیں۔ خوش گُذرانی کی صُورت اس میں قابلِ مذمّت اور امن وسلامتی کا اس میں پتہ نہیں۔ اس کے رہنے والے تِیر اندازی کے ایسے نشانے ہیں کہ جن پر دُنیا اپنے تیر چلاتی رہتی ہے اور موت کے ذریعہ انہیں فنا کرتی رہتی ہے۔

اے خُدا کے بندو! اس بات کو جانے رہو کہ تمہیں اور اس دُنیا کی ان چیزوں کو کہ جن میں تُم ہو انہی لوگوں کی راہ پر گُزرنا ہے جو تُم سے پہلے گُزر چکے ہیں، کہ جو تُم سے زیادہ لمبی عمروں والے، تُم سے زیادہ آباد گھروں والے اور تُم سے زیادہ پائدار نشانیوں والے تھے۔ ان کی آوازیں خاموش ہو گئیں، بندھی ہوائیں اُکھڑ گئیں، بدن گل سڑ گئے، گھر سُنسان ہو گئے اور نام ونشان تک مِٹ گئے۔ انھوں نے مضبُوط محلّوں اور بچھی ہوئی مسندوں کو پتھروں اور چُنی ہوئی سلوں اور پیوند زمین ہونے والی (اور) لحد والی قبروں سے بدل لیا کہ جن کے صحنوں کی بُنیاد تباہی و ویرانی پر ہے اور مِٹی ہی سے ان کی عمارتیں مضبُوط کی گئی ہیں۔ ان قبروں کی جگہیں آپس میں نزدیک نزدیک ہیں اور ان میں بسنے والے دُور افتادہ مُسافر ہیں، ایسے مقام میں کہ جہاں وہ بوکھلائے ہوئے ہیں اور ایسی جگہ میں کہ جہاں (دُنیا کے کاموں سے) فارغ ہو کر آخرت کی فکروں میں مشغول ہیں۔ وہ اپنے وطن سے اُنس نہیں رکھتے اور نزدیک کی ہمسائیگی اور گھروں کے قُرب کے باوجود ہمسایوں کی طرح آپس میں میل ملاپ نہیں رکھتے اور کیونکر آپس میں ملنا جُلنا ہو سکتا ہے۔ جبکہ بوسیدگی و تباہی نے اپنے سینہ سے انھیں

پیس ڈالا ہے اور پتھروں اور مٹی نے انھیں کھالیا ہے۔ تُم بھی یہی سمجھو کہ (گویا) وہیں پہنچ گئے جہاں وہ پہنچ چکے ہیں اور اسی خواب گاہ (قبر) نے تمہیں بھی جکڑ لیا ہے اور اسی امانت گاہ (لحد) نے تمہیں بھی چمٹا لیا ہے۔ اس وقت تمہاری حالت کیا ہو گی کہ جب تمہارے سارے مرحلے اِنتہا کو پہنچ جائیں گے اور قبروں سے نکل کھڑے ہو گے۔ وہاں ہر شخص اپنے اعمال کے (نفع و نقصان) کی جانچ کرے گا اور وہ اپنے سچے مالک خُدا کی طرف پلٹائے جائیں گے اور جو کچھ افتراء پردازیاں کرتے تھے ان کے کام نہ آئیں گی۔

خُطبہ:224

❁ آپؑ کے دعائیہ کلمات ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے اللہ! تُو اپنے دوستوں کے ساتھ تمام اُنس رکھنے والوں سے زیادہ مانُوس ہے اور جو تجھ پر بھروسہ رکھنے والے ہیں ان کی حاجت روائی کے لیے ہمہ وقت پیش پیش ہے۔ تو ان کی باطنی کیفیتوں کو دیکھتا اور ان کے چُھپے ہوئے بھیدوں کو جانتا اور ان کی بصیرتوں کی رسائی سے باخبر ہے۔ ان کے راز تیرے سامنے آشکارا اور ان کے دل تیرے آگے فریادی ہیں۔ اگر تنہائی سے ان کا جی گھبراتا ہے تو تیرا ذکر ان کا دل بہلاتا ہے۔ اگر مصیبتیں ان پر پڑتی ہیں تو وہ تیرے دامن میں پناہ لینے کے لیے مُلتجی ہوتے ہیں۔ یہ جانتے ہوئے کہ سب چیزوں کی باگ ڈور تیرے ہاتھ میں ہے اور ان کے نفاذ پذیر ہونے کی جگہیں تیرے ہی فیصلوں سے وابستہ ہیں۔

خُدایا! اگر میں سوال کرنے سے عاجز رہوں یا اپنے مقصود پر نظر نہ ڈال سکوں تو تُو میری مصلحتوں کی طرف رہنمائی فرما اور میرے دل کو اِصلاح و بہبودی کی صحیح منزل پر پہنچا۔ یہ چیز تیری رہنمائیوں اور حاجت روائیوں کو دیکھتے ہوئے کوئی نرالی نہیں۔ خُدایا! میرا معاملہ اپنے عفوو بخشش سے طے کر، نہ اپنے عدل و اِنصاف کے معیار سے۔

خُطبہ:225

❁ اپنے ایک صحابی کے متعلق جو انتشار و فتنہ سے قبل دُنیا سے اُٹھ گئے تھے فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فلاں شخص کی کارکردگیوں کی جزا اللہ دے، انھوں نے ٹیڑھے پن کو سیدھا کیا، مرض کا چارہ کیا، فتنہ و فساد کو پیچھے چھوڑ گئے، سُنّت کو قائم

کیا، صاف سُتھرے دامن اور کم عیبوں کے ساتھ دُنیا سے رخصت ہوئے، (دُنیا کی) بھلائیوں کو پالیا اور اس کی شر انگیزیوں سے آگے بڑھ گئے۔ اللہ کی اِطاعت بھی کی اور اس کا پُورا پُورا خوف بھی کھایا۔ خود چلے گئے اور لوگوں کو ایسے متفرق راستوں میں چھوڑ گئے جن میں گم کردہ راہ راستہ نہیں پا سکتا اور ہدایت یافتہ یقین تک نہیں پہنچ سکتا۔

خُطبہ:226

❁ اپنی بیعت کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ کی بیعت کے بیان میں ایسا ہی ایک خطبہ اِس سے قبل اِس سے کچھ مختلف لفظوں میں گُزر چُکا ہے

تُم نے (بیعت کے لیے) میرا ہاتھ (اپنی طرف) پھیلانا چاہا تو میں نے اسے روکا اور تُم نے کھینچا تو میں اسے سمیٹتا رہا۔ مگر تُم نے مجھ پر اس طرح ہجوم کیا جِس طرح پیاسے اُونٹ پانی پینے کے دن تالابوں پر ٹوٹتے ہیں، یہاں تک کہ جوتی (کے تسمے) ٹوٹ گئے اور عبا کاندھے سے گِر گئی۔ کمزور و ناتواں کچلے گئے اور میری بیعت پر لوگوں کی مَسرت یہاں تک پہنچ گئی کہ چھوٹے چھوٹے بچے خوشیاں منانے لگے اور بوڑھے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے بیعت کے لیے بڑھے۔ بیمار بھی اُٹھتے بیٹھتے ہوئے پہنچ گئے اور نوجوان لڑکیاں پَردوں سے نکل کر دوڑ پڑیں۔

خُطبہ:227

❁ تقویٰ کی نصیحت اور موت سے خائف رہنے اور زہد اختیار کرنے والوں کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بے شک اللہ کا خوف ہدایت کی کلید اور آخرت کا ذخیرہ ہے (خواہشوں کی) ہر غلامی سے آزادی اور ہر تباہی سے رہائی کا باعث ہے۔ اس کے ذریعہ طلبگار منزلِ مقصود تک پہنچتا اور (سختیوں سے) بھاگنے والا نجات پاتا ہے اور مطلوبہ چیزوں تک پہنچ جاتا ہے۔ (اچھے) اعمال بجا لے آؤ، ابھی جبکہ اعمال بلند ہو رہے ہیں تو یہ فائدہ دے سکتی ہے۔ پُکار سُنی جا رہی ہے۔ حالات پُر سکون اور (کراماً کاتبین کے) قلم رواں ہیں۔ ضُعف و پیری کی طرف پلٹانے والی عمر زنجیر پا بن جانے والے مرض اور جھپٹ لینے والی موت سے پہلے اعمال کی طرف جلدی کرو۔

کیونکہ موت تمہاری لذّتوں کو تباہ کرنے والی، خواہشات کو مکدّر بنانے والی اور تمہاری منزلوں کو دُور کر دینے والی ہے۔ یہ ناپسندیدہ ملاقاتی اور شکست نہ کھانے والا حریف ہے اور ایسی خونخوار ہے کہ اس سے (خون بہا کا) مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے پھندے تمہیں جکڑے ہوئے ہیں اور اس کی تباہ کاریاں تمہیں گھیرے ہوئے ہیں اور اس کے (تیروں کے) پھل تمہیں سیدھا نشانہ بنائے ہوئے ہیں اور تم پر اس کا غلبہ و تسلّط عظیم اور تُم پر اس کا ظُلم و تعدی برابر جاری ہے اور اس کے وار کے خالی جانے کا امکان کم ہے۔ قریب ہے کہ سحاب مرگ کی تیر گیاں، مرض الموت کے لوکے، جان لیوا سختیوں کے اندھیرے، سانس اُکھڑنے کی مدہوشیاں، جان کنی کی اَذیّتیں، اس کے ہر طرف سے چھا جانے کی تاریکی اور کام و دہن کے لیے اس کی بد مزگی تمہیں گھیر لے، گویا کہ وہ تُم پر اچانک آپڑی ہے کہ جِس نے تمہارے ساتھ چپکے چپکے باتیں کرنے والے کو خاموش کر دیا اور تمہاری جماعت کو متفرق و پراگندہ کر دیا اور تمہارے نشانات کو مِٹا دیا اور تمہارے گھروں کو سُنسان کر دیا اور تمہارے وارثوں کو تیار کر دیا کہ وہ تمہارے ترکہ کو مخصوص عزیزوں میں کہ جنھوں نے تمہیں کچھ ہی فائدہ نہ دیا اور ان غم زدہ قریبیوں میں کہ جو (موت کو) روک نہ سکے اور ان خوش ہونے والے (رشتہ داروں) میں جو ذرا بے چین نہیں ہوئے تقسیم کر لیں۔ لہٰذا تمہیں لازم ہے کہ تُم سعی و کوشش کرو اور (سفر آخرت کے لیے) تیّار ہو جاؤ اور سرو سامان مہیّا کرو اور زاد مُہیّا کر لینے والی منزل سے زاد فراہم کر لو۔ دُنیا تمہیں فریب نہ دے۔ جِس طرح تُم سے پہلے گُزر جانے والی اُمّتوں اور گُزشتہ لوگوں کو فریب دیا کہ جنھوں نے اس دُنیا کا دُودھ دوہا اور اس کی غفلت سے فائدہ اُٹھالے گئے اور اس کے گِنے چُنے (دنوں کو) فنا اور تازگیوں کو پژمردہ کر دیا، ان کے گھروں نے قبروں کی صُورت اِختیار کر لی، ان کا مال ترکہ بن گیا، جو ان کی قبروں پر آتا ہے اسے پہچانتے نہیں، جو انہیں روتا ہے اس کی پروا نہیں کرتے اور جو پُکارے اسے جواب نہیں دیتے۔ اس دُنیا سے ڈرو، کہ یہ غدّار، دھوکہ باز اور فریب کار ہے، دینے والی (اور پھر) لے لینے والی ہے۔ لباس پہنانے والی (اور پھر) اُتروا لینے والی ہے۔ اس کی آسائشیں ہمیشہ نہیں رہتیں، نہ اس کی سختیاں ختم ہوتی ہیں اور نہ اس کی مصیبتیں تھمتی ہیں۔

اِس خطبہ کا یہ حِصّہ زاہدوں کے اوصاف میں ہے

وہ ایسے لوگ تھے جو اہل دُنیا میں سے تھے۔ مگر (حقیقۃً) دُنیا والے نہ تھے۔ وہ دُنیا میں اس طرح رہے کہ گویا دُنیا سے نہ ہوں۔ ان کا عمل ان چیزوں پر ہے جنھیں خُوب جانے پہچانے ہوئے ہیں اور جِس چیز سے خائف ہیں اس سے بچنے کے لیے جلدی کرتے ہیں۔ ان کے جسم گویا اہل آخرت کے مجمع میں گردش کر رہے ہیں، وہ اہل دُنیا کو دیکھتے ہیں کہ وہ ان کی جسمانی موت کو بڑی اہمیّت دیتے ہیں اور وہ ان

اشخاص کے حال کو زیادہ اندوہناک سمجھتے ہیں، جو زندہ ہیں مگر ان کے دِل مُردہ ہیں۔

خُطبہ:228

❁ جب بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیر المومنین علیہ السّلام نے بصرہ کی طرف جاتے ہوئے مقام ذی قار میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا، اِس کا واقدی نے کتابُ الجمل میں ذکر کیا ہے

رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جو حکم تھا اسے آپ نے کھول کر بیان کر دیا اور اللہ کے پیغامات پہنچا دیئے۔ اللہ نے آپ کے ذریعہ بِکھرے ہوئے افراد کی شیرازہ بندی کی سینوں میں بھری ہوئی سخت عداوتوں اور دلوں میں بھڑک اُٹھنے والے کینوں کے بعد خویش و اقارب کو آپس میں شیر و شکر کر دیا۔

خُطبہ:229

❁ عبد اللہ ابن زمعہ نے آپ سے مال طلب کیا تو فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبد اللہ ابنِ زمعہ جو آپ کی جماعت میں محسُوب ہوتا تھا آپ کے زمانۂ خلافت میں کچھ مال طلب کرنے کے لیے حضرت کے پاس آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

یہ مال نہ میرا ہے نہ تمہارا، بلکہ مسلمانوں کا حق مشترک اور ان کی تلواروں کا جمع کیا ہُوا سرمایہ ہے، اگر تُم ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے ہوتے تو تمہارا حصّہ بھی ان کے برابر ہوتا، ورنہ ان کے ہاتھوں کی کمائی دُوسروں کے مُنہ کا نوالہ بننے کے لیے نہیں ہے۔

خُطبہ:230

❁ جب جعدہ ابن ہبیرہ خطبہ نہ دے سکے تو فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معلوم ہونا چاہیئے کہ زبان اِنسان (کے بدن کا) ایک ٹکڑا ہے۔ جب اِنسان (کا ذہن) رُک جائے تو پھر کلام ان کا ساتھ نہیں دیا کرتا اور

جب اس کے (معلومات میں) وُسعت ہو تو پھر کلام زبان کو رُکنے کی مُہلت نہیں دیا کرتا اور ہم (اہلبیّت) اقلیم سُخن کے فرمانروا ہیں۔ وہ ہمارے رگ وپے میں سمایا ہُوا ہے اور اس کی شاخیں ہم پر جُھکی ہوئی ہیں۔
خدا تُم پر رحم کرے، اس بات کو جان لو کہ تُم ایسے دَور میں ہو جِس میں حق گو کم، زبانیں صدق بیانی سے کُند اور حق والے ذلیل و خوار ہیں۔ یہ لوگ گُناہ و نافرمانی پر جمے ہُوئے ہیں اور ظاہر داری و نفاق کی بناء پر ایک دُوسرے سے صلح وصفائی رکھتے ہیں۔ ان کے جوان بدخو، ان کے بوڑھے گنہگار، ان کے عالم منافق اور ان کے واعظ چاپلوس ہیں، نہ چھوٹے بڑوں کی تعظیم کرتے ہیں اور نہ مال دار فقیر و بے نوا کی دستگیری کرتے ہیں۔

خُطبہ: 231

❁ لوگوں کے اختلاف صُورت وسیرت کے وجوہ واسباب ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذعلب یمانی نے ابنِ قتیبہ سے اور اس نے عبداللہ ابنِ یزید سے انھوں نے مالک ابن دحیہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ: ہم امیر المومنین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ لوگوں کے اختلاف (صُورت وسیرت) کا ذکر چھڑا تو آپؑ نے فرمایا:

ان کے مبداء طینت نے ان میں تفریق پیدا کر دی ہے اور یہ اس طرح کہ وہ شورہ زار وشیریں زمین اور سخت ونرم مٹی سے پیدا ہوئے ہیں۔ لہٰذا وہ زمین کے قُرب کے اِعتبار سے متفق ہوتے اور اِختلاف کے تناسب سے مختلف ہوتے ہیں (اس پر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ) پُورا خوش شکل اِنسان عقل میں ناقص اور بلند قامت آدمی پست ہمّت ہو جاتا ہے اور نیکوکار، بدصُورت اور کوتاہ قامت، دُور اندیش ہوتا ہے اور طبعاً نیک سرشت کسی بُری عادت کو پیچھے لگا لیتا ہے اور پریشان دل والا پراگندہ عقل اور چلتی ہوئی زبان والا ہوش مند دل رکھتا ہے۔

خُطبہ: 232

❁ پیغمبرؐ کو غسل وکفن دیتے وقت فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو غسل وکفن دیتے وقت فرمایا

یارسُولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قُربان ہوں۔ آپ کے رحلت فرما جانے سے نبوت، خُدائی احکام اور آسمانی خبروں کا سلسلہ قطع ہو گیا، جو کسی اور (نبی) کے انتقال سے قطع نہیں ہوا تھا، (آپ نے) اس مصیبت میں اپنے اہلبیتؑ کو مخصوص کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے دُوسروں کے غموں سے تسلّی دے دی اور (اس غم کو) عام بھی کر دیا کہ سب لوگ آپ کے (سوگ میں) برابر کے شریک ہیں۔ اگر آپ نے صبر کا حکم اور نالہ و فریاد سے روکا نہ ہوتا تو ہم آپ کے غم میں آنسوؤں کا ذخیرہ ختم کر دیتے اور یہ دَرد منّت پذیر درماں نہ ہوتا اور یہ غم و حزن ساتھ نہ چھوڑتا (پھر بھی یہ) گریہ و بُکا اور اندوہ و حزن آپ کی مصیبت کے مقابلہ میں کم ہوتا۔ لیکن موت ایسی چیز ہے کہ جِس کا پلٹانا اختیار میں نہیں ہے اور نہ اس کا دُور کرنا بَس میں ہے۔ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں۔ ہمیں بھی اپنے پروردگار کے پاس یاد کیجیئے گا اور ہمارا خیال رکھیئے گا۔

خُطبہ:233

❁ ہجرت پیغمبرؐ کے بعد ان کے عقب میں روانہ ہونے کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِس میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ہجرت کے بعد اپنی کیفیت اور پھر ان تک پہنچنے تک کی حالت کا تذکرہ کیا ہے

میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے راستہ پر روانہ ہُوا اور آپ کے ذکر کے خطوط پر قدم رکھتا ہُوا مقامِ عرج تک پہنچ گیا۔

سیّد رضی کہتے ہیں کہ: یہ ٹکڑا ایک طویل کلام کا جُز ہے اور (فاطا ذکرہ) ایسا کلام ہے جِس میں انتہائی درجہ کا اختصار اور فصاحت ملحُوظ رکھی گئی ہے۔ اس سے مُراد یہ ہے کہ اِبتدائے سفر سے لے کر یہاں تک کہ میں اس مقام عرج تک پہنچا برابر آپ کی اطلاعات مجھے پہنچ رہی تھیں۔ آپ نے اس مطلب کو اس عجیب و غریب کنایہ میں ادا کیا ہے۔

خُطبہ:234

❁ دُنیا میں زادِ آخرت مہیّا کرنے اور موت سے پہلے عمل بجالانے کے متعلق فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعمال بجالاؤ، ابھی جبکہ تُم زندگی کی فراخی و وُسعت میں ہو، اعمال نامے کُھلے ہُوئے اور توبہ کا دامن پھیلا ہوا ہے۔ اللہ سے رُخ پھیر لینے

والے کو پکارا جارہا ہے اور گنہگاروں کو اُمید دلائی جارہی ہے، قبل اس کے کہ عمل کی روشنی گُل ہو جائے اور مہلت ہاتھ سے جاتی رہے اور مُدّت ختم ہو جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے اور ملائکہ آسمان پر چڑھ جائیں۔ چاہیئے کہ اِنسان خود اپنے سے اپنے واسطے اور زندہ سے مُردہ کے لیے اور فانی سے باقی کی خاطر اور جانے والی زندگیوں سے حیاتِ جاودانی کے لیے نفع و بہبُود حاصل کرے، وہ اِنسان جسے ایک مُدّت تک عُمر دی گئی ہے اور عمل کی انجام دہی کے لیے مُہلت بھی ملی ہے اسے اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ مرد وہ ہے جو اپنے نفس کو لگام دے کر اور اس کی باگیں چڑھا کر اپنے قابُو میں رکھے اور لگام کے ذریعہ اسے اللہ کی نافرمانیوں سے روکے اور اس کی باگیں تھام کر اللہ کی اطاعت کی طرف اسے کھینچ لے جائے۔

خُطبہ:235

❁ حکمین کے بارے میں اور اہل شام کی مذمّت میں فرمایا ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دونوں ثالثوں (ابُو موسیٰ و عمرو ابنِ عاص) کے بارے میں اور اہل شام کی مذمّت میں فرمایا

وہ تُند خو اوباش اور کمینے بد قماش ہیں کہ جو ہر طرف سے اکٹھا کر لئے گئے ہیں اور مخلُوط النسب لوگوں میں سے چُن لیے گئے ہیں۔ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو جہالت کی بناء پر اس قابل ہیں کہ انھیں (ابھی اِسلام کے متعلّق) کچھ بتایا جائے اور شائستگی سکھائی جائے (اچھائی اور بُرائی کی تعلیم) دی جائے اور (عمل کی) مشق کرائی جائے اور ان پر کسی نگران کو چھوڑا جائے اور ان کے ہاتھ پکڑ کر چلایا جائے، نہ تو وہ مہاجر ہیں نہ انصار اور نہ ان لوگوں میں سے ہیں جو مدینہ میں فروکش تھے۔

دیکھو! اہل شام نے تو اپنے لیے ایسے شخص کو منتخب کیا ہے جو ان کے پسندیدہ مقصد کے بہت قریب ہے اور تُم نے ایسے شخص کو چُنا ہے جو تمہارے ناپسندیدہ مقصد سے انتہائی نزدیک ہے۔ تُم کو عبد اللہ ابن قیس (ابُو موسیٰ) کا کل والا وقت یاد ہو گا۔ (کہ وہ کہتا پھرتا تھا) کہ "یہ جنگ ایک فتنہ ہے۔ لہٰذا اپنی کمانوں کے چلّوں کو توڑ دو اور تلواروں کو نیاموں میں رکھ لو۔" اگر وہ اپنے اس قول میں سچا تھا تو (ہمارے ساتھ) چل کھڑا ہونے میں خطا کار ہے، جبکہ اس پر کوئی جبر بھی نہیں اور اگر جھوٹا تھا تو اس پر (تمہیں) بے اعتمادی ہونا چاہیئے، لہٰذا عمرو ابن عاص کے دھکیلنے کے لیے عبد اللہ ابنِ عباس کو منتخب کرو۔ ان دِنوں کی مہلت غنیمت جانو اور اسلامی (شہروں کی) سرحدوں کو گھیر

لو، کیا تُم اپنے شہروں کو نہیں دیکھتے کہ ان پر حملے ہو رہے ہیں اور تمہاری قوت و طاقت کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

خُطبہ:236

✿ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی توصیف اور روایت میں عقل و درایت سے کام لینے کے لیے فرمایا ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِس میں آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ذکر فرمایا

وہ علم کے لیے باعثِ حیات اور جہالت کے لیے سبب مرگ ہیں۔ ان کا حلم ان کے علم کا اور ان کا ظاہر ان کے باطن کا اور ان کی خاموشی ان کے کلام کی حکمتوں کا پتہ دیتی ہے۔ وہ نہ حق کی خلاف ورزی کرتے ہیں، نہ اس میں اختلاف پیدا کرتے ہیں۔ وہ اِسلام کے ستون اور بچاؤ کا ٹھکانہ ہیں، ان کی وجہ سے حق اپنے اصلی مقام پر پلٹ آیا اور باطل اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور اس کی زبان جڑ سے کٹ گئی۔ انھوں نے دین کو سمجھ کر اور اس پر عمل کر کے اسے پہچانا ہے۔ نہ صرف نقل و سماعت سے اسے جانا ہے۔ یوں تو علم کے راوی بہت ہیں، مگر اس پر عمل پیرا ہو کر اس کی نگہداشت کرنے والے کم ہیں۔

خُطبہ:237

✿ جب عثمان نے عبد اللہ ابنِ عبّاس کے ذریعے آپ کو یہ پیغام بھجوایا کہ آپ ینبع چلے جائیں تو اس موقع پر فرمایا ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جن دنوں میں عثمان ابنِ عفّان محاصرہ میں تھے تو عبد اللہ ابنِ عبّاس ان کی ایک تحریر لے کر امیر لمومنینؑ کے پاس آئے جِس میں آپ سے خواہش کی تھی کہ آپ اپنی جاگیر ینبع کی طرف چلے جائیں تا کہ خلافت کے لیے جو حضرت کا نام پُکارا جا رہا ہے اس میں کچھ کمی آ جائے اور وہ ایسی درخواست پہلے بھی کر چکے تھے، جِس پر حضرت نے ابنِ عبّاس سے فرمایا: اے ابنِ عبّاس! عثمان تو بس یہ چاہتے ہیں کہ وہ مجھے اپنا شتر آب کش بنا لیں کہ جو ڈول کے ساتھ کبھی آگے بڑھتا ہے اور کبھی پیچھے ہٹتا ہے۔ انھوں نے پہلے بھی یہی پیغام بھیجا تھا کہ میں (مدینہ سے) باہر نکل جاؤں اور اس کے بعد یہ کہلوا بھیجا کہ میں پلٹ آؤں۔ اب پھر وہ پیغام بھیجتے ہیں کہ میں یہاں سے چلا جاؤں (جہاں تک مناسب تھا) میں نے ان کو بچایا، اب تو مجھے ڈر ہے کہ میں (ان کو مدد دینے سے) کہیں گنہگار نہ ہو جاؤں۔

خُطبہ:238

❀ اپنے اصحاب کو آمادۂ جنگ کرنے اور آرام طلبی سے بچنے کے لیے فرمایا ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خُداوندِ عالم تُم سے ادائے شکر کا طلبگار ہے اور اس نے تمہیں اپنے اقتدار کا مالک بنایا ہے اور تمہیں اس (زندگی کے) محدُود میدان میں مُہلت دے رکھی ہے تاکہ سبقت کا انعام حاصل کرنے میں ایک دُوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو۔ کمریں مضبوطی سے کَس لو اور دامن گردان لو۔ بلند ہمتی اور دعوتوں کی خواہش ایک ساتھ نہیں چل سکتی۔ رات کی گہری نیند دن کی مہموں میں بڑی کمزوری پیدا کرنے والی ہے اور (اس کی) اندھیاریاں ہمّت وجرأت کی یاد کو بہت مٹادینے والی ہے۔

مکتُوب:1

❀ مدینہ سے بصرہ روانہ ہوتے وقت اہل کوفہ کے نام ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو مدینہ سے بصرہ کی جانب روانہ ہوتے ہوئے اہل کُوفہ کے نام تحریر فرمایا

خُدا کے بندے علی امیر المومنینؑ کی طرف سے اہل کُوفہ کے نام جو مددگاروں میں سربر آوردہ اور قوم عرب میں بلند نام ہیں۔ میں عثمان کے معاملہ سے تمہیں اس طرح آگاہ کئے دیتا ہوں، کہ سُننے اور دیکھنے میں کوئی فرق نہ رہے۔ لوگوں نے ان پر اعتراضات کئے تو مہاجرین میں سے ایک میں ایسا تھا جو زیادہ سے زیادہ کوشش کرتا تھا کہ ان کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ ہو اور شکوہ شکایت بہت کم کرتا تھا۔ البتہ ان کے بارے میں طلحہ وزبیر کی ہلکی سے ہلکی رفتار بھی تندُو تیز تھی اور نرم سے نرم آواز بھی سختی و دُرشتی لیے ہوئے تھی اور ان پر عائشہ کو بھی بے تحاشہ غصّہ تھا۔ چُنانچہ ایک گروہ آمادہ ہو گیا اور اس نے انھیں قتل کر دیا اور لوگوں نے میری بیعت کر لی۔ اس طرح کہ نہ ان پر کوئی زبردستی تھی اور نہ انھیں مجبُور کیا گیا تھا۔ بلکہ انھوں نے رغبت و اختیار سے ایسا کیا اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ دارالھجرت (مدینہ) اپنے رہنے والوں سے خالی ہو گیا ہے اور اس کے باشندوں کے قدم وہاں سے اُکھڑ چکے ہیں اور وہ دیگ کی طرح اُبل رہا ہے اور فتنہ کی چکّی چلنے لگی ہے، لہٰذا اپنے امیر کی طرف تیزی سے بڑھو اور اپنے دُشمنوں سے جہاد کرنے کے لیے جلدی سے نکل کھڑے ہو۔

مکتُوب:2

❀ جنگ جمل کے خاتمہ پر اہل کوفہ کے نام ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو فتح بصرہ کے بعد اہل کوفہ کی طرف تحریر فرمایا

خُدا تُم شہر والوں کو تمہارے نبیؐ کے اہل بیّت کی طرف سے بہتر سے بہتر وہ جزا دے جو اطاعت شعاروں اور اپنی نعمت پر شکر گُزاروں کو وہ دیتا ہے۔ تُم نے ہماری آواز سُنی اور اطاعت کے لیے آمادہ ہو گئے اور تمہیں پُکارا گیا تو تُم لبیک کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔

دستاویز:3

❁ شریح ابنِ حارث کے مکان کی دستاویز ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو آپ نے شریح ابنِ حارث قاضی کوفہ کے لیے تحریر فرمائی

روایت ہے کہ امیر المومنینؑ کے قاضی شریح ابنِ حارث نے آپؑ کے دورِ خلافت میں ایک مکان اَسّی ۸۰ دینار کو خرید کیا۔ حضرتؑ کو اس کی خبر ہوئی تو انھیں بُلوا بھیجا اور فرمایا: مجھے اطلاع ملی ہے کہ تُم نے ایک مکان اَسّی ۸۰ دینار کو خرید کیا ہے اور دستاویز بھی تحریر کی ہے اور اس پر گواہوں کی گواہی بھی ڈلوائی ہے۔ شریح نے کہا کہ: جی ہاں یا امیر المومنینؑ! ایسا ہُوا تو ہے۔ (راوی کہتا ہے) اس پر حضرت نے انھیں غصّہ کی نظر سے دیکھا اور فرمایا: دیکھو! بہت جلد ہی وہ (ملک الموت) تمہارے پاس آجائے گا جو نہ تمہاری دستاویز دیکھے گا اور نہ تُم سے گواہوں کو پُوچھے گا اور وہ تمہارا بوریا بستر بند ھوا کر یہاں سے نکال باہر کرے گا اور قبر میں اکیلا چھوڑ دے گا۔ اے شریح! دیکھو! ایسا تو نہیں کہ تُم نے اس گھر کو دُوسرے کے مال سے خریدا ہو، یا حرام کی کمائی سے قیمت ادا کی ہو۔ اگر ایسا ہوا تو سمجھ لو کہ تُم نے دُنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی۔ دیکھو! اس کی خریداری کے وقت تُم میرے پاس آئے ہوتے تو میں اس وقت تمہارے لیے ایک ایسی دستاویز لکھ دیتا کہ تُم ایک درہم بلکہ اس سے کم کو بھی اس گھر کے خریدنے کو تیار نہ ہوتے۔ وہ دستاویز یہ ہے۔

یہ وہ ہے جو ایک ذلیل بندے نے ایک ایسے بندے سے کہ جو سفر آخرت کے لیے پا در رکاب ہے خرید کیا ہے۔ ایک ایسا گھر کہ جو دُنیائے پُر فریب میں مرنے والوں کے محلے اور ہلاک ہونے والوں کے خطّہ میں واقع ہے جس کے حدُود اربعہ یہ ہیں۔ پہلی حد آفتوں کے اسباب سے متصل ہے، دُوسری حد مصیبتوں کے اسباب سے ملی ہوئی ہے اور تیسری حد ہلاک کرنے والی نفسانی خواہشوں تک پہنچتی ہے اور چوتھی حد گمراہ کرنے والے شیطان سے تعلّق رکھتی ہے اور اسی حد میں اس کا دروازہ کُھلتا ہے۔ اس فریب خوردہ اُمید و آرزو نے اس شخص سے کہ جسے موت دھکیل رہی ہے اس گھر کو خریدا ہے۔ اس قیمت پر کہ اس نے قناعت کی عزت سے ہاتھ اُٹھایا اور طلب و خواہش کی ذِلّت میں جا پڑا۔ اب اگر اس سودے میں خریدار کو کوئی نقصان پہنچے تو بادشاہوں کے جسم کو تہ وہ بالا کرنے والے، گردن کشوں کی جان لینے والے اور کسریٰ، قیصر اور تبع و حمیر ایسے فرمانرواؤں کی سلطنتیں اُلٹ دینے والے اور مال سمیٹ سمیٹ کر اسے بڑھانے اُونچے اُونچے محل بنانے سنوارنے انھیں فرش فروش سے سجانے اور اولاد کے خیال سے ذخیرے فراہم کرنے اور جاگیریں بنانے والوں سے

سب کچھ چھین لینے والے کے ذمّہ ہے کہ وہ ان سب کو لے جا کر حساب و کتاب کے موقف اور عذاب و ثواب کے محل میں کھڑا کرے۔اس وقت کہ جب حق و باطل کا دوٹوک فیصلہ ہو گا اور باطل والے وہاں خسارے میں رہیں گے۔

"گواہ شُد برایں عقل: جب خواہشوں کے بندھن سے الگ اور دُنیا کی وابستگیوں سے آزاد ہو۔"

مکتُوب:4

❁ عثمان ابن حنیف انصاری کے نام ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایک سالار لشکر کے نام

اگر وہ اطاعت کی چھاؤں میں پلٹ آئیں تو یہ تو ہم چاہتے ہی ہیں اور اگر ان کی تانیں بس بغاوت اور نافرمانی ہی پر ٹوٹیں، تو تُم فرماں برداروں کو لے کر نافرمانوں کی طرف اُٹھ کھڑے ہو اور جو تمہارا ہمنوا ہو کر تمہارے ساتھ ہے اس کے ہوتے ہوئے مُنہ موڑنے والوں کی پروانہ کرو۔کیونکہ جو بددلی سے ساتھ ہو اس کا نہ ہونا ہونے سے بہتر ہے اور اس کا بیٹھے رہنا اس کے اُٹھ کھڑے ہونے سے زیادہ مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

مکتُوب:5

❁ اشعث ابن قیس عامل آذربائیجان کے نام ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اشعث ابن قیس والیِ آذربائیجان کے نام

یہ عُہدہ تمہارے لیے کوئی آزُوقہ نہیں ہے، بلکہ وہ تمہاری گردن میں ایک امانت کا پھندا ہے اور تُم اپنے حکمران بالا کی طرف سے حفاظت پر مامور ہو۔تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا رعیّت کے معاملہ میں جو چاہو کر گُزرو۔خبردار! کسی مضبُوط دلیل کے بغیر کسی بڑے کام میں ہاتھ نہ ڈالا کرو۔تمہارے ہاتھوں میں خُدائے بزرگ و برتر کے اموال میں سے ایک مال ہے اور تُم اس وقت تک اس کے خزانچی ہو جب تک میرے حوالے نہ کردو، بہرحال میں غالباً تمہارے لیے بُرا حکمران تو نہیں ہوں۔والسّلام

مکتُوب:6

معاویہ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معاویہ ابن ابی سفیان کے نام

جن لوگوں نے ابُوبکر، عمر اور عثمان کی بیعت کی تھی، انھوں نے میرے ہاتھ پر اسی اصول کے مطابق بیعت کی جِس اصول پر وہ ان کی بیعت کر چکے تھے اور اس کی بنا پر جو حاضر ہے اسے پھر نظر ثانی کا حق نہیں اور جو بر وقت موجود نہ ہو، اسے رد کرنے کا اختیار نہیں اور شوارٰی کا حق صرف مہاجرین و انصار کو ہے، وہ اگر کسی پر ایکا کریں اور اسے خلیفہ سمجھ لیں تو اسی میں اللہ کی رضا و خشنودی سمجھی جائے گی۔ اب جو کوئی اس کی شخصیت پر اعتراض یا نیا نظریہ اختیار کرتا ہُوا الگ ہو جائے تو اسے وہ سب اسی طرف واپس لائیں گے، جدھر سے وہ منحرف ہُوا ہے اور اگر انکار کرے تو اس سے لڑیں، کیونکہ وہ مومنوں کے طریقے سے ہٹ کہ دُوسری راہ پر ہو لیا ہے اور جِدھر وہ پھر گیا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے اُدھر ہی پھیر دے گا۔

اے معاویہ! میری جان کی قسم! اگر تُم اپنی نفسانی خواہشوں سے دُور ہو کر عقل سے دیکھو تو سب لوگوں سے زیادہ مجھے عثمان کے خُون سے بَری پاؤ گے۔ مگر یہ کہ تُم بہتان باندھ کر کھلی ہوئی چیزوں پر پردہ ڈالنے لگو۔ والسّلام

مکتُوب:7

معاویہ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معاویہ ابن ابی سفیان کے نام

تمہارا بے جوڑ نصیحتوں کا پلندہ اور بنایا سنوارا ہُوا خط میرے پاس آیا، جسے اپنی گمراہی کی بناء پر تُم نے لکھا اور اپنی بے عقلی کی وجہ سے بھیجا۔ یہ ایک ایسے شخص کا خط ہے کہ جسے نہ روشنی نصیب ہے کہ اسے سیدھی راہ دکھائے اور نہ کوئی رہبر ہے کہ اسے صحیح راستے پر ڈالے۔ جسے نفسانی خواہش نے پُکارا تو وہ لبیک کہہ کر اُٹھا اور گمراہی نے اس کی رہبری کی تو وہ اس کے پیچھے ہو لیا اور یا وہ گوئی کرتے ہُوئے اول فول بکنے لگا اور بے راہ ہوتے ہوئے بھٹک گیا۔

اِس مکتوب کا ایک حصّہ یہ ہے

کیونکہ یہ بیعت ایک ہی دفعہ ہوتی ہے، نہ پھر اس میں نظر ثانی کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ پھر سے چناؤ ہو سکتا ہے۔ اس سے منحرف ہونے والا نظامِ اِسلامی پر معترض قرار پاتا ہے اور غور و تامل سے کام لینے والا منافق سمجھا جاتا ہے۔

مکتُوب:8

جریر ابن عبد اللہ بجلی کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب جریر ابن عبد اللہ بجلی کو معاویہ کی طرف روانہ کیا اور انھیں پلٹنے میں تاخیر ہوئی تو انھیں تحریر فرمایا

میرا خط ملتے ہی معاویہ کو دوٹوک فیصلے پر آمادہ کرو اور اسے کسی آخری اور قطعی رائے کا پابند بناؤ اور دو باتوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے پر مجبُور کرو، کہ گھر سے بے گھر کر دینے والی جنگ، یا رُسوا کرنے والی صلح۔ اگر وہ جنگ کو اختیار کرے تو تمام تعلقات اور گفت وشنید ختم کو دو اور اگر صلح چاہے تو اس سے بیعت لے لو۔ والسّلام

مکتُوب:9

معاویہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معاویہ کے نام

ہماری قوم (قریش) نے ہمارے نبیؐ کو قتل کرنے اور ہماری جڑ اُکھاڑ پھینکنے کا ارادہ کیا اور ہمارے لیے غم واندوہ کے سروسامان کیے اور بُرے سے بُرے برتاؤ ہمارے ساتھ روا رکھے۔ ہمیں آرام وراحت سے روک دیا اور مستقل طور پر خوف ودہشت سے دوچار کر دیا اور ایک سنگلاخ وناہموار پہاڑ میں پناہ لینے پر مجبُور کر دیا اور ہمارے لیے جنگ کی آگ بھڑکا دی۔ مگر اللہ نے ہماری ہمّت باندھی کہ ہم پیغمبرؐ کے دین کی حفاظت کریں اور ان کے دامن حُرمت پر آنچ نہ آنے دیں۔ ہمارے مومن ان سختیوں کی وجہ سے ثواب کے امیدوار تھے اور کافر قرابت کی بناء پر حمایت ضروری سمجھتے تھے اور قریش میں سے جو لوگ ایمان لائے تھے وہ ہم پر آنے والی مصیبتوں سے کوسوں

دُور تھے۔ اس عہد و پیمان کی وجہ سے جو ان کی حفاظت کو اُٹھ کھڑا ہو تا تھا۔ لہٰذا وہ قتل سے محفوظ تھے اور رسالت مآب کا یہ طریقہ تھا کہ جب جنگ کے شعلے بھڑکتے تھے اور لوگوں کے قدم پیچھے ہٹنے لگتے تھے تو پیغمبرؐ اپنے اہل بیتؑ کو آگے بڑھا دیتے تھے اور یُوں انھیں سینہ سپر بنا کر اصحاب کو نیزہ و شمشیر کی مار سے بچالے جاتے تھے۔ چنانچہ عبیدہ ابنِ حارث بدر میں، حمزہ اُحد میں اور جعفر جنگِ موتہ میں شہید ہو گئے، ایک اور شخص نے بھی کہ اگر میں چاہوں تو اس کا نام لے سکتا ہوں، انھیں لوگوں کی طرح شہید ہونا چاہا۔ لیکن ان کی عمریں جلد پوری ہو گئیں اور اس کی موت پیچھے جا پڑی۔ اس زمانہ (کج رفتار) پر حیرت ہوتی ہے کہ میرے ساتھ ایسوں کا نام لیا جاتا ہے جنھوں نے میدانِ سعی میں میری سی تیز گامی نہیں دکھائی اور نہ ان کے لیے میرے ایسے دیرینہ اسلامی خدمات ہیں۔ ایسے خدمات کہ جن کی مانند کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ مگر یہ کہ کوئی مُدّعی ایسی چیز کا دعوے کر بیٹھے کہ جسے میں نہیں جانتا ہوں اور میں نہیں سمجھتا کہ اللہ اسے جانتا ہو گا (یعنی کچھ ہو تو وہ جانے بہر حال اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔)

اے معاویہ! تمہارا یہ مطالبہ جو ہے کہ میں عثمان کے قاتلوں کو تمہارے حوالے کر دوں تو میں نے اس کے ہر پہلو پر غور و فکر کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ انھیں تمہارے یا تمہارے علاوہ کسی اور کے حوالے کرنا میرے اختیار سے باہر ہے اور میری جان کی قسم! اگر تُم اپنی گمراہی اور انتشار پسندی سے باز نہ آئے تو بہت جلد ہی انھیں پہچان لو گے، وہ خود تمہیں ڈھونڈتے ہوئے آئیں گے اور تمہیں جنگلوں، دریاؤں، پہاڑوں اور میدانوں میں ان کے ڈھونڈنے کی زحمت نہ دیں گے۔ مگر یہ ایک ایسا مطلب ہو گا، جِس کا حصول تمہارے لیے ناگواری کا باعث ہو گا اور وہ آنے والے ایسے ہوں گے جن کی ملاقات تمہیں خوش نہ کرے۔ سلام اس پر جو سلام کے لائق ہو۔

مکتوب:10

✿ معاویہ کے نام ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معاویہ کی طرف

تُم اس وقت کیا کرو گے جب دُنیا کے یہ لباس جن میں لپٹے ہوئے ہو تُم سے اتر جائیں گے؟ یہ دُنیا جو اپنی سج دھج کی جھلک دکھاتی اور اپنے حظ و کیف سے ورغلاتی ہے۔ جِس نے تمہیں پُکارا تو تُم نے لبیک کہی۔ اس نے تمہیں کھینچا تو تُم اس کے پیچھے ہو لیے اور اس نے تمہیں حکم

دیا تو تُم نے اس کی پیروی کی۔ وہ وقت دُور نہیں کہ بتانے والا تمہیں ان چیزوں سے آگاہ کرے کہ جن سے کوئی سپر تمہیں بچا نہ سکے گی۔ لہٰذا اس دعوے سے باز آجاؤ۔ حساب و کتاب کا سروسامان کرو اور آنے والی موت کے لیے دامن گردان کر تیار ہو جاؤ اور گمراہوں کی باتوں پر کان نہ دھرو۔ اگر تُم نے ایسا نہ کیا، تو پھر میں تمہاری عقلوں پر (جھنجوڑ کر) تمہیں متنبّہ کروں گا، تُم عیش و عشرت میں پڑے ہو۔ شیطان نے تم میں اپنی گرفت مضبوط کرلی ہے وہ تمہارے بارے میں اپنی آرزوئیں پُوری کر چُکا ہے اور تمہارے اندر رُوح کی طرح سرایت کر گیا ہے اور خون کی طرح (رگ و پے میں) دوڑ رہا ہے۔

اے مُعاویہ! بھلا تُم لوگ (اُمیہ کی اولاد) کب رعیّت پر حکمرانی کی صلاحت رکھتے تھے اور کب اُمّت کے اُمور کے والی و سرپرست تھے؟ بغیر کسی پیش قدمی اور بغیر کسی بلند عزّت و منزلت کے ہم دیرینہ بدبختیوں کے گھر کر لینے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ میں اس چیز پر تمہیں متنبّہ کیئے دیتا ہوں کہ تُم ہمیشہ آرزوؤں کے فریب پر فریب کھاتے ہو اور تمہارا ظاہر باطن سے جُدا رہتا ہے۔

تُم نے مجھے جنگ کے لیے للکارا ہے تو ایسا کرو کہ لوگوں کو ایک طرف کر دو اور خود (میرے مقابلے میں) باہر نکل آؤ۔ دونوں فریق کو کشت و خون سے معاف کرو، تاکہ پتہ چل جائے کہ کس کے دل پر زنگ کی تہیں چڑھی ہوئی اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ میں (کوئی اور نہیں) وہی ابوالحسن ہوں کہ جِس نے تمہارے نانا، تمہارے ماموں اور تمہارے بھائی کے پرخچے اُڑا کر بدر کے دن مارا تھا۔ وہی تلوار اب بھی میرے پاس ہے اور اسی دل گُردے کے ساتھ اب بھی دُشمن سے مقابلہ کرتا ہُوں، نہ میں نے کوئی دین بدلا ہے، نہ کوئی نیا نبی کھڑا کیا ہے اور میں بِلاشبہ اسی شاہراہ پر ہوں جسے تُم نے اپنے اختیار سے چھوڑ رکھا تھا اور پھر بہ مجبوری اس میں داخل ہوئے اور تُم ایسا ظاہر کرتے ہو کہ تُم خونِ عثمان کا بدلہ لینے کو اُٹھے ہو، حالانکہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ان کا خُون کِس کے سر ہے۔ اگر واقعی بدلہ ہی لینا منظور ہے تو انہی سے لو۔ اب تو وہ (آنے والا) منظر میری آنکھوں میں پھر رہا ہے کہ جب جنگ تمہیں دانتوں سے کاٹ رہی ہو گی اور تُم اس طرح بِلبلاتے ہو گے، جِس طرح بھاری بوجھ سے اُونٹ بِلبلاتے ہیں اور تمہاری جماعت تلواروں کی تابڑ توڑ مار، سر پر منڈلانے والی قضا اور کشتوں کے پشتے لگ جانے سے گھبرا کر مجھے کتابِ خُدا کی طرف دعوت دے رہی ہو گی۔ حالانکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کافر اور حق کے منکر ہیں، یا بیعت کے بعد اسے توڑ دینے والے ہیں۔

ہدایت:11

زیاد ابن نضر اور شریح ابن ہانی کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دُشمن کی طرف بھیجے ہوئے ایک لشکر کو یہ ہدایتیں فرمائیں

جب تُم دُشمن کی طرف بڑھو یا دُشمن تمہاری طرف بڑھے تو تمہارا پڑاو ٹیلوں کے آگے، یا پہاڑ کے دامن میں، یا نہروں کے موڑ میں ہونا چاہیئے، تا کہ یہ چیز تمہارے لیئے پشت پناہی اور روک کا کام دے اور جنگ بس ایک طرف یا (زائد سے زائد دو طرف سے ہو) اور پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں کی بلند سطحوں پر دیدبانوں کو بٹھادو تا کہ دُشمن کسی کھٹکے کی جگہ سے، یا اطمینان والی جگہ سے (اچانک) نہ آپڑے اور اس بات کو جانے رہو کہ فوج کا ہر اوّل دستہ فوج کا خبر رساں ہوتا ہے اور ہر اوّل دستے کو اطلاعات ان مخبروں سے حاصل ہوتی ہیں (جو آگے بڑھ کر سُراغ لگاتے ہیں) دیکھو! تِتر بِتر ہونے سے بچے رہو، اُترو تو ایک ساتھ اُترو اور کُوچ کرو تو ایک ساتھ کرو اور جب رات تُم پر چھا جائے تو نیزوں کو (اپنے گرد) گاڑ کر ایک دائرہ سا بنالو اور صِرف اُونگھ لینے اور ایک آدھ جھپکی لے لینے کے سوا نیند کا مزہ نہ چکھو

ہدایت:12

معقل ابن قیس کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب معقل ابن قیس ریاحی کو تین ہزار کے ہراول دستہ کے ساتھ شام روانہ کیا تو یہ ہدایت فرمائی

اس اللہ سے ڈرتے رہنا جس کے روبرو پیش ہونا لازمی ہے اور جِس کے علاوہ تمہارے لیے کوئی اور آخری منزل نہیں۔ جو تُم سے جنگ کرے اس کے سوا کسی سے جنگ نہ کرنا اور صبح و شام کے ٹھنڈے وقت سفر کرنا اور دوپہر کے وقت لوگوں کو ستانے اور آرام کرنے کا موقعہ دینا، آہستہ چلنا اور شروع رات میں سفر نہ کرنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رات سکون کے لیے بنائی ہے اور اسے قیام کرنے کے لیے رکھا ہے، نہ سفر وراہ پیمائی کے لیے۔ اس میں اپنے بدن اور اپنی سواری کو آرام پہنچاؤ اور جب جان لو کہ سپیدۂ سحر پھیلنے اور پَو پھوٹنے لگی ہے تو اللہ کی برکت پر چل کھڑے ہونا۔ جب دُشمن کا سامنا ہو تو اپنے ساتھیوں کے درمیان ٹھہرو اور دیکھو! دُشمن کے اِتنے قریب نہ پہنچ جاؤ کہ جیسے کوئی جنگ چھیڑنا ہی چاہتا ہے اور نہ اتنے دُور ہٹ کر رہو جیسے کوئی لڑائی سے خوفزدہ ہو، اس وقت تک کہ جب تک میرا حکم تُم تک

پہنچے۔ اور دیکھو! ایسا نہ ہو کہ ان کی عداوت تمہیں اس پر آمادہ کر دے کہ تم حق کی دعوت دینے اور ان پر حُجّت تمام کرنے سے پہلے ان سے جنگ کرنے لگو۔

مکتُوب:13

✿ زیاد ابن نضر اور شریح ابن ہانی کے نام ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فوج کے دو سرداروں کے نام

میں نے مالک ابن حارث اشتر کو تُم پر اور تمہارے ماتحت لشکر پر امیر مقرر کیا ہے۔ لہٰذا ان کے فرمان کی پیروی کرو اور انھیں اپنے لیے زرہ اور ڈھال سمجھو، کیونکہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن سے کمزوری و لغزش کا اور جہاں جلدی کرنا تقاضائے ہوشمندی ہو وہاں سُستی کا اور جہاں ڈھیل کرنا مناسب ہو وہاں جلدبازی کا اندیشہ نہیں ہے۔

ہدایت:14

✿ جنگ صفین چھڑنے سے پہلے فوج کو ہدایت ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صفین میں دُشمن کا سامنا کرنے سے پہلے اپنے لشکر کو ہدایت فرمائی

جب تک وہ پہل نہ کریں تُم ان سے جنگ نہ کرنا، کیونکہ تم بحمد اللہ دلیل و حُجّت رکھتے ہو اور تمہارا انھیں چھوڑ دینا کہ "وہی پہل کریں" یہ ان پر دُوسری حُجّت ہو گی۔ خبردار! جب دُشمن (مُنہ کی کھا کر) میدان چھوڑ بھاگے، تو کسی پیٹھ پھیرانے والے کو قتل نہ کرنا۔ کسی بے دست و پا پر ہاتھ نہ اُٹھانا۔ کسی زخمی کی جان نہ لینا اور عورتوں کو اَذِیّت پہنچا کر نہ ستانا، چاہے وہ تمہاری عزت و آبرُو پر گالیوں کے ساتھ حملہ کریں اور تمہارے افسروں کو گالیاں دیں، کیونکہ ان کی قوتیں، ان کی جانیں اور ان کی عقلیں کمزور و ضعیف ہوتی ہیں۔ ہم (پیغمبرؐ کے زمانہ میں بھی) مامور تھے کہ ان سے کوئی تعرض نہ کریں۔ حالانکہ وہ مشرک ہوتی تھیں۔ اگر جاہلیت میں بھی کوئی شخص کسی عورت کو پتھر یا لاٹھی سے گزند پہنچاتا تھا تو اس کو اور اس کے بعد کی پشتوں کو مطعُون کیا جاتا تھا۔

ہدایت:15

❁ دُشمن سے دوبدو ہوتے وقت حضرت کے دعائیہ کلمات ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب لڑنے کے لیے دُشمن کے سامنے آتے تھے تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے تھے

بارِالٰہا! دل تیری طرف کھینچ رہے ہیں، گردنیں تیری طرف اُٹھ رہی ہیں، آنکھیں تجھ پر لگی ہوئی ہیں، قدم حرکت میں آچکے ہیں اور بدن لاغر پڑ چکے ہیں۔ بارِ الٰہا! چھپی ہوئی عداوتیں اُبھر آئی ہیں اور کینہ و عناد کی دیگیں جوش کھانے لگی ہیں۔ خُداوند! ہم تجھ سے اپنے نبیؐ کے نظروں سے اوجھل ہو جانے، اپنے دُشمنوں کے بڑھ جانے اور اپنی خواہشوں میں تفرقہ پڑ جانے کا شکوہ کرتے ہیں۔ پروردگار! تُو ہی ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ کر اور تُو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔

ہدایت:16

❁ جنگ کے موقعہ پر فوج کو ہدایت ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنگ کے موقع پر اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے

وہ پسپائی کہ جِس کے بعد پلٹنا ہو اور وہ اپنی جگہ سے ہٹنا جِس کے بعد حملہ مقصود ہو، تمہیں گراں نہ گُزرے۔ تلواروں کا حق ادا کر دو اور پہلوؤں کے بل گرنے والے (دُشمنوں) کے لیے میدان تیار رکھو۔ سخت نیزہ لگانے اور تلواروں کا بھرپُور ہاتھ چلانے کے لیے اپنے کو آمادہ کرو۔ آوازوں کو دبالو کہ اس سے بودا پن قریب نہیں پھٹکتا۔ اس ذات کی قسم! جِس نے دانے کو چِیرا اور جاندار چیزوں کو پیدا کیا، یہ لوگ اسلام نہیں لائے تھے بلکہ اطاعت کر لی تھی اور دِلوں میں کفر کو چھپائے رکھا تھا۔ اب جبکہ یار و مددگار مل گئے، تو اسے ظاہر کر دیا۔

مکتُوب:17

❁ بجواب معاویہ ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معاویہ کے خط کے جواب میں

تمہارا یہ مطالبہ کہ میں شام کا علاقہ تمہارے حوالے کر دُوں، تو میں آج وہ چیز تمہیں دینے سے رہا کہ جس سے کل اِنکار کر چُکا ہُوں اور تمہارا یہ کہنا کہ جنگ نے عرب کو کھاڈالا ہے اور آخری سانسوں کے علاوہ اس میں کچھ نہیں رہا، تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جسے حق نے کھایا ہے وہ جنّت کو سدھارا ہے اور جسے باطل نے لُقمہ بنایا ہے وہ دوزخ میں جاپڑا ہے۔ رہا یہ دعویٰ کہ ہم فن جنگ اور کثرتِ تعداد میں برابر برابر کے ہیں تو یاد رکھو کہ تُم شک میں اتنے سر گرم عمل نہیں ہو سکتے، جتنا میں یقین پر قائم رہ سکتا ہوں اور اہل شام دُنیا پر اتنے مرمٹے ہوئے نہیں جتنا اہل عراق آخرت پر جان دینے والے ہیں۔ تمہارا یہ کہنا کہ ہم عبدِ مناف کی اولاد ہیں، تو ہم بھی ایسے ہی ہیں۔ مگر اُمیّہ ہاشم کے اور حرب عبد المطلب کے اور ابُوسفیان ابُو طالب کے برابر نہیں ہیں۔ (فتح مکہ کے بعد) چھوڑ دیا جانے والا مہاجر کا ہم مرتبہ نہیں اور الگ سے نتھی کیا ہوا روشن و پاکیزہ نسبت والے کے مانند نہیں اور غلط کار حق کے پرستار کا ہم پلّہ نہیں اور منافق مومن کا ہم درجہ نہیں ہے۔ کتنی بُری نسل وہ نسل ہے جو جہنّم میں گر چکنے والے اسلاف کی ہی پیروی کر رہی ہے۔ پھر اس کے بعد ہمیں نبوت کا بھی شرف حاصل ہے کہ جِس کے ذریعے ہم نے طاقتور کو کمزور اور پست کو بلند و بالا کر دیا اور جب اللہ نے عرب کو اپنے دین میں جوق در جوق داخل کیا اور اُمّت اپنی خوشی سے یا ناخوشی سے اسلام لے آئی تو تُم وہ لوگ تھے کہ جو لالچ یا ڈر سے اسلام لائے، اس وقت کہ جب سبقت کرنے والے سبقت حاصل کر چکے تھے اور مہاجرین اوّلین فضل و شرف کو لے جاچکے تھے۔ (سنو!) شیطان کا اپنے میں ساجھا نہ رکھو اور نہ اسے اپنے اُوپر چھا جانے دو۔

مکتُوب:18

عبد اللہ ابن عباس عامل بصرہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والی بصرہ عبد اللہ ابنِ عباس کے نام

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ بصرہ وہ جگہ ہے جہاں شیطان اُترتا ہے اور فتنے سر اُٹھاتے ہیں۔ یہاں کے باشندوں کو حُسنِ سلوک سے خوش رکھو اور ان کے دلوں سے خوف کی گرہیں کھول دو۔ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تُم بنی تمیم سے دُرشتی کے ساتھ پیش آتے ہو اور ان پر سختی

روا رکھتے ہو۔ بنی تمیم تو وہ ہیں کہ جب بھی ان کا کوئی ستارہ ڈوبتا ہے تو اس کی جگہ دُوسرا اُبھر آتا ہے اور جاہلیت اور اسلام میں کوئی ان سے جنگ جوئی میں بڑھ نہ سکا اور پھر انھیں ہم سے قرابت کا لگاؤ اور عزیز داری کا تعلّق بھی ہے کہ اگر ہم اس کا خیال رکھیں گے تو اجر پائیں گے اور اس کا لحاظ نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ دیکھو! ابنِ عباس! خدا تُم پر رحم کرے۔ (رعیّت کے بارے میں) تمہارے ہاتھ اور زبان سے جو اچھائی اور بُرائی ہونے والی ہو اس میں جلد بازی نہ کیا کرو۔ کیونکہ ہم دونوں اس (ذمّہ داری) میں برابر کے شریک ہیں۔ تمہیں اس حُسنِ ظن کے مطابق ثابت ہونا چاہیئے جو مجھے تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے بارے میں میری رائے غلط ثابت نہ ہونا چاہیئے۔ والسّلام

مکتُوب:19

ایک عہدہ دار کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک عامل کے نام

تمہارے شہر کے زمینداروں نے تمہاری سختی، سنگدلی، تحقیر آمیز برتاؤ اور تشدّد کے رویّہ کی شکایت کی ہے۔ میں نے غور کیا تو وہ شرک کی وجہ سے اس قابل تو نظر نہیں آتے کہ انھیں نزدیک کر لیا جائے اور معاہدہ کی بنا پر انھیں دُور پھینکا اور دُھتکارا بھی نہیں جا سکتا۔ لہٰذا ان کے لیے نرمی کا ایسا شعار اختیار کرو جس میں کہیں کہیں سختی کی بھی جھلک ہو اور کبھی سختی کر لو اور کبھی نرمی برتو اور قرب و بعد اور نزدیکی و دُوری کو سمو کر بین بین راستہ اِختیار کرو۔ اِنشاءاللہ

مکتُوب:20

زیاد ابن ابیہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زیاد ابنِ ابیہ کے نام

جب کہ عبداللہ ابنِ عباس بصرہ، نواحی اہواز اور فارس و کرمان پر حکمران تھے اور بصرہ میں ان کا قائم مقام تھا

میں اللہ کی سچّی قسم کھاتا ہوں کہ اگر مجھے یہ پتہ چل گیا کہ تُم نے مسلمانوں کے مال میں خیانت کرتے ہوئے کسی چھوٹی یا بڑی چیز میں ہیر پھیر کیا ہے، تو یاد رکھو کہ میں ایسی مار ماروں گا کہ جو تمہیں تہی دست، بوجھل پیٹھ والا اور بے آبرُو کر کے چھوڑے گی۔ والسّلام

مکتُوب: 21

✿ زیاد ابنِ ابیہ کے نام ✿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیاد ابنِ ابیہ کے نام

میانہ روی اختیار کرتے ہوئے فضول خرچی سے باز آؤ، آج کے دن کل کو بھول نہ جاؤ۔ صرف ضرورت بھر کے لیے مال روک کر باقی محتاجی کے دن کے لیے آگے بڑھاؤ۔

کیا تُم یہ آس لگائے بیٹھے ہو کہ اللہ تمہیں عجز و انکساری کرنے والوں کا اجر دے گا؟ حالانکہ تُم اس کے نزدیک متکبروں میں سے ہو اور یہ طمع رکھتے ہو کہ وہ خیرات کرنے والوں کا ثواب تمہارے لیے قرار دے گا۔ حالانکہ تُم عشرت سامانیوں میں لوٹ رہے ہو اور بیکسوں اور بیواؤں کو محروم کرر کھا ہے۔ انسان اپنے ہی کئے کی جزا پاتا ہے اور جو آگے بھیج چُکا ہے وہی آگے بڑھ کر پائے گا۔ والسّلام

مکتُوب: 22

✿ عبد اللہ ابنِ عباس کے نام ✿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبد اللہ ابنِ عباس کے نام

عبد اللہ ابنِ عباس کہا کرتے تھے کہ جتنا فائدہ میں نے اِس کلام سے حاصل کیا ہے، اتنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے کلام کے بعد کسی کلام سے حاصل نہیں کیا۔

انسان کو کبھی ایسی چیز کا پالینا خوش کرتا ہے جو اس کے ہاتھوں سے جانے والی ہوتی ہی نہیں اور کبھی ایسی چیز کا ہاتھ سے نکل جانا اسے غمگین کر دیتا ہے جو اسے حاصل ہونے والی ہوتی ہی نہیں۔ یہ خوشی اور غم بیکار ہے تمہاری خوشی صرف آخرت کی حاصل کی ہوئی چیزوں

پر ہونا چاہیئے اور اس میں سے کوئی چیز جاتی رہے اس پر رنج ہونا چاہیئے اور جو چیز دُنیا سے پالو اس پر زیادہ خوش نہ ہو اور جو چیز اس سے جاتی رہے اس پر بیقرار ہو کر افسوس کرنے نہ لگو، بلکہ تمہیں موت کے بعد پیش آنے والے حالات کی طرف اپنی توجہ موڑنا چاہیئے۔

مکتُوب:23

ابنِ ملجم کے حملہ کے بعد حضرت کی وصیّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب ابنِ مُلجم (لعنہ اللہ) نے آپ کے سر اقدس پر ضرب لگائی تو انتقال سے کچھ پہلے آپؑ نے بطور وصیّت ارشار فرمایا

تُم لوگوں سے میری وصیّت ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سنّت کو ضائع و برباد نہ کرنا، ان دونوں ستونوں کو قائم کیے رہنا اور ان دونوں چراغوں کو روشن رکھنا۔ بس پھر بُرائیوں نے تمہارا پیچھا چھوڑ دیا۔ میں کل تمہارا ساتھی تھا اور آج تمہارے لیے (سراپا) عبرت ہوں اور کل کو تمہارا ساتھ چھوڑ دُوں گا۔ اگر میں زندہ رہا تو مجھے اپنے خون کا اختیار ہو گا اور اگر مر جاؤں تو موت میری وعدہ گاہ ہے۔ اگر معاف کر دُوں تو یہ میرے لیے رضائے الٰہی کا باعث ہے اور وہ تمہارے لیے بھی نیکی ہو گی "کیا تُم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے"۔ خُدا کی قسم! یہ موت کا ناگہانی حادثہ ایسا نہیں ہے کہ میں اسے ناپسند جانتا ہوں اور نہ یہ ایسا سانحہ ہے کہ میں اسے بُرا جانتا ہوں۔ میری مثال بس اس شخص کی سی ہے جو رات بھر پانی کی تلاش میں چلے اور صبح ہوتے چشمہ پر پہنچ جائے اور اس ڈھونڈنے والے کے مانند ہوں جو مقصد کو پالے اور جو اللہ کے یہاں ہے وہی نیکوکاروں کے لیے بہتر ہے۔

سیّد رضی کہتے ہیں کہ: اِس کلام کا کچھ حصّہ خطبات میں گُزر چُکا ہے مگر یہاں کچھ اضافہ تھا، جِس کی وجہ سے دوبارہ درج کرنا ضروری ہُوا۔

وصیّت:24

صفین سے واپسی پر اوقاف کے متعلق وصیّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت کی وصیّت اس امر کے متعلّق کہ آپ کے اموال میں کیا عمل درآمد ہو گا۔ اسے صفین سے پلٹنے کے بعد تحریر فرمایا

یہ وہ ہے جو خدا کے بندے امیر المومنین علیؑ ابنِ ابی طالب نے اپنے اموال (اوقاف) کے بارے میں حکم دیا ہے محض اللہ کی رضاجوئی

کے لیے تاکہ وہ اس کی وجہ سے مجھے جنّت میں داخل کرے اور امن و آسائش عطا فرمائیے۔

اِس وصیّت کا ایک حصّہ یہ ہے

حسنؑ ابنِ علیؑ اس کے متولی ہوں گے جو اس مال سے مناسب طریقہ پر روزی لیں گے اور اُمورِ خیر میں صَرف کریں گے۔ اگر حسنؑ کو کچھ ہو جائے اور حسینؑ زندہ ہوں تو وہ ان کے بعد اس کو سنبھال لیں گے اور انہی کی راہ پر چلائیں گے۔ علیؑ کے اوقاف میں جتنا حصّہ فرزندانِ علیؑ کا ہے، اتنا ہی اولادِ فاطمہؑ کا ہے۔ بیشک میں نے صِرف اللہ کی رضامندی، رسُولؐ کے تقرب، ان کی عزّت و حرمت کے اعزاز اور ان کی قرابت کے احترام کے پیشِ نظر اس کی تولیت فاطمہؑ کے دونوں فرزندوں سے مخصوص کی ہے اور جو اس جائداد کا متولی ہو اس پر یہ پابندی عائد ہو گی کہ وہ مال کو اس کی اصلی حالت پر رہنے دے اور اس کے پھلوں کو ان مصارف میں جن کے متعلّق ہدایت کی گئی ہے تصرف میں لائے اور یہ کہ وہ ان دیہاتوں کے نخلستانوں کی نئی پود کو فروخت نہ کرے۔ یہاں تک کہ ان دیہاتوں کی زمین کا ان نئے درختوں کے جم جانے سے عالَم ہی دُوسرا ہو جائے اور وہ کنیزیں جو میرے تصرف میں ہیں ان میں سے جِس کی گود میں بچہ یا پیٹ میں ہے تو وہ بچے کے حق میں روک لی جائے گی اور اس کے حصّہ میں شمار ہو گی۔ پھر اگر بچہ مر بھی جائے اور وہ زندہ ہو تو بھی وہ آزاد ہو گی۔ اس سے غلامی چھٹ گئی ہے اور آزادی اسے حاصل ہو چکی ہے۔

سیّد رضی فرماتے ہیں کہ: اِس وصیّت میں حضرتؑ کا ارشاد أَنْ لَّا يَبِيعَ مِنْ نَّخْلِهَآ وَدِيَّةً میں ودیہ کے معنی کھجور کے چھوٹے درخت کے ہیں اور اس کی جمع ودی آتی ہے اور آپ کا یہ ارشاد حَتّٰى تُشْكِلَ اَرْضُهَآ غِرَاساً زمین درختوں کے جم جانے سے مشتبہ ہو جائے) اِس سے مراد یہ ہے کہ: جب زمین میں کھجوروں کے پیڑ کثرت سے اُگ آتے ہیں تو دیکھنے والے نے جِس صُورت میں اسے پہلے دیکھا تھا، اب دُوسری صُورت میں دیکھنے کی وجہ سے اسے اشتباہ ہو جائے گا اور اسے دُوسری زمین خیال کرے گا۔

وصیّت: 25

زکوٰۃ جمع کرنیوالوں کو ہدایت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جن کارندوں کو زکوٰۃ و صدقات کے وصُول کرنے پر مقرّر کرتے تھے، ان کے لیے یہ ہدایت نامہ تحریر فرماتے تھے اور ہم نے اس کے

چند ٹکڑے یہاں پر اِس لیے درج کئے ہیں کہ معلوم ہو جائے کہ آپؑ ہمیشہ حق کے ستون کھڑے کرتے تھے اور ہر چھوٹے بڑے اور پوشیدہ و ظاہر اُمور میں عدل کے نمونے قائم فرماتے تھے۔

اللہ وحدہٗ لاشریک کا خوف دل میں لیے ہوئے چل کھڑے ہو اور دیکھو! کسی مسلمان کو خوفزدہ نہ کرنا اور اس (کے املاک) پر اس طرح سے نہ گُزرنا کہ اسے ناگوار گُزرے اور جتنا اس کے مال میں اللہ کا حق نکلتا ہو اس سے زائد نہ لینا۔ جب کسی قبیلے کی طرف جانا تو لوگوں کے گھروں میں گھسنے کے بجائے پہلے ان کے کنوؤں پر جا کر اُترنا۔ پھر سکون و وقار کے ساتھ ان کی طرف بڑھنا۔ یہاں تک کہ جب ان میں جا کر کھڑے ہو جاؤ تو ان پر سلام کرنا اور آداب و تسلیم میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھنا، اس کے بعد ان سے کہنا کہ اے اللہ کے بندو! مجھے اللہ کے ولی اور اس کے خلیفہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اگر تمہارے مال میں اللہ کا کوئی حق نکلتا ہے تو اسے وصول کروں۔ لہٰذا تمہارے مال میں اللہ کا کوئی واجب الادا حق ہے کہ جسے اللہ کے ولی تک پہنچاؤ؟ اگر کوئی کہنے والا کہے کہ نہیں تو پھر اس سے دہرا کر نہ پوچھنا اور اگر کوئی ہاں کہنے والا ہاں کہے، تو اسے ڈرائے دھمکائے یا اس پر سختی و تشدّد کیے بغیر اس کے ساتھ ہو لینا اور جو سونا یا چاندی (درہم و دینار) وہ دے، لے لینا اور اگر اس کے پاس گائے، بکری یا اُونٹ ہوں تو ان کے غول میں اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہونا، کیونکہ ان میں زیادہ حصّہ تو اسی کا ہے اور جب (اجازت کے بعد) ان تک جانا تو یہ انداز اختیار نہ کرنا کہ جیسے تمہیں اس پر پُورا قابُو ہے اور تمہیں اس پر تشدّد کرنے کا حق حاصل ہے۔ دیکھو! نہ کسی جانور کو بھڑکانا، نہ ڈرانا اور نہ اس کے بارے میں اپنے غلط رویّہ سے مالک کو رنجیدہ کرنا۔ جتنا مال ہو اس کے دو حصّے کر دینا اور مالک کو یہ اختیار دینا (کہ وہ جو حصّہ چاہے پسند کر لے) اور جب وہ کوئی سا حصّہ منتخب کر لے تو اس کے انتخاب سے تعرض نہ کرنا۔ پھر بقیّہ حصّے کے دو حصّے کر دینا اور مالک کو اختیار دینا (کہ وہ جو حصّہ چاہے لے لے) اور جب وہ ایک حصّہ منتخب کر لے تو اس کے اِنتخاب پر معترض نہ ہونا، یونہی ایسا ہی کرتے رہنا۔ یہاں تک کہ بس اتنا رہ جائے جتنے سے اس مال میں جو اللہ کا حق ہے وہ پورا ہو جائے تو اسے بس تُم اپنے قبضہ میں کر لینا اور اس پر بھی اگر وہ پہلے انتخاب کو مسترد کر کے دوبارہ انتخاب کرنا چاہے تو اسے اس کا موقع دو اور دونوں حصّوں کو ملا کر پھر نئے سِرے سے وہی کرو جس طرح پہلے کیا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے مال سے اللہ کا حق لے لو۔ ہاں دیکھو! کوئی بوڑھا بالکل پھونس اُونٹ اور جِس کی کمر شکستہ یا پیر ٹوٹا ہُوا ہو، یا بیماری کا مارا ہُوا، یا عیب دار ہو نہ لینا اور انھیں کسی ایسے شخص کی امانت میں سونپنا جِس کی دینداری پر تُم کو اعتماد ہو کہ جو مسلمانوں کے مال کی نگہداشت کرتا ہوا ان کے امیر تک پہنچا دے تاکہ وہ اس مال کو مسلمانوں میں بانٹ دے۔ کسی ایسے ہی شخص کے سُپرد کرنا جو خیر خواہ، خُدا ترس، امانتدار اور نگران ہو کہ نہ

توان پر سختی کرے اور نہ دَوڑا دَوڑا کر انھیں لاغر و خستہ کرے، نہ انھیں تھکا مارے اور نہ تعب و مشقّت میں ڈالے۔ پھر جو کچھ تمہارے پاس جمع ہو اسے جلد سے جلد ہماری طرف بھیجتے رہنا تاکہ ہم جہاں جہاں اللہ کا حکم ہے اسے کام میں لائیں۔ جب تمہارا امین اس مال کو اپنی تحویل میں لے لے تو اسے فہمائش کرنا کہ وہ اونٹنی اور اس کے دُودھ پیتے بچے کو الگ الگ نہ رکھے اور نہ اس کا سارے کا سارا دُودھ دوہ لیا کرے کہ بچے کے لیے ضرر رسانی کا باعث بن جائے اور اس پر سواری کرکے اسے ہلکان نہ کر ڈالے۔ اس میں اور اس کے ساتھ کی دُوسری اونٹنیوں میں (سواری کرنے اور دوہنے میں) اِنصاف و مساوات سے کام لے، تھکے ماندے اُونٹ کو ستانے کا موقع دے اور جِس کے کھر گھس گئے ہوں یا پَیر لنگ کرنے لگے ہوں اسے آہستگی اور نرمی سے لے چلے اور ان کی گُزر گاہوں میں جو تالاب پڑیں وہاں انھیں پانی پینے کے لیے اُتارے اور زمین کی ہریالی سے ان کا رُخ موڑ کر (بے آب و گیاہ) راستوں پر نہ لے چلے اور وقتاً فوقتاً انھیں راحت پہنچاتا رہے اور جہاں تھوڑا بہت پانی یا گھاس سبزہ ہو انھیں کچھ دیر کے لیے مہلت دے تاکہ جب وہ ہمارے پاس پہنچیں تو وہ بحکم خُدا موٹے تازے ہوں اور ان کی ہڈیوں کا گُودا بڑھ چُکا ہو، وہ تھکے ماندے اور خستہ حال نہ ہوں۔ تاکہ ہم اللہ کی کتاب اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سُنّت کے مطابق انھیں تقسیم کریں۔ بیشک یہ تمہارے لیے بڑے ثواب کا باعث اور منزل ہدایت تک پہنچنے کا ذریعہ ہو گا۔ اِنشاء اللہ

مکتُوب: 26

❁ زکوٰۃ کے ایک کارندے کے نام ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک کارندے کے نام کہ جسے زکوٰۃ اکٹھا کرنے کے لیے بھیجا تھا، یہ عہد نامہ تحریر فرمایا

میں انھیں حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنے پوشیدہ ارادوں اور مخفی کاموں میں اللہ سے ڈرتے رہیں، جہاں نہ اللہ کے علاوہ کوئی گواہ ہو گا اور نہ اس کے ماسوا کوئی نگران ہے اور انھیں حکم دیتا ہوں کہ وہ ظاہر میں اللہ کا کوئی ایسا فرمان بجانہ لائیں کہ ان کے چُھپے ہوئے اعمال اس سے مختلف ہوں اور جس شخص کا باطن و ظاہر اور کردار و گفتار مختلف نہ ہو اس نے امانتداری کا فرض انجام دیا اور اللہ کی عبادت میں خلوص سے کام لیا۔

اور میں انھیں حکم دیتاہوں کہ وہ لوگوں کو آزردہ نہ کریں اور نہ انھیں پریشان کریں اور نہ ان سے اپنے عہدے کی برتری کی وجہ سے بے رُخی برتیں، کیونکہ وہ دینی بھائی اور زکوٰۃ وصدقات کے برآمد کرنے میں معین ومددگار ہیں۔یہ معلوم ہے کہ اس زکوٰۃ میں تمہارا بھی معیّن حصّہ اور جانا پہچانا ہوا حق ہے اور اس میں بیچارے مسکین اور فاقہ کش لوگ بھی تمہارے شریک ہیں اور ہم تمہارا حق پُورا پُورا ادا کرتے ہیں تو تُم بھی ان کا حق پُورا پُورا ادا کرو۔ نہیں تو یاد رکھو کہ روزِ قیامت تمہارے ہی دُشمن سب سے زیادہ ہوں گے اور وائے بدبختی اس شخص کی جِس کے خلاف اللہ کے حضور فریق بن کر کھڑے ہونے والے فقیر، نادار، سائل، دھتکارے ہوئے لوگ، قرضدار اور (بے خرچ) مسافر ہوں۔ یاد رکھو! کہ جو شخص امانت کو بے وقعت سمجھتے ہوئے اسے ٹھکرا دے اور خیانت کی چراگاہوں میں چرتا پھرے اور اپنے کو اور اپنے دین کو اس کی آلودگی سے نہ بچائے، تو اس نے دُنیا میں بھی اپنے کو ذِلّتوں اور خواریوں میں ڈالا اور آخرت میں بھی رُسوا و ذلیل ہو گا۔ سب سے بڑی خیانت اُمّت کی خیانت ہے اور سب سے بڑی فریبکاری پیشوائے دین کو دغا دینا ہے۔ والسّلام

عہدنامہ:27

❁ محمد ابنِ ابی بکرؓ کے نام ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محمد ابنِ ابی بکرؓ کے نام جب کہ انھیں مصر کی حکومت سپُرد کی

لوگوں سے تواضع کے ساتھ ملنا، ان سے نرمی کا برتاؤ کرنا، کُشادہ روئی سے پیش آنا اور سب کو ایک نظر سے دیکھنا تاکہ بڑے لوگ تُم سے اپنی ناحق طرف داری کی اُمید نہ رکھیں اور چھوٹے لوگ تمہارے عدل و انصاف سے ان (بڑوں) کے مقابلہ میں نااُمید نہ ہو جائیں۔ کیونکہ اے اللہ کے بندو! اللہ تمہارے چھوٹے، بڑے، کُھلے، ڈھکے اعمال کی تُم سے بازپُرس کرے گا اور اس کے بعد اگر وہ عذاب کرے تو یہ تمہارے خود ظُلم کا نتیجہ ہے اور اگر وہ معاف کر دے، تو وہ اس کے کرم کا تقاضا ہے۔

خُدا کے بندو! تمہیں جاننا چاہیئے کہ پرہیزگاروں نے جانے والی دُنیا اور آنے والی آخرت دونوں کے فائدے اُٹھائے۔ وہ دُنیا والوں کے ساتھ ان کی دُنیا میں شریک رہے، مگر دُنیادار ان کی آخرت میں حصّہ نہ لے سکے۔ وہ دُنیا میں بہترین طریقہ پر رہے اور اچھے سے اچھا کھایا اور اس طرح وہ ان تمام چیزوں سے بہرہ یاب ہوئے جو عیش پسند لوگوں کو حاصل تھیں اور وہ سب کچھ حاصل کیا کہ جو سرکش و

متکبّر لوگوں کو حاصل تھا۔ پھر وہ منزل مقصود پر پہنچانے والے زاد کا سر و سامان اور نفع کا سودا کر کے دُنیا سے روانہ ہوئے۔ انھوں نے دُنیا میں رہتے ہوئے ترک دُنیا کی لذّت چکھی اور یہ یقین رکھا کہ وہ کل اللہ کے پڑوس میں ہوں گے جہاں نہ ان کی کوئی آواز ٹھکرائی جائی گی، نہ ان کے خط و نصیب میں کمی ہو گی۔ تو اللہ کے بندو! موت اور اس کی آمد سے ڈرو اور اس کے لیے سر و سامان فراہم کرو۔ وہ آئے گی اور ایک بڑے حادثے اور عظیم سانحے کے ساتھ آئے گی۔ جِس میں یا تو بھلائی ہی بھلائی ہو گی کہ بُرائی کا اس میں کبھی گُزر نہ ہو گا، یا ایسی بُرائی ہو گی کہ جِس میں کبھی بھلائی کا شائبہ نہ آئے گا۔ کون ہے جو جنّت کے کام کرنے والے سے زیادہ جنّت کے قریب ہو اور کون ہے جو دوزخ کے کام کرنے والے سے زیادہ دوزخ کے نزدیک ہو؟ تُم وہ شکار ہو، جِس کا موت پیچھا کئے ہوئے ہے۔ اگر تُم ٹھہرے رہو گے جب بھی تمھیں گرفت میں لے لے گی اور اگر اس سے بھاگو گے جب بھی وہ تمھیں پا لے گی، وہ تو تمھارے سایہ سے بھی زیادہ تمھارے ساتھ ساتھ ہے۔ موت تمھاری پیشانی کے بالوں سے جکڑ کر باندھ دی گئی ہے اور دُنیا تمھارے عقب سے تہہ کی جا رہی ہے۔ لہٰذا جہنّم کی اس آگ سے ڈرو جِس کا گہراؤ دُور تک چلا گیا ہے، جِس کی تپش بے پناہ ہے اور جِس کا عذاب ہمیشہ نیا اور تازہ رہتا ہے۔ وہ ایسا گھر ہے جِس میں رحم و کرم کا سوال ہی نہیں، نہ اس میں کوئی فریاد سُنی جاتی ہے اور نہ کرب و اَذیّت سے چھٹکارا ملتا ہے۔ اگر یہ کر سکو کہ تُم اللہ کا زیادہ سے زیادہ خوف بھی رکھو اور اس سے اچھی اُمید بھی وابستہ رکھو، تو ان دونوں باتوں کو اپنے اندر جمع کر لو۔ کیونکہ بندے کو اپنے پروردگار سے اتنی ہی امید بھی ہوتی ہے جتنا کہ اس کا ڈر ہوتا ہے اور جو سب سے زیادہ اللہ سے اُمید رکھتا ہے وہی سب سے زیادہ اس سے خائف ہوتا ہے۔

اے محمد ابنِ ابی بکر! اس بات کو جان لو کہ میں نے تمھیں مصر والوں پر کہ جو میری سب سے بڑی سپاہ ہیں، حکمران بنایا ہے۔ اب تُم سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ تُم اپنے نفس کی خلاف ورزی کرنا اور اپنے دین کے لیے سینہ سپر رہنا۔ اگرچہ تمھیں زمانہ میں ایک ہی گھڑی کا موقع حاصل ہو اور مخلوقات میں سے کسی کو خوش کرنے کے لیے اللہ کو ناراض نہ کرنا، کیونکہ اوروں کا عوض تو اللہ میں مل سکتا ہے، مگر اللہ کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔ نماز کو اس کے مقرّرہ وقت پر ادا کرنا اور فرصت ہونے کی وجہ سے قبل از وقت نہ پڑھ لینا اور نہ مشغولیت کی وجہ سے اسے پیچھے ڈال دینا۔ یاد رکھو! کہ تمھارا ہر عمل نماز کا تابع ہے۔

اِس عہد نامہ کا ایک حصّہ یہ ہے

ہدایت کا امام اور ہلاکت کا پیشوا، پیغمبر کا دوست اور پیغمبر کا دُشمن برابر نہیں ہو سکتے۔ مجھ سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ:

مجھے اپنی اُمّت کے بارے میں نہ مومن سے کھٹکا ہے اور نہ مشرک سے۔ کیونکہ مومن کی اللہ اس کے ایمان کی وجہ سے (گمراہ کرنے سے) حفاظت کرے گا اور مشرک کو اس کے شرک کی وجہ سے ذلیل و خوار کرے گا۔ (کہ کوئی اس کی بات پر کان نہ دھریگا) بلکہ مجھے تمہارے لیے ہر اس شخص سے اندیشہ ہے کہ جو دل سے منافق اور زبان سے عالِم ہے۔ کہتا وہ ہے جسے تُم اچھا سمجھتے ہو اور کرتا وہ ہے جسے تُم بُرا جانتے ہو۔

مکتُوب:28

❁ معاویہ کے نام ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معاویہ کے نام

یہ مکتوب امیر المومنینؑ کے بہترین مکتوبات میں سے ہے

تمہارا خط پہنچا، تُم نے اس میں یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنے دین کے لیے منتخب فرمایا اور تائید و نصرت کرنے والے ساتھیوں کے ذریعہ ان کو قوت و توانائی بخشی۔ زمانہ نے تمہارے عجائبات پر اب تک پردہ ہی ڈالے رکھا تھا جو یُوں ظاہر ہو رہے ہیں کہ تُم ہمیں ہی خبر دے رہے ہو، ان احسانات کی جو خود ہمیں پر ہوئے ہیں اور اس نعمت کی جو ہمارے رسُولؐ کے ذریعہ سے ہمیں پر ہوئی ہے۔ اس طرح تم ویسے ٹھہرے جیسے ہجر کی طرف کھجوریں لاد کر لے جانے والا، یا اپنے اُستاد کو تیر اندازی کے مقابلے کی دعوت دینے والا۔ تُم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اسلام میں سب سے افضل فلاں اور فلاں (ابُوبکر و عُمر) ہیں۔ یہ تُم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر صحیح ہو تو تمہارا اس سے کوئی واسطہ نہیں اور غلط ہو تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہو گا اور بھلا کہاں تُم اور کہاں یہ بحث کون افضل ہے اور کون غیر افضل ہے اور کون حاکم ہے اور کون رعایا۔ بھلا آزاد کردہ لوگوں اور ان کے بیٹوں کو یہ حق کہاں سے ہو سکتا ہے کہ وہ مہاجرین اوّلین کے درمیان امتیاز کرنے، ان کے درجے ٹھہرانے اور ان کے طبقے پہچنوانے بیٹھیں۔ کتنا نامناسب ہے کہ جوئے کے تیروں میں نقلی تِیر آواز دینے لگے اور کسی معاملہ میں وہ فیصلہ کرنے بیٹھے جس کے خود خلاف۔ بہر حال اس میں فیصلہ ہونا ہے۔ اے شخص! تو اپنے پیروں کے لنگ کو دیکھتے ہوئے اپنی حد پر ٹھہرتا کیوں نہیں اور اپنی کوتہ دستی کو سمجھتا کیوں نہیں، پیچھے ہٹ کر رُکتا وہیں جہاں قضاو قدر کا فیصلہ

تجھے پیچھے ہٹا چُکا ہے۔ آخر تجھے کسی مغلوب کی شکست سے اور کسی فاتح کی کامرانی سے سروکار ہی کیا ہے۔ تمہیں محسوس ہونا چاہیئے کہ تُم حیرت و سر گشتگی میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہو اور راہِ راست سے منحرف ہو۔ آخر تُم نہیں دیکھتے اور یہ میں جو کہتا ہوں تمہیں کوئی اطلاع دینا نہیں ہے، بلکہ اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا ہے کہ مہاجرین وانصار کا ایک گروہ خُدا کی راہ میں شہید ہُوا اور سب کے لیے فضیلت کا ایک درجہ ہے۔ مگر جب ہم میں سے شہید نے جام شہادت پیا تو اسے سیّد الشہداء کہا گیا اور پیغمبرؐ نے صِرف اسے یہ خصوصیت بخشی کہ اس کی نمازِ جنازہ میں ستّر تکبیریں کہیں اور کیا نہیں دیکھتے کہ بہت لوگوں کے ہاتھ خُدا کی راہ میں کاٹے گئے اور ہر ایک کے لیے ایک حد تک فضیلت ہے۔ مگر جب ہمارے آدمی کے لیے یہی ہُوا جو اوروں کے ساتھ ہو چُکا تھا، تو اسے الطیار فی الجنّۃ (جنّت میں پرواز کرنے والا) اور ذولجناحین (دو پروں والا) کہا گیا اور اگر خُداوندِ عالم نے خود ستائی سے روکا نہ ہوتا تو بیان کرنے والا اپنے بھی وہ فضائل بیان کرتا کہ مومنوں کے دل جن کا اعتراف کرتے ہیں اور سُننے والوں کے کان انھیں اپنے سے الگ نہیں کرنا چاہتے۔ ایسوں کا ذکر کیوں کروں جِن کا تیر نشانوں سے خطا کرنے والا ہے۔ ہم وہ ہیں جو براہ راست اللہ سے نعمتیں لے کر پروان چڑھے ہیں اور دُوسرے ہمارے اِحسان پر وردہ ہیں۔ ہم نے اپنی نسلاً بعد نسل چلی آنے والی عزّت اور تمہارے خاندان پر قدیمی برتری کے باوجود کوئی خیال نہ کیا اور تُم سے میل جول رکھا اور برابر والوں کی طرح رشتے دیئے لیے، حالانکہ تُم اس منزلت پر نہ تھے اور ہو کیسے سکتے ہو، جبکہ ہم میں نبیؐ اور تُم میں جھٹلانے والا، ہم میں اسد اللہ اور تُم میں اسد الاحلاف، ہم میں دو سردارِ جوانانِ اہل جنّت اور تُم میں جہنمی لڑکے، ہم میں سردارِ زنانِ عالمیان اور تم میں حمالۃ الحطب اور ایسی ہی بہت باتیں جو ہماری بلندی اور تمہاری پستی کی آئینہ دار ہیں۔

چُنانچہ ہمارا ظہورِ اسلام کے بعد کا دَور بھی وہ ہے جِس کی شہرت ہے اور جاہلیت کے دَور کا بھی ہمارا امتیاز ناقابلِ اِنکار ہے اور اس کے بعد جو رہ جائے وہ اللہ کی کتاب جامع الفاظ میں ہمارے لیے بتا دیتی ہے ارشادِ الٰہی ہے۔ "قرابت دار آپس میں ایک دُوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔" دُوسری جگہ پر ارشاد فرمایا ہے۔" ابراہیمؑ کے زیادہ حق دار وہ لوگ تھے جو ان کے پیروکار تھے اور یہ نبیؐ اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ ایمان والوں کا سرپرست ہے۔" تو ہمیں قرابت کی وجہ سے بھی دُوسروں پر فوقیت حاصل ہے اور اطاعت کی وجہ سے بھی ہمارا حق فائق ہے اور سقیفہ کے دن جب مہاجرین نے رسُولؐ کی قرابت کو استدلال میں پیش کیا تو انصار کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے تو ان کی کامیابی اگر قرابت کی وجہ سے تھی تو پھر یہ خلافت ہمارا حق ہے نہ کہ ان کا اور اگر اِستحقاق کا کچھ اور معیار ہے تو انصار کا دعویٰ اپنے مقام پر برقرار رہتا ہے اور تُم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ میں نے سب خلفاء پر حسد کیا اور ان کے خلاف شورشیں کھڑی کیں۔ اگر

ایسا ہی ہے تو اس سے میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کہ تُم سے معذرت کروں۔ (بقول شاعر)
"یہ ایسی خطا ہے جِس سے تُم پر کوئی حرف نہیں آتا۔" اور تُم نے لکھا ہے کہ مجھے بیعت کے لیے یوں کھینچ کر لایا جاتا تھا جِس طرح نکیل پڑے اُونٹ کو کھینچا جاتا ہے، تو خالق کی ہستی کی قسم! تُم اُترے تو بُرائی کرنے پر تھے، کہ تعریف کرنے لگے۔ چاہا تو یہ تھا کہ مجھے رُسوا کرو کہ خود ہی رُسوا ہو گئے۔ بھلا مسلمان آدمی کے لیے اس میں کون سی عیب کی بات ہے کہ وہ مظلوم ہو؟ جبکہ وہ نہ اپنے دین میں شک کرتا ہو، نہ اس کا یقین ڈانوں ڈول ہو اور میری اس دلیل کا تعلّق اگرچہ دُوسروں سے ہے، مگر جتنا بیان یہاں مناسب تھا تُم سے کر دیا۔
پھر تُم نے میرے اور عثمان کے معاملہ کا ذکر کیا ہے تو وہاں اس میں تمہیں حق پہنچتا ہے کہ تمہیں جواب دیا جائے، کیونکہ تمہاری ان سے قرابت ہوتی ہے۔ اچھا تو پھر (سچ سچ) بتاؤ کہ ہم دونوں میں ان کے ساتھ زیادہ دُشمنی کرنے والا اور ان کے قتل کا سر و سامان کرنے والا کون تھا؟ وہ کہ جِس نے اپنی امداد کی پیش کش کی اور انھوں نے اسے بٹھا دیا اور روک دیا، یا وہ کہ جِس سے انھوں نے مدد چاہی اور وہ ٹال گیا اور ان کے لیے موت کے اسباب مُہیّا کئے، یہاں تک کہ ان کے مقدّر کی موت نے انھیں آ گھیرا۔ ہر گز نہیں! خُدا کی قسم! (وہ پہلا زیادہ دُشمن ہر گز قرار نہیں پا سکتا)۔ اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو جنگ سے دُوسروں کو روکنے والے ہیں اور اپنے بھائی بندوں سے کہنے والے ہیں کہ آؤ ہماری طرف آؤ اور خود بھی جنگ کے موقع پر برائے نام ٹھہرتے ہیں۔ بیشک میں اس چیز کے لیے معذرت کرنے کو تیار نہیں ہوں کہ میں ان کے بعض بِدعتوں کو ناپسند کرتا تھا۔ اگر میری خطا یہی ہے کہ میں انھیں صحیح راہ دکھاتا تھا اور ہدایت کرتا تھا تو اکثر ناکردہ گُناہ ملامتوں کا نشانہ بن جایا کرتے ہیں اور کبھی نصیحت کرنے والے کو بدگمانی کا مرکز بن جانا پڑتا ہے۔ میں نے تو جہاں تک بن پڑا یہی چاہا کہ اصلاحِ حال ہو جائے اور مجھے توفیق حاصل ہونا ہے تو صِرف اللہ سے۔ اسی پر میرا بھروسا ہے اور اسی سے لو لگاتا ہوں۔
تُم نے مجھے لکھا ہے کہ "میرے اور میرے ساتھیوں کے لیے تمہارے پاس بس تلوار ہے۔" یہ کہہ کر تو تُم روتوں کو بھی ہنسانے لگے۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ تُم نے اولادِ عبد المطلب کو کب دُشمن سے پیٹھ پھراتے ہوئے پایا اور کب تلواروں سے خوفزدہ ہوتے دیکھا؟ (اگر یہی ارادہ ہے تو پھر بقول شاعر) تھوڑی دیر دم لو کہ حمل میدانِ جنگ میں پہنچ لے۔" عنقریب جسے تُم طلب کر رہے ہو وہ خود تمہاری تلاش میں نِکل کھڑا ہو گا اور جِسے دُور سمجھ رہے ہو وہ قریب پہنچے گا۔ میں تمہاری طرف مہاجرین و انصار اور اچھے طریقے سے ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے تابعین کا لشکرِ جرار لے کر عنقریب اُڑتا ہُوا آ رہا ہوں۔ ایسا لشکر کہ جِس میں بے پناہ ہجوم اور پھیلا ہوا گرد و غبار ہو گا۔ وہ موت کے کفن پہنے ہوئے ہوں گے۔ ہر ملاقات سے زیادہ انھیں لقائے پروردگار محبُوب ہو گی۔ ان کے ساتھ

شہدائے بدر کی اولاد اور ہاشمی تلواریں ہوں گی، کہ جن کی تیز دھار کی کاٹ تُم اپنے ماموں، بھائی، نانا اور کنبہ والوں میں دیکھ چکے ہو۔ "وہ ظالموں سے اب بھی دُور نہیں ہیں۔"

مکتُوب:29

اہل بصرہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل بصرہ کی طرف

تمہاری تفرقہ پردازی و شورش انگیزی کی جو حالت تھی اس کو تُم خود سمجھ سکتے ہو، لیکن میں نے تمہارے مجرمُوں سے درگُزر کیا، پیٹھ پھرانے والوں سے تلوار روک لی اور بڑھ کر آنے والوں کے لیے میں نے ہاتھ پھیلا دیئے۔ اب اگر پھر تباہ کُن اقدامات اور کج فہمیوں سے پیدا ہونے والے سفیہانہ خیالات نے تمہیں عہد شکنی اور میری مخالفت کی راہ پر ڈالا تو سُن لو کہ میں نے اپنے گھوڑوں کو قریب کر لیا ہے اور اُونٹوں پر پالان کَس لیے ہیں اور تُم نے مجھے حرکت کرنے پر مجبُور کیا تو تُم میں اس طرح معرکہ آرائی کروں گا کہ اس کے سامنے جنگِ جمل کی حقیقت بس یہ رہ جائے گی، جیسے کوئی زبان سے کوئی چیز چاٹ لے۔ پھر بھی جو تُم میں فرماں بردار ہیں، ان کے فضل و شرف اور خیر خواہی کرنے والے کے حق کو میں پہچانتا ہوں اور میرے یہاں یہ نہیں ہو سکتا کہ مُجرموں کے ساتھ بے گُناہ اور عہد شکنوں کے ساتھ وفادار بھی لپیٹ میں آجائیں۔

مکتُوب:30

معاویہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُعاویہ کے نام

جو دُنیا کا سازوسامان تمہارے پاس ہے اس کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اس کے حق کو پیش نظر رکھو، ان حقوق کو پہچانو جن سے لاعلمی میں تمہارا کوئی عُذر سُنا نہ جائے گا۔ کیونکہ اطاعت کے لیے واضح نشان، روشن راہیں، سیدھی شاہراہیں اور ایک منزل مقصود موجود ہے۔

عقلمند و دانا ان کی طرف بڑھتے ہیں اور سفلے اور کمینے ان سے کترا جاتے ہیں۔ جو ان سے منہ پھیر لیتا ہے، وہ حق سے بے راہ ہو جاتا ہے اور گمراہیوں میں بھٹکنے لگتا ہے۔ اللہ اس سے اپنی نعمتیں چھین لیتا ہے اور اس پر اپنا عذاب نازل کرتا ہے۔ لہٰذا اپنا بچاؤ کرو۔ اللہ نے تمہیں راستہ دکھا دیا ہے اور وہ منزل بتا دی ہے کہ جہاں تمہارے معاملات کو پہنچنا ہے، تُم زیاں کاری کی منزل اور کُفر کے مقام کی طرف بگٹٹ دوڑے جا رہے ہو۔ تمہارے نفس نے تمہیں بُرائیوں میں دھکیل دیا ہے اور گمراہیوں میں جھونک دیا ہے اور مہلکوں میں لا اُتارا ہے اور راستوں کو تمہارے لیے دُشوار گُزار بنا دیا ہے۔

وصیّت نامہ: 31

امام حسنؑ کو وصیّت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صفین سے پلٹتے ہوئے جب مقام حاضرین میں منزل کی تو امام حسن علیہ السّلام کے لیے یہ وصیّت نامہ تحریر فرمایا

یہ وصیّت ہے اس باپ کی جو فنا ہونے والا اور زمانہ (کی چیرہ دستیوں) کا اقرار کرنے والا ہے۔ جِس کی عمر پیٹھ پھرائے ہوئے ہے اور جو زمانہ کی سختیوں سے لاچار ہے اور دُنیا کی بُرائیوں کو محسوس کر چُکا ہے اور مرنے والوں کے گھروں میں مقیم اور کل کو یہاں سے رَختِ سفر باندھ لینے والا ہے۔ اس بیٹے کے نام جو نہ ملنے والی بات کا آرزومند، جادۂ عدم کا راہ سپار، بیماریوں کا ہدف، زمانہ کے ہاتھ گروی، مصیبتوں کا نشانہ، دُنیا کا پابند اور اس کے فریب کاریوں کا تاجر، موت کا قرضدار، اجل کا قیدی، غموں کا حلیف، حزن و ملال کا ساتھی، آفتوں میں مبتلا، نفس سے عاجز اور مرنے والوں کا جانشین ہے۔

بعدہ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں نے دُنیا کی رُوگردانی، زمانہ کی مُنہ زوری اور آخرت کی پیش قدمی سے جو حقیقت پہچانی ہے وہ اس امر کے لیے کافی ہے کہ مجھے دُوسرے تذکروں اور اپنی فکر کے علاوہ دُوسری کوئی فکر نہ ہو، مگر اسی وقت جبکہ دُوسروں کے فکر و اندیشہ کو چھوڑ کر میں اپنی ہی دُھن میں کھویا ہوا تھا اور میری عقل و بصیرت نے مجھے خواہشوں سے منحرف و روگرداں کر دیا اور میرا معاملہ کُھل کر میرے سامنے آ گیا اور مجھے واقعی حقیقت اور بے لاگ صداقت تک پہنچا دیا۔ میں نے دیکھا کہ تُم میرا ہی ایک ٹکڑا ہو، بلکہ جو میں ہوں وہی تُم ہو، یہاں تک کہ اگر تُم پر کوئی آفت آئے تو گویا مجھ پر آئی ہے اور تمہیں موت آئے تو گویا مجھے آئی ہے۔ اس سے مجھے تمہارا

اتنا ہی خیال ہوا جتنا اپنا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا میں نے وصیّت نامہ تمہاری رہنمائی میں اسے معین سمجھتے ہوئے تحریر کیا ہے خواہ اس کے بعد میں رہوں یا دنیا سے اُٹھ جاؤں۔

میں تمہیں وصیّت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، اس کے احکام کی پابندی کرنا، اس کے ذکر سے قلب کو آباد رکھنا اور اسی کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رہنا۔ تمہارے اور اللہ کے درمیان جو رشتہ ہے اس سے زیادہ مضبوط رشتہ ہو بھی کیا سکتا ہے؟ بشرطیکہ مضبوطی سے اسے تھامے رہو۔ وعظ وپند سے دل کو زندہ رکھنا اور زُہد سے اس کی خواہشوں کو مُردہ، یقین سے اسے سہارا دینا اور حکمت سے اسے پُرنور بنانا۔ موت کی یاد سے اسے قابو میں کرنا۔ فنا کے اقرار پر اسے ٹھہرانا۔ دُنیا کے حادثے اس کے سامنے لانا۔ گردشِ روزگار سے اسے ڈرانا۔ گُزرے ہوؤں کے واقعات اس کے سامنے رکھنا۔ تمہارے پہلے والے لوگوں پر جو بیتی ہے اسے یاد دلانا۔ ان کے گھروں اور کھنڈروں میں چلنا پھرنا اور دیکھنا کہ انھوں نے کیا کچھ کیا، کہاں سے کوچ کیا، کہاں اُترے اور کہاں ٹھہرے ہیں۔ دیکھو گے تو تمہیں صاف نظر آئے گا کہ وہ دوستوں سے مُنہ موڑ کر چل دیئے ہیں اور پردیس کے گھر میں جا کر اُترے ہیں اور وہ وقت دُور نہیں کہ تمہارا شمار بھی ان میں ہونے لگے۔ لہٰذا اپنی اصل منزل کا اِنتظام کرو اور اپنی آخرت کا دُنیا سے سودا نہ کرو، جو چیز جانتے نہیں ہو اس کے متعلّق بات نہ کرو اور جِس چیز کا تُم سے تعلّق نہیں ہے اس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ۔ جِس راہ میں بھٹک جانے کا اندیشہ ہو اس راہ میں قدم نہ اُٹھاؤ، کیونکہ بھٹکنے کی سرگردانیاں دیکھ کر قدم روک لینا، خطرات مول لینے سے بہتر ہے۔ نیکی کی تلقین کرو تاکہ خود بھی اہلِ خیر میں محسُوب ہو۔ ہاتھ اور زبان کے ذریعہ بُرائی کو روکتے رہو۔ جہاں تک ہو سکے بُروں سے الگ رہو۔ خُدا کی راہ میں جہاد کا حق اَدا کرو اور اس کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اثر نہ لو۔ حق جہاں ہو سختیوں میں پھاند کر اس تک پہنچ جاؤ۔ دین میں سُوجھ بُوجھ پیدا کرو۔ سختیوں کو جھیل لے جانے کے خوگر بنو، حق کی راہ میں صبر و شکیبائی بہترین سیرت ہے۔ ہر معاملہ میں اپنے کو اللہ کے حوالے کردو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تُم اپنے کو ایک مضبُوط پناہ گاہ اور قوی محافظ کے سُپرد کر دو گے۔ صِرف اپنے پروردگار سے سوال کرو، کیونکہ دینا اور نہ دینا بس اسی کے اختیار میں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اپنے اللہ سے بھلائی کے طالب رہو۔ میری وصیّت کو سمجھو اور اس سے رُوگردانی نہ کرو۔ اچھی بات وہی ہے جو فائدہ دے اور اس علم میں کوئی بھلائی نہیں جو فائدہ رساں نہ ہو اور جِس علم کا سیکھنا سزاوار نہ ہو اس سے کوئی فائدہ بھی نہیں اُٹھایا جا سکتا۔

اے فرزند! جب میں نے دیکھا کہ کافی عمر تک پہنچ چُکا ہوں اور دن بدن ضعف بڑھتا جا رہا ہے تو میں نے وصیّت کرنے میں جلدی کی اور

اس میں کچھ اہم مضامین درج کئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت میری طرف سبقت کر جائے اور دل کی بات دل ہی میں رہ جائے، یا بدن کی طرح عقل و رائے بھی کمزور پڑ جائے، یا وصیّت سے پہلے ہی تُم پر کچھ خواہشات کا تسلّط ہو جائے، یا دُنیا کے جھمیلے تمہیں گھیر لیں کہ تُم بھڑک اُٹھنے والے مُنہ زور اُونٹ کی طرح ہو جاؤ۔ کیونکہ کم سِن کا دل اس خالی زمین کے مانند ہوتا ہے، جِس میں جو بیج ڈالا جاتا ہے اسے قبول کر لیتی ہے۔ لہٰذا قبل اس کے کہ تمہارا دل سخت ہو جائے اور تمہارا ذہن دُوسری باتوں میں لگ جائے میں نے تعلیم دینے کے لیے قدم اُٹھایا، تاکہ تُم عقل سلیم کے ذریعہ ان چیزوں کے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جاؤ کہ جن کی آزمائش اور تجربہ کی زحمت سے تجربہ کاروں نے تمہیں بچالیا ہے، اس طرح تُم تلاش زحمت سے مُستغنی اور تجربہ کی کلفتوں سے آسُودہ ہو جاؤ گے اور تجربہ و علم کی وہ باتیں (بے تعب و مشقّت) تُم تک پہنچ رہی ہیں کہ جن پر ہم مطلع ہوئے اور پھر وہ چیزیں بھی اُجاگر ہو کر تمہارے سامنے آ رہی ہیں کہ جن میں سے کچھ ممکن ہے ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئی ہوں۔

اے فرزند! اگرچہ میں نے اتنی عمر نہیں پائی جتنی اگلے لوگوں کی ہوا کرتی تھیں۔ پھر بھی میں نے ان کی کارگُزاریوں کو دیکھا، ان کے حالات و واقعات میں غور کیا اور ان کے چھوڑے ہوئے نشانات میں سیر و سیاحت کی، یہاں تک کہ گویا میں بھی انہی میں کا ایک ہو چُکا ہوں۔ بلکہ ان سب کے حالات و معلومات جو مجھ تک پہنچ گئے ہیں ان کی وجہ سے ایسا ہے کہ گویا میں نے ان کے اوّل سے لے کر آخر تک کے ساتھ زندگی گُزاری ہے۔ چُنانچہ میں نے صاف کو گندلے اور نفع کو نقصان سے الگ کر کے پہچان لیا ہے اور اب سب کا نچوڑ تمہارے لیے مخصوص کر رہا ہوں اور میں نے خوبیوں کو چُن چُن کر تمہارے لیے سمیٹ دیا ہے اور بے معنی چیزوں کو تُم سے جُدا رکھا ہے اور چونکہ مجھے تمہاری ہر بات کا اتنا ہی خیال ہے جتنا ایک شفیق باپ کو ہونا چاہیئے اور تمہاری اخلاقی تربیت بھی پیش نظر ہے۔ لہٰذا مناسب سمجھا ہے کہ یہ تعلیم و تربیت اس حالت میں ہو کہ تُم نو عُمر اور بساط دہر پر تازہ وارد ہو اور تمہاری نیت کھری اور نفس پاکیزہ ہے اور میں نے چاہا تھا کہ پہلے کتاب خُدا، احکامِ شرع اور حلال و حرام کی تعلیم دوں اور اس کے علاوہ دُوسری چیزوں کا رُخ نہ کروں۔ لیکن یہ اندیشہ پیدا ہُوا کہ کہیں وہ چیزیں جن میں لوگوں کے عقائد اور مذہبی خیالات میں اختلاف ہے، تُم پر اسی طرح مشتبہ نہ ہو جائیں جیسے ان پر مشتبہ ہو گئی ہیں۔ باوجودیکہ ان غلط عقائد کا تذکرہ تُم سے مجھے ناپسند تھا۔ مگر اس پہلو کو مضبُوط کر دینا تمہارے لیے مجھے بہتر معلوم ہُوا۔ اس سے کہ تمہیں ایسی صُورتِ حال کے سُپرد کر دوں جِس میں مجھے تمہارے لیے ہلاکت و تباہی کا خطرہ ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تمہیں ہدایت کی توفیق دے گا اور صحیح راستے کی راہنمائی کرے گا۔ ان وجوہ سے تمہیں یہ وصیّت نامہ لکھتا ہوں۔

بیٹا! یاد رکھو کہ میری اِس وصیّت سے جن چیزوں کی تمہیں پابندی کرنا ہے ان میں سب سے زیادہ میری نظر میں جِس چیز کی اہمیّت ہے وہ اللہ کا تقویٰ ہے اور یہ کہ جو فرائض اللہ کی طرف سے تُم پر عائد ہیں ان پر اکتفا کرو اور جِس راہ پر تمہارے آباؤ واجداد اور تمہارے گھرانے کے افراد چلتے رہے ہیں اسی پر چلتے رہو۔ کیونکہ جِس طرح تُم اپنے لیے نظر و فکر کر سکتے ہو انھوں نے اس نظر و فکر میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تھی۔ مگر انتہائی غور و فکر نے بھی ان کو اسی نتیجہ تک پہنچایا، کہ جو انھیں اپنے فرائض معلوم ہوں ان پر اکتفا کریں اور غیر متعلّق چیزوں سے قدم روک لیں۔ لیکن اگر تمہارا نفس اس کے لیے تیار نہ ہو کہ بغیر ذاتی تحقیق سے علم حاصل کئے ہوئے جِس طرح انھوں نے حاصل کیا تھا، ان باتوں کو قبول کر لے تو بہر حال یہ لازم ہے کہ تمہارے طلب کا انداز سیکھنے اور سمجھنے کا ہو، نہ شبہات میں پھاند پڑنے اور بحث و نزاع میں اُلجھنے کا اور اس فکر و نظر کو شروع کرنے سے پہلے اللہ سے مدد کے خواستگار ہو اور اس سے توفیق و تائید کی دُعا کرو اور ہر اس وہم کے شائبہ سے اپنا دامن بچاؤ کہ جو تمہیں شُبہ میں ڈال دے، یا گمراہی میں چھوڑ دے اور جب یہ یقین ہو جائے کہ اب تمہارا دل صاف ہو گیا ہے اور اس میں اثر لینے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے اور ذہن پورے طور پر یکسوئی کے ساتھ تیار ہے اور تمہارا ذوق و شوق ایک نقطہ پر جم گیا ہے تو پھر ان مسائل پر غور کرو جو میں نے تمہارے سامنے بیان کئے ہیں، لیکن تمہارے حسب منشا دِل کی یکسوئی اور نظر و فکر کی آسودگی حاصل نہیں ہوئی ہے تو سمجھ لو کہ تُم ابھی اس وادی میں شبکور اُونٹنی کی طرح ہاتھ پیر مار رہے ہو اور جو دین (کی حقیقت) کا طلبگار ہو وہ تاریکی میں ہاتھ پاؤں نہیں مارتا اور نہ خلط مبحث کرتا ہے، اس حالت میں قدم نہ رکھنا اس وادی میں بہتر ہے۔

اب اے فرزند! میری وصیّت کو سمجھو اور یقین رکھو کہ جِس کے ہاتھ میں موت ہے، اسی کے ہاتھ میں زندگی بھی ہے اور جو پیدا کرنے والا ہے، وہی مارنے والا بھی ہے اور جو نیست و نابُود کرنے والا ہے، وہی دوبارہ پلٹانے والا بھی ہے اور جو بیماری ڈالنے والا ہے، وہ ہی صحت عطا کرنے والا بھی ہے اور بہر حال دُنیا کا نظام وہی رہے گا جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کر دیا ہے۔ نعمتوں کا دینا ابتلا و آزمائش میں ڈالنا اور آخرت میں جزا دینا، یا وہ کہ جو اس کی مشیّت میں گُزر چُکا ہے اور ہم اسے نہیں جانتے تو جو چیز اس میں کی تمہاری سمجھ میں نہ آئے، تو اسے اپنی لاعلمی پر محمُول کرو۔ کیونکہ جب تُم پہلے پہل پیدا ہوئے تھے تو کچھ نہ جانتے تھے، بعد میں تمہیں سکھایا گیا اور ابھی کتنی ہی ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے تُم بے خبر ہو کہ ان میں پہلے تمہارا ذہن پریشان ہوتا ہے اور نظر بھٹکتی ہے اور پھر انہیں جان لیتے ہو، لہٰذا اسی کا دامن تھامو جِس نے تمہیں پیدا کیا اور رزق دیا اور ٹھیک ٹھاک بنایا۔ اسی کی بس پرستش کرو، اسی کی طلب ہو، اسی کا ڈر ہو۔

اے فرزند! تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ کسی ایک نے بھی اللہ سبحانہ کی تعلیمات کو ایسا پیش نہیں کیا، جیسا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے۔ لہٰذا ان کو بطیب خاطر اپنا پیشوا اور نجات کا رہبر مانو۔ میں نے تمہیں نصیحت کرنے میں کوئی کمی نہیں کی اور تُم کوشش کے باوجود اپنے سُود و بہبُود پر اس حد تک نظر نہیں کر سکتے، جِس تک میں تمہارے لیے سوچ سکتا ہوں۔

اے فرزند! یقین کرو کہ اگر تمہارے پروردگار کا کوئی شریک ہوتا تو اس کے بھی رسُول آتے اور اس کی سلطنت و فرمانروائی کے بھی آثار دکھائی دیتے اور اس کے افعال وصفات بھی کچھ معلوم ہوتے، مگر وہ ایک اکیلا خُدا ہے۔ جیسا کہ اس نے خود بیان کیا ہے۔ اس کے ملک میں کوئی اس سے ٹکر نہیں لے سکتا۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ بغیر کسی نقطہ آغاز کے تمام چیزوں سے پہلے ہے اور بغیر کسی انتہائی حد کے سب چیزوں کے بعد ہے۔ وہ اس سے بلند و بالا ہے کہ اس کی ربُوبیّت کا اثبات قلب یا نِگاہ کے گھیرے میں آجانے سے وابستہ ہو۔ جب تُم یہ جان چکے تو پھر عمل کرو۔ ویسا جو تُم ایسی مخلوق کو اپنی پست منزلت، کم مقدرت اور بڑھی ہوئی عاجزی اور اس کی اطاعت کی جُستجو اور اس کی سزا کے خوف اور اس کی ناراضگی کے اندیشہ کے ساتھ اپنے پروردگار کی طرف بہت بڑی احتیاج کے ہوتے ہوئے کرنا چاہیئے۔ اس نے تمہیں انہی چیزوں کا حکم دیا ہے جو اچھی ہیں اور انہی چیزوں سے منع کیا ہے جو بُری ہیں۔

اے فرزند! میں نے تمہیں دُنیا اور اس کی حالت اور اس کی بے ثباتی و ناپائیداری سے خبردار کر دیا ہے اور آخرت اور آخرت والوں کے لیے جو سرو سامانِ عشرت مُہیّا ہے اس سے بھی آگاہ کر دیا ہے اور ان دونوں کی مثالیں بھی تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ ان سے عبرت حاصل کرو اور ان کے تقاضے پر عمل کرو۔ جن لوگوں نے دُنیا کو خُوب سمجھ لیا ہے ان کی مثال ان مسافروں کی سی ہے جن کا قحط زدہ منزل سے دل اُچاٹ ہوا اور انھوں نے ایک سرسبز و شاداب مقام اور ایک تر و تازہ و پُر بہار جگہ کا رُخ کیا تو انھوں نے راستے کی دُشواریوں کو جھیلا، دوستوں کی جُدائی برداشت کی، سفر کی صعوبتیں گوارا کیں اور کھانے کی بدمزگیوں پر صبر کیا تاکہ اپنی منزل کی پہنائی اور دائمی قرار گاہ تک پہنچ جائیں۔ اس مقصد کی دھن میں انھیں ان سب چیزوں سے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی اور جتنا بھی خرچ ہو جائے اس میں نقصان معلوم نہیں ہوتا۔ انھیں اب سب سے زیادہ وہی چیز مرغوب ہے جو انھیں منزل کے قریب اور مقصد سے نزدیک کر دے اور اس کے برخلاف ان لوگوں کی مثال جنھوں نے دُنیا سے فریب کھایا ان لوگوں کی سی ہے کہ جو ایک شاداب سبزہ زار میں ہوں اور وہاں سے وہ دل برداشتہ ہو جائیں اور اس جگہ کا رُخ کر لیں جو خشک سالیوں سے تباہ ہو ان کے نزدیک سخت ترین حادثہ یہ ہو گا کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ کر اُدھر جائیں کہ جہاں انھیں اچانک پہنچنا ہے اور بہر صُورت وہاں جانا ہے۔

اے فرزند! اپنے اور دُوسرے کے درمیان ہر معاملہ میں اپنی ذات کو میزان قرار دو، جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دُوسروں کے لیے پسند کرو اور جو اپنے لیے نہیں چاہتے اسے دُوسروں کے لیے بھی نہ چاہو۔ جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تم پر زیادتی نہ ہو، یونہی دُوسروں پر بھی زیادتی نہ کرو اور جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ حُسنِ سلوک ہو، یونہی دُوسروں کے ساتھ بھی حُسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ دُوسروں کی جس چیز کو بُرا سمجھتے ہو اسے اپنے میں بھی ہو تو بُرا سمجھو اور لوگوں کے ساتھ جو تمہارا رویہ ہو اسی رویہ کو اپنے لیے بھی دُرست سمجھو۔ جو بات نہیں جانتے اس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ، اگرچہ تمہارے معلومات کم ہوں۔ دُوسروں کے لیے وہ بات نہ کہو جو اپنے لیے سُننا گوارا نہیں کرتے۔ یادرکھو! کہ خود پسندی صحیح طریقہ کار کے خلاف اور عقل کی تباہی کا سبب ہے۔ روزی کمانے میں دوڑ دھوپ کرو اور دُوسروں کے خزانچی نہ بنو اور اگر سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق تمہارے شامل حال ہو جائے تو انتہائی درجہ تک بس اپنے پروردگار کے سامنے تذلّل اختیار کرو۔ دیکھو! تمہارے سامنے ایک دشوار گزار اور دُور دراز راستہ ہے جس کے لیے بہترین زاد کی تلاش اور بقدر کفایت توشہ کی فراہمی اس کے علاوہ سبکباری ضروری ہے۔ لہٰذا اپنی طاقت سے زیادہ اپنی پیٹھ پر بوجھ نہ لادو، کہ اس کا بار تمہارے لیے وبالِ جان بن جائے گا اور جب ایسے فاقہ کش لوگ مل جائیں کہ جو تمہارا توشہ اُٹھا کر میدانِ حشر میں پہنچا دیں اور کل کو جبکہ تمہیں اس کی ضرورت پڑے گی، تمہارے حوالے کر دیں تو اسے غنیمت جانو اور جتنا ہو سکے اس کی پشت پر رکھ دو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پھر تُم ایسے شخص کو ڈھونڈو اور نہ پاؤ اور جو تمہاری دولت مندی کی حالت میں تُم سے قرض مانگ رہا ہے اس وعدہ پر کہ تمہاری تنگدستی کے وقت ادا کر دے گا، تو اسے غنیمت جانو۔

یادرکھو! تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جس میں ہلکا پھلکا آدمی گراں بار آدمی سے کہیں اچھی حالت میں ہو گا اور سُست رفتار تیز قدم دوڑنے والے کی بہ نسبت بُری حالت میں ہو گا اور اس راہ میں لامحالہ تمہاری منزلت جنت ہو گی یا دوزخ۔ لہٰذا اُترنے سے پہلے جگہ منتخب کر لو اور پڑاؤ ڈالنے سے پہلے اس جگہ کو ٹھیک ٹھاک کر لو، کیونکہ موت کے بعد خوشنودی حاصل کرنے کا موقع نہ ہو گا اور نہ دُنیا کی طرف پلٹنے کی کوئی صُورت ہو گی۔ یقین رکھو کہ جس کے قبضہ قدرت میں آسمان و زمین کے خزانے ہیں اس نے تمہیں سوال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے اور قبول کرنے کا ذِمہ لیا ہے اور حکم دیا ہے کہ تُم مانگو تا کہ وہ دے، رحم کی درخواست کرو تا کہ وہ رحم کرے۔ اس نے اپنے اور تمہارے درمیان دربان کھڑے نہیں کیئے جو تمہیں روکتے ہوں، نہ تمہیں اس پر مجبُور کیا ہے کہ تُم کسی کو اس کے یہاں سفارش کے لیے لاؤ تب ہی کام ہو اور تُم نے گُناہ کیے ہوں تو اس نے تمہارے لیے توبہ کی گنجائش ختم نہیں کی ہے، نہ سزا دینے

میں جلدی کی ہے اور نہ توبہ و انابت کے بعد وہ کبھی طعنہ دیتا ہو (کہ تُم نے پہلے یہ کیا تھا، وہ کیا تھا) نہ ایسے موقعوں پر اس نے تمہیں رُسوا کیا کہ جہاں تمہیں رُسوا ہی ہونا چاہیئے تھا اور نہ اس نے توبہ کے قبول کرنے میں (کڑی شرطیں لگا کر) تمہارے ساتھ سخت گیری کی ہے۔ نہ گُناہ کے بارے میں تُم سے سختی کے ساتھ جرح کرتا ہے اور نہ اپنی رحمت سے مایوس کرتا ہے۔ بلکہ اس نے گُناہ سے کنارہ کشی کو بھی ایک نیکی قرار دیا ہے اور بُرائی ایک ہو تو اسے ایک (بُرائی) اور نیکی ایک ہو تو اسے دس (نیکیوں) کے برابر ٹھہرایا ہے۔ اس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ جب بھی اسے پُکارو وہ تمہاری سُنتا ہے اور جب بھی راز و نیاز کرتے ہوئے اس سے کچھ کہو وہ جان لیتا ہے۔ تُم اسی سے مرادیں مانگتے ہو اور اسی کے سامنے دل کے بھید کھولتے ہو۔ اسی سے اپنے دُکھ دَرد کا رونا روتے ہو اور مصیبتوں سے نکالنے کی التجا کرتے ہو اور اپنے کاموں میں مدد مانگتے ہو اور اس کی رحمت کے خزانوں سے وہ چیزیں طلب کرتے ہو جن کے دینے پر اور کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ جیسے عمروں میں درازی، جسمانی صحت و توانائی اور رِزق میں وُسعت اور اس پر اس نے تمہارے ہاتھ میں اپنے خزانوں کے کھولنے والی کنجیاں دے دی ہیں اس طرح کہ تمہیں اپنی بارگاہ میں سوال کرنے کا طریقہ بتایا۔ اس طرح جب تم چاہو دُعا کے ذریعہ اس کی نعمت کے دروازوں کو کھلوالو، اس کی رحمت کے جھالوں کو برسالو۔ ہاں بعض اوقات قبولیّت میں دیر ہو تو اس سے نااُمید نہ ہو۔ اس لیے کہ عطیہ نیت کے مطابق ہوتا ہے اور اکثر قبولیت میں اس لیے دیر کی جاتی ہے کہ سائل کے اجر میں اور اضافہ ہو اور اُمیدوار کو عطیے اور زیادہ ملیں اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ تُم ایک چیز مانگتے ہو اور وہ حاصل نہیں ہوتی، مگر دُنیا یا آخرت میں اس سے بہتر چیز تمہیں مل جاتی ہے، یا تمہارے کسی بہتر مفاد کے پیشِ نظر تمہیں اس سے محروم کر دیا جاتا ہے، اس لیے کہ تُم کبھی ایسی چیزیں بھی طلب کر لیتے ہو کہ اگر تمہیں دے دی جائیں تو تمہارا دین تباہ ہو جائے۔ لہٰذا تمہیں بس وہ چیز طلب کرنا چاہیئے جِس کا جمال پائیدار ہو اور جِس کا وبال تمہارے سر نہ پڑنے والا ہو۔ رہا دُنیا کا مال، تو نہ یہ تمہارے لیے رہے گا اور نہ تُم اس کے لیے رہو گے۔

یاد رکھو! تُم آخرت کے لیے پیدا ہوئے ہو، نہ کہ دُنیا کے لیے، فنا کے لیے خلق ہوئے ہو، نہ بقا کے لیے، موت کے لیے بنے ہو، نہ حیات کے لیے، تُم ایک ایسی منزل میں ہو جِس کا کوئی حصّہ ٹھیک نہیں اور ایک ایسے گھر میں ہو جو آخرت کا ساز و سامان مہیّا کرنے کے لیے ہے اور صِرف منزل آخرت کی گُزر گاہ ہے۔ تُم وہ ہو جِس کا موت پیچھا کئے ہوئے ہے جِس سے بھاگنے والا چھٹکارا نہیں پاتا۔ کتنا ہی کوئی چاہے اس کے ہاتھ سے نہیں نِکل سکتا اور وہ بہر حال اسے پا لیتی ہے۔ لہٰذا ڈرو اس سے کہ موت تمہیں ایسے گُناہوں کے عالَم میں آجائے جن سے توبہ کے خیالات تم دل میں لاتے تھے، مگر وہ تمہارے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے۔ ایسا ہُوا تو سمجھ لو کہ تُم نے اپنے

نفس کو ہلاک کر ڈالا۔

اے فرزند! موت کو اور اس منزل کو جس پر تمہیں اچانک وارِد ہونا ہے اور جہاں موت کے بعد پہنچنا ہے ہر وقت یاد رکھنا چاہیئے، تا کہ جب وہ آئے تو تُم اپنا حفاظتی سروسامان مکمّل اور اس کے لیے اپنی قوت مضبوط کر چکے ہو اور وہ اچانک تُم پر ٹوٹ پڑے کہ تمہیں بے دست و پا کر دے۔ خبردار! دُنیاداروں کی دُنیا پرستی اور ان کی حرص و طمع جو تمہیں دکھائی دیتی ہے وہ تمہیں فریب نہ دے۔ اس لیے کہ اللہ نے اس کا وصف خُوب بیان کر دیا ہے اور دُنیا نے خود بھی اپنی حقیقت واضح کر دی ہے اور اپنی بُرائیوں کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اس (دُنیا) کے گرویدہ بھونکنے والے کُتّے اور پھاڑ کھانے والے درندے ہیں جو آپس میں ایک دُوسرے پر غرّاتے ہیں۔ طاقتور کمزور کو نگلے لیتا ہے اور بڑا چھوٹے کو کچل رہا ہے۔ ان میں کچھ چوپائے بندھے ہوئے اور کچھ چھُٹے ہوئے ہیں جنھوں نے اپنی عقلیں کھو دی ہیں اور انجانے راستے پر سوار ہو لیے ہیں۔ یہ دشوار گزار وادیوں میں آفتوں کی چراگاہ میں چھٹے ہوئے ہیں۔ نہ ان کا کوئی گلہ بان ہے جو ان کی رکھوالی کرے، نہ کوئی چرواہا ہے جو انھیں چَرائے۔ دُنیا نے ان کو گمراہی کے راستے پر لگایا ہے اور ہدایت کے مینار سے ان کی آنکھیں بند کر دی ہیں، یہ اس کی گمراہیوں میں سرگرداں اور اس کی نعمتوں میں غلطاں ہیں اور اسے ہی اپنا معبُود بنا رکھا ہے۔ دُنیا ان سے کھیل رہی ہے اور یہ دُنیا سے کھیل رہے ہیں اور اس کے آگے کی منزل کو بھولے ہوئے ہیں۔

ٹھہرو! اندھیرا چھٹنے دو۔ گویا (میدانِ حشر میں) سواریاں اُتر ہی پڑی ہیں۔ تیز قدم چلنے والوں کے لیے وہ وقت دُور نہیں کہ اپنے قافلہ سے مل جائیں اور معلوم ہونا چاہیئے کہ جو شخص لیل و نہار کے مرکب پر سوار ہے وہ اگرچہ ایک جگہ ٹھہرا ہوا ہے مگر حقیقت میں چل رہا ہے اور اگرچہ ایک جگہ پر قیام کئے ہوئے ہے مگر مسافت طے کئے جا رہا ہے اور یہ یقین کے ساتھ جانے رہو کہ تُم اپنی آرزوؤں کو پُورا کبھی نہیں کر سکتے اور جتنی زندگی لے کر آئے ہو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور تُم بھی اپنے پہلے والوں کی راہ پر ہو، لہٰذا طلب میں نرم رفتاری اور کسبِ معاش میں میانہ روی سے کام لو، کیونکہ اکثر طلب کا نتیجہ مال کا گنوانا ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ رزق کی تلاش میں لگا رہنے والا کامیاب ہی ہو اور کدوکاوش میں اعتدال سے کام لینے والا محروم ہی رہے۔ ہر ذِلّت سے اپنے نفس کو بلند تر سمجھو، اگرچہ وہ تمہاری من مانی چیزوں تک تمہیں پہنچا دے، کیونکہ اپنے نفس کی عزّت جو کھو دو گے اس کا بدل کوئی حاصل نہ کر سکو گے۔ دُوسروں کے غلام نہ بن جاؤ جب کہ اللہ نے تمہیں آزاد بنایا ہے۔ اس بھلائی میں کوئی بہتری نہیں جو بُرائی کے ذریعہ حاصل ہو اور اس آرام و آسائش میں کوئی بہتری نہیں جس کے لیے (ذِلّت کی) دُشواریاں جھیلنا پڑیں۔

خبر دار! تمہیں طمع و حرص کی تیز رو سواریاں ہلاکت کے گھاٹ پر نہ لا اُتاریں۔ اگر ہو سکے تو یہ کرو کہ اپنے اور اللہ کے درمیان کسی ولی نعمت کو واسطہ نہ بننے دو، کیونکہ تُم اپنا حصّہ اور اپنی قسمت کا پا کر رہو گے۔ وہ تھوڑا جو اللہ سے بے منّت خلق ملے اس بہت سے کہیں بہتر ہے جو مخلوق کے ہاتھوں سے ملے۔ اگرچہ حقیقتاً جو ملتا ہے اللہ ہی کی طرف سے ملتا ہے، بے محل خاموش کا تدارک بے موقعہ گفتگو سے آسان ہے۔ برتن میں جو ہے اس کی حفاظت یونہی ہو گی کہ مُنہ بند رکھو اور جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اس کو محفوظ رکھنا دُوسروں کے آگے دستِ طلب بڑھانے سے مجھے زیادہ پسند ہے، یا اس کی تلخی سہہ لینا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے۔ پاک دامانی کے ساتھ محنت مزدوری کر لینا فسق و فجور میں گھِری ہوئی دولت مندی سے بہتر ہے۔ اِنسان خود ہی اپنے راز کو خُوب چُھپا سکتا ہے۔ بہت سے لوگ ایسی چیز کے لیے کوشاں ہوتے ہیں جو ان کے لیے ضرر رساں ثابت ہوتی ہے۔ جو زیادہ بولتا ہے وہ بے معنی باتیں کرنے لگتا ہے۔ سوچ بچار سے قدم اُٹھانے والا (صحیح راستہ) دیکھ لیتا ہے۔ نیکوں سے میل جول رکھو گے تو تُم بھی نیک ہو جاؤ گے۔ بُروں سے بچے رہو گے تو ان (کے اثرات) سے محفوظ رہو گے۔ بدترین کھانا وہ ہے جو حرام ہو اور بدترین ظُلم وہ ہے جو کسی کمزور و ناتواں پر کیا جائے۔ جہاں نرمی سے کام لینا نامناسب ہو، وہاں سخت گیری ہی نرمی ہے۔ کبھی کبھی دوا بیماری اور بیماری دوا بن جایا کرتی ہے۔ کبھی بدخواہ بھلائی کی راہ سُوجھا دیا کرتا ہے اور دوست فریب دے جاتا ہے۔ خبر دار! اُمیدوں کے سہارے پر نہ بیٹھنا، کیونکہ اُمیدیں احمقوں کا سرمایہ ہوتی ہیں۔ تجربوں کو محفوظ رکھنا عقلمندی ہے۔ بہترین تجربہ وہ ہے جو پند و نصیحت دے۔ فرصت کا موقع غنیمت جانو، قبل اس کے کہ وہ رنج و اندوہ کا سبب بن جائے۔ ہر طلب و سعی کرنے والا مقصد کو پا نہیں لیا کرتا اور ہر جانے والا پلٹ کر نہیں آیا کرتا۔ توشہ کا کھو دینا اور عاقبت بگاڑ لینا بربادی و تباہ کاری ہے۔ ہر چیز کا ایک نتیجہ و ثمرہ ہوا کرتا ہے۔ جو تمہارے مقدّر میں ہے وہ تُم تک پہنچ کر رہے گا۔ تاجر اپنے کو خطروں میں ڈالا ہی کرتا ہے۔ کبھی تھوڑا مال مالِ فراواں سے زیادہ بابرکت ثابت ہوتا ہے۔ پست طینت مددگار میں کوئی بھلائی نہیں اور نہ بدگمان دوست میں۔ جب تک زمانہ کی سواری تمہارے قابُو میں ہے اس سے نباہ کرتے رہو۔ زیادہ کی اُمید میں اپنے کو خطروں میں نہ ڈالو۔

خبر دار! کہیں دُشمنی و عناد کی سواریاں تُم سے مُنہ زوری نہ کرنے لگیں۔ اپنے کو اپنے بھائی کے لیے اس پر آمادہ کرو کہ جب وہ دوستی توڑے تو تُم اسے جوڑو، وہ منہ پھیرے تو تُم آگے بڑھو اور لطف و مہربانی سے پیش آؤ۔ وہ تمہارے لیے کنجوسی کرے تُم اس پر خرچ کرو، وہ دُوری اختیار کرے تو تُم اس کے نزدیک ہونے کی کوشش کرو، وہ سختی کرتا رہے اور تُم نرمی کرو۔ وہ خطا کا مرتکب ہو اور تُم اس کے

لیے عُذر تلاش کرو، یہاں تک کہ گویا تُم اس کے غلام اور وہ تمہارا آقائے نعمت ہے۔

مگر خبر دار! یہ برتاؤ بے محل نہ ہو اور نااہل سے یہ رویہ نہ اختیار کرو۔ اپنے دوست کے دُشمن کو دوست نہ بناؤ، ورنہ اس دوست کے دُشمن قرار پاؤ گے۔ دوست کو کھری کھری نصیحت کی باتیں سناؤ خواہ اسے اچھی لگیں یا بُری۔ غصّہ کے کڑوے گھونٹ پی جاؤ، کیونکہ میں نے نتیجہ کے لحاظ سے اس سے زیادہ خوش مزہ وشیریں گھونٹ نہیں پائے۔ جو شخص تُم سے سختی کے ساتھ پیش آئے، اس سے نرمی کا برتاؤ کرو، کیونکہ اس رویّہ سے وہ خود ہی نرم پڑ جائے گا۔ دُشمن پر لُطف و کرم کے ذریعہ سے راہ چارہ و تدبیر مسدُود کرو، کیونکہ دو قسم کی کامیابیوں میں یہ زیادہ مزے کی کامیابی ہے۔ اپنے کسی دوست سے تعلقات قطع کرنا چاہو تو اپنے دِل میں اتنی جگہ رہنے دو کہ اگر اس کا رویّہ بدلے تو اس کے لیے گنجائش ہو۔ جو تُم سے حُسنِ ظن رکھے، اس کے حُسنِ ظن کو سچا ثابت کرو۔ باہمی روابط کی بناء پر اپنے کسی بھائی کی حق تلفی نہ کرو، کیونکہ پھر وہ بھائی کہاں رہاجِس کا حق تُم تلف کرو۔ یہ نہ ہونا چاہیئے کہ تمہارے گھر والے تمہارے ہاتھوں دُنیا جہاں میں سب سے زیادہ بدبخت ہو جائیں۔ جو تُم سے تعلقات قائم رکھنا پسند ہی نہ کرتا ہو، اس کے خواہ مخواہ پیچھے نہ پڑو۔ تمہارا دوست قطع تعلّق کرے تو تُم رشتہ محبت جوڑنے میں اس پر بازی لے جاؤ اور وہ بُرائی سے پیش آئے تو تُم حُسنِ سلوک میں اس سے بڑھ جاؤ۔ ظالم کا ظُلم تُم پر گراں نہ گُزرے، کیونکہ وہ اپنے نقصان اور تمہارے فائدہ کے لیے سرگرم عمل ہے اور جو تمہاری خوشی کا باعث ہو اس کا صلہ یہ نہیں کہ اس سے بُرائی کرو۔

اے فرزند! یقین رکھو کہ رزق دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جس کی تُم جستجو کرتے ہو اور ایک وہ جو تمہاری جستجو میں لگا ہُوا ہے، اگر تُم اس کی طرف نہ جاؤ گے تو بھی وہ تُم تک آکر رہے گا۔ ضرورت پڑنے پر گِڑ گڑانا اور مطلب نِکل جانے پر کج خلقی سے پیش آنا کتنی بُری عادت ہے۔ دُنیا سے بس اتنا ہی اپنا سمجھو جِس سے اپنی عقبیٰ کی منزل سنوار سکو۔ اگر تُم ہر اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے واویلا مچاتے ہو، تو پھر ہر اس چیز پر رنج وافسوس کرو کہ جو تمہیں نہیں ملی۔ موجودہ حالات سے بعد کے آنے والے حالات کا قیاس کرو۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ، کہ جن پر نصیحت اس وقت تک کار گر نہیں ہوتی جب تک انھیں پوری طرح تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ کیونکہ عقلمند باتوں سے مان جاتے ہیں اور حیوان لاتوں کے بغیر نہیں مانا کرتے۔ ٹوٹ پڑنے والے غم واندوہ کو صبر کی پختگی اور حُسنِ یقین سے دُور کرو۔ جو درمیانی راستہ چھوڑ دیتا ہے، وہ بے راہ ہو جاتا ہے۔ دوست بمنزلہ عزیز کے ہوتا۔ سچا دوست وہ ہے جو پیٹھ پیچھے بھی دوستی کو نباہے۔ ہواؤ ہوس سے زحمت میں پڑنا لازمی ہے۔ بہت سے قریبی بیگانوں سے بھی زیادہ بے تعلق ہوتے ہیں اور بہت سے بیگانے قریبوں سے بھی

زیادہ نزدیک ہوتے ہیں۔ پردیسی وہ ہے جِس کا کوئی دوست نہ ہو۔ جو حق سے تجاوز کر جاتا ہے اس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے۔ جو اپنی حیثیت سے آگے نہیں بڑھتا، اس کی منزلت بر قرار رہتی ہے۔ تمہارے ہاتھوں میں سب سے زیادہ مضبُوط وسیلہ وہ ہے جو تمہارے اور اللہ کے درمیان ہے۔ جو تمہاری پروا نہیں کرتا وہ تمہارا دُشمن ہے۔ جب حرص وطمع تباہی کا سبب ہو تو مایُوسی ہی میں کامرانی ہے۔ ہر عیب ظاہر نہیں ہوا کرتا۔ فرصت کا موقع بار بار نہیں ملا کرتا۔ کبھی آنکھوں والا صحیح راہ کھو دیتا ہے اور اندھا صحیح راستہ پالیتا ہے۔ بُرائی کو پس پشت ڈالتے رہو، کیونکہ جب چاہو گے اس کی طرف بڑھ سکتے ہو۔ جاہل سے ناطہ توڑنا، عقلمند سے رشتہ جوڑنے کے برابر ہے۔ جو دُنیا پر اعتماد کر کے مطمئن ہو جاتا ہے، دُنیا اسے دغا دے جاتی ہے اور جو اسے عظمت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے وہ اسے پست و ذلیل کرتی ہے۔ ہر تِیر انداز کا نشانہ ٹھیک نہیں بیٹھا کرتا۔ جب حکومت بدلتی ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے۔ راستے سے پہلے شریک سفر اور گھر سے پہلے ہمسایہ کے متعلّق پُوچھ گچھ کر لو۔

خبردار! اپنی گفتگو میں ہنسانے والی باتیں نہ لاؤ، اگرچہ وہ نقل قول کی حیثیت سے ہوں۔ عورتوں سے ہرگز مشورہ نہ لو، کیونکہ ان کی رائے کمزور اور اِرادہ سُست ہوتا ہے۔ انھیں پردہ میں بٹھا کر ان کی آنکھوں کو تاک جھانک سے روکو، کیونکہ پردہ کی سختی ان کی عزّت و آبرو کو بر قرار رکھنے والی ہے۔ ان کا گھروں سے نکلنا اس سے زیادہ خطرناک نہیں ہوتا جتنا کسی ناقابلِ اعتماد کو گھر میں آنے دینا اور اگر بن پڑے تو ایسا کرو کہ تمہارے علاوہ کسی اور کو وہ پہچانتی ہی نہ ہوں۔ عورت کو اس کے ذاتی اُمور کے علاوہ دُوسرے اختیارات نہ سونپو۔ کیونکہ عورت ایک پھول ہے، وہ کار فرما اور حکمران نہیں ہے۔ اس کا پاس و لحاظ اس کی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ اور یہ حوصلہ پیدا نہ ہونے دو کہ وہ دُوسروں کی سفارش کرنے لگے۔ بے محل شبہ بدگمانی کا اظہار نہ کرو کہ اس سے نیک چلن اور پاکباز عورت بھی بے راہی و بدکرداری کی راہ دیکھ لیتی ہے۔ اپنے خدمت گُزاروں میں ہر شخص کے لیے ایک کام معیّن کر دو، جِس کی جواب دہی اس سے کر سکو۔ اس طریق کار سے وہ تمہارے کاموں کو ایک دُوسرے پر نہیں ٹالیں گے۔ اپنے قوم قبیلے کا احترام کرو، کیونکہ وہ تمہارے ایسے پَر و بال ہیں کہ جن سے تُم پرواز کرتے ہو اور ایسی بنیادیں ہیں جن کا تُم سہارا لیتے ہو اور تمہارے وہ دست و بازو ہیں جن سے حملہ کرتے ہو۔ میں تمہارے دین اور تمہاری دُنیا کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں اور اس سے حال و مستقبل اور دُنیا و آخرت میں تمہارے لیے بھلائی کے فیصلہ کا خواستگار ہوں۔

والسّلام

مکتُوب:32

معاویہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معاویہ کے نام

تُم نے لوگوں کی ایک بڑی جماعت کو تباہ کر دیا ہے۔ اپنی گمراہی سے انہیں فریب دیا ہے اور انھیں اپنے سمندر کی موجوں میں ڈال دیا ہے۔ ان پر تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں اور شُبہات کی لہریں انھیں تھپیڑے دے رہی ہیں، جِس کے بعد وہ سیدھی راہ سے بے راہ ہو گئے، اُلٹے پیروں پھر گئے، پیٹھ پھیر کر چلتے بنے اور اپنے حسب و نسب پر بھروسہ کر بیٹھے، سوا کچھ اہل بصیرت کے جو پلٹ آئے اور تمہیں جان لینے کے بعد تُم سے علٰیحدہ ہو گئے اور تمہاری نصرت و امداد سے مُنہ موڑ کر اللہ کی طرف تیزی سے چل پڑے، جبکہ تُم نے انھیں دُشواریوں میں مبتلا کر دیا تھا اور اعتدال کی راہ سے ہٹا دیا تھا۔ اے معاویہ! اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اپنی مہار شیطان کے ہاتھ سے چھین لو، کیونکہ دُنیا تُم سے بہر حال قطع ہو جائے گی اور آخرت تمہارے قریب پہنچ چکی ہے۔ والسّلام

مکتُوب:33

قثم ابنِ عباس عامل مکہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والیٔ مکّہ قثم ابنِ عباس کے نام

مغربی علاقہ کے میرے جاسُوس نے مجھے تحریر کیا ہے کہ کچھ شام کے لوگوں کو (مکّہ) حج کے لیے روانہ کیا گیا ہے جو دل کے اندھے، کانوں کے بہرے اور آنکھوں کی روشنی سے محروم ہیں۔ جو حق کو باطل کی راہ سے ڈھونڈتے ہیں اور اللہ کی معصیّت میں مخلوق کی اِطاعت میں اور دین کے بہانے دُنیا (کے تھنوں) سے دُودھ دوہتے ہیں اور نیکوں اور پرہیز گاروں کے اَجر آخرت کو ہاتھوں سے دے کر دُنیا کا سودا کر لیتے ہیں۔ دیکھو! بھلائی اسی کے حصّہ میں آتی ہے جو اس پر عمل کرتا ہے اور بُرا بدلہ اسی کو ملتا ہے جو بُرے کام کرتا ہے۔ لہٰذا تُم اپنے فرائض منصبی کو اس شخص کی طرح ادا کرو جو بافہم، پختہ کار، خیر خواہ اور دانشمند ہو اور اپنے حاکم کا فرماں بردار اور اپنے امام کا مطیع رہے اور خبر دار! کوئی ایسا کام نہ کرنا کہ تمہیں معذرت کرنے کی ضرورت پیش آئے اور نعمتوں کی فراوانی کے وقت کبھی اِتراؤ نہیں

اور سختیوں کے موقعہ پر بوداپن نہ دکھاؤ۔ والسّلام

مکتُوب:34

❁ محمد ابن ابی بکر کے نام ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد بن ابی بکر کے نام

اس موقع پر جب آپ کو معلوم ہُوا کہ وہ مصر کی حکومت سے اپنی معزولی اور مالک اشتر کے تقرر کی وجہ سے رنجیدہ ہیں اور پھر مصر پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں انتقال فرما گئے، تو آپ نے محمد کو تحریر فرمایا:

مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہاری جگہ پر اشتر کو بھیجنے سے تمہیں ملال ہوا ہے تو واقعہ یہ ہے کہ میں نے یہ تبدیلی اس لیے نہیں کی تھی کہ تمہیں کمزور اور ڈھیلا پایا ہو اور یہ چاہا ہو کہ تُم اپنی کوشش کو تیز کر دو اور اگر تمہیں اس منصب حکومت سے جو تمہارے ہاتھ میں تھا، میں نے ہٹایا تھا تو تمہیں کسی ایسی جگہ کی حکومت سُپرد کرتا جِس میں تمہیں زحمت کم ہو اور وہ تمہیں پسند بھی زیادہ آئے۔ بِلاشُبہ جِس شخص کو میں نے مصر کا والی بنایا تھا وہ ہمارا خیر خواہ اور دُشمنوں کے لیے سخت گیر تھا۔ خُدا اس پر رحمت کرے، اس نے زندگی کے دن پُورے کر لیے اور موت سے ہم کنار ہو گیا۔ اس حالت میں کہ ہم اس سے رضا مند ہیں۔ خُدا کی رضا مندیاں بھی اسے نصیب ہوں اور اسے بیش از بیش ثواب عطا کرے۔ اب تُم دُشمن کے مقابلے کے لیے باہر نِکل کھڑے ہو اور اپنی بصیرت کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور جو تُم سے لڑے اس سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو جاؤ اور اپنے پروردگار کی راہ کی طرف دعوت دو اور زیادہ سے زیادہ اللہ سے مدد مانگو کہ وہ تمہاری مہمات میں کفایت کرے گا اور مصیبتوں میں تمہاری مدد کرے گا۔ اِنشاء اللہ

مکتُوب:35

❁ عبد اللہ ابن عباس کے نام ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصر میں محمد ابن ابی بکر کے شہید ہو جانے کے بعد عبد اللہ ابن عباس کے نام

مصر کو دُشمنوں نے فتح کر لیا اور محمد ابنِ ابی بکر رحمتہ اللہ علیہ شہید ہو گئے۔ ہم اللہ ہی سے اجر چاہتے ہیں اس فرزند کے مارے جانے پر کہ جو ہمارا خیر خواہ، سرگرم کارکُن تیغ بُران اور دفاع کا ستون تھا اور میں نے لوگوں کو ان کی مدد کو جانے کی دعوت دی تھی اور اس حادثہ سے پہلے ان کی فریاد کو پہنچنے کا حکم دیا تھا اور لوگوں کو علانیہ اور پوشیدہ بار بار پُکارا تھا۔ مگر ہوا یہ کہ کچھ آئے بھی تو بادل ناخواستہ اور کچھ حیلے حوالے کرنے لگے اور کچھ نے جھوٹ بہانے کر کے عدم تعاون کیا۔ میں تو اب اللہ سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے ان کے ہاتھوں سے جلد چھٹکارا دے۔ خُدا کی قسم! اگر دُشمن کا سامنا کرتے وقت مجھے شہادت کی تمنا نہ ہوتی اور اپنے کو موت پر آمادہ نہ کر چُکا ہوتا تو میں ان کے ساتھ ایک دن بھی رہنا پسند نہ کرتا اور انھیں ساتھ لے کر کبھی دُشمن کی جنگ کو نہ نکلتا۔

مکتُوب:36

عقیل کے خط کے جواب میں

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

جو امیر المومنینؑ نے اپنے بھائی عقل ابنِ ابی طالب کے خط کے جواب میں لکھا ہے

جِس میں کسی دُشمن کی طرف بھیجی ہوئی ایک فوج کا ذکر کیا ہے

میں نے اس کی طرف مسلمانوں کی ایک بھاری فوج روانہ کی تھی۔ جب اس کو پتہ چلا تو وہ دامن گردان کر بھاگ کھڑا ہوا اور پشیمان ہو کر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔ سورج ڈوبنے کے قریب تھا کہ ہماری فوج نے اسے ایک راستہ میں جالیا اور نہ ہونے کے برابر کچھ جھڑپیں ہوئی ہوں گی اور گھڑی بھر ٹھہرا ہو گا کہ بھاگ کر جان بچا لے گیا، جبکہ اسے گلے سے پکڑا جا چُکا تھا اور آخری سانسوں کے سوا اس میں کچھ باقی نہ رہ گیا تھا، اس طرح بڑی مشکل سے وہ بچ نِکلا۔

تُم قریش کے گمراہی میں دوڑ لگانے، سرکشی میں جولانیاں کرنے اور ضلالت میں منہ زوری دکھانے کی باتیں چھوڑ دو، انھوں نے مجھ سے جنگ کرنے میں اسی طرح ایکا کیا ہے جِس طرح وہ مجھ سے پہلے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے لڑنے کے لیے ایکا کئے ہوئے تھے۔ خُدا کرے ان کی کرنی ان کے سامنے آئے، انھوں نے میرے رشتے کا کوئی لحاظ نہ کیا اور میرے ماں جائے کی حکومت مجھ سے چھین لی اور جو تُم نے جنگ کے بارے میں میری رائے دریافت کی ہے تو میری آخر دم تک رائے یہی رہے گی کہ جن لوگوں نے جنگ کو جائز قرار دے

لیا ہے ان سے جنگ کرنا چاہیئے۔ اپنے گِرد لوگوں کا جمگھٹا دیکھ کر میری ہمت نہیں بڑھتی اور نہ ان کے چھٹ جانے سے مجھے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ دیکھو! اپنے بھائی کے متعلّق چاہے کتنا ہی لوگ اس کا ساتھ چھوڑ دیں، یہ خیال کبھی نہ کرنا کہ وہ بے ہمت و ہراساں ہو جائے گا، یا کمزوری دکھاتے ہوئے ذِلّت کے آگے جھکے گا، یا مہار کھینچنے والے ہاتھ میں با آسانی اپنی مہار دے دے گا، یا سوار ہونے والے کے لیے اپنی پُشت کو مرکب بننے دے گا۔ بلکہ وہ تو ایسا ہے جیسا قبیلہ بنی سلیم والے نے کہا ہے۔ اگر تُم مجھ سے پوچھتی ہو کہ کیسے ہو تو سُنو! کہ میں زمانہ کی سختیاں جھیل لے جانے میں بڑا مضبُوط ہوں، مجھے یہ گوارا نہیں کہ مجھ میں حزن و غم کے آثار دکھائی پڑیں کہ دُشمن خوش ہونے لگیں اور دوستوں کو رنج پہنچے۔

مکتُوب:37

❁ معاویہ کے نام ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معاویہ ابن ابی سفیان کے نام

اللہ اکبر! تُم نفسانی خواہشوں اور زحمت و تعب میں ڈالنے والی حیرت و سرگشتگی سے کس بُری طرح چمٹے ہوئے ہو اور ساتھ ہی حقائق کو برباد کر دیا ہے اور ان دلائل کو ٹھکرا دیا ہے جو اللہ کو مطلُوب اور بندوں پر حُجّت ہیں۔ تمہارا عثمان اور ان کے قاتلوں کے بارے میں جھگڑا بڑھانا کیا معنیٰ رکھتا ہے، جبکہ تُم نے عثمان کی اس وقت مدد کی جب وہ مدد خود تمہاری ذات کے لیے تھی اور اس وقت انھیں بے یارو مددگار چھوڑ دیا کہ جب تمہاری مدد ان کے حق میں مفید ہو سکتی تھی۔ والسّلام

مکتُوب:38

❁ اہل مصر کے نام ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل مصر کے نام جب کہ مالک اشتر کو وہاں کا حاکم بنایا

خُدا کے بندے علی امیر المومنینؑ کی طرف سے ان لوگوں کے نام جو اللہ کے لیے غضب ناک ہوئے۔ اس وقت زمین میں اللہ کی نافرمانی

اور اس کے حق کی بربادی ہو رہی تھی اور ظُلم نے اپنے شامیانے ہر اچھے بُرے مقامی اور پردیسی پر تان رکھے تھے۔ نہ نیکی کا چلن تھا اور نہ بُرائی سے بچا جاتا تھا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں نے اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تمہاری طرف بھیجا ہے جو خطرے کے دنوں میں سوتا نہیں اور خوف کی گھڑیوں میں دُشمن سے ہراساں نہیں ہوتا اور فاجروں کے لیے جلانے والی آگ سے بھی زیادہ سخت ہے وہ مالک ابن حارث مذحجی ہیں۔ ان کی بات کو سنو اور ان کے ہر اس حکم کو جو حق کے مطابق ہو مانو۔ کیونکہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں کہ جِس کی نہ دھار کند ہوتی ہے اور نہ اس کا وار خالی جاتا ہے۔ اگر وہ تمہیں دُشمنوں کی طرف بڑھنے کے لیے کہیں تو بڑھو اور ٹھہرنے کے لیے کہیں تو ٹھہرے رہو، کیونکہ وہ میرے حکم کے بغیر نہ آگے بڑھیں گے نہ پیچھے ہٹیں گے۔ نہ کسی کو پیچھے ہٹاتے ہیں اور نہ آگے بڑھاتے ہیں۔ میں نے ان کے بارے میں تمہیں خود اپنے اُوپر ترجیح دی ہے۔ اس خیال سے کہ تمہارے خیر خواہ اور دُشمنوں کے لیے سخت گیر ثابت ہوں گے۔

مکتُوب:39

✿ عمرو ابنِ عاص کے نام ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عمرو ابنِ عاص کے نام

تُم نے اپنے دین کو ایک ایسے شخص کی دُنیا کے پیچھے لگا دیا ہے جِس کی گمراہی ڈھکی چھپی ہوئی نہیں ہے، جِس کا پردہ چاک ہے، جو اپنے پاس بٹھا کر شریف اِنسان کو بھی داغدار اور سنجیدہ اور بُردبار شخص کو بیوقوف بناتا ہے۔ تُم اس کے پیچھے لگ گئے اور اس کے بچے کھچے ٹکڑوں کے خواہشمند ہو گئے، جِس طرح کتا شیر کے پیچھے ہو لیتا ہے، اس کے پنجو کو اُمید بھری نظروں سے دیکھتا ہُوا اور اس اِنتظار میں کہ اس کے شکار کے بچے کھچے حصّہ میں سے کچھ آگے پڑ جائے۔ اس طرح تُم نے اپنی دُنیا و آخرت دونوں کو گنوایا۔ حالانکہ اگر حق کے پابند رہتے تو بھی تُم اپنی مُراد کو پا لیتے۔ اب اگر اللہ نے مجھے تُم پر اور فرزند ابوسفیان پر غلبہ دیا تو میں تُم دونوں کو تمہارے کرتوتوں کا مزا چکھا دوں گا اور اگر تُم میری گرفت میں نہ آئے اور میرے بعد زندہ رہے تو جو تمہیں اس کے بعد درپیش ہو گا وہ تمہارے لیے بہت بُرا ہو گا۔

والسّلام

مکتُوب:40

❁ ایک عامل کے نام ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک عامل کے نام

مجھے تمہارے متعلّق ایک ایسے امر کی اطلاع ملی ہے کہ اگر تم اس کے مرتکب ہوئے ہو تو تُم نے اپنے پروردگار کو ناراض کیا، اپنے امام کی نافرمانی کی اور اپنی امانت داری کو بھی ذلیل ورُسوا کیا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تُم نے (بیت المال کی) زمین کو صفاچٹ میدان کر دیا ہے اور جو کچھ تمہارے پاؤں تلے تھا اس پر قبضہ جمالیا ہے اور جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں تھا اسے نوش جان کر لیا ہے تو تُم ذرا اپنا حساب مجھے بھیج دو اور یقین رکھو کہ انسانوں کی حساب فہمی سے اللہ کا حساب کہیں زیادہ سخت ہو گا۔ والسّلام

مکتُوب:41

❁ ایک عامل کے نام ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک عامل کے نام

میں نے تمہیں اپنی امانت میں شریک کیا تھا اور تمہیں اپنا بالکل مخصوص آدمی قرار دیا تھا اور تُم سے زیادہ ہمدردی، مددگاری اور امانت داری کے لحاظ سے میرے قوم قبیلہ میں میرے بھروسے کا کوئی آدمی نہ تھا۔ لیکن جب تُم نے دیکھا کہ زمانہ تمہارے چچازاد بھائی کے خلاف حملہ آور ہے اور دُشمن بپھرا ہوا ہے، امانتیں لُٹ رہی ہیں اور اُمّت بے راہ اور منتشر و پراگندہ ہو چکی ہے تو تُم نے بھی اپنے ابنِ عم سے رُخ موڑ لیا اور ساتھ چھوڑ دینے والوں کے ساتھ تُم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا اور خیانت کرنے والوں میں داخل ہو کر تُم بھی خائن ہو گئے۔ اس طرح نہ تُم نے اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ ہمدردی ہی کا خیال کیا، نہ امانت داری کے فرض کا احساس کیا۔ گویا اپنے جہاد سے تمہارا مدّعا خُدا کی رضامندی نہ تھا اور گویا تُم اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی روشن دلیل نہ رکھتے تھے اور اس اُمّت کے ساتھ اس کی دُنیا بٹورنے کے لیے چال چل رہے تھے اور اس کا مال چھین لینے کے لیے غفلت کا موقع تاک رہے تھے۔ چنانچہ جب اُمّت کے مال میں بھرپُور خیانت کرنے کا موقع تمہیں ملا تو جھٹ سے دھاوا بول دیا اور جلدی سے کود پڑے اور جتنا بن پڑا اس مال پر جو بیواؤں اور یتیموں

کے لیے محفوظ رکھا گیا تھا، یوں جھپٹ پڑے، جس طرح پُھرتیلا بھیڑیا زخمی اور لاچار بکری کو اُچک لیتا ہے اور تُم نے بڑے خوش خوش اسے حجاز روانہ کر دیا اور اسے لے جانے میں گُناہ کا احساس تمہارے لیے سدّراہ نہ ہُوا، خُدا تمہارے دُشمنوں کا بُرا کرے، گویا یہ تمہارے ماں باپ کا ترکہ تھا جسے لے کر تُم نے اپنے گھر والوں کی طرف روانہ کر دیا۔ اللہ اکبر! کیا تمہارا قیامت پر ایمان نہیں؟ کیا حساب کتاب کی چھان بین کا ذرا بھی ڈر نہیں؟ اے وہ شخص جسے ہم ہوشمندوں میں شمار کرتے تھے، کیونکر وہ کھانا اور پینا تمہیں خوش گوار معلوم ہوتا ہے جِس کے متعلّق جانتے ہو کہ حرام کھا رہے ہو اور حرام پی رہے ہو۔ تُم ان یتیموں، مسکینوں، مومنوں اور مجاہدوں کے مال سے جسے اللہ نے ان کا حق قرار دیا تھا اور ان کے ذریعہ سے ان شہروں کی حفاظت کی تھی، کنیزیں خریدتے ہو اور عورتوں سے بیاہ رچاتے ہو۔ اب اللہ سے ڈرو اور ان لوگوں کا مال انھیں واپس کرو۔ اگر تُم نے ایسا نہ کیا اور پھر اللہ نے مجھے تُم پر قابو دے دیا، تو میں تمہارے بارے میں اللہ کے سامنے اپنے کو سُرخرو کروں گا اور اپنی اس تلوار سے تمہیں ضرب لگاؤں گا، جِس کا وار میں نے جِس کسی پر بھی لگایا وہ سیدھا دوزخ میں گیا۔ خُدا کی قسم! اگر حسنؑ و حسینؑ بھی وہ کرتے جو تُم نے کیا ہے تو میں ان سے بھی کوئی رعایت نہ کرتا اور نہ وہ مجھ سے اپنی کوئی خواہش منوا سکتے، یہاں تک کہ میں ان سے حق کو پلٹا لیتا اور ان کے ظُلم سے پیدا ہونے والے غلط نتائج کو مٹا دیتا۔ میں ربُّ العالمین کی قسم کھاتا ہوں کہ میرے لیے یہ کوئی دل خوش کُن بات نہ تھی کہ وہ مال جو تُم نے ہتھیا لیا، میرے لیے حلال ہوتا اور میں اسے بعد والوں کے لیے بطور ترکہ چھوڑ جاتا، ذرا سنبھلو اور سمجھو کہ تُم عمر کی آخری حد تک پہنچ چکے ہو اور مٹی کے نیچے سونپ دیئے گئے ہو اور تمہارے تمام اعمال تمہارے سامنے پیش ہیں، اس مقام پر کہ جہاں ظالم واحسرتا کی صدا بلند کرتا ہو گا اور عمر کو برباد کرنے والے دُنیا کی طرف پلٹنے کی آرزو کر رہے ہوں گے۔ حالانکہ اب گریز کا کوئی موقع نہ ہو گا۔

مکتُوب:42

❁ عمر ابنِ ابی سلمہ عامل بحرین کے نام ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حاکم بحرین عمر ابنِ ابی سلمہ مخزومی کے نام، جب انھیں معزول کر کے نعمان ابنِ عجلان زرقی کو ان کو جگہ پر مقرّر فرمایا

میں نے نعمان ابنِ عجلان زرقی کو بحرین کی حکومت دی ہے اور تمہیں اس سے بے دخل کر دیا ہے۔ مگر یہ اس لیے نہیں کہ تمہیں نااہل

سمجھا گیا ہو اور تُم پر کوئی الزام عائد ہوتا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تُم نے حکومت کو بڑے اچھے اسلوب سے چلایا اور امانت کو پُورا پُورا ادا کیا۔ لہٰذا تُم میرے پاس چلے آؤ۔ نہ تُم سے کوئی بد گمانی ہے، نہ ملامت کی جا سکتی ہے اور نہ تمہیں خطا کار سمجھا جا رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے شام کے ستمگاروں کی طرف قدم بڑھانے کا ارادہ کیا ہے اور چاہا ہے کہ تُم میرے ساتھ رہو۔ کیونکہ تُم ان لوگوں میں سے ہو جن سے دُشمن سے لڑنے اور دین کا ستون گاڑنے میں مدد لے سکتا ہوں۔ اِنشاء اللہ

مکتُوب:43

✿ مصقلہ ابنِ ہبیرہ عامل اردشیر خرہ کے نام ✿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصقلہ ابنِ ہبیرہ شیبانی کے نام جو آپؑ کی طرف سے اردشیر خرہ کا حاکم تھا

مجھے تمہارے متعلّق ایک ایسے امر کی خبر ملی ہے، جو اگر تُم نے کیا ہے تو اپنے خُدا کو ناراض کیا اور اپنے امام کو بھی غضبناک کیا۔ وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے اس مالِ غنیمت کو کہ جسے ان کے نیزوں (کی انیوں) اور گھوڑوں (کی ٹاپوں) نے جمع کیا تھا اور جِس پر ان کے خُون بہائے گئے تھے، تُم اپنی قوم کے ان بدوؤں میں بانٹ رہے ہو جو تمہارے ہوا خواہ ہیں۔ اس ذات کی قسم! جِس نے دانے کو چیرا اور جاندار چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ اگر یہ صحیح ثابت ہوا تو تم میری نظروں میں ذلیل ہو جاؤ گے اور تمہارا پلّہ ہلکا ہو جائے گا۔ اپنے پروردگار کے حق کو سبک نہ سمجھو اور دین کو بگاڑ کر دُنیا کو نہ سنوارو ورنہ عمل کے اعتبار سے خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہو گے۔

دیکھو! وہ مسلمان جو میرے اور تمہارے پاس ہیں، اس مال کی تقسیم میں برابر کے حصّہ دار ہیں، اسی اصول پر وہ اس مال کو میرے پاس لینے کے لیے آتے ہیں اور لے کر چلے جاتے ہیں۔

مکتُوب:44

✿ زیاد ابن ابیہ کے نام ✿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیادہ ابن ابیہ کے نام

جب حضرت کو یہ معلوم ہوا کہ معاویہ نے زیاد کو خط لکھ کر اپنے خاندان میں منسلک کر لینے سے اسے چکمہ دینا چاہا ہے، تو آپؑ نے زیاد کو تحریر کیا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ معاویہ نے تمہاری طرف خط لکھ کر تمہاری عقل کو پھسلانا اور تمہاری دھار کو کند کرنا چاہا ہے، تُم اس سے ہوشیار رہو کیونکہ وہ شیطان ہے جو مومن کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں جانب سے آتا ہے تاکہ اسے غافل پا کر اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کی عقل پر چھاپہ مارے۔ واقعہ یہ ہے کہ عُمر (ابنِ خطاب) کے زمانہ میں ابوسفیان کے مُنہ سے بے سوچ سمجھے ایک بات نکل گئی تھی جو شیطانی وسوسوں سے ایک وسوسہ تھی، جِس سے نہ نسب ثابت ہوتا ہے اور نہ وارث ہونے کا حق پہنچتا ہے، تو جو شخص اس بات کا سہارا کر بیٹھے وہ ایسا ہے جیسے بزمِ مے نوشی میں بن بلائے آنے والا کہ اسے دھکے دے کر نکال باہر کیا جاتا ہے، یا زین فرس میں لٹکے ہوئے اس پیالے کے مانند کہ جو اِدھر سے اُدھر تھرکتا رہتا ہے۔

(سیّد رضی کہتے ہیں کہ: زیاد نے جب یہ خط پڑھا تو کہنے لگا کہ ربِّ کعبہ کی قسم انھوں نے اس بات کی گواہی دے دی۔ چُنانچہ یہ چیز اس کے دل میں رہی یہاں تک کہ معاویہ نے اس کے اپنے بھائی ہونے کا ادّعا کر دیا) امیر المومنینؑ نے جو لفظ "اَلْوَاغِلُ" فرمائی ہے تو یہ اس شخص کو کہتے ہیں جو مے خواروں کی مجلس میں بن بُلائے پہنچ جائے تاکہ ان کے ساتھ پی سکے، حالانکہ وہ ان میں سے نہیں ہوتا۔ جِس کی وجہ سے ایسا شخص ہمیشہ دھتکارا اور روکا جاتا ہے اور النوط المذبذب لکڑی کے پیالہ یا جام یا اس سے ملتے جُلتے ظرف کو کہا جاتا ہے کہ جو مسافر کے سامان سے بندھا رہتا ہے اور جب سوار سواری کو چلاتا اور تیز ہنکاتا ہے تو وہ برابر اِدھر سے اُدھر جنبش کھاتا رہتا ہے۔

مکتُوب:45

❁ عثمان ابنِ حنیف عامل بصرہ کے نام ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جب حضرت کو یہ خبر پہنچی کہ والی بصرہ عثمان ابنِ حنیف کو وہاں کے لوگوں نے کھانے کی دعوت دی ہے اور وہ اس میں شریک ہوئے ہیں تو انھیں تحریر فرمایا:

اے ابنِ حنیف! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ بصرہ کے جوانوں میں سے ایک شخص نے تمہیں کھانے پر بلایا اور تُم لپک کر پہنچ گئے کہ رنگا

رنگ کے عمدہ عمدہ کھانے تمہارے لیے چُن چُن کر لائے جا رہے تھے اور بڑے بڑے پیالے تمہاری طرف بڑھائے جا رہے تھے۔ مجھے اُمید نہ تھی کہ تُم ان لوگوں کی دعوت قبول کر لوگے کہ جن کے یہاں سے فقیر و نادار دھتکارے گئے ہوں اور دولت مند مدعُو ہوں، جو لقمے چباتے ہو انھیں دیکھ لیا کرو اور جِس کے متعلّق شبہ بھی ہو اسے چھوڑ دیا کرو اور جِس کے پاک و پاکیزہ طریق سے حاصل ہونے کا یقین ہو اس میں سے کھاؤ۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر مقتدی کا ایک پیشوا ہوتا ہے جِس کی وہ پیروی کرتا ہے اور جس کے نُورِ علم سے کسبِ ضیا کرتا ہے۔ دیکھو! تمہارے امام کی حالت تو یہ ہے کہ اس نے دُنیا کے سازو سامان میں سے دو پھٹی پُرانی چادروں اور کھانے میں سے دو روٹیوں پر قناعت کر لی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ تمہارے بس کی یہ بات نہیں۔ لیکن اتنا تو کرو کہ پرہیز گاری، سعی و کوشش، پاکدامنی اور سلامت روی میں میرا ساتھ دو۔ خُدا کی قسم! میں نے تمہاری دُنیا سے سونا سمیٹ کر نہیں رکھا اور نہ اس کے مال و متاع میں سے انبار جمع کر رکھے ہیں اور نہ ان پُرانے کپڑوں کے بدلہ میں (جو پہنے ہوئے ہوں) اور کوئی پُرانا کپڑا میں نے مُہیّا کیا ہے۔ بے شک اس آسمان کے سایہ تلے لے دے کر ایک فدک ہمارے ہاتھوں میں تھا۔ اس پر بھی کچھ لوگوں کے مُنہ سے رال ٹپکی اور دُوسرے فریق نے اس کے جانے کی پروا نہ کی اور بہترین فیصلہ کرنے والا اللہ ہے۔ بھلا میں فدک یا فدک کے علاوہ کسی اور چیز کو لے کر کروں گا ہی کیا؟ جبکہ نفس کی منزل کل قبر قرار پانے والی ہے کہ جِس کی اندھیاریوں میں اس کے نشانات مِٹ جائیں گے اور اس کی خبریں ناپید ہو جائیں گی۔ وہ تو ایک ایسا گڑھا ہے کہ اگر اس کا پھیلاؤ بڑھا بھی دیا جائے اور گورکن کے ہاتھ اسے کُشادہ بھی رکھیں، جب بھی پتھر اور کنکر اس کو تنگ کر دیں گے اور مُسلسل مٹی کے ڈالے جانے سے اس کی دراڑیں بند ہو جائیں گی۔ میری توجہ تو صرف اس طرف ہے کہ میں تقویٰ الٰہی کے ذریعہ اپنے نفس کو بے قابو نہ ہونے دوں تاکہ اس دن کہ جب خوف حد سے بڑھ جائے گا، وہ مطمئن رہے اور پھسلنے کی جگہوں پر مضبُوطی سے جما رہے۔ اگر میں چاہتا تو صاف ستھرے شہد، عمدہ گیہوں اور ریشم کے بنے ہوئے کپڑوں کے لیے ذرائع مُہیّا کر سکتا تھا۔ لیکن ایسا کہاں ہو سکتا ہے کہ خواہشیں مجھے مغلُوب بنا لیں اور حرص مجھے اچھے اچھے کھانوں کے چُن لینے کی دعوت دے، جبکہ حجاز و یمامہ میں شاید ایسے لوگ ہوں کہ جنھیں ایک روٹی کے ملنے کی بھی آس نہ ہو اور انھیں پیٹ بھر کر کھانا کبھی نصیب نہ ہُوا ہو۔ کیا میں شکم سیر ہو کر پڑا رہا کروں؟ درآنحالیکہ میرے گردو پیش بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر تڑپتے ہوں، یا میں ویسا ہو جاؤں جیسا کہنے والے نے کہا ہے کہ: تمہاری بیماری یہ کیا کم ہے کہ تُم پیٹ بھر کر لمبی تان لو اور تمہارے گرد کچھ ایسے جگر ہوں جو سُوکھے چمڑے کو ترس رہے ہوں، کیا میں اسی میں مگن رہوں

کہ مجھے امیر المومنینؑ کہا جاتا ہے۔ مگر یہ زمانہ کی سختیوں میں مومنوں کا شریک وہمدم اور زندگی کی بدمزگیوں میں ان کے لیے نمونہ نہ بنوں۔ میں اس لیے تو پیدا نہیں ہوا ہوں کہ اچھے اچھے کھانوں کی فکر میں لگا رہوں، اس بندھے ہوئے چوپایہ کی طرح جسے صرف اپنے چارے ہی کی فکر لگی رہتی ہے، یا اس کُھلے ہوئے جانور کی طرح کہ جِس کا کام مُنہ مارنا ہوتا ہے۔ وہ گھاس سے پیٹ بھر لیتا ہے اور جو اس سے مقصد پیش نظر ہوتا ہے اس سے غافل رہتا ہے۔ کیا میں بے قید و بند چھوڑ دیا گیا ہوں؟ یا بیکار کھلے بندوں رہا کر دیا گیا ہوں کہ گمراہی کی رسیّوں کو کھینچتا رہوں اور بھٹکنے کی جگہوں میں مُنہ اُٹھائے پھرتا رہوں؟

میں سمجھتا ہوں تُم میں سے کوئی کہے گا کہ جب ابنِ ابی طالبؑ کی خوراک یہ ہے تو ضُعف و ناتوانائی نے اسے حریفوں سے بھڑنے اور دلیروں سے ٹکرانے سے بیٹھا دیا ہو گا۔ مگر یاد رکھو کہ جنگل کے درخت کی لکڑی مضبُوط ہوتی ہے اور تروتازہ پیڑوں کی چھال کمزور اور تپلی ہوتی ہے اور صحرائی جھاڑ کا ایندھن زیادہ بھڑکتا ہے اور دیر میں بجھتا ہے۔ مجھے رسُولؐ سے وہی نسبت ہے جو ایک ہی جڑ سے پُھوٹنے والی دو شاخوں کو ایک دُوسرے سے اور کلائی کو بازو سے ہوتی ہے۔ خُدا کی قسم! اگر تمام عرب ایکا کر کے مجھ سے بھڑنا چاہیں تو میدان چھوڑ کر پیٹھ نہ دکھاؤں گا اور موقع پاتے ہی ان کی گردنیں دبوچ لینے کے لیے لپک کر آگے بڑھوں گا اور کوشش کروں گا کہ اس اُلٹی کھوپڑی والے بے ہنگم ڈھانچے (معاویہ) سے زمین کو پاک کر دوں تاکہ کھلیان کے دانوں سے کنکر نکل جائے۔

اے دُنیا! میرا پیچھا چھوڑ دے تیری باگ ڈور تیرے کاندھے پر ہے۔ میں تیرے پنجوں سے نکل چُکا ہوں تیرے پھندوں سے باہر ہو چُکا ہوں اور تیری پھسلنے کی جگہوں میں بڑھنے سے قدم روک رکھے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنھیں تو نے کھیل تفریح کی باتوں سے چکمے دیئے؟ کدھر ہیں وہ جماعتیں جنھیں تو نے اپنی آرائشوں سے ورغلائے رکھا؟ وہ قبروں میں جکڑے ہوئے اور خاکِ لحد میں دبکے پڑے ہیں۔ اگر تو دکھائی دینے والا مجسّمہ اور سامنے آنے والا ڈھانچہ ہوتی تو بخدا میں تجھ پر اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں جاری کرتا کہ تو نے بندوں کو اُمیدیں دلا دلا کر بہکایا، قوموں کو (ہلاکت کے) گڑھوں میں لا پھینکا اور تاجداروں کو تباہیوں کے حوالے کر دیا اور سختیوں کے گھاٹ پر لا اُتارا، جن پر اس کے بعد نہ سیراب ہونے کے لیے اُترا جائے گا اور نہ سیراب ہو کر پلٹا جائے گا۔ پناہ بخدا جو تیری پھسلن پر قدم رکھے گا وہ ضرور پھسلے گا، جو تیری موجوں پر سوار ہو گا، وہ ضرور ڈوبے گا اور جو تیرے پھندوں سے بچ کر رہے گا، وہ توفیق سے ہمکنار ہو گا۔ تجھ سے دامن چھڑا لینے والا پروا نہیں کرتا، اگرچہ دُنیا کی وُسعتیں اس کے لیے تنگ ہو جائیں۔ اس کے نزدیک تو دُنیا ایک دن کے برابر ہے کہ جو ختم ہُوا چاہتا ہے۔ مجھ سے دُور ہو، میں تیرے قابُو میں آنے والا نہیں کہ تُو مجھے ذِلّتوں میں جھونک دے اور نہ میں تیرے

سامنے اپنی باگ ڈھیلی چھوڑنے والا ہوں کہ تُو مجھے ہنکالے جائے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں، ایسی قسم جِس میں اللہ کی مشیّت کے علاوہ کسی چیز کا استثناء نہیں کرتا کہ میں اپنے نفس کو ایسا سدھاؤں گا، کہ وہ کھانے میں ایک روٹی کے ملنے پر خوش ہو جائے اور اس کے ساتھ صرف نمک پر قناعت کرلے اور اپنی آنکھوں کا سوتا اس طرح خالی کردُوں گا جِس طرح وہ چشمۂ آب جِس کا پانی تہ نشین ہو چُکا ہو، یا جِس طرح بکریاں پیٹ بھر لینے کے بعد سینہ کے بل بیٹھ جاتی ہیں اور سیر ہو کر اپنے باڑے میں گُھس جاتی ہیں، اسی طرح علی بھی اپنے پاس کا کھانا کھالے اور بس سو جائے۔ اس کی آنکھیں بے نُور ہو جائیں اگر وہ زندگی کے طویل سال گزارنے کے بعد کُھلے ہوئے چوپاؤں اور چرنے والے جانوروں کی پیروی کرنے لگے۔ خوشا نصیب اس شخص کے کہ جِس نے اللہ کے فرائض کو پُورا کیا۔ سختی اور مصیبت میں صبر کئے پڑا رہا، راتوں کو اپنی آنکھوں کو بیدار رکھا اور جب نیند کا غلبہ ہُوا تو ہاتھ کو تکیہ بنا کر ان لوگوں کے ساتھ فرشِ خاک پر پڑا رہا کہ جن کی آنکھیں خوفِ حشر سے بیدار، پہلو بچھونوں سے الگ اور ہونٹ یادِ خُدا میں زمزمہ سنج رہتے ہیں اور کثرتِ استغفار سے جن کے گُناہ چھٹ گئے ہیں۔ یہی اللہ کا گروہ ہے اور بیشک اللہ کا گروہ ہی کامران ہونے والا ہے۔

اے ابنِ حنیف! اللہ سے ڈرو اور اپنی ہی روٹیوں پر قناعت کرو، تاکہ جہنّم کی آگ سے چھٹکارا پا سکو۔

مکتُوب: 46

✿ ایک عامل کے نام ✿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک عامل کے نام

تُم ان لوگوں میں سے ہو جن سے دین کے قیام میں مدد لیتا ہوں اور گنہگاروں کی نخوت توڑتا ہوں اور خطرناک سرحدوں کی حفاظت کرتا ہوں۔ پیش آنے والی مہمات میں اللہ سے مدد مانگو۔ (رعیت کے بارے میں) سختی کے ساتھ کُچھ نرمی کی آمیزش کئے رہو۔ جہاں تک نرمی مناسب ہو نرمی برتو اور جب سختی کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو سختی کرو۔ رعیّت سے خوش خلقی اور کشادہ روئی سے پیش آؤ۔ ان سے اپنا رویہ نرم رکھو اور کنکھیوں اور نظر بھر کر دیکھنے اور اشارہ اور سلام کرنے میں برابری کرو، تاکہ بڑے لوگ تُم سے بے راہروی کی توقع نہ رکھیں اور کمزور تمہارے اِنصاف سے مایوس نہ ہوں۔ والسّلام

مکتوب: 47

✿ ابن ملجم کے حملہ کے بعد حسنین علیہما السّلام کو وصیّت ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب آپ کو ابن مُلجم لعنہ اللہ ضربت لگا چُکا تو آپؑ نے حسنؑ اور حسینؑ سے فرمایا

میں تُم دونوں کو وصیّت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، دُنیا کے خواہشمند نہ ہونا، اگرچہ وہ تمہارے پیچھے لگے اور دُنیا کی کسی ایسی چیز پر نہ کُڑھنا جو تُم سے روک لی جائے۔ جو کہنا حق کے لیے کہنا اور جو کرنا ثواب کے لیے کرنا۔ ظالم کے دُشمن اور مظلُوم کے مددگار بنے رہنا۔ میں تُم کو، اپنی تمام اولاد کو، اپنے کنبہ کو اور جن جن تک میرا یہ نوشتہ پہنچے سب کو وصیّت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اپنے مُعاملات دُرست اور آپس کے تعلّقات سُلجھائے رکھنا، کیونکہ میں نے تمہارے نانا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتے سُنا ہے کہ: آپس کی کشیدگیوں کو مٹانا عام نماز، روزے سے افضل ہے۔ (دیکھو!) یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، ان کے کام و دہن کے لیے فاقہ کی نوبت نہ آئے اور تمہاری موجودگی میں وہ تباہ و برباد نہ ہو جائیں۔ اپنے ہمسایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، کیونکہ ان کے بارے میں تمہارے پیغمبرؐ نے برابر ہدایت کی ہے اور آپؐ اس حد تک ان کے لیے سفارش فرماتے رہے کہ ہم لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ آپؐ انھیں بھی ورثہ دلائیں گے۔ قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، ایسا نہ ہو کہ دُوسرے اس پر عمل کرنے میں تُم پر سبقت لے جائیں۔ نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، اسے جیتے جی خالی نہ چھوڑنا، کیونکہ اگر یہ خالی چھوڑ دیا گیا تو پھر (عذاب سے) مہلت نہ پاؤ گے۔ جان، مال اور زبان سے راہِ خُدا میں جہاد کرنے کے بارے میں اللہ کو نہ بُھولنا اور تُم کو لازم ہے کہ آپس میں میل ملاپ رکھنا اور ایک دُوسرے کی اعانت کرنا اور خبردار! ایک دُوسرے کی طرف سے پیٹھ پھیرنے اور تعلقات توڑنے سے پرہیز کرنا۔ نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے منع کرنے سے کبھی ہاتھ نہ اُٹھانا، ورنہ بدکردار تُم پر مُسلط ہو جائیں گے، پھر دُعا مانگو تو قبول نہ ہو گی۔

(پھر ارشاد فرمایا:) اے عبدالمطلب کے بیٹو! ایسا نہ ہونے پائے کہ تُم امیر المومنینؑ قتل ہو گئے، امیر المومنینؑ قتل ہو گئے، کے نعرے لگاتے ہوئے مسلمانوں کے خُون سے ہولی کھیلنا شروع کر دو۔

دیکھو! میرے بدلے میں صرف میرا قاتل ہی قتل کیا جائے اور دیکھو! جب میں اس ضرب سے مر جاؤں تو اس (ایک ضرب) کے

بدلے میں ایک ہی ضرب لگانا اور اس شخص کے ہاتھ پیر نہ کاٹنا، کیونکہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے سُنا ہے کہ خبردار! کسی کے بھی ہاتھ پیر نہ کاٹو، اگرچہ وہ کاٹنے والا کُتا ہی ہو۔

مکتُوب:48

معاویہ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معاویہ ابنِ ابی سفیان کے نام

یاد رکھو! سرکشی اور دروغ گوئی اِنسان کو دین و دُنیا میں رُسوا کر دیتی ہے اور نکتہ چینی کرنے والے کے سامنے اس کی خامیاں کھول دیتی ہے تُم جانتے ہو کہ جِس چیز کا ہاتھ سے جانا ہی طے ہے اسے تُم پا نہیں سکتے۔ بہت سے لوگوں نے بغیر کسی حق کے کسی مقصد کو چاہا اور منشاء الٰہی کے خلاف تاویلیں کرنے لگے، تو اللہ نے انھیں جھٹلا دیا۔ لہٰذا تُم بھی اس دن سے ڈرو، جِس میں وہی شخص خوش ہو گا جِس نے اپنے اعمال کے نتیجہ کو بہتر بنا لیا ہو اور وہ شخص نادم و شرمسار ہو گا جِس نے اپنی باگ ڈور شیطان کو تھما دی اور اس کے ہاتھ سے اسے نہ چھینناچاہا اور تُم نے ہمیں قرآن کے فیصلہ کی طرف دعوت دی۔ حالانکہ تُم قرآن کے اہل نہیں تھے تو ہم نے تمہاری آواز پر لبیک نہیں کہی، بلکہ قرآن کے حکم پر لبیک کہی۔ والسّلام

مکتُوب:49

معاویہ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معاویہ کے نام

دُنیا آخرت سے رُوگرداں کر دینے والی ہے اور جب دُنیا دار اس سے کچھ تھوڑا بہت پالیتا ہے تو وہ اس کے لیے اپنی حرص و شیفتگی کے دروازے کھول دیتی ہے اور یہ نہیں ہوتا کہ اب جتنی دولت مل گئی اس پر اکتفا کرے اور جو ہاتھ نہیں آیا اس سے بے نیاز رہے۔ حالانکہ نتیجہ میں جو کچھ جمع کیا ہے اس سے جُدائی اور جو کچھ بندوبست کیا ہے اس کی شکست لازمی ہے اور اگر تُم گزشتہ حالات سے عبرت حاصل

کرو تو باقی عمر کی حفاظت کر سکو گے۔ والسّلام

مکتُوب:50

✿ سپہ سالاروں کے نام ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرداران لشکر کے نام

خُدا کے بندے علی امیر المومنین ؑ کا خط چھاؤنیوں کے سالاروں کی طرف

حاکم پر فرض ہے کہ جِس برتری کو اس نے پایا ہے اور جِس فارغ البالی کی منزل پر پہنچا ہے، وہ اس کے رویّہ میں جو رعایا کے ساتھ ہے تبدیلی پیدا نہ کرے۔ بلکہ اللہ نے جو نعمت اس کے نصیب میں کی ہے وہ اسے بندگانِ خُدا سے نزدیکی اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی میں اضافہ ہی کا باعث ہو۔ہاں! مجھ پر تمہارا یہ بھی حق ہے کہ جنگ کی حالت کے علاوہ کوئی راز تُم سے پردہ میں نہ رکھوں اور حکم شرعی کے سوادُوسرے اُمور میں تمہاری رائے مشورہ سے پہلو تہی نہ کروں اور تمہارے کسی حق کو پُورا کرنے میں کوتاہی نہ کروں اور اسے انجام تک پہنچائے بغیر دم نہ لُوں اور یہ کہ حق میں تُم میرے نزدیک سب برابر سمجھے جاؤ۔ جب میرا برتاؤ یہ ہو تو تُم پر اللہ کے احسان کا شکر لازم ہے اور میری اطاعت بھی اور یہ کہ کسی پُکار پر قدم پیچھے نہ ہٹاؤ اور نیک کاموں میں کوتاہی نہ کرو اور حق تک پہنچنے کے لیے سختیوں کا مقابلہ کرو اور اگر تُم اس رویّہ پر برقرار نہ رہو تو پھر تُم میں سے بے راہ ہو جانے والوں سے زیادہ کوئی میری نظر میں ذلیل نہ ہو گا، پھر اسے سزا بھی سخت دوں گا اور وہ اس بارے میں مجھ سے کوئی رعایت نہ پائے گا۔ تُم اپنے (ماتحت) سرداروں سے یہی عہد و پیمان لو اور اپنی طرف سے بھی ایسے حقوق کی پیش کش کرو کہ جِس سے اللہ تمہارے معاملات کو سُلجھا دے۔ والسّلام

مکتُوب:51

✿ خراج کے کارندوں کے نام ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خراج کے تحصیلداروں کے نام

خُدا کے بندے علی امیر لمومنینؑ کا خط خراج وصُول کرنے والوں کی طرف

جو شخص اپنے انجام کار سے خائف نہیں ہوتا وہ اپنے نفس کے بچاؤ کے لیے کوئی سروسامان فراہم نہیں کرسکتا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جو فرائض تُم پر عائد کئے گئے ہیں وہ کم ہیں اور ان کا ثواب زیادہ ہے۔ خُدا نے ظُلم و سرکشی سے جو روکا ہے اس پر سزا کا خوف نہ بھی ہوتا جب بھی اس سے بچنے کا ثواب ایسا ہے کہ اس کی طلب سے بے نیاز ہونے میں کوئی عُذر نہیں کیا جاسکتا۔ لوگوں سے عدل و انصاف کا رویّہ اختیار کرو اور ان کی خواہشوں پر صبر و تحمل سے کام لو۔ اس لیے کہ تُم رعیّت کے خزینہ دار، اُمّت کے نمائندے اور اقتدارِ اعلیٰ کے فرستادہ ہو۔ کسی سے اس کی ضرورت کو قطع نہ کرو اور اس کے مقصد میں روڑے نہ اٹکاؤ اور لوگوں سے خراج وصُول کرنے کے لیے ان کے جاڑے یا گرمی کے کپڑوں اور مویشیوں کو جن سے وہ کام لیتے ہوں اور ان کے غلاموں کو فروخت نہ کرو اور کسی کو پیسہ کی خاطر کوڑے نہ لگاؤ اور کسی مسلمان یا ذمی کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ مگر یہ کہ اس کے پاس گھوڑا یا ہتھیار ہو کہ جو اہل اسلام کے خلاف استعمال ہونے والا ہو۔ اس لیے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ کسی مسلمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اس کو دُشمنانِ اسلام کے ہاتھوں میں رہنے دے کہ جو مسلمانوں پر غلبہ کا سبب بن جائے اور اپنوں کی خیر خواہی، فوج سے نیک برتاؤ، رعیّت کی امداد اور دین خُدا کو مضبُوط کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھانہ رکھّو۔ اللہ کی راہ میں جو تمہارا فرض ہے اسے سرانجام دو۔ کیونکہ اللہ سبحانہ نے اپنے احسانات کے بدلہ میں ہم سے اور تُم سے یہ چاہا ہے کہ ہم مقدور بھر اس کا شکر اور طاقت بھر اس کی نُصرت کریں اور ہماری قوت و طاقت بھی تو خُدا ہی کی طرف سے ہے۔

مکتُوب:52

اوقاتِ نماز کے بارے میں عہدہ داروں کے نام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نماز کے بارے میں مختلف شہروں کے حکمرانوں کے نام

ظہر کی نماز پڑھاؤ اس وقت تک کہ سورج اتنا جھک جائے کہ بکریوں کے باڑے کی دیوار کا سایہ اس کے برابر ہو جائے اور عصر کی نماز اس وقت تک پڑھا دینا چاہیئے کہ سُورج ابھی روشن اور زندہ ہو اور دن ابھی اِتنا باقی ہو کہ چھ میل کی مسافت طے کی جاسکے اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھاؤ کہ جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور حاجی عرفات سے واپس جاتے ہیں اور عشاء کی نماز مغرب کی سُرخی غائب ہونے

سے رات کے ایک تہائی حصّہ تک پڑھادو اور صبح کی نماز اس وقت پڑھاؤ جب آدمی اپنے ہمراہی کا چہرہ پہچان لے اور نماز اتنی مختصر پڑھاؤ جو ان میں سے سب کمزور آدمی پر بھی بار نہ ہو اور لوگوں کے لیے صبر آزما نہ بن جاؤ۔

عہد نامہ:53

❁ آئین حکومت کے سلسلہ میں مالک ابن حارث کو ہدایت ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِس دستاویز کو (مالک) اشتر نخعی رحمتہ اللہ کے لیے تحریر فرمایا۔ جب کہ محمد ابن ابی بکر کے حالات بگڑ جانے پر انہیں مصر اور اس کے اطراف کی حکومت سُپرد کی۔ یہ سب سے طویل عہد نامہ اور امیر المومنین علیہ السّلام کے توقیعات میں سب سے زیادہ محاسن پر مشتمل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ہے وہ فرمان جس پر کار بند رہنے کا حکم دیا ہے خُدا کے بندے علی امیر المومنینؑ نے مالک ابنِ حارث اشتر کو جب مصر کا انہیں والی بنایا تاکہ وہ خراج جمع کریں، دُشمنوں سے لڑیں، رعایا کی فلاح و بہبُود اور شہروں کی آبادی کا انتظام کریں۔ انھیں حکم ہے کہ اللہ کا خوف کریں، اس کی اطاعت کو مقدم سمجھیں اور جن فرائض و سنن کا اس نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے، ان کا اتباع کریں کہ انہی کی پیروی سے سعادت اور انہی کے ٹھکرانے اور برباد کرنے سے بد بختی دامنگیر ہوتی ہے اور یہ کہ اپنے دل اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اللہ کی نُصرت میں لگے رہیں۔ کیونکہ خُدائے بزرگ و برتر نے ذمّہ لیا ہے کہ جو اس کی نُصرت کرے گا، وہ اس کی مدد کرے گا اور جو اس کی حمایت کے لیے کھڑا ہو گا، وہ اسے عزت و سرفرازی بخشے گا۔ اس کے علاوہ انھیں حکم ہے کہ وہ نفسانی خواہشوں کے وقت اپنے نفس کو کچلیں اور اس کی مُنہ زوریوں کے وقت اسے روکیں، کیونکہ نفس بُرائیوں ہی کی طرف لے جانے والا ہے۔ مگر یہ کہ خُدا کا لطف و کرم شامل حال ہو۔

اے مالک! اس بات کو جانے رہو کہ تمہیں ان علاقوں کی طرف بھیج رہا ہوں کہ جہاں تُم سے پہلے عادل اور ظالم کئی حکومتیں گُزر چکی ہیں اور لوگ تمہارے طرز عمل کو اسی نظر سے دیکھیں گے جس نظر سے تُم اپنے اگلے حکمرانوں کے طور طریقے کو دیکھتے رہے ہو اور تمہارے بارے میں بھی وہی کہیں گے جو تُم ان حکمرانوں کے بارے میں کہتے ہو۔ یہ یاد رکھو کہ خُدا کے نیک بندوں کا پتہ چلتا ہے۔ اسی نیک نامی سے جو انھیں بندگانِ الٰہی میں خُدا نے دے رکھی ہے۔ لہٰذا ہر ذخیرے سے زیادہ پسند تمہیں نیک اعمال کا ذخیرہ ہونا چاہیئے۔ تُم

اپنی خواہشوں پر قابُو رکھو اور جو مشاغل تمہارے لیے حلال نہیں ہیں ان میں صَرف کرنے سے اپنے نفس کے ساتھ بخل کرو۔ کیونکہ نفس کے ساتھ بخل کرنا ہی اس کے حق کو اَدا کرنا ہے، چاہے وہ خود اسے پسند کرے یا ناپسند۔ رعایا کے لیے اپنے دل کے اندر رحم و رافت اور لطف و محبّت کو جگہ دو۔ ان کے لیے پھاڑ کھانے والا درندہ نہ بن جاؤ، کہ انھیں نگل جانا غنیمت سمجھتے ہو۔ اس لیے کہ رعایا میں دو قِسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو تمہارے دینی بھائی اور دُوسرے تمہارے جیسی مخلوقِ خُدا۔ ان کی لغزشیں بھی ہوں گی، خطاؤں سے بھی انھیں سابقہ پڑے گا اور ان کے ہاتھوں سے جان بُوجھ کر یا بُھولے چوکے سے غلطیاں بھی ہوں گی۔ تُم ان سے اسی طرح عفوو درگزر سے کام لینا، جس طرح اللہ سے اپنے لیے عفوو درگُزر کو پسند کرتے ہو۔ اس لیے کہ تُم ان پر حاکم ہو اور تمہارے اُوپر تمہارا امام حاکم ہے اور جِس (امام) نے تمھیں والی بنایا ہے اس کے اوپر اللہ ہے اور اس نے تُم سے ان لوگوں کے معاملات کی انجام دہی چاہی ہے اور ان کے ذریعہ تمہاری آزمائش کی ہے اور دیکھو، خبر دار! اللہ سے مقابلہ کے لیے نہ اُترنا۔ اس لیے کہ اس کے غضب کے سامنے تُم بے بس ہو اور اس کے عفوو رحمت سے بے نیاز نہیں ہوسکتے۔ تمھیں کسی کو معاف کر دینے پر پچھتانا اور سزا دینے پر اِترانا نہ چاہیئے۔ غصّہ میں جلد بازی سے کام نہ لو، جبکہ اس کے ٹال دینے کی گنجائش ہو۔ کبھی یہ نہ کہنا کہ میں حاکم بنایا گیا ہوں، لہٰذا میرے حکم کے آگے سر تسلیم خم ہونا چاہیئے کیونکہ یہ دل میں فساد پیدا کرنے، دین کو کمزور بنانے اور بربادیوں کو قریب لانے کا سبب ہے اور کبھی حکوت کی وجہ سے تُم میں تمکنت یا غرور پیدا ہو تو اپنے سے بالاتر اللہ کے مالک کی عظمت کو دیکھو اور خیال کرو کہ وہ تُم پر وہ قدرت رکھتا ہے کہ جو خود تُم اپنے آپ پر نہیں رکھتے۔ یہ چیز تمہاری رعونت و سرکشی کو دبا دے گی اور تمہاری طُغیانی کو روک دے گی اور تمہاری کھوئی ہوئی عقل کو پلٹا دے گی۔

خبر دار! کبھی اللہ کے ساتھ اس کی عظمت میں نہ ٹکراؤ اور اس کی شان و جبروت سے ملنے کی کوشش نہ کرو، کیونکہ اللہ ہر جبّار و سرکش کو نیچا دکھاتا ہے اور ہر مغرور کے سر کو جُھکا دیتا ہے۔ اپنی ذات کے بارے میں اور اپنے خاص عزیزوں اور رعایا میں سے اپنے دل پسند افراد کے معاملے میں حقوق اللہ اور حقوق الناس کے متعلّق بھی انصاف کرنا۔ کیونکہ اگر تُم نے ایسا نہ کیا تو ظالم ٹھہروگے اور جو خُدا کے بندوں پر ظُلم کرتا ہے تو بندوں کے بجائے اللہ اس کا حریف و دُشمن بن جاتا ہے اور جِس کا وہ حریف و دُشمن ہو، اس کی ہر دلیل کو کچل دے گا اور وہ اللہ سے برسرِپیکار رہے گا۔ یہاں تک کہ باز آئے اور توبہ کرلے اور اللہ کی نعمتوں کو سلب کرنے والی، اس کی عقوبتوں کو جلد بلاوا دینے والی، کوئی چیز اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ ظُلم پر باقی رہا جائے، کیونکہ اللہ مظلُوموں کی پُکار سُنتا ہے اور ظالموں کے لیے موقع کا منتظر رہتا ہے۔

تمہیں سب طریقوں سے زیادہ وہ طریقہ پسند ہونا چاہیئے جو حق کے اعتبار سے بہترین، انصاف کے لحاظ سے سب کو شامل اور رعایا کے زیادہ سے زیادہ افراد کی مرضی کے مطابق ہو، کیونکہ عوام کی ناراضگی خواص کی رضامندی کو بے اثر بنا دیتی ہے اور خواص کی ناراضگی عوام کی رضامندی کے ہوتے ہوئے نظر انداز کی جاسکتی ہے اور یہ یاد رکھو! کہ رعیّت میں خاص سے زیادہ کوئی ایسا نہیں کہ جو خوش حالی کے وقت حاکم پر بوجھ بننے والا، مُصیبت کے وقت امداد سے کترا جانے والا، انصاف پر ناک بھوں چڑھانے والا، طلب و سوال کے موقعہ پر پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ جانے والا، بخشش پر کم شکر گزار ہونے والا، محروم کر دیئے جانے پر بمشکل عُذر سُننے والا اور زمانہ کی ابتلاؤں پر بے صبری دکھانے والا ہو اور دین کا مضبُوط سہارا، مسلمانوں کی قوت اور دُشمن کے مقابلے میں سامانِ دفاع یہی اُمّت کے عوام ہوتے ہیں، لہٰذا تمہاری پُوری توجہ اور تمہارا پُورا رُخ انہی کی جانب ہونا چاہیئے اور تمہاری رعایا میں تُم سے سب سے زیادہ دُور اور سب سے زیادہ تمہیں ناپسند وہ ہونا چاہیئے جو لوگوں کی عیب جوئی میں زیادہ لگا رہتا ہو۔ کیونکہ لوگوں میں عیب تو ہوتے ہی ہیں۔ حاکم کے لیے انتہائی شایان یہ ہے کہ ان پر پردہ ڈالے۔ لہٰذا جو عیب تمہاری نظروں سے اوجھل ہوں انھیں نہ اچھالنا۔ کیونکہ تمہارا کام انہی عیبوں کو مٹانا ہے کہ جو تمہارے اُوپر ظاہر ہوں اور جو چُھپے ڈھکے ہوں ان کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے۔ اس لیے جہاں تک بن پڑے عیبوں کو چھپاؤ تاکہ اللہ بھی تمہارے ان عیوب کی پردہ پوشی کرے جنھیں تُم رعیّت سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو۔ لوگوں سے کینہ کی ہر گِرہ کو کھول دو اور دُشمنی کی ہر رسّی کاٹ دو اور ہر ایسے رویہ سے جو تمہارے لیے مناسب نہیں بے خبر بن جاؤ اور چغل خور کی جھٹ سے ہاں میں ہاں نہ ملاؤ۔ کیونکہ وہ فریب کار ہوتا ہے، اگرچہ خیر خواہوں کی صُورت میں سامنے آتا ہے۔

اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شریک نہ کرنا کہ وہ تمہیں دُوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے سے روکے گا اور فقر و افلاس کا خطرہ دلائے گا اور نہ کسی بُزدل سے مہمات میں مشورہ لینا کہ وہ تمہاری ہمت پست کر دے گا اور نہ کسی لالچی سے مشورہ کرنا کہ وہ ظُلم کی راہ سے مال بٹورنے کو تمہاری نظروں میں سج دے گا۔ یاد رکھو! کہ بخل، بُزدلی اور حرص اگرچہ الگ الگ خصلتیں ہیں، مگر اللہ سے بدگمانی ان سب میں شریک ہے۔ تمہارے لیے سب سے بدتر وزیر وہ ہو گا، جو تُم سے پہلے بدکرداروں کا وزیر اور گُناہوں میں ان کا شریک رہ چُکا ہے۔ اس قِسم کے لوگوں کو تمہارے مخصوصین میں سے نہ ہونا چاہیئے، کیونکہ وہ گنہگاروں کے معاون اور ظالموں کے ساتھی ہوتے ہیں۔ ان کی جگہ تمہیں ایسے لوگ مل سکتے ہیں جو تدبیر و رائے اور کارکردگی کے اِعتبار سے ان کے مثل ہوں گے، مگر ان کی طرح گُناہوں کی گرانباریوں میں دبے ہوئے نہ ہوں جنھوں نے نہ کسی ظالم کی اس کے ظُلم میں مدد کی ہو اور نہ کسی گنہگار کا اس کے گُناہ میں ہاتھ بٹایا ہو، ان کا بوجھ تُم پر

ہلکا ہو گا اور یہ تمہارے بہترین معاون ثابت ہوں گے اور تمہاری طرف محبت سے جھکنے والے ہوں گے اور تمہارے علاوہ دُوسروں سے ربط ضبط نہ رکھیں گے۔ انھی کو تم خلوت و جلوت میں اپنا مصاحب خاص ٹھہرانا، پھر تمہارے نزدیک ان میں زیادہ ترجیح ان لوگوں کو ہونا چاہیئے کہ جو حق کی کڑوی باتیں تُم سے کُھل کر کہنے والے ہوں اور ان چیزوں میں کہ جنھیں اللہ اپنے مخصوص بندوں کے لیے ناپسند کرتا ہے تمہاری بہت کم مدد کرنے والے ہوں، چاہے وہ تمہاری خواہشوں سے کتنی ہی میل کھاتی ہوں۔ پرہیز گاروں اور راستبازوں سے اپنے کو وابستہ رکھنا۔ پھر انھیں اس کا عادی بنانا کہ وہ تمہارے کسی کارنامہ کے بغیر تمہاری تعریف کر کے تمہیں خوش نہ کریں۔ کیونکہ زیادہ مدح سرائی غرور پیدا کرتی ہے اور سرکشی کی منزل سے قریب کر دیتی ہے اور تمہارے نزدیک نیکوکار اور بدکِردار دونوں برابر نہ ہوں، اس لیے کہ ایسا کرنے سے نیکوں کو نیکی سے بے رغبت کرنا اور بدوں کو بدی پر آمادہ کرنا ہے، ہر شخص کو اسی کی منزلت پر رکھو، جِس کا وہ مستحق ہے اور اس بات کو یاد رکھو کہ حاکم کو اپنی رعایا پر پُورا اعتماد اسی وقت کرنا چاہیئے جبکہ وہ ان سے حُسنِ سلوک کرتا ہو اور ان پر بوجھ نہ لادے اور انھیں ایسی ناگوار چیزوں پر مجبور نہ کرے جو ان کے بس میں نہ ہوں۔ تمہیں ایسا رویہ اِختیار کرنا چاہیئے کہ اس حُسنِ سلوک سے تمہیں رعیت پر پُورا اعتماد ہو سکے۔ کیونکہ یہ اعتماد تمہاری طویل اندرونی اُلجھنوں کو ختم کر دے گا اور سب سے زیادہ تمہارے اعتماد کے وہ مستحق ہیں جن کے ساتھ تُم نے اچھا سلوک کیا ہو اور سب سے زیادہ بے اعتمادی کے مستحق وہ ہیں جن سے تمہارا برتاؤ اچھا نہ رہا ہو۔

اور دیکھو! اس اچھے طور طریقے کو ختم نہ کرنا کہ جِس پر اس اُمّت کے بزرگ چلتے رہے ہیں اور جِس سے اتحاد و یکجہتی پیدا اور رعیّت کی اصلاح ہوئی ہے اور ایسے طریقے ایجاد نہ کرنا کہ جو پہلے طریقوں کو کچھ ضرر پہنچائیں، اگر ایسا کیا تو نیک روش کے قائم کر جانے والوں کو ثواب تو ملتا رہے گا، مگر انھیں ختم کر دینے کا گُناہ تمہاری گردن پر ہو گا اور اپنے شہروں کے اصلاحی اُمور کو مستحکم کرنے اور ان چیزوں کے قائم کرنے میں کہ جن سے اگلے لوگوں کے حالات مضبوط رہے تھے، علماء و حکماء کے ساتھ باہمی مشورہ اور بات چیت کرتے رہنا اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ رعایا میں کئی طبقے ہوتے ہیں جن کی سُود و بہبُود ایک دُوسرے سے وابستہ ہوتی ہیں اور وہ ایک دُوسرے سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ ان میں سے ایک طبقہ وہ ہے جو اللہ کی راہ میں کام آنے والے فوجیوں کا ہے۔ دُوسرا طبقہ وہ ہے جو عمومی و خصوصی تحریروں کا کام انجام دیتا ہے۔ تیسرا انصاف کرنے والے قضاۃ کا ہے۔ چوتھا حکومت کے وہ عمال جن سے امن اور انصاف قائم ہوتا ہے۔ پانچواں خراج دینے والے مسلمان اور جزیہ دینے والے ذمیوں کا۔ چھٹا تجارت پیشہ و اہل حرفہ کا۔ ساتواں فقراء و مساکین کا وہ

طبقہ ہے کہ جو سب سے پست ہے اور اللہ نے ہر ایک کا حق معین کر دیا ہے اور اپنی کتاب یا سُنّت نبویؐ میں اس کی حد بندی کر دی اور وہ (مکمل) دستور ہمارے پاس محفوظ ہے۔

(پہلا طبقہ) فوجی دستے یہ بحکم خُدا رعیّت کی حفاظت کا قلعہ، فرمانرواؤں کی زینت، دین و مذہب کی قوت اور امن کی راہ ہیں۔ رعیّت کا نظم ونسق انہی سے قائم رہ سکتا ہے اور فوج کی زندگی کا سہارا وہ خراج ہے جو اللہ نے اس کے لیے معین کیا ہے کہ جِس سے وہ دُشمنوں سے جہاد کرنے میں تقویت حاصل کرتے اور اپنی حالت کو دُرست بناتے اور ضروریات کو بہم پہنچاتے ہیں۔ پھر ان دونوں طبقوں کے نظم وبقا کے لیے تیسرے طبقے کی ضروریات ہے کہ جو قُضاۃ اعمال اور منشیان دفاتر کا ہے کہ جن کے ذریعے باہمی معاہدوں کی مضبوطی اور خراج اور دیگر منافع کی جمع آوری ہوتی ہے اور معمولی اور غیر معمولی معاملوں میں ان کے ذریعہ وثوق واطمینان حاصل کیا جاتا ہے اور سب کا دارومدار سوداگروں اور صنّاعوں پر ہے کہ وہ ان کی ضروریات کو فراہم کرتے ہیں، بازار لگاتے ہیں اور اپنی کاوشوں سے ان کی ضروریات کو مہیا کر کے انھیں خود مُہیا کرنے سے آسودہ کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد پھر فقیروں اور ناداروں کا طبقہ ہے جن کی اعانت و دستگیری ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے گُزارے کی صُورتیں پیدا کر رکھی ہیں اور ہر طبقے کا حاکم پر حق قائم ہے کہ وہ ان کے لیے اِتنا مہیّا کرے جو ان کی حالت دُرست کر سکے اور حاکم خُدا کے ان تمام ضروری حقوق سے عُہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ مگر اسی صُورت میں کہ پوری طرح کوشش کرے اور اللہ سے مدد مانگے اور اپنے کو حق پر ثابت وبرقرار رکھے اور چاہے اس کی طبیعت پر آسان ہو یا دُشوار بہر حال اس کو برداشت کرے۔ فوج کا سردار اس کو بنانا جو اپنے اللہ کا اور اپنے رسُولؐ کا اور تمہارے امام کا سب سے زیادہ خیر خواہ ہو، سب سے زیادہ پاک دامن ہو اور بُردباری میں نمایاں ہو۔ جلد غصّہ میں نہ آجاتا ہو۔ عُذر معذرت پر مطمئن ہو جاتا ہو، کمزوروں پر رحم کھاتا ہو اور طاقتوروں کے سامنے اکڑ جاتا ہو، نہ بدخوئی اسے جوش میں لے آتی ہو اور نہ پست ہمّتی اسے بٹھا دیتی ہو۔ پھر ایسا ہونا چاہیئے کہ تُم بلند خاندان، نیک گھرانے اور عمدہ روایات رکھنے والوں اور ہمّت و شجاعت اور جود سخاوت کے مالکوں سے اپنا ربط وضبط بڑھاؤ، کیونکہ یہی لوگ بزرگیوں کا سرمایہ اور نیکیوں کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ پھر ان کے حالات کی اس طرح دیکھ بھال کرنا، جِس طرح ماں باپ اپنی اولاد کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرو کہ جو ان کی تقویت کا سبب ہو تو اسے بڑا نہ سمجھنا اور اپنے کسی معمولی سلوک کو بھی غیر اہم نہ سمجھ لینا (کہ اسے چھوڑ بیٹھو) کیونکہ اس حُسنِ سلوک سے ان کی خیر خواہی کا جذبہ اُبھرے گا اور حُسنِ اعتماد میں اضافہ ہو گا اور اس خیال سے کہ تُم نے ان کی بڑی ضرورتوں کو پُورا کر دیا ہے، کہیں ان کی چھوٹی ضرورتوں سے آنکھ بند نہ کر لینا۔ کیونکہ یہ چھوٹی

قِسم کی مہربانی کی بات بھی اپنی جگہ فائدہ بخش ہوتی ہے اور وہ بڑی ضرورتیں اپنی جگہ اہمیّت رکھتی ہیں اور فوجی سرداروں میں تمہارے یہاں وہ بلند منزلت سمجھا جائے جو فوجیوں کی اعانت میں برابر کا حصّہ لیتا ہو اور اپنے روپے پیسے سے اِتنا سلوک کرتا ہو کہ جِس سے ان کا اوران کے پیچھے رہ جانے والے بال بچّوں کا بخوبی گزارا ہو سکتا ہو، تاکہ وہ ساری فکروں سے بے فکر ہو کر پُوری یکسُوئی کے ساتھ دُشمن سے جہاد کریں۔ اس لیے کہ فوجی سرداروں کے ساتھ تمہارا مہربانی سے پیش آنا ان کے دلوں کو تمہاری طرف موڑ دے گا۔

حکمرانوں کے لیے سب سے بڑی آنکھوں کی ٹھنڈک اس میں ہے کہ شہروں میں عدل وانصاف برقرار رہے اور رعایا کی محبت ظاہر ہوتی رہے اور ان کی محبّت اسی وقت ظاہر ہوا کرتی ہے کہ جب ان کے دِلوں میں میل نہ ہو اور ان کی خیر خواہی اسی صُورت میں ثابت ہوتی ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کے گِرد حفاظت کے لیے گھیر اڈالے رہیں۔ ان کا اقتدار سر پڑا بوجھ نہ سمجھیں اور نہ ان کی حکومت کے خاتمہ کے لیے گھڑیاں گنیں۔ لہٰذا ان کی اُمیدوں میں وُسعت و کشائش رکھنا، انھیں اچھے لفظوں سے سراہتے رہنا اور ان میں کے اچھی کارکردگی دکھانے والوں کے کارناموں کا تذکرہ کرتے رہنا۔ اس لیے کہ ان کے اچھے کارناموں کا ذکر بہادُروں کو جوش میں لے آتا ہے اور پست ہمّتوں کو اُبھارتا ہے۔ اِنشاء اللہ جو شخص جِس کارنامے کو انجام دے اسے پہچانتے رہنا اور ایک کا کارنامہ دُوسرے کی طرف منسوب نہ کر دینا اور اس کی حُسنِ کارکردگی کا صلہ دینے میں کمی نہ کرنا اور کبھی ایسا نہ کرنا کہ کسی شخص کی بلندی ورفعت کی وجہ سے اس کے معمُولی کام کو بڑا سمجھ لو اور کسی کے بڑے کام کو اس کے خود پست ہونے کی وجہ سے معمُولی قرار دے لو۔

جب ایسی مشکلیں تمہیں پیش آئیں کہ جن کا حل نہ ہو سکے اور ایسے معاملات کہ جو مشتبہ ہو جائیں تو ان میں اللہ اور رسُولؐ کی طرف رجُوع کرو، کیونکہ خُدا نے جن لوگوں کو ہدایت کرنا چاہی ہے ان کے لیے فرمایا ہے، "اے ایمان دارو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسُولؐ کی اور ان کی جو تُم میں سے صاحبانِ امر ہوں" اور اگر تُم میں کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو اللہ اور رسُولؐ کی طرف رجوع کرو، تو اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کتاب کی محکم آیتوں پر عمل کیا جائے اور رسُولؐ کی طرف رجُوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ان متفق علیہ ارشادات پر عمل کیا جائے جن میں کوئی اختلاف نہیں۔ پھر یہ کہ لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرنے کے لیے ایسے شخص کو منتخب کرو جو تمہارے نزدیک تمہاری رعایا میں سب سے بہتر ہو، جو واقعات کی پیچیدگیوں سے ضیق میں نہ پڑ جاتا ہو اور نہ جھگڑا کرنے والوں کے رویہ سے غصّہ میں آتا ہو، نہ اپنے کسی غلط نقطۂ نظر پر اڑتا ہو، نہ حق کو پہچان کر اس کے اختیار کرنے میں طبیعت پر بار محسوس کرتا ہو، نہ اس کا نفس ذاتی طمع پر جُھک پڑتا ہو اور نہ بغیر پُوری طرح چھان بین کئے ہوئے سرسری طور پر کسی معاملہ کو سمجھ

لینے پر اکتفا کرتا ہو۔ شک و شبہہ کے موقعہ پر قدم روک لیتا ہو اور دلیل و حُجّت کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہو۔ فریقین کی بحثا بحثی سے اُکتا نہ جاتا ہو۔ معاملات کی تحقیق میں بڑے صبر وضبط سے کام لیتا ہو اور جب حقیقت آئینہ ہو جاتی ہو تو بے دھڑک فیصلہ کر دیتا ہو۔ وہ ایسا ہو جسے سراہنا مغرور نہ بنائے اور تانا جنبہ داری پر آمادہ نہ کر دے، اگرچہ ایسے لوگ کم ہی ملتے ہیں۔ پھر یہ کہ تُم خود ان کے فیصلوں کا بار بار جائزہ لیتے رہنا۔ دل کھول کر انھیں اتنا دینا کہ جو ان کے ہر عُذر کو غیر مسمُوع بنا دے اور لوگوں کی انھیں کوئی اِحتیاج نہ رہے۔ اپنے ہاں انھیں ایسے باعزّت مرتبہ پر رکھو کہ تمھارے دربار رَس لوگ انھیں ضرر پہنچانے کا کوئی خیال نہ کر سکیں، تاکہ وہ تمھارے اِلتفات کی وجہ سے لوگوں کی سازش سے محفوظ رہیں۔ اس بارے میں اِنتہائی بالغ نظری سے کام لینا، کیونکہ (اس سے پہلے) یہ دین بد کرداروں کے پنجے میں اسیر رہ چُکا ہے جِس میں نفسانی خواہشوں کی کار فرمائی تھی اور اسے دُنیا طلبی کا ایک ذریعہ بنا لیا گیا تھا۔

پھر اپنے عہدہ داروں کے بارے میں نظر رکھنا، ان کو خُوب آزمائش کے بعد منصب دینا، کبھی صِرف رعایت اور جانبداری کی بناء پر انھیں منصب عطا نہ کرنا۔ اس لیے کہ یہ باتیں ناانصافی اور بے ایمانی کا سرچشمہ ہیں اور ایسے لوگوں کو منتخب کرنا جو آزمُودہ و غیرت مند ہوں۔ ایسے خاندانوں میں سے جو اچھے ہوں اور جن کی خدمات اِسلام کے سلسلہ میں پہلے سے ہوں، کیونکہ ایسے لوگ بلند اخلاق اور بے داغ عزت والے ہوتے ہیں۔ حرص و طمع کی طرف کم جھکتے ہیں اور عواقب و نتائج پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔ پھر ان کی تنخواہوں کا معیار بلند رکھنا، کیونکہ اس سے انھیں اپنے نفوس کے دُرست رکھنے میں مدد ملے گی اور اس مال سے بے نیاز رہیں گے جو ان ہاتھوں میں بطورِ امانت ہو گا۔ اس کے بعد بھی وہ تمھارے حکم کی خلاف ورزی یا امانت میں رخنہ اندازی کریں تو تمھاری حُجّت ان پر قائم ہو گی۔ پھر ان کے کاموں کو دیکھتے بھالتے رہنا اور سچے اور وفادار مخبروں کو ان پر چھوڑ دینا، کیونکہ خفیہ طور پر ان کے اُمور کی نگرانی انھیں امانت کے برتنے اور رعیّت کے ساتھ نرم رویّہ رکھنے کی باعث ہو گی۔ خائن مددگاروں سے اپنا بچاؤ کرتے رہنا۔ اگر ان میں سے کوئی خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور متفقہ طور پر جاسُوسوں کی اِطلاعات تُم تک پہنچ جائیں تو شہادت کے لیے بس اسے کافی سمجھنا۔ اسے جسمانی طور پر سزا دینا اور جو کچھ اس نے اپنے عہدہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے سمیٹا ہے، اسے واپس لینا اور اسے ذِلّت کی منزل پر کھڑا کر دینا اور خیانت کی رُسوائیوں کے ساتھ اسے روشناس کرانا اور ننگ و رُسوائی کا طوق اس کے گلے میں ڈال دینا۔

مالگذاری کے معاملہ میں مالگذاری اَدا کرنے والوں کا مفاد پیشِ نظر رکھنا، کیونکہ باج اور باجگزاروں کی بدولت ہی دُوسروں کے حالات دُرست کئے جاسکتے ہیں، سب اِسی خراج اور خراج دینے والوں کے سہارے پر جیتے ہیں اور خراج کی جمع آوری سے زیادہ زمین کی آبادی کا

خیال رکھنا۔ کیونکہ خراج بھی تو زمین کی آبادی ہی سے حاصل ہو سکتا ہے اور جو آباد کئے بغیر خراج چاہتا ہے وہ ملک کی بربادی اور بندگانِ خُدا کی تباہی کا سامان کرتا ہے اور اس کی حکومت تھوڑے دنوں سے زیادہ نہیں رہ سکتی۔ اب اگر وہ خراج کی گرانباری یا کسی آفت ناگہانی یا نہری و بارانی علاقوں میں ذرائع آب پاشی کے ختم ہونے یا زمین کے سیلاب میں گھر جانے یا سیرابی کے نہ ہونے کے باعث اس کے تباہ ہونے کی شکایت کریں تو خراج میں اتنی کمی کر دو جس سے تمہیں ان کے حالات کے سُدھرنے کی توقع ہو اور ان کے بوجھ کو ہلکا کرنے سے تمہیں گرانی محسوس نہ ہو، کیونکہ انھیں زیر باری سے بچانا ایک ایسا ذخیرہ ہے کہ جو تمہارے ملک کی آبادی اور تمہارے قلمرو حکومت کی زیب و زینت کی صُورت میں تمہیں پلٹا دیں گے اور اس کے ساتھ تُم ان سے خراجِ تحسین اور عدل قائم کرنے کی وجہ سے مسرّتِ بے پایاں بھی حاصل کر سکو گے اور اپنے اس حُسنِ سلوک کی وجہ سے کہ جِس کا ذخیرہ تُم نے ان کے پاس رکھ دیا ہے تُم (آڑے وقت پر) ان کی قوّت کے بَل بوتے پر بھروسہ کر سکو گے اور رحم و رافت کے جلو میں جِس سیرت عادلانہ کا تُم نے انھیں خُوگر بنایا ہے اس کے سبب سے تمہیں ان پر وثوق و اعتماد ہو سکے گا، اس کے بعد ممکن ہے کہ ایسے حالات بھی پیش آئیں کہ جن میں تمہیں ان پر اعتماد کرنے کی ضرورت ہو تو وہ انھیں بطیبِ خاطر جھیل لے جائیں گے۔ کیونکہ مُلک آباد ہے تو جیسا بوجھ اس پر لادو گے، وہ اُٹھا لے گا اور زمین کی تباہی تو اس سے آتی ہے کہ کاشتکاروں کے ہاتھ تنگ ہو جائیں اور ان کی تنگ دستی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ حکام مال و دولت کے سمیٹنے پر تُل جاتے ہیں اور انھیں اپنے اقتدار کے ختم ہونے کا کھٹکا لگا رہتا ہے اور عبرتوں سے بہت کم فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں۔

پھر یہ کہ اپنے منشیان دفاتر کی اہمیت پر نظر رکھنا اپنے معاملات ان کے سپرد کرنا جو ان میں بہتر ہوں اور اپنے ان فرامین کو جن میں مخفی تدابیر اور (مملکت کے) رموز و اسرار درج ہوتے ہیں خصوصیت کے ساتھ ان کے حوالے کرنا جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک ہوں۔ جنھیں اعزاز کا حاصل ہونا سرکش نہ بنائے کہ وہ بھری محفلوں میں تمہارے خلاف کچھ کہنے کی جُرأت کرنے لگیں اور ایسے بے پروا نہ ہو کہ لین دین کے بارے میں جو تُم سے متعلّق ہوں تمہارے کارندوں کے خطوط تمہارے سامنے پیش کرنے اور ان کے مناسب جوابات روانہ کرنے میں کوتاہی کرتے ہوں اور وہ تمہارے حق میں جو معاہدہ کریں اس میں کوئی خامی نہ رہنے دیں اور نہ تمہارے خلاف کسی سازباز کا توڑ کرنے میں کمزوری دکھائیں اور وہ معاملات میں اپنے صحیح مرتبہ اور مقام سے ناآشنا نہ ہوں، کیونکہ جو اپنا صحیح مقام نہیں پہچانتا وہ دُوسروں کے قدر و مقام سے اور بھی زیادہ ناواقف ہو گا۔ پھر یہ کہ ان کا انتخاب تمہیں اپنی فراست، خوش اعتمادی اور حُسنِ ظن کی بناء پر نہ کرنا چاہیئے، کیونکہ لوگ تصنع اور حُسنِ خدمات کے ذریعہ حکمرانوں کی نظروں میں سما کر تعارُف کی راہیں نکال لیا کرتے ہیں۔

حالانکہ ان میں ذرا بھی خیر خواہی اور امانت داری کا جذبہ نہیں ہوتا۔ لیکن تُم انھیں ان خدمات سے پرکھو جو تُم سے پہلے وہ نیک حاکموں کے ماتحت رہ کر انجام دے چکے ہوں، تو جو عوام میں نیک نام اور امانت داری کے اعتبار سے زیادہ مشہور ہوں ان کی طرف خصوصیّت کے ساتھ توجہ کرو۔ اس لیے کہ ایسا کرنا اس کی دلیل ہو گا کہ تُم اللہ کے مخلص اور اپنے امام کے خیر خواہ ہو۔ تمھیں محکمۂ تحریر کے ہر شُعبہ پر ایک ایک افسر مقرّر کرنا چاہیئے جو اس شُعبہ کے بڑے سے بڑے کام سے عاجز نہ ہو اور کام کی زیادتی سے بوکھلا نہ اُٹھے، یاد رکھو کہ ان منشیوں میں جو بھی عیب ہو گا اور تُم اس سے آنکھ بند رکھو گے، اس کی ذمہ داری تُم پر ہو گی۔

پھر تمھیں تاجروں اور صنّاعوں کے خیال اور ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کی ہدایت کی جاتی ہے اور تمھیں دُوسروں کو ان کے متعلّق ہدایت کرنا ہے، خواہ وہ ایک جگہ رہ کر بیوپار کرنے والے ہوں، یا پھیری لگا کر بیچنے والے ہوں، یا جسمانی مشقت (مزدوری یا دستکاری) سے کمانے والے ہوں، کیونکہ یہی لوگ منافع کا سرچشمہ اور ضروریات کے مہیا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ان ضروریات کو خشکیوں، تریوں، میدانی علاقوں اور پہاڑوں ایسے دُور افتادہ مقامات سے درآمد کرتے ہیں اور ایسی جگہوں سے کہ جہاں لوگ پہنچ نہیں سکتے اور نہ وہاں جانے کی ہمّت کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ امن پسند اور صُلح جو ہوتے ہیں۔ ان سے کسی فساد اور شورش کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ یہ لوگ تمہارے سامنے ہوں یا جہاں جہاں دُوسرے شہروں میں پھیلے ہوئے ہوں تُم ان کی خبر گیری کرتے رہنا۔ ہاں! اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو انتہائی تنگ نظر اور بڑے کنجوس ہوتے ہیں۔ جو نفع اندوزی کے لیے مال روک رکھتے ہیں اور اُونچے نرخ معیّن کر لیتے ہیں۔ یہ چیز عوام کے لیے نقصاندہ اور حکام کی بدنامی کا باعث ہوتی ہے۔ لہٰذا ذخیرہ اندوزی سے منع کرنا، کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے اور خرید و فروخت صحیح ترازوؤں اور مناسب نرخوں کے ساتھ بسہولت ہونا چاہیئے کہ نہ بیچنے والے کو نقصان ہو اور نہ خریدنے والے کو خسارہ ہو۔ اس کے بعد بھی کوئی ذخیرہ اندوزی کے جُرم کا مُرتکب ہو تو اسے مناسب حد تک سزا دینا۔ پھر خصوصیت کے ساتھ اللہ کا خوف کرنا۔ پسماندہ و افتادہ طبقہ کے بارے میں جن کا کوئی سہارا نہیں ہوتا وہ مسکینوں، محتاجوں، فقیروں اور معذوروں کا طبقہ ہے۔ ان میں کچھ تو ہاتھ پھیلا کر مانگنے والے ہوتے ہیں اور کچھ کی صُورت سوال ہوتی ہے۔ اللہ کی خاطر ان بے کسوں کے بارے میں اس کے اس حق کی حفاظت کرنا جس کا اس نے تمھیں ذمّہ دار بنایا ہے۔ ان کے لیے ایک حصّہ بیت المال سے معیّن کر دینا اور ایک حصّہ ہر شہر کے اس غلہ میں سے دینا جو اسلامی غنیمت کی زمینوں سے حاصل ہوا ہو، کیونکہ اس میں دُور والوں کا اتنا ہی حصّہ ہے جتنا نزدیک والوں کا ہے اور تُم ان سب کے حقوق کی نگہداشت کے ذمّہ دار بنائے گئے ہو۔ لہٰذا تمھیں

دولت کی سرمستی ان سے غافل نہ کر دے۔ کیونکہ کسی معمولی بات کو اس لیے نظر انداز نہیں کیا جائے گا کہ تُم نے بہت سے اہم کاموں کو پُورا کر دیا ہے۔ لہٰذا اپنی توجہ ان سے نہ ہٹانا اور نہ تکبّر کے ساتھ ان کی طرف سے اپنا رُخ پھیرنا اور خصُوصیّت کے ساتھ خبر رکھو۔ ایسے افراد کی جو تُم تک پہنچ نہیں سکتے جنھیں آنکھیں دیکھنے سے کراہت کرتی ہوں گی اور لوگ انھیں حقارت سے ٹھکراتے ہوں گے۔ تُم ان کے لیے اپنے کسی بھروسے کے آدمی کو جو خوفِ خُدا رکھنے والا اور متواضع ہو مقرّر کر دینا کہ وہ ان کے حالات تُم تک پہنچاتا رہے۔ پھر ان کے ساتھ وہ طرزِ عمل اختیار کرنا جس سے کہ قیامت کے روز اللہ کے سامنے حُجّت پیش کر سکو، کیونکہ رعیّت میں دُوسروں سے زیادہ یہ انصاف کے محتاج ہیں اور یُوں تو سب ہی ایسے ہیں کہ تمھیں ان کے حقوق سے عُہدہ بر آ ہو کر اللہ کے سامنے سرخرُو ہونا ہے اور دیکھو یتیموں اور سال خُوردہ بوڑھوں کا خیال رکھنا، کہ جو نہ کوئی سہارا رکھتے ہیں اور نہ سوال کے لیے اُٹھتے ہیں اور یہی وہ کام ہے جو حکّام پر گراں گُزرا کرتا ہے۔ ہاں خُدا ان لوگوں کے لیے جو عقبیٰ کے طلب گار رہتے ہیں اس کی گرانیوں کو ہلکا کر دیتا ہے وہ اسے اپنی ذات پر جھیل لے جاتے ہیں اور اللہ نے جو ان سے وعدہ کیا ہے اس کی سچائی پر بھروسا رکھتے ہیں۔

اور تُم اپنے اوقات کا ایک حصّہ حاجتمندوں کے لیے معین کر دینا، جِس میں سب کام چھوڑ کر انہی کے لیے مخصُوص ہو جانا اور ان کے لیے ایک عام دربار کرنا اور اس میں اپنے پیدا کرنے والے اللہ کے لیے تواضع و انکساری سے کام لینا اور فوجیوں، نگہبانوں اور پولیس والوں کو ہٹا دینا تا کہ کہنے والے بے دھڑک کہہ سکیں۔ کیونکہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو کئی موقعوں پر فرماتے سُنا ہے کہ: "اس قوم میں پاکیزگی نہیں آسکتی جِس میں کمزوروں کو کُھل کر طاقتوروں سے حق نہیں دلایا جاتا۔" پھر یہ کہ اگر ان کے تیور بگڑیں یا صاف صاف مطلب نہ کہہ سکیں، تو اسے برداشت کرنا اور تنگ دلی اور نخوت کو ان کے مقابلہ میں پاس نہ آنے دینا۔ اس کی وجہ سے اللہ تُم پر اپنی رحمت کے دامنوں کو پھیلا دے گا اور اپنی فرماں برداری کا تمھیں ضرور اجر دے گا اور جو حُسنِ سلوک کرنا اس طرح کہ چہرے پر شکن نہ آئے اور نہ دینا تو اچھے طریقے سے عُذر خواہی کر لینا۔ پھر کچھ اُمور ایسے ہیں کہ جنھیں خود تُم ہی کو انجام دینا چاہئیں۔ ان میں سے ایک حکام کے ان مراسلات کا جواب دینا ہے جو تمہارے منشیوں کے بس میں نہ ہوں اور ایک لوگوں کی حاجتیں جب تمہارے سامنے پیش ہوں اور تمہارے عملہ کے ارکان ان سے جی چُرائیں تو خود انھیں انجام دینا ہے۔ روز کا کام اسی روز ختم کر دیا کرو، کیونکہ ہر دن اپنے ہی کام کے لیے مخصوص ہوتا ہے اور اپنے اوقات کا بہتر و افضل حصّہ اللہ کی عبادت کے لیے خاص کر دینا، اگرچہ وہ تمام کام بھی اللہ ہی کے لیے ہیں جب نیّت بخیر ہو اور ان سے رعیّت کی خوش حالی ہو۔

ان مخصوص اشغال میں سے کہ جن کے ساتھ تُم خلوص کے ساتھ اللہ کے لیے اپنے دینی فریضہ کو ادا کرتے ہو ان واجبات کی انجام دہی ہونا چاہیئے جو اس کی ذات سے مخصوص ہیں۔ تُم شب و روز کے اوقات میں اپنی جسمانی طاقتوں کا کچھ حصّہ اللہ کے سُپرد کر دو اور جو عبادت بھی تقریب الٰہی کی غرض سے بجالانا ایسی ہو کہ نہ اس میں کوئی خلل ہو اور نہ کوئی نقص، چاہے اس میں تمہیں کتنی جسمانی زحمت اُٹھانا پڑے اور دیکھو! جب لوگوں کو نماز پڑھانا تو ایسی نہیں کہ (طول دے کر) لوگوں کو بے زار کر دو اور نہ ایسی مختصر کہ نماز برباد ہو جائے۔ اس لیے کہ نمازیوں میں بیمار بھی ہوتے ہیں اور ایسے بھی جنھیں کوئی ضرورت در پیش ہوتی ہے۔ چُنانچہ جب مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یمن کی طرف روانہ کیا تو میں نے آپؐ سے دریافت کیا کہ انہیں نماز کس طرح پڑھاؤں؟ تو فرمایا کہ جیسی ان میں سب سے زیادہ کمزور و ناتواں کی نماز ہو سکتی ہے اور تمہیں مومنوں کے حال پر مہربان ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد یہ خیال رہے کہ رعایا سے عرصہ تک روپوشی اختیار نہ کرنا، کیونکہ حکمرانوں کا رعایا سے چُھپ کر رہنا ایک طرح کی تنگ دلی اور معاملات سے بے خبر رہنے کا سبب ہے اور یہ روپوشی انھیں بھی ان اُمور پر مطلع ہونے سے روکتی ہے کہ جن سے وہ ناواقف ہیں، جِس کی وجہ سے بڑی چیز ان کی نگاہ میں چھوٹی اور چھوٹی چیز بڑی، اچھائی بُرائی اور بُرائی اچھائی ہو جایا کرتی ہے اور حق باطل کے ساتھ مل جُل جاتا ہے اور حکمران بھی آخر ایسا ہی بشر ہوتا ہے۔ جو ناواقف رہے گا ان معاملات سے جو لوگ اس سے پوشیدہ کریں اور حق کی پیشانی پر کوئی نشان نہیں ہُوا کرتے کہ جِس کے ذریعے جُھوٹ سے سچ کی قسموں کو الگ کر کے پہچان لیا جائے اور پھر تُم دو ہی طرح کے آدمی ہو سکتے ہو۔ یا تو تُم ایسے ہو کہ تمہارا نفس حق کی ادائیگی کے لیے آمادہ ہے تو پھر واجب حقوق ادا کرنے اور اچھے کام کر گُزرنے سے مُنہ چُھپانے کی ضرورت کیا اور یا تُم ایسے ہو کہ لوگوں کو تُم سے کورا جواب ہی ملنا ہے تو جب لوگ تمہاری عطا سے مایُوس ہو جائیں گے تو خود ہی بہت جلد تُم سے مانگنا چھوڑ دیں گے اور پھر یہ کہ لوگوں کی اکثر ضرورتیں ایسی ہوں گی جن سے تمہاری جیب پر کوئی بار نہیں پڑتا۔ جیسے کسی کے ظُلم کی شکایت، یا کسی معاملہ میں اِنصاف کا مُطالبہ۔ اس کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ حکام کے کچھ خواص اور سر چڑھے لوگ ہوا کرتے ہیں جن میں خود غرضی، دست درازی اور بد معاملگی ہوا کرتی ہے۔ تُم کو ان حالات کے پیدا ہونے کی وجوہ ختم کر کے اس گندے مواد کو ختم کر دینا چاہیئے اور دیکھو! اپنے کسی حاشیہ نشین اور قرابت دار کو جاگیر نہ دینا اور اسے تُم سے توقع نہ بندھنا چاہیئے۔ کسی ایسی زمین پر قبضہ کرنے کی جو آبپاشی یا کسی مشترکہ معاملہ میں اس کے آس پاس کے لوگوں کے لیے ضرر کی باعث ہو، یُوں کہ اس کا بوجھ دُوسرے پر ڈال دے، اس صُورت میں اس کے خوش گوار مزے تو اس کے لیے ہوں گے نہ تمہارے لیے، مگر اس کا بد نما دھبہ دُنیا و آخرت میں تمہارے دامن پر رہ جائے گا اور جِس پر جو

حق عائد ہوتا ہو، اس پر اس حق کو نافذ کرنا چاہیئے۔ وہ تمہارا اپنا ہو یا بیگانہ ہو اور اس کے بارے میں تحمل سے کام لینا اور ثواب کے امیدوار رہنا چاہے، اس کی زد تمہارے کسی قریبی عزیز یا کسی مصاحبِ خاص پر کیسی ہی پڑتی ہو اور اس میں تمہاری طبیعت کو جو گرانی محسوس ہو اور اس کے اُخروی نتیجہ کو پیش نظر رکھنا کہ اس کا انجام بہر حال اچھا ہوگا اور اگر رعیّت کو تمہارے بارے میں کبھی یہ بدگمانی ہو جائے کہ تُم نے اس پر ظُلم و زیادتی کی ہے تو اپنے عُذر کو واضح طور سے پیش کر دو اور عُذر واضح کر کے ان کے خیالات کو بدل دو، اس سے تمہارے نفس کی تربیت ہو گی اور رعایا پر مہربانی ثابت ہو گی اور اس عُذر آوری سے ان کو حق پر استوار کرنے کا مقصد تمہارا پورا ہو گا۔ اگر دُشمن ایسی صُلح کی تمہیں دعوت دے کہ جِس میں اللہ کی رضامندی ہو تو اسے کبھی ٹھکرا نہ دینا۔ کیونکہ صلح میں تمہارے لشکر کے لیے آرام و راحت، خود تمہارے لیے فکروں سے نجات اور شہروں کے لیے امن کا سامان ہے۔ لیکن صلح کے بعد دُشمن سے چوکنا اور خُوب ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے، کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دُشمن قُرب حاصل کرتا ہے تاکہ تمہاری غفلت سے فائدہ اُٹھائے۔ لہٰذا احتیاط کو ملحوظ رکھو اور اس بارے میں حُسنِ ظن سے کام نہ لو اور اگر اپنے اور دُشمن کے درمیان کوئی معاہدہ کرو، یا اسے اپنے دامن میں پناہ دو، تو پھر عہد کی پابندی کرو، وعدہ کا لحاظ رکھو اور اپنے قول و قرار کی حفاظت کے لیے اپنی جان کو سپر بنادو۔ کیونکہ اللہ فرائض میں سے ایفائے عہد کی ایسی کوئی چیز نہیں کہ جِس کی اہمیت پر دُنیا اپنے الگ الگ نظریوں اور مختلف رایوں کے باوجود یکجہتی سے متفق ہو اور مسلمانوں کے علاوہ مشرکوں تک نے اپنے درمیان معاہدوں کی پابندی کی ہے۔ اس لیے کہ عہد شکنی کے نتیجہ میں انھوں نے تباہیوں کا اندازہ کیا تھا۔ لہٰذا اپنے عہد و پیمان میں غدّاری اور قول و قرار میں بد عہدی نہ کرنا اور اپنے دُشمن پر اچانک حملہ نہ کرنا۔ کیونکہ اللہ پر جرأت جاہل بدبخت کے علاوہ دُوسرا نہیں کر سکتا اور اللہ نے عہد و پیمان کی پابندی کو امن کا پیغام قرار دیا ہے کہ جسے اپنی رحمت سے بندوں میں عام کر دیا ہے اور ایسی پناہ گاہ بنایا ہے کہ جِس کے دامن حفاظت میں پناہ لینے اور اس کے جوار میں منزل کرنے کے لیے وہ تیزی سے بڑھتے ہیں۔ لہٰذا اس میں کوئی جعلسازی، فریب کاری اور مکّاری نہ ہونا چاہیئے اور ایسا کوئی معاہدہ کرو ہی نہ، جِس میں تاویلوں کی ضرورت پڑنے کا امکان ہو اور معاہدہ کے پختہ اور طے ہو جانے کے بعد اس کے کسی مُبہم لفظ کے دُوسرے معنی نکال کر فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ کرو اور اس عہد و پیمانِ خُداوندی میں کسی دُشواری کا محسوس ہونا تمہارے لیے اس کا باعث نہ ہونا چاہیئے کہ تُم اسے ناحق منسُوخ کرنے کی کوشش کرو، کیونکہ ایسی دشواریوں کو جھیل لے جانا کہ جن سے چھٹکارے کی اور انجام بخیر ہونے کی اُمید ہو اس بدعہدی کرنے سے بہتر ہے، جِس کے بُرے انجام کا تمہیں خوف اور اس کا اندیشہ ہو کہ اللہ کے یہاں تُم سے اس پر کوئی جواب دہی ہو

گی اور اس طرح تمہاری دُنیا اور آخرت دونوں کی تباہی ہو گی۔

دیکھو! ناحق خونریزوں سے دامن بچائے رکھنا۔ کیونکہ عذاب الٰہی سے قریب اور پاداش کے لحاظ سے سخت اور نعمتوں کے سلب ہونے اور عمر کے خاتمہ کا سبب ناحق خونریزی سے زیادہ کوئی شئے نہیں ہے اور قیامت کے دن اللہ سبحانہ سب سے پہلے جو فیصلہ کرے گا وہ انھیں خُونوں کا جو بندگانِ خُدا نے ایک دُوسرے کے بہائے ہیں۔ لہٰذا ناحق خُون بہا کر اپنے اِقتدار کو مضبُوط کرنے کی کبھی کوشش نہ کرنا، کیونکہ یہ چیز اقتدار کو کمزور اور کھوکھلا کر دینے والی ہوتی ہے، بلکہ اس کو بنیادوں سے ہلا کر دُوسروں کو سونپ دینے والی اور جان بُوجھ کر قتل کے جُرم میں اللہ کے سامنے تمہارا کوئی عُذر چل سکے گا، نہ میرے سامنے، کیونکہ اس میں قصاص ضروری ہے اور اگر غلطی سے تُم اس کے مرتکب ہو جاؤ اور سزا دینے میں تمہارا کوڑا، یا تلوار، یا ہاتھ حد سے بڑھ جائے، اس لیے کہ کبھی گھونسا اور اس سے بھی چھوٹی ضرب ہلاکت کا سبب ہو جایا کرتی ہے، تو ایسی صُورت میں اقتدار کے نشہ میں بے خود ہو کر مقتول کا خُون بہا اس کے وارثوں تک پہنچانے میں کوتاہی نہ کرنا اور دیکھو خود پسندی سے بچتے رہنا اور اپنی جو باتیں اچھی معلوم ہوں ان پر اِترانا نہیں اور نہ لوگوں کے بڑھا چڑھا کر سراہنے کو پسند کرنا، کیونکہ شیطان کو جو مواقع مِلا کرتے ہیں ان میں یہ سب سے زیادہ اس کے نزدیک بھروسے کا ذریعہ ہے کہ وہ اس طرح نیکوکاروں کی نیکیوں پر پانی پھیر دے اور رعایا کے ساتھ نیکی کر کے کبھی اِحسان نہ جتانا اور جو ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا اسے زیادہ نہ سمجھنا اور ان سے وعدہ کر کے بعد میں وعدہ خلافی نہ کرنا۔ کیونکہ اِحسان جتانا نیکی کو اکارت کر دیتا ہے اور اپنی بھلائی کو زیادہ خیال کرنا حق کی روشنی کو ختم کر دیتا ہے اور وعدہ خلافی سے اللہ بھی ناراض ہوتا ہے اور بندے بھی، چُنانچہ اللہ سبحانہ خود فرماتا ہے "خُدا کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی کی چیز ہے کہ تُم جو کہو اسے کرو نہیں۔"

اور دیکھو! وقت سے پہلے کسی کام میں جلد بازی نہ کرنا اور جب اس کا موقع آجائے تو پھر کمزوری نہ دکھانا اور جب صحیح صُورت سمجھ میں نہ آئے تو اس پر مبصر نہ ہونا اور جب طریق کار واضح ہو جائے تو پھر سُستی نہ کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھو اور ہر کام کو اس کے موقع پر انجام دو اور دیکھو! جن چیزوں میں سب لوگوں کا حق برابر ہوتا ہے اسے اپنے لیے مخصوص نہ کر لینا اور قابلِ لحاظ حقوق سے غفلت نہ برتنا جو نظروں کے سامنے نمایاں ہوں، کیونکہ دُوسروں کے لیے یہ ذمّہ داری تُم پر عائد ہے اور مستقبل قریب میں تمام معاملات پر سے پردہ ہٹا دیا جائے گا اور تُم سے مظلُوم کی داد خواہی کر لی جائے گی۔ دیکھو! غضب کی تُندی، سرکشی کے جوش، ہاتھ کی جنبش اور زبان کی تیزی پر ہمیشہ قابُو رکھو اور ان چیزوں سے بچنے کی صُورت یہ ہے کہ جلد بازی سے کام نہ لو اور سزا دینے میں دیر کرو،

یہاں تک کہ تمہارا غصّہ کم ہو جائے اور تُم اپنے اُوپر قابو پالو اور کبھی یہ بات تُم اپنے نفس میں پُورے طور پر پیدا نہیں کر سکتے جب تک اللہ کی طرف اپنی بازگشت کو یاد کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ان تصورات کو قائم نہ رکھو اور تمہیں لازم ہے کہ گُزشتہ زمانہ کی چیزوں کو یاد رکھو خواہ کسی عادل حکومت کا طریق کار ہو، یا کوئی اچھا عمل در آمد ہو، یا رسُولؐ کی کوئی حدیث ہو، یا کتاب اللہ میں درج شُدہ کوئی فریضہ ہو، تو ان چیزوں کی پیروی کرو جن پر عمل کرتے ہوئے ہمیں دیکھا ہے اور ان ہدایات پر عمل کرتے رہنا جو میں نے اس عہد نامہ میں درج کی ہیں اور ان کے ذریعہ سے میں نے اپنی حُجّت تُم پر قائم کر دی ہے۔ تاکہ تمہارا نفس اپنی خواہشات کی طرف بڑھے تو تمہارے پاس کوئی عُذر نہ ہو اور میں اللہ تعالیٰ سے اس کی وسیع رحمت اور ہر حاجت کو پُورا کرنے پر عظیم قدرت کا واسطہ دے کر اس سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تمہیں اس کی توفیق بخشے جِس میں اس کی رضامندی ہے کہ ہم اللہ کے سامنے اور اس کے بندوں کے سامنے ایک کُھلا ہوا عُذر قائم کر کے سُرخرو ہوں اور ساتھ ہی بندوں میں نیک نامی اور ملک میں اچھے اثرات اور اس کی نعمت میں فراوانی اور روز افزوں عزّت کو قائم رکھیں اور یہ کہ میرا اور تمہارا خاتمہ سعادت و شہادت پر ہو، بیشک ہمیں اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَآلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْراً۔ وَالسَّلام

مکتُوب:54

❁ طلحہ و زُبیر کے نام ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو عمران ابن حصین خُزاعی کے ہاتھ طلحہ و زُبیر کے پاس بھیجا

اس خط کو ابُو جعفر اسکافی نے اپنی کتاب مقامات میں کہ امیر المومنینؑ کے فضائل میں ہے ذکر کیا ہے

چاہے تُم کتنا ہی چھپاؤ مگر تُم دونوں واقف ہو کہ میں لوگوں کی طرف نہیں بڑھا، بلکہ وہ بڑھ کر میری طرف آئے۔ میں نے اپنا ہاتھ بیعت لینے کے لیے نہیں بڑھایا، بلکہ انھوں نے خود میرے ہاتھ پر بیعت کی اور تُم دونوں بھی انہی لوگوں میں سے ہو کہ جو میری طرف بڑھ کر آئے تھے اور بیعت کی تھی اور عوام نے میرے ہاتھ پر نہ تسلّط و اقتدار (کے خوف) سے بیعت کی تھی اور نہ مال و دولت کے لالچ میں۔ اب اگر تُم دونوں نے اپنی رضامندی سے بیعت کی تھی تو اس (عہد شکنی) سے پلٹو اور جلد اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور اگر ناگواری کے

ساتھ بیعت کی تھی تو اطاعت کو ظاہر کر کے اور نافرمانی کو چھپا کر تم نے اپنے خلاف میرے لیے حجّت قائم کر دی ہے اور مجھے اپنی زندگی کی قسم! کہ تم قلبی کیفیت پر پردہ ڈالنے اور اسے چھپانے میں دُوسرے مہاجرین سے زیادہ سزاوار نہ تھے اور بیعت کرنے سے پہلے اسے رد کرنے کی تمہارے لیے اس سے زیادہ گنجائش تھی کہ اب اقرار کے بعد اس سے نکلنے کی کوشش کرو اور تم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ میں نے عثمان کو قتل کیا ہے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان مدینہ کے وہ لوگ جو تم سے بھی اور ہم سے بھی کنارہ کش ہیں، گواہی دینے کو موجود ہیں۔ اس کے بعد جس نے جتنا حصّہ لیا ہو، اتنے کا اسے ذمہ دار سمجھا جائے گا۔ بزرگوارو! اپنے اس رویّہ سے باز آؤ۔ کیونکہ ابھی تو تم دونوں کے سامنے ننگ وعار ہی کا بڑا مرحلہ ہے۔ مگر اس کے بعد تو اس ننگ وعار کے ساتھ (دوزخ کی) آگ بھی جمع ہو جائے گی۔

مکتوب:55

❁ معاویہ کے نام ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معاویہ کے نام

بعد حمد صلوٰۃ معلوم ہونا چاہیئے کہ خُداوندِ عالم نے دُنیا اس کے بعد اس کی منزل کے لیے بنائی ہے اور اس میں لوگوں کو آزمائش میں ڈالا ہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ ان میں کس کے اعمال بہتر ہیں اور ہم دُنیا کے لیے پیدا نہیں کئے گئے اور نہ اس میں تگ و دو کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ ہم تو یہاں اس لیے لائے گئے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ ہماری آزمائش ہو۔ چُنانچہ اللہ نے تمہارے ذریعہ سے مجھے اور میرے ذریعہ سے تمہیں آزمائش میں ڈالا ہے اور ایک کو دُوسرے پر حجّت ٹھہرایا ہے۔ مگر تم قرآن کی (غلط سلط) تاویلیں کر کے دُنیا پر چھاپہ مارنے لگے اور مجھ سے اس چیز کا مواخذہ کرنے لگے جِس میں میرا ہاتھ اور زبان دونوں بے گناہ تھے۔ مگر تم نے اور شامیوں نے مل کر اسے میرے سر منڈھ دیا۔ تُم میں کے واقف کاروں نے ناواقفوں کو اور کھڑے ہوؤں نے بیٹھے ہوؤں کو آمادہ پیکار کر دیا۔ اپنے دل میں کچھ اللہ کا خوف کرو۔ شیطان سے اپنی باگ چھڑانے کی کوشش کرو اور آخرت کی طرف اپنا رُخ موڑو۔ کیونکہ ہمارا اور تمہارا راستہ وُہی ہے اور اس بات سے ڈرو کہ اللہ تمہیں کسی ایسی ناگہانی مصیبت میں نہ جکڑ لے کہ جِس سے نہ تمہاری جڑ رہے نہ شاخ۔ میں تُم سے قسم کھاتا ہوں ایسی قسم کہ جِس کے ٹوٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اگر اسبابِ تقدیر نے مجھے اور تمہیں ایک جگہ جمع کر دیا، تو اس وقت تک

تمہارے مقابلہ میں میدان نہیں چھوڑوں گا، جب تک کہ خُدا ہمارے درمیان فیصلہ نہ کر دے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

وصیّت:56

❀ شریح ابن ہانی کو ہدایت ❀

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جب شریح ابن ہانی کو شام جانے والے لشکر کے آگے دستہ (مُقدّمتہ الجیش) کا سردار مقرر کیا تو انھیں یہ ہدایت فرمائی

صبح و شام برابر اللہ کا خوف رکھنا اور اس فریب کار دُنیا سے ڈرتے رہنا اور کسی حالت میں اس سے مطمئن نہ ہونا۔ اگر تُم نے کسی ناگواری کے خوف سے اپنے نفس کو بہت دل پسند باتوں سے نہ روکا تو تمہاری نفسانی خواہشیں تمہیں بہت سے نقصانات میں ڈال دیں گی۔ لہٰذا اپنے نفس کو روکتے ٹوکتے اور غصّہ کے وقت اپنی جست و خیز کو دباتے کچلتے رہنا۔

مکتُوب:57

❀ مدینہ سے بصرہ روانہ ہوتے وقت اہل کوفہ کے نام ❀

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مدینہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوتے وقت اہل کوفہ کے نام

بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو کہ دو ہی صُورتیں ہیں، یا تو میں اپنے قوم قبیلے کے شہر سے باہر نکلا ہوں، ظالمانہ حیثیت سے یا مظلوم کی حیثیت سے، میں باغی ہوں یا دُوسروں نے میرے خلاف بغاوت کی ہے۔ بہر صُورت جن جن کے پاس میرا یہ خط پہنچے انھیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ آئیں اور اگر میں صحیح راہ پر ہوں تو میری مدد کریں اور اگر میں غلط راستہ پر جا رہا ہوں تو مجھے اپنی مرضی کے مطابق چلانے کی کوشش کریں۔

مکتُوب:58

❀ مختلف شہروں کے باشندوں کے نام ❀

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جو مختلف علاقوں کے باشندوں کو صفین کی روئداد سے مطلع کرنے کے لیے تحریر فرمایا

اِبتدائی صُورت حال یہ تھی کہ ہم اور شام والے آمنے سامنے آئے۔ اس حالت میں کہ ہمارا اللہ ایک، نبیؐ ایک اور دعوت اسلام ایک تھی، نہ ہم ایمان باللہ اور اس کے رسُولؐ کی تصدیق میں ان سے کچھ زیادتی چاہتے تھے اور نہ وہ ہم سے اضافہ کے طالب تھے، بالکل اتحاد تھا سِوا اس اختلاف کے جو ہم میں خونِ عثمان کے بارے میں ہو گیا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ ہم اس سے بالکل بری الذمہ تھے۔ تو ہم نے ان سے کہا کہ آؤ فتنہ کی آگ بجھا کر اور لوگوں کا جوش ٹھنڈا کر کے اس مرض کا وقتی مداوا کریں، جِس کا پُورا استیصال ابھی نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ صُورتِ حال استوار و ہموار ہو جائے اور سکون و اطمینان حاصل ہو جائے۔ اس وقت ہمیں اس کی قوت ہو گی کہ ہم حق کو اس کی جگہ پر رکھ سکیں۔ لیکن ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس کا علاج جنگ و جدل سے کریں گے اور جب انھوں نے ہماری بات ماننے سے انکار کر دیا تو جنگ نے اپنے پیر پھیلا دیئے اور جم کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے شعلے بھڑک اُٹھے اور شدّت بڑھ گئی۔ اب جب اس نے ہمیں اور انھیں دانتوں سے کاٹا اور اپنے پنجوں میں جکڑ لیا تو وہ اس بات پر اُتر آئے، جِس کی طرف ہم خود انھیں بُلا چکے تھے۔ چُنانچہ ہم نے ان کی پیشکش کو مان لیا اور ان کی خواہش کو جلدی سے قبول کر لیا۔ اس طرح ان پر حُجّت پُورے طور سے واضح ہو گئی اور ان کے لیے کسی عُذر کی گنجائش نہ رہی۔ اب ان میں سے جو اپنے عہد پر جما رہے گا، وہ وہ ہو گا، جسے اللہ نے ہلاکت سے بچایا ہے اور جو ہٹ دھرمی کرتے ہوئے گمراہی میں دھنستا جائے گا، تو وہ عہد شکن ہو گا۔ جِس کے دل پر اللہ نے مُہر لگا دی ہے اور زمانہ کے حوادث اس کے سر پر منڈلاتے رہیں گے۔

مکتُوب:59

❁ اسود ابنِ قطیبہ کے نام ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسود ابنِ قطیبہ والی حلوان کے نام

دیکھو! جب حاکم کے رُجحانات (مختلف اشخاص کے لحاظ سے) مختلف ہوں گے، تو یہ امر اس کو اکثر اِنصاف پروری سے مانع ہو گا۔ لہٰذا حق کی رُو سے سب لوگوں کا مُعاملہ تمہاری نظروں میں برابر ہونا چاہیئے، کیونکہ ظُلم انصاف کا قائم مقام کبھی نہیں ہو سکتا اور دُوسروں کے

جن کاموں کو تُم بُرا سمجھتے ہو ان سے اپنا دامن بچا کر رکھو اور جو کچھ خُدا نے تُم پر واجب کیا ہے اسے اِنہماک سے بجالاتے رہو اور اس کے ثواب کی اُمید اور سزا کا خوف قائم رکھو۔ یاد رکھو کہ دُنیا آزمائش کا گھر ہے جو بھی اس میں اپنی کوئی گھڑی بے کاری میں گُزارے گا تو قیامت کے دن وہ بے کاری اس کے لیے حسرت کا سبب بن جائے گی اور دیکھو کوئی چیز تمہیں حق سے بے نیاز نہیں بنا سکتی اور یہ بھی ایک حق ہے تُم پر کہ تُم اپنے نفس کی حفاظت کرو اور مقدور بھر رعایا کی نگرانی رکھو، اس طرح جو فائدہ تُم کو اس سے پہنچے گا وہ اس فائدہ سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہو گا جو تُم سے پہنچے گا۔ والسّلام

مکتُوب:60

❁ فوج کی گُزر گاہ میں واقع ہونے والے علاقوں کے حکام کے نام ❁

بِسمِ اللّٰہِ الرّحمٰنِ الرّحیم

ان عمال حکومت کی طرف جن کا علاقہ فوج کی گُزر گاہ میں پڑتا تھا

خُدا کے بندے علی امیر المومنینؑ کی طرف سے ان خراج جمع کرنے والوں اور شہروں کے عاملوں کو جن کے علاقہ سے فوج گُزرے گی۔ بعد حمد و صلوٰۃ معلوم ہو کہ میں نے کچھ فوجیں روانہ کی ہیں جو خُدا نے چاہا تو عنقریب تمہارے علاقہ سے عبُور کریں گی۔ میں نے انھیں ہدایت کر دی ہے اس کی جو اللہ کی طرف سے ان پر لازم ہے، کہ وہ کسی کو ستائیں نہیں اور کسی کو تکلیف نہ دیں اور میں تمہیں اور تمہارے اہلِ ذمّہ کو بتانا چاہتا ہوں کہ فوج والے کوئی دست درازی کریں تو اس سے میں بے تعلّق ہوں۔ سوا اس صُورت کے جبکہ کوئی بُھوک سے حالتِ اضطرار میں ہو اور پیٹ بھرنے کی کوئی صُورت اسے نظر نہ آئے، اس کے علاوہ ان میں سے جو کوئی دراز دستی کرے تو تمہیں اس کی اسے سزا دینا چاہیئے۔ لیکن اپنے سرپھروں کے ہاتھ بھی روکنا کہ وہ ان سے نہ ٹکرائیں اور جس چیز کی ہم نے اِجازت دی ہے اس میں ان سے تعرض نہ کریں اور میں فوج کے اندر موجود ہی ہوں۔ لہٰذا جو زیادتیاں ہوں، یا ایسی سختی تُم پر ہو کہ جِس کی روک تھام کے لیے تمہیں اللہ کی مدد اور میری طرف رجوع ہونے کی ضرورت ہو تو مجھے اطلاع دینا۔ میں اِنشاءاللہ، اللہ تعالیٰ کی مدد سے ٹھیک کر دُوں گا۔

مکتُوب:61

✿ کمیل ابن زیاد نخعی کے نام ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والیٔ ہیت کمیل ابن زیاد نخعی کے نام

اس میں ان کے اس طرزِ عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے کہ جب دُشمن کی فوجیں لُوٹ مار کے قصد سے ان کے علاقہ کی طرف سے گُزریں، تو انھوں نے ان کو روکا نہیں۔

آدمی کا اس کام کو نظر انداز کر دینا کہ جو اسے سُپرد کیا گیا ہے اور جو کام اس کے بجائے دُوسروں سے متعلّق ہے اس میں خواہ مخواہ کو گُھسنا ایک کھلی ہوئی کمزوری اور تباہ کُن فکر ہے۔ تمہارا اہل قرقیسا پر دھاوا بول دینا اور اپنی سرحدوں کو خالی چھوڑ دینا، جبکہ وہاں نہ کوئی حفاظت کرنے والا ہے، نہ دُشمن کی سپاہ کو روکنے والا ہے، ایک پریشان خیالی کا مظاہرہ تھا۔ اس طرح تُم اپنے دُشمنوں کے لیے پُل بن گئے جو تمہارے دوستوں پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اس عالَم میں کہ نہ تمہارے بازوؤں میں توانائی ہے، نہ تمہارا کچھ رُعب و دبدبہ ہے، نہ تُم دُشمن کا راستہ روکنے والے ہو، نہ اس کا زور توڑنے والے ہو، نہ اپنے شہر والوں کے کام آنے والے ہو اور نہ اپنے امیر کی طرف سے کوئی کام اِنجام دینے والے ہو۔

مکتُوب:62

✿ اہل مصر کے نام ✿

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب مالک اشتر کو مصر کا حاکم تجویز فرمایا، تو ان کے ہاتھ اہل مصر کو بھیجا

اللہ سبحانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تمام جہانوں کا (ان کی بداعمالیوں کی پاداش سے) ڈرانے والا اور تمام رسُولوں پر گواہ بنا کر بھیجا۔ پھر جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وفات ہو گئی تو ان کے بعد مسلمانوں نے خلافت کے بارے میں کھینچا تانی شروع کر دی۔ اس موقع پر بخدا مجھے یہ کبھی تصور بھی نہیں ہُوا تھا اور نہ میرے دل میں یہ خیال گُزرا تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد عرب خلافت کا رُخ ان کے اہل بیؑت سے موڑ دیں گے اور نہ یہ کہ ان کے بعد اسے مجھ سے ہٹا دیں گے۔ مگر ایک دم میرے سامنے یہ منظر آیا، کہ لوگ فلاں شخص

کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے دوڑ پڑے۔ ان حالات میں مَیں نے اپنا ہاتھ روکے رکھا۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ مُرتد ہونے والے اِسلام سے مُرتد ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دین کو مٹا ڈالنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اب میں ڈرا کہ اگر کوئی رخنہ یا خرابی دیکھتے ہوئے میں اسلام اور اہل اسلام کی مدد نہ کروں گا تو یہ میرے لیے اس سے بڑھ کر مصیبت ہو گی جتنی یہ مصیبت کہ تمہاری یہ حکومت میرے ہاتھ سے چلی جائے جو تھوڑے دنوں کا اثاثہ ہے۔ اس میں کی ہر چیز زائل ہو جائے گی۔ اس طرح جیسے سراب بے حقیقت ثابت ہوتا ہے، یا جِس طرح بدلی چھٹ جاتی ہے۔ چُنانچہ میں ان بدعتوں کے ہجُوم میں اُٹھ کھڑا ہُوا۔ یہاں تک کہ باطل دَب کر فنا ہو گیا اور دین محفوظ ہو کر تباہی سے بچ گیا۔

اِسی خط کا ایک حصّہ یہ ہے

بخدا اگر میں تن تنہا ان سے مقابلہ کے لیے نکلوں اور زمین کی ساری وُسعتیں ان سے چھلک رہی ہوں، جب بھی میں پروا نہ کروں اور نہ پریشان ہوں اور میں جِس گمراہی میں وہ ہیں اور جِس ہدایت پر میں ہوں، اس کے متعلق پوری بصیرت اور اپنے پروردگار کے فضل و کرم سے یقین رکھتا ہوں اور میں اللہ کے حضور میں پہنچنے کا مشتاق اور اس کے حُسنِ ثواب کے لیے دامن اُمید پھیلائے ہوئے منتظر ہوں۔ مگر مجھے اس کی فکر ہے کہ اس قوم پر حکومت کریں، بدمغز اور بدکردار لوگ اور وہ اللہ کے مال کو اپنی املاک اور اس کے بندوں کو غلام بنالیں، نیکوں سے برسرِپیکار ہیں اور بدکرداروں کو اپنے جتھے میں رکھیں۔ کیونکہ ان میں بعض کا مشاہدہ تمہیں ہو چُکا ہے کہ اس نے تمہارے اندر شراب نوشی کی اور اسلامی حد کے سلسلہ میں اسے کوڑے لگائے گئے اور ان میں ایسا شخص بھی ہے جو اس وقت تک اسلام نہیں لایا، جب تک اسے آمدنیاں نہیں ہوئیں۔ اگر اس کی فکر مجھے نہ ہوتی تو میں اس طرح تمہیں (جہاد پر) نہ آمادہ نہ کرتا، نہ اس طرح جھنجوڑتا، نہ تمہیں اکٹھا کرنے اور شوق دلانے کی کوشش کرتا، بلکہ تُم سرتابی اور کوتاہی کرتے تو تُم کو تمہارے حال پر چھوڑ دیتا۔ کیا تُم دیکھتے نہیں کہ تمہارے شہروں کے حدود (روز بروز) کم ہوتے جا رہے ہیں اور تمہارے ملک کے مختلف حصّوں پر قبضہ کیا جا رہا ہے، تمہاری ملکیتیں چھن رہی ہیں اور تمہارے شہروں پر چڑھائیاں ہو رہی ہیں؟ خُدا تُم پر رحم کرے۔ اپنے دُشمنوں سے لڑنے کے لیے چل پڑو اور سُست ہو کر زمین سے چمٹے نہ رہو۔ ورنہ یاد رکھو کہ ظُلم و ستم سہتے رہو گے اور ذِلّت میں پڑے رہو گے اور تمہارا حصّہ انتہائی پست ہو گا۔ سُنو! جنگ آزما ہوشیار و بیدار رہا کرتا ہے اور جو سو جاتا ہے دُشمن اس سے غافل ہو کر سویا نہیں کرتا۔ والسّلام

مکتُوب:63

❁ ابُو مُوسیٰ اشعری عامل کوفہ کے نام ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عامل کوفہ ابُو مُوسی اشعری کے نام

جب حضرت کو خبر پہنچی کہ وہ اہل کوفہ کو جنگ کے سلسلہ میں جب کہ آپ نے انھیں مدد کے لیے بُلایا تھا روک رہا ہے، خُدا کے بندے علی امیر المومنینؑ کی طرف سے عبداللہ ابن قیس (ابُو مُوسیٰ) کے نام۔

مجھے تمھاری طرف سے ایسی بات کی خبر ملی ہے جو تمہارے حق میں بھی ہو سکتی ہے اور تمہارے خلاف بھی پڑ سکتی ہے۔ جب میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تو (جہاد کے لیے) دامن گردان لو، کمر کَس لو اور اپنے بِل سے باہر نکل آؤ اور اپنے ساتھ والوں کو بھی دعوت دو اور اگر حق تمہارے نزدیک ثابت ہے تو کھڑے ہو اور اگر بوداپن دکھانا ہے تو (ہماری نظروں سے) دُور ہو جاؤ۔ خُدا کی قسم! تُم گھیر گھار کر لائے جاؤ گے، خواہ کہیں بھی ہو اور چھوڑے نہیں جاؤ گے، یہاں تک کہ تُم اپنی دو عملی کی وجہ سے بوکھلا اُٹھو گے او تمہارا سارا تار پود بِکھر جائے گا۔ یہاں تک کہ تمہیں اطمینان سے بیٹھنا بھی نصیب نہ ہو گا اور سامنے سے بھی اسی طرح ڈرو گے، جِس طرح اپنے پیچھے سے ڈرتے ہو، جیسا تُم نے سمجھ رکھا ہے یہ کوئی آسان بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک بڑی مصیبت ہے، جِس کے اونٹ پر بہر حال سوار ہونا پڑے گا اور اس کی دشواریوں کو ہموار کیا جائے گا اور اس پہاڑ کو سر کیا جائے گا۔ لہٰذا اپنی عقل کو ٹھکانے پر لاؤ، اپنے حالات پر قابُو حاصل کرو اور اپنا خط و نصیب لینے کی کوشش کرو اور اگر یہ ناگوار ہے تو اُدھر دفان ہو جہاں نہ تمہارے لیے آؤ بھگت ہے، نہ تمہارے لیے چھٹکارے کی کوئی صُورت۔ اب یہی مناسب ہے کہ تمہیں بے ضرورت سمجھ کر نظر انداز کیا جائے۔ مزے سے سوئے پڑے رہو کوئی یہ بھی تو نہ پُوچھے گا کہ فلاں ہے کہاں؟ خُدا کی قسم! یہ حق پرست کا صحیح اقدام ہے اور ہمیں بے دینوں کے کرتوتوں کی کوئی پروا نہیں ہو سکتی۔ والسّلام

مکتُوب:64

❁ بجواب معاویہ ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بجواب معاویہ

جیسا کہ تُم نے لکھا ہے (اسلام سے پہلے) ہمارے اور تمہارے درمیان اتفاق و اتحاد تھا۔ لیکن کل ہم اور تُم میں تفرقہ یہ پڑا کہ ہم ایمان لائے اور تُم نے کُفر اختیار کیا اور آج یہ ہے کہ ہم حق پر مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں اور تُم فتنوں میں پڑ گئے ہو اور تُم میں سے جو بھی اسلام لایا تھا وہ مجبوری سے اور وہ اس وقت کہ جب تمام (اشرافِ عرب) اسلام لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ہو چکے تھے۔

تُم نے (اپنے خط میں) ذکر کیا ہے کہ میں نے طلحہ وزُبیر کو قتل کیا اور عائشہ کو گھر سے نکالا اور (مدینہ چھوڑ کر) کوفہ و بصرہ میں قیام کیا۔ مگر یہ وہ باتیں ہیں جن کا تُم سے کوائی واسطہ نہیں، نہ تُم پر کوئی زیادتی ہے اور نہ تُم سے عُذر خواہی کی اس میں ضرورت ہے۔

اور تُم نے یہ بھی ذِکر کیا ہے کہ تُم مہاجرین وانصار کے جتھے کے ساتھ مجھ سے ملنے (مقابلہ) کو نکلنے والے ہو۔ لیکن ہجرت کا دروازہ تو اسی دن بند ہو گیا تھا، جس دن تمہارا بھائی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اگر جنگ کی تمہیں اتنی ہی جلدی ہے تو ذرا دم لو، ہو سکتا ہے کہ میں خود تُم سے ملنے آجاؤں اور یہ ٹھیک ہو گا، اس اعتبار سے کہ اللہ نے تمہیں سزا دینے کے لیے مجھے مقرر کیا ہو گا اور اگر تُم مجھ سے ملنے کو آئے تو وہ ہو گا جو شاعر بنی اسد نے کہا ہے۔

"وہ موسم گرما کی ایسی ہواؤں کا سامنا کر رہے ہیں جو نشیبوں اور چٹانوں میں ان پر سنگریزوں کی بارش کر رہی ہیں۔"

میرے ہاتھ میں وہی تلوار ہے جِس کی گزند سے تمہارے نانا، تمہارے ماموں اور تمہارے بھائی کو ایک ہی جگہ پہنچا چُکا ہُوں۔ خُدا کی قسم! تُم جیسا میں جانتا ہوں ایسے ہو، جِس کے دل پر تہیں چڑھی ہوئی ہیں اور جِس کی عقل بہت محدُود ہے۔ تمہارے بارے میں یہی کہنا زیادہ مناسب ہے کہ تُم ایک ایسی سیڑھی پر چڑھ گئے ہو جہاں پر سے تمہارے لیے بُرا منظر پیشِ نظر ہو سکتا ہے جِس میں تمہارا بُرا ہی ہو گا بھلا نہیں ہو گا۔ کیونکہ غیر کی کھوئی ہوئی چیز کی جستجو میں ہو اور دُوسرے کے چوپائے چرانے لگے ہو اور ایسی چیز کے لیے ہاتھ پیر مار رہے ہو جِس کے نہ تُم اہل ہو اور نہ تمہارا اس سے کوئی بنیادی لگاؤ ہے۔ تمہارے قول و فعل میں کتنا فرق ہے اور تمہیں اپنے ان چچاؤں اور ماموؤں سے کتنی قریبی شامت ہے، جنھیں بد بختی و آرزوئے باطل نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے انکار پر اُبھارا تھا۔ جِس کے انجام میں وہ قتل ہو ہو کر گِرے اور جیسا تمہیں معلوم ہے، نہ کسی بلا کو وہ ٹال سکے اور نہ اپنے محفوظ احاطہ کی حفاظت کر سکے، ان تلواروں کی مار سے جن سے میدانِ وغا خالی نہیں ہوتا اور جِن میں سستی کا گُزر نہیں۔

اور تُم نے عثمان کے قاتلوں کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے تو پہلے میری بیعت میں داخل ہو جاؤ، جِس میں سب داخل ہو چکے ہیں۔ پھر

میری عدالت میں ان لوگوں پر مقدمہ دائر کرنا، تو میں کتابِ خُدا کی رُو سے تمہارا اور ان کا فیصلہ کر دُوں گا۔ لیکن یہ جو تُم چاہ رہے ہو، تو یہ وہ دھوکا ہے جو بچہ کو دُودھ سے روکنے کے لیے دیا جاتا ہے۔ سلام اس پر جو اس کا اہل ہو۔

مکتُوب:65

❁ معاویہ کے نام ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معاویہ کے نام

اب اس کا وقت ہے کہ روشن حقیقتوں کو دیکھ کر ان سے فائدہ اُٹھالو، مگر تُم تو باطل دعویٰ کرنے، کذب و فریب میں لوگوں کو جھونکنے، اپنی حیثیت سے بلند چیز کا ادعا کرنے اور ممنُوعہ چیزوں کو ہتھیا لینے میں اپنے بزرگوں کے مسلک پر چل رہے ہو۔ یہ اس لیے کہ حق سے بھاگنا چاہتے ہو اور ان چیزوں سے کہ جو گوشت و خون سے بھی زیادہ تُم سے چمٹی ہوئی ہیں اور تمہارے کانوں میں محفوظ اور سینے میں بھری ہوئی ہیں۔ انکار کرنا چاہتے ہو تو حق کو چھوڑنے کے بعد کھلی ہوئی گمراہی اور بیانِ حقیقت کے نظر انداز کئے جانے کے بعد سراسر فریب کاری کے سوا اور رہے ہی کیا؟ لہٰذا شبہات اور ان کی تلبیس کاریوں سے بچو۔ کیونکہ فتنے مدّت سے دامن لٹکائے ہوئے ہیں اور ان کے اندھیروں نے آنکھوں کو چوندھیا رکھا ہے۔

تمہارا خط مجھے ملا ہے ایسا کہ جِس میں قِسم قِسم کی بے جوڑ باتیں ہیں جن سے صلح و امن کے مقصد کو کوئی تقویت نہیں پہنچ سکتی اور اس میں ایسے خرافات ہیں کہ جن کے تانے بانے کو علم و دانائی سے نہیں بُنا۔ تُم تو ان باتوں کی وجہ سے ایسے ہو گئے ہو جیسے کوئی دَلدَل میں دھنستا جا رہا ہو اور اندھے کنوئیں میں ہاتھ پیر مار رہا ہو۔ تُم اپنے کو اُونچا کر کے ایسی بلند بام اور گم کردہ نشاں چوٹی تک لے گئے ہو کہ عقاب بھی وہاں پَر نہیں مار سکتا اور ستارہ عیوق کی بازی سے ٹکر لے رہی ہے۔ حاشا و کلا یہ کہاں ہو سکتا ہے کہ تُم میرے با اقتدار ہونے کے بعد مسلمانوں کے حل و عقد کے مالک بنو، یا میں تمہیں کسی ایک شخص پر بھی حکومت کا کوئی پروانہ یا دستاویز لکھ دوں۔ خیر! اب کے سہی۔ اپنے نفس کو بچاؤ اور اس کی دیکھ بھال کرو۔ کیونکہ اگر تُم نے اس وقت تک کوتاہی کی کہ جب خُدا کے بندے تمہارے مقابلہ کو اُٹھ کھڑے ہوئے پھر تمہاری ساری راہیں بند ہو جائیں گی اور جو صُورت تُم سے آج قبول کی جاسکتی ہے اس وقت قبُول نہ کی جائے گی۔ والسّلام

مکتُوب:66

عبد اللہ ابن عباس کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبد اللہ ابن عباس کے نام

یہ خط اس سے پہلے دُوسری عبارت میں درج کیا جا چُکا ہے

بندہ کبھی اس شے کو پا کر خوش ہونے لگتا ہے جو اس کے ہاتھ سے جانے والی تھی ہی نہیں اور ایسی چیز کی وجہ سے رنجیدہ ہوتا ہے جو اسے ملنے والی ہی نہ تھی۔ لہٰذا الذّت کا حصول اور جذبہ انتقام کو فرو کرنا ہی تمہاری نظروں میں دُنیا کی بہترین نعمت نہ ہو۔ بلکہ باطل کو مٹانا اور حق کو زندہ کرنا ہو اور تمہاری خوشی اس ذخیرہ پر ہونا چاہیئے جو تُم نے آخرت کے لیے فراہم کیا ہے اور تمہارا رنج اس سرمایہ پر ہونا چاہیئے جسے صحیح مصرف میں صَرف کیے بغیر چھوڑ رہے ہو اور تمہیں فکر صِرف موت کے بعد کی ہونا چاہیئے۔

مکتُوب:67

قثم ابن عباس عامل مکہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والی مکہ قثم ابن عباس کے نام

لوگوں کے لیے حج کے قیام کا سرو سامان کرو اور اللہ کے یادگار دنوں کی یاد لاؤ اور لوگوں کے لیے صبح و شام اپنی نشست قرار دو۔ مسئلہ پوچھنے والے کو مسئلہ بتاؤ، جاہل کو تعلیم دو اور عالِم سے تبادلہ خیالات کرو اور دیکھو! لوگوں تک پیغام پہنچانے کے لیے تمہاری زبان کے سوا کوئی سفیر نہ ہونا چاہیئے اور تمہارے چہرے کے سوا کوئی تمہارا دربان نہ ہونا چاہیئے اور کسی ضرورت مند کو اپنی ملاقات سے محروم نہ کرنا، اس لیے کہ پہلی دفعہ اگر حاجت تمہارے دروازوں سے ناکام واپس کر دی گئی۔ تو بعد میں اسے پُورا کر دینے سے بھی تمہاری تعریف نہ ہو گی۔

اور دیکھو! تمہارے پاس جو اللہ کا مال جمع ہو اسے اپنی طرف کے عیال داروں اور بھوکے ننگوں تک پہنچاؤ۔ اس لحاظ کے ساتھ کہ وہ استحقاق اور احتیاج کے صحیح مرکزوں تک پہنچے اور جو اس سے بچ رہے اسے ہماری طرف بھیج دو۔ تا کہ ہم اسے ان لوگوں میں بانٹیں جو

ہمارے گرد جمع ہیں اور مکہ والوں کو حکم دو کہ وہ باہر سے آکر ٹھہرنے والوں سے کرایہ نہ لیں۔ کیونکہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے کہ اس میں عاکف اور بادی یکساں ہیں۔ عاکف وہ ہے جو اس میں مقیم ہو اور بادی وہ ہے جو باہر سے حج کے لیے آیا ہوں۔ خُداوندِ عالم ہمیں اور تمہیں پسندیدہ کاموں کی توفیق دے۔ والسّلام

مکتُوب:68

❁ سلمان فارسیؓ کے نام ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنے زمانۂ خلافت سے قبل سلمان فارسیؓ کے نام تحریر فرمایا تھا

دُنیا کی مثال سانپ کی سی ہے جو چھونے میں نرم معلوم ہوتا ہے، مگر اس کا زہر مہلک ہوتا ہے۔ لہٰذا دُنیا میں جو چیزیں تمہیں اچھی معلوم ہوں ان سے مُنہ موڑے رہنا۔ کیونکہ ان میں سے تمہارے ساتھ جانے والی چیزیں بہت کم ہیں۔ اس کی فکروں کو اپنے سے دُور رکھو۔ کیونکہ تمہیں اس کے جُدا ہو جانے اور اس کے حالات کے پلٹا کھانے کا یقین ہے اور جِس وقت اس سے بہت زیادہ وابستگی محسوس کرو، اسی وقت اس سے زیادہ پریشان ہو۔ کیونکہ جب بھی دُنیادار اس کی مسرت پر مطمئن ہو جاتا ہے تو وہ اسے سختیوں میں جھونک دیتی ہے یا اس کے اُنس پر بھروسا کرلیتا ہے، تو وہ اس کے اُنس کو وحشت وہراس سے بدل دیتی ہے۔

مکتُوب:69

❁ حارث ھمدانی کے نام ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حارث ھمدانی کے نام

قرآن کی رسّی کو مضبُوطی سے تھام لو، اس سے پند و نصیحت حاصل کرو، اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو اور گزشتہ حق کی باتوں کی تصدیق کرو اور گُزری ہوئی دُنیا سے باقی دُنیا کے بارے میں عبرت حاصل کرو۔ کیونکہ اس کا ہر دَور دُوسرے دَور سے ملتا جلتا ہے اور اس کا آخر بھی اپنے اوّل سے جا ملنے والا ہے اور یہ دُنیا سب کی سب فنا ہونے والی اور بچھڑ جانے والی ہے۔ دیکھو! اللہ کی عظمت کے

پیشِ نظر حق بات کے علاوہ اس کے نام کی قسم نہ کھاؤ۔ موت اور موت کے بعد کی منزل کو بہت زیادہ یاد کرو۔ موت کے طلب گار نہ بنو، مگر قابلِ اطمینان شرائط کے ساتھ اور ہر اس کام سے بچو جو آدمی اپنے لیے پسند کرتا ہو اور عام مسلمانوں کے لیے اسے ناپسند کرتا ہو۔ ہر اس کام سے دُور رہو جو چوری چُھپے کیا جاسکتا ہو، مگر علانیہ کرنے میں شرم دامن گیر ہوتی ہو اور ہر اس فعل سے کنارہ کش ہو، کہ جب اس کے مرتکب ہونے والے سے جواب طلب کیا جائے تو وہ خود بھی اسے بُرا قرار دے، یا معذرت کرنے کی ضرورت پڑے۔ اپنی عزت و آبرُو کو چہ میگوئیوں کے تیروں کا نشانہ نہ بناؤ۔ جو سُنو اسے لوگوں سے واقعہ کی حیثیت سے بیان نہ کرتے پھرو، کہ جُھوٹا قرار پانے کے لیے اتنا ہی کافی ہو گا اور لوگوں کو ان کی ہر بات میں جھٹلانے بھی نہ لگو، کہ یہ پوری پوری جہالت ہے۔ غصّہ کو ضبط کرو اور اختیار و اقتدار کے ہوتے ہوئے عفوو درگُزر سے کام لو اور غصّہ کے وقت بُردباری اختیار کرو اور دولت و اقتدار کے ہوتے ہوئے معاف کرو، تو انجام کی کامیابی تمہارے ہاتھ رہے گی اور اللہ نے جو نعمتیں تمہیں بخشی ہیں (ان پر شکر بجالاتے ہوئے) ان کی بہبُودی چاہو اور اس کی دی ہوئی نعمتوں میں سے کسی نعمت کو ضایع نہ کرو اور اس نے جو انعامات تمہیں بخشے ہیں ان کا اثر تُم پر ظاہر ہونا چاہیئے۔

اور یاد رکھو کہ ایمان والوں میں سب سے افضل وہ ہے جو اپنی طرف سے اور اپنے اہل و عیال اور مال کی طرف سے خیرات کرے۔ کیونکہ تُم آخرت کے لیے جو کچھ بھی بھیج دوگے، وہ ذخیرہ بن کر تمہارے لیے محفوظ رہے گا اور جو پیچھے چھوڑ جاؤگے، اس سے دُوسرے فائدہ اُٹھائیں گے اور اس آدمی کی صحبت سے بچو جس کی رائے کمزور اور افعال بُرے ہوں۔ کیونکہ آدمی کا اس کے ساتھی پر قیاس کیا جاتا ہے۔ بڑے شہروں میں رہائش رکھو۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے اجتماعی مرکز ہوتے ہیں۔ غفلت اور بیوفائی کی جگہوں اور ان مقامات سے کہ جہاں اللہ کی اطاعت میں مددگاروں کی کمی ہو، پرہیز کرو اور صرف مطلب کی باتوں میں اپنی فکر پیمائی کو محدود رکھو اور بازاری اڈوں میں اُٹھنے بیٹھنے سے الگ رہو۔ کیونکہ یہ شیطان کی بیٹھکیں اور فتنوں کی آماجگاہیں ہوتی ہیں اور جو لوگ تُم سے پست حیثیت کے ہیں انہی کو زیادہ دیکھا کرو، کیونکہ یہ تمہارے لیے شکر کا ایک راستہ ہے۔ جمعہ کے دن نماز میں حاضر ہوئے بغیر سفر نہ کرنا، مگر یہ کہ خُدا کی راہ میں جہاد کے لیے جانا ہو، یا کوئی معذوری درپیش ہو اور اپنے تمام کاموں میں اللہ کی اطاعت کرو۔ کیونکہ اللہ کی اطاعت دوسُری چیزوں پر مقدم ہے۔ اپنے نفس کو بہانے کر کر کے عبادت کی راہ پر لاؤ اور اس کے ساتھ نرم رویّہ رکھو، دباؤ سے کام نہ لو۔ جب وہ دُوسری فکروں سے فارغ البال اور چونچال ہو، اس وقت اس سے عبادت کا کام لو۔ مگر جو واجب عبادتیں ہیں، ان کی بات دُوسری ہے، انھیں تو بہر حال ادا کرنا ہے اور وقت پر بجالانا ہے اور دیکھو! ایسا نہ ہو کہ موت تُم پر آپڑے اس حال میں کہ تُم اپنے پروردگار سے بھاگے ہوئے دُنیا طلبی میں

لگے ہو اور فاسقوں کی صحبت سے بچے رہنا، کیونکہ بُرائی بُرائی کی طرف بڑھا کرتی ہے اور اللہ کی عظمت و توقیر کا خیال رکھو اور اس کے دوستوں سے دوستی کرو اور غصّے سے ڈرو، کیونکہ یہ شیطان کے لشکروں میں سے ایک بڑا لشکر ہے۔ والسّلام

مکتُوب:70

سہل ابن حنیف عامل مدینہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والی مدینہ سہل ابن حنیف انصاری کے نام

مدینے کے کچھ باشندوں کے بارے میں جو معاویہ سے جا کر مل گئے تھے

مجھے معلوم ہُوا ہے کہ تمہارے یہاں کے کچھ لوگ چپکے چپکے معاویہ کی طرف کھسک رہے ہیں۔ تُم اس تعداد پر کہ جو نکل گئی ہے اور اس کمک پر کہ جو جاتی رہی ہے، ذرا افسوس نہ کرو۔ ان کے گمراہ ہو جانے اور تمہارے اس قلق و اندوہ سے چھٹکارا پانے کے لیے یہی بہت ہے کہ وہ حق و ہدایت کی طرف سے بھاگ رہے ہیں اور جہالت و گمراہی کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ یہ دُنیا دار ہیں جو دُنیا کی طرف جُھک رہے ہیں اور اسی کی طرف تیزی سے لپک رہے ہیں۔ انھوں نے عدل کو پہچانا، دیکھا، سُنا اور محفوظ کیا اور اسے خوب سمجھ لیا کہ یہاں حق کے اعتبار سے سب برابر سمجھے جاتے ہیں۔ لہٰذا وہ اُدھر بھاگ کھڑے ہوئے، جہاں جنبہ داری اور تخصیص برتی جاتی ہے۔

خُدا کی قسم! وہ ظُلم سے نہیں بھاگے اور عدل سے جا کر نہیں چمٹے اور ہم اُمیدوار ہیں کہ اللہ اس معاملہ کی ہر سختی کو آسان اور اس سنگلاخ زمین کو ہمارے لیے ہموار کرے گا۔ اِنشاء اللہ۔ والسّلام

مکتُوب:71

منذر ابن جارُود عبدی کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منذر ابن جارُود عبدی کے نام، جب کہ اس نے خیانت کی بعض ان چیزوں میں جن کا انتظام آپؑ نے اس کے سُپرد کیا تھا

واقعہ یہ ہے کہ تمہارے باپ کی سلامت روی نے مجھے تمہارے بارے میں دھوکا دیا۔ میں یہ خیال کرتا تھا کہ تُم بھی ان کی روش کی

پیروی کرتے اور ان کی راہ پر چلتے ہوگے۔ مگر اچانک مجھے تمہارے متعلّق ایسی اطلاعات ملی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ تُم اپنی خواہش نفسانی کی پیروی سے ہاتھ نہیں اُٹھاتے اور آخرت کے لیے کوئی توشہ باقی رکھنا نہیں چاہتے۔ تُم اپنی آخرت گنوا کر دُنیا بنا رہے ہو اور دین سے رشتہ توڑ کر اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کر رہے ہو۔ جو مجھے معلوم ہوا ہے اگر وہ سچ ہے، تو تمہارے گھر والوں کا اُونٹ اور تمہاری جوتی کا تسمہ بھی تُم سے بہتر ہے۔ جو تمہارے طور طریقے کا آدمی ہو وہ اس لائق نہیں کہ اس کے ذریعہ کسی رخنہ کو پاٹا جائے، یا کوئی کام انجام دیا جائے، یا اس کا رتبہ بڑھایا جائے، یا اسے امانت میں شریک کیا جائے، یا خیانت کی روک تھام کے لیے اس پر اطمینان کیا جائے۔ لہٰذا جب میرا خط ملے تو فوراً میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔ اِنشاء اللہ

سیّد رضی فرماتے ہیں کہ یہ منذر وہی ہے کہ جِس کے بارے میں امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے، وہ اِدھر اُدھر اپنے بازوؤں کو بہت دیکھتا ہے اور اپنی دونوں چادروں میں غرور سے جُھومتا ہوا چلتا ہے اور اپنی جوتی کے تسموں پر پُھونک مارتا رہتا ہے (کہ کہیں اس پر گرد نہ جم جائے)

مکتُوب: 72

عبد اللہ ابن عباس کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبد اللہ ابن عباس رحمتہ اللہ کے نام

تُم اپنی زندگی کی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور نہ اس چیز کو حاصل کر سکتے ہو جو تمہارے مقدر میں نہیں ہے اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ زمانہ دو دِنوں پر تقسیم ہے ایک دن تمہارے موافق اور ایک دن تمہارا مخالف اور دُنیا مملکتوں کے انقلاب و انتقال کا گھر ہے۔ اس میں جو چیز تمہارے فائدہ کی ہو گی وہ تمہاری کمزوری و ناتوانی کے باوجود پہنچ کر رہے گی اور جو چیز تمہارے نقصان کی ہو گی، اسے تُم قوت وطاقت سے بھی نہیں ہٹا سکتے۔

مکتُوب: 73

معاویہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معاویہ کے نام

میں تُم سے سوال و جواب کے تبادلہ اور تمہارے خطوں کو توجّہ کے ساتھ سُننے میں اپنے طریقہ کار کی کمزوری اور اپنی سمجھ کی غلطی کا احساس کر رہا ہوں اور تُم اپنی جو خواہشوں کے منوانے کے مجھ سے درپے ہوتے ہو اور مجھ سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیے ہوئے ہو تو ایسے ہو گئے ہو جیسے کوئی گہری نیند میں پڑا خواب دیکھ رہا ہو اور بعد میں اس کے خواب بے حقیقت ثابت ہوں، یا جیسے کوئی حیرت زدہ مُنہ اُٹھائے کھڑا ہو کہ نہ اس کے لیے جائے رفتن ہو نہ پائے ماندن اور اسے کچھ خبر نہ ہو کہ سامنے آنے والی چیز اسے فائدہ دے گی یا نقصان پہنچائے گی۔ ایسا نہیں کہ تُم بالکل ہی یہ شخص ہو۔ بلکہ وہ تمہارے مانند ہے اور میں خُدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کسی حد تک طرح دینا میں مناسب نہ سمجھتا ہوتا تو میری طرف سے ایسی تباہیوں کا تمہیں سامنا کرنا پڑتا، جو ہڈیوں کو توڑ دیتیں اور جسم پر گوشت کا نام نہ چھوڑتیں۔ اس بات کو خُوب سمجھ لو کہ شیطان نے تمہیں اچھے کاموں کی طرف رجوع ہونے اور نصیحت کی باتیں سُننے سے روک دیا ہے، سلام اس پر جو سلام کے قابل ہے۔

مکتُوب:74

ربیعہ اور یمن کے مابین معاہدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو حضرت نے قبیلۂ ربیعہ اور اہل یمن کے مابین بطورِ معاہدہ تحریر فرمایا

اسے ہشام ابن سائب کلبی کی تحریر سے نقل کیا گیا ہے

یہ ہے وہ عہد جس پر اہل یمن نے وہ شہری ہوں یا دیہاتی اور قبیلۂ ربیعہ نے وہ شہر میں آباد ہوں یا بادیہ نشین اتفاق کیا ہے کہ وہ سب کے سب کتاب اللہ پر ثابت قدم رہیں گے۔ اسی کی طرف دعوت دیں گے۔ اسی کے ساتھ حکم دیں گے اور جو اس کی طرف دعوت دیے گا اور اس کی رُو سے حکم دے گا، اس کی آواز پر لبیک کہیں گے، نہ اس کے عوض کوئی فائدہ چاہیں گے اور نہ اس کے کسی بدل پر راضی ہوں گے اور جو کتاب اللہ کے خلاف چلے گا اور اسے چھوڑ دے گا اس کے مقابلہ میں متحد ہو کر ایک دُوسرے کا ہاتھ بٹائیں گے ان کی آواز ایک ہو گی اور وہ کسی سرزنش کرنے والے کی سرزنش کی وجہ سے، کسی غصّہ کرنے والے کے غصّہ کی وجہ سے اور ایک گروہ کے

دُوسرے گروہ کو ذلیل کرنے کی وجہ سے اور ایک جماعت کے دُوسری جماعت کو گالی دینے سے اس عہد کو نہیں توڑیں گے۔ بلکہ حاضر یا غیر حاضر، کم عقل، عالِم، بُردبار، جاہل سب اس کے پابند رہیں گے۔ پھر اس عہد کی وجہ سے ان پر اللہ کا عہد و پیمان بھی لازم ہو گیا ہے اور اللہ کا عہد پُوچھا جائے گا۔ (کاتب سطوُر علی ابنِ ابی طالب)

مکتُوب:75

معاویہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع شروع میں جب آپ کی بیعت کی گئی تو آپ نے معاویہ ابنِ ابی سفیان کے نام تحریر فرمایا

اسے واقدی نے کتاب الجمل میں تحریر کیا ہے

خُدا کے بندے علی امیر المومنینؑ کی طرف سے معاویہ ابنِ ابی سفیان کے نام

تمہیں معلوم ہے کہ میں نے لوگوں کے بارے میں پُورے طور سے حُجّت ختم کر دی اور تمہارے معاملات سے چشم پوشی کر تا رہا۔ یہاں تک کہ وہ واقعہ ہو کر رہا کہ جسے ہونا تھا اور روکا نہ جاسکتا تھا۔ یہ قصّہ لمبا ہے اور باتیں بہت ہیں۔ بہر حال جو گُزرنا تھا گُزر گیا اور جسے آنا تھا آ گیا۔ لہٰذا اُٹھو اور اپنے یہاں کے لوگوں سے میری بیعت حاصل کرو اور اپنے ساتھیوں کے وفد کے ساتھ میرے پاس پہنچو۔ والسّلام

وصیّت:76

عبد اللہ ابن عباس کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبد اللہ ابن عباس کے نام جب کہ انہیں بصرہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا

لوگوں سے کشادہ روئی سے پیش آؤ۔ اپنی مجلس میں لوگوں کو راہ دو۔ حکم میں تنگی روا نہ رکھو۔ غصّہ سے پرہیز کرو۔ کیونکہ یہ شیطان کے لیے شگون نیک ہے اور اس بات کو جانے رہو کہ جو چیز تمہیں اللہ کے قریب کرتی ہے وہ دوزخ سے دُور کرتی ہے اور جو چیز اللہ سے دُور کرتی ہے وہ دوزخ سے قریب کرتی ہے۔

ہدایت:77

عبد اللہ ابن عباس کو ہدایت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو عبد اللہ ابنِ عباس کو خوارج سے مناظرہ کرنے کے لیے بھیجتے وقت فرمایا

تُم ان سے قرآن کی رُو سے بحث نہ کرنا، کیونکہ قرآن بہت سے معانی کا حامل ہوتا ہے اور بہت سی وجہیں رکھتا ہے۔ تُم اپنی کہتے رہو گے، وہ اپنی کہتے رہیں گے۔ بلکہ تُم حدیث سے ان کے سامنے استدلال کرنا، وہ اس سے گُریز کی کوئی راہ نہ پا سکیں گے۔

مکتوب:78

بجواب ابو موسیٰ اشعری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابُو موسیٰ اشعری کے نام

حکمین کے سلسلہ میں ان کے ایک خط کے جواب میں (اسے سعید ابن یحییٰ اموی نے اپنی کتاب المغازی میں درج کیا ہے)

کتنے ہی لوگ ہیں جو آخرت کی بہت سی سعادتوں سے محروم ہو کر رہ گئے۔ وہ دُنیا کے ساتھ ہو لیے۔ خواہش نفسانی سے بولنے لگے۔ میں اس معاملہ کی وجہ سے ایک حیرت و استعجاب کی منزل میں ہوں کہ جہاں ایسے لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں، جو خود بینی اور خود پسندی میں مُبتلا ہیں۔ میں ان کے زخم کا مداوا تو کر رہا ہوں، مگر ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ منجمد خُون کی صُورت اختیار کر کے لاعلاج نہ ہو جائے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئیے کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص بھی اُمّت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی جماعت بندی اور اِتحاد باہمی کا خواہشمند نہیں ہے، جِس سے میری غرض صرف حُسنِ ثواب اور آخرت کی سرفرازی ہے۔ میں نے جو عہد کیا ہے اسے پُورا کر کے رہوں گا۔ اگرچہ تُم اس نیک خیال سے کہ جو مجھ سے آخری ملاقات تک تمہارا تھا، اب پلٹ جاؤ، یقیناً وہ بد بخت ہے کہ جو عقل و تجربہ کے ہوتے ہوئے اس کے فوائد سے محروم رہے۔ میں تو اس بات پر پیچ و تاب کھاتا ہوں کہ کوئی کہنے والا باطل بات کہے، یا کسی ایسے معاملے کو خراب ہونے دُوں کہ جسے اللہ دُرست کر چُکا ہو۔ لہٰذا جس بات کو تُم نہیں جانتے، اس کے درپے نہ ہو۔ کیونکہ شریر لوگ بُری باتیں تُم تک پہنچانے کے لیے اُڑ کر پہنچا کریں گے۔ والسّلام

مکتوب:79

❁ سپہ سالاروں کے نام ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو ظاہری خلافت پر متمکن ہونے کے بعد فوجی سپہ سالاروں کو تحریر فرمایا

اگلے لوگوں کو اس بات نے تباہ کیا کہ انھوں نے لوگوں کے حق روک لیے، تو انھوں نے (رشوتیں دے دے کر) اسے خرید اا ور انھیں باطل کا پابند بنایا، تو وہ ان کے پیچھے انہی راستوں پر چل کھڑے ہوئے۔

حکمت:1

فتنہ وفساد میں اس طرح رہو جس طرح اُونٹ کا وہ بچہ جس نے ابھی اپنی عمر کے دو سال ختم کیے ہوں،

کہ نہ تو اس کی پیٹھ پر سواری کی جاسکتی ہے اور نہ اس کے تھنوں سے دُودھ دوہا جاسکتا ہے۔

حکمت:2

جِس نے طمع کو اپنا شعار بنایا، اس نے اپنے کو سُبک کیا، اور جِس نے اپنی پریشان حالی کا اظہار کیا، وہ ذِلّت پر آمادہ ہو گیا،

اور جِس نے اپنی زبان کو قابُو میں نہ رکھا، اس نے خود اپنی بے وقعتی کا سامان کر لیا۔

حکمت:3

بخل ننگ و عار ہے ، اور بزدلی نقص و عیب ہے، اور غربت مردِ زیرک و دانا کی زبان کو دلائل کی قوت دکھانے سے عاجز بنا دیتی ہے،

اور مفلس اپنے شہر میں رہ کر بھی غریب الوطن ہوتا ہے، اور عجز و درماندگی مصیبت ہے، اور صبر و شیکبائی شجاعت ہے،

اور دُنیا سے بے تعلقی بڑی دولت ہے، اور پرہیز گاری ایک بڑی سپر ہے۔

حکمت:4

تسلیم و رضا بہترین مصاحب، اور علم شریف ترین میراث ہے، اور علمی و عملی اوصاف نو بنو خلعت ہیں، اور فکر صاف و شفاف آئینہ ہے۔

حکمت:5

عقلمند کا سینہ اس کے بھیدوں کا مخزن ہوتا ہے، اور کُشادہ روئی محبّت و دوستی کا پھندا ہے، اور تحمل و بُردباری عیبوں کا مدفن ہے۔

(یا اس فقرہ کے بجائے حضرت نے یہ فرمایا کہ:) صلح و صفائی عیبوں کو ڈھانپنے کا ذریعہ ہے۔

حکمت:6

جو شخص اپنے کو بہت پسند کرتا ہے، وہ دُوسروں کو ناپسند ہو جاتا ہے،

اور صدقہ کامیاب دوا ہے،

اور دُنیا میں بندوں کے جو اعمال ہیں وہ آخرت میں ان کی آنکھوں کے سامنے ہوں گے۔

حکمت:7

یہ انسان تعجب کے قابل ہے کہ وہ چربی سے دیکھتا ہے ،اور گوشت کے لوتھڑے سے بولتا ہے،
اور ہڈی سے سُنتا ہے، اور ایک سُوراخ سے سانس لیتا ہے۔

حکمت:8

جب دُنیا (اپنی نعمتوں کو لے کر) کسی کی طرف بڑھتی ہے، تو دُوسروں کی خوبیاں بھی اسے عاریت دے دیتی ہے،
اور جب اس سے رُخ موڑلیتی، تو خود اس کی خُوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے۔

حکمت:9

لوگوں سے اس طریقہ سے ملو کہ اگر مر جاؤ تو تُم پر روئیں، اور زندہ رہو تو تمہارے مشتاق ہوں۔

حکمت:10

دُشمن پر قابُو پاؤ تو اس قابُو پانے کا شکرانہ اس کو معاف کر دینا قرار دو۔

حکمت:11

لوگوں میں بہت درماندہ وہ ہے جو اپنی عمر میں کچھ بھائی اپنے لیے نہ حاصل کر سکے،
اور اس سے بھی زیادہ درماندہ وہ ہے جو پاکر اسے کھو دے۔

حکمت:12

جب تمہیں تھوڑی بہت نعمتیں حاصل ہوں تو ناشکری سے انھیں اپنے تک پہنچنے سے پہلے بھگا نہ دو۔

حکمت:13

جسے قریبی چھوڑ دیں اسے بیگانے مل جائیں گے۔

حکمت:14

ہر فتنہ میں پڑ جانے والا قابلِ عتاب نہیں ہوتا۔

حکمت:15

سب مُعاملے تقدیر کے آگے سرنگوں ہیں۔ یہاں تک کہ کبھی تدبیر کے نتیجہ میں موت ہو جاتی ہے۔

حکمت:16

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حدیث کے متعلق کہ "بڑھاپے کو (خضاب کے ذریعہ) بدل دو اور یہود سے مشابہت اختیار نہ کرو" آپؑ سے سول کیا گیا، تو آپؑ نے فرمایا کہ: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ اس موقع کے لیے فرمایا تھا۔ جب کہ دین (والے) کم تھے اور اب جب کہ اس کا دامن پھیل چکا ہے اور سینہ ٹیک کر جم چُکا ہے تو ہر شخص کو اختیار ہے۔

حکمت:17

ان لوگوں کے بارے میں کہ جو آپ کے ہمراہ ہو کر لڑنے سے کنارہ کش رہے۔ فرمایا:

ان لوگوں نے حق کو چھوڑ دیا اور باطل کی بھی نُصرت نہیں کی۔

حکمت:18

جو شخص اُمید کی راہ میں بگ ٹٹ دوڑ تا ہے وہ موت سے ٹھوکر کھاتا ہے۔

حکمت:19

بامروّت لوگوں کی لغزشوں سے درگُزر کرو۔

(کیونکہ) ان میں سے جو بھی لغزش کھا کر گرتا ہے تو اللہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اسے اُوپر اُٹھالیتا ہے۔

حکمت:20

خوف کا نتیجہ ناکامی اور شرم کا نتیجہ محرومی ہے، اور فرصت کی گھڑیاں (تیزرو) ابَر کی طرح گُزر جاتی ہیں۔

لہٰذا بھلائی کے ملے ہوئے موقعوں کو غنیمت جانو۔

حکمت:21

ہمارا ایک حق ہے اگر وہ ہمیں دیا گیا تو ہم لے لیں گے۔ ورنہ ہم اُونٹ کے پیچھے والے پٹھوں پر سوار ہوں گے اگرچہ شب روی طویل ہو۔

حکمت:22

جسے اس کے اعمال پیچھے ہٹا دیں، اسے حسب و نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔

حکمت:23

کسی مضطرب کی داد فریاد سُننا اور مُصیبت زدہ کو مُصیبت سے چھٹکارا دِلانا، بڑے بڑے گُناہوں کا کفّارہ ہے۔

حکمت:24

اے آدمؑ کے بیٹے! جب تو دیکھے کہ اللہ سبحانہ تجھے پے در پے نعمتیں دے رہا ہے اور تُو اس کی نافرمانی کر رہا ہے، تو اس سے ڈرتے رہنا۔

حکمت:25

جِس کسی نے بھی کوئی بات دل میں چُھپا کر رکھنا چاہی،

وہ اس کی زبان سے بے ساختہ نکلے ہوئے الفاظ اور چہرہ کے آثار سے نمایاں ضرور ہو جاتی ہے۔

حکمت:26

مرض میں جب تک ہمّت ساتھ دے چلتے پھرتے رہو۔

حکمت:27

بہترین زُھد زُھد کا مخفی رکھنا ہے۔

حکمت:28

جب تُم (دُنیا کو) پیٹھ دکھا رہے ہو اور موت تمہاری طرف رُخ کئے ہوئے بڑھ رہی ہے تو پھر مُلاقات میں دیر کیسی؟

حکمت:29

ڈرو! ڈرو! اس لیے کہ بخدا اس نے اس حد تک تمہاری پردہ پوشی کی ہے، کہ گویا تمہیں بخش دیا ہے۔

حکمت:30

حضرت سے ایمان کے متعلّق سوال کیا گیا، تو آپؑ نے فرمایا:

🕊 ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔ صبر، یقین، عدل اور جہاد 🕊

☜ پھر صبر کی چار شاخیں ہیں۔ اشتیاق، خوف، دُنیا سے بے اعتنائی اور انتظار۔ اس لیے کہ جو جنّت کا مشتاق ہو گا، وہ خواہشوں کو بُھلا دے گا اور جو دوزخ سے خوف کھائے گا، وہ محرمات سے کنارہ کشی کرے گا اور جو دُنیا سے بے اِعتنائی اختیار کرے گا، وہ مصیبتوں کو سہل سمجھے گا، اور جسے موت کا انتظار ہو گا، وہ نیک کاموں میں جلدی کرے گا۔

☜ اور یقین کی بھی چار شاخیں ہیں۔ روشن نگاہی، حقیقت رسی، عبرت اندوزی اور اگلوں کا طور طریقہ۔ چُنانچہ جو دانش و آگہی حاصل کرے گا، اس کے سامنے علم و عمل کی راہیں واضح ہو جائیں گی، اور جِس کے لیے علم و عمل آشکار ہو جائے گا، وہ عبرت سے آشنا ہو گا اور جو عبرت سے آشنا ہو گا، وہ ایسا ہے جیسے وہ پہلے لوگوں میں موجود رہا ہو۔

☜ اور عدل کی بھی چار شاخیں ہیں۔ تہوں تک پہنچنے والی فکر اور علمی گہرائی اور فیصلہ کی خوبی اور عقل کی پائیداری۔ چُنانچہ جِس نے غور و فکر کیا، وہ علم کی گہرائیوں سے آشنا ہُوا، اور جو علم کی گہرائیوں میں اُترا، وہ فیصلہ کے سرچشموں سے سیراب ہو کر پلٹا اور جِس نے حلم و بُردباری اختیار کی، اس نے اپنے معاملات میں کوئی کمی نہیں کی اور لوگوں میں نیک نام رہ کر زندگی بسر کی۔

☜ اور جہاد کی بھی چار شاخیں ہیں۔ امر بالمعرُوف، نہی عن المنکر، تمام موقعوں پر راست گفتاری اور بدکرداروں سے نفرت۔ چُنانچہ جِس نے امر بالمعروف کیا، اس نے مومنین کی پُشت مضبُوط کی اور جِس نے نہی عن المنکر کیا، اس نے کافروں کو ذلیل کیا اور جِس نے تمام موقعوں پر سچ بولا، اس نے اپنا فرض اَدا کر دیا اور جِس نے فاسقوں کو بُرا سمجھا اور اللہ کے لیے غضبناک ہُوا اللہ بھی اس کیلئے دُوسروں پر غضبناک ہو گا اور قیامت کے دن اس کی خوشی کا سامان کرے گا۔

حکمت: 31

کفر بھی چار ستونوں پر قائم ہے۔ حد سے بڑھی ہوئی کاوش، جھگڑالوپَن، کج روی اور اختلاف۔ تو جو بے جا تعمق و کاوش کرتا ہے، وہ حق کی طرف رجوع نہیں ہوتا اور جو جہالت کی وجہ سے آئے دن جھگڑے کرتا ہے، وہ حق سے ہمیشہ اندھا رہتا ہے اور جو حق سے مُنہ موڑ لیتا ہے وہ اچھائی کو بُرائی اور بُرائی کو اچھائی سمجھنے لگتا ہے اور گمراہی کے نشہ میں مدہوش پڑا رہتا ہے اور جو حق کی خلاف ورزی کرتا ہے، اس کے راستے بہت دُشوار اور اس کے معاملات سخت پیچیدہ ہو جاتے ہیں اور بچ کے نکلنے کی راہ اس کے لیے تنگ ہو جاتی ہے۔

شک کی بھی چار شاخیں ہیں۔ کٹھ حجتی، خوف، سرگردانی اور باطل کے آگے جبیں سائی۔ چُنانچہ جس نے لڑائی جھگڑے کو اپنا شیوہ بنا لیا،

اس کی رات کبھی صبح سے ہمکنار نہیں ہو سکتی اور جِس کو سامنے کی چیزوں نے ہول میں ڈال دیا، وہ اُلٹے پیر پلٹ جاتا ہے اور جو شک و شُبہہ میں سر گرداں رہتا ہے، اسے شیاطین اپنے پنجوں سے روند ڈالتے ہیں اور جِس نے دُنیا و آخرت کی تباہی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا، وہ دو جہاں میں تباہ ہوا۔

حکمت:32

نیک کام کرنے والا خود اس کام سے بہتر اور بُرائی کا مرتکب ہونے والا خود اس بُرائی سے بدتر ہے۔

حکمت:33

سخاوت کرو، لیکن فضول خرچی نہ کرو اور جزرسی کرو، مگر بخل نہیں۔

حکمت:34

بہترین دولت مندی یہ ہے کہ تمناؤں کو ترک کرے۔

حکمت:35

جو شخص لوگوں کے بارے میں جھٹ سے ایسی باتیں کہہ دیتا ہے جو انھیں ناگوار گزریں،
تو پھر وہ اس کے لیے ایسی باتیں کہتے ہیں کہ جنھیں وہ جانتے نہیں۔

حکمت:36

جِس نے طول طویل اُمیدیں باندھیں، اس نے اپنے اعمال بِگاڑ لیے۔

حکمت:37

امیر المومنینؑ سے شام کی جانب روانہ ہوتے وقت مقام انبار کے زمینداروں کا سامنا ہُوا، تو وہ آپ کو دیکھ کر پیادہ ہو گئے اور آپ کے سامنے دوڑنے لگے، آپؑ نے فرمایا: یہ تُم نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا عام طریقہ ہے جِس سے ہم اپنے حکمرانوں کی تعظیم بجالاتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: خُدا کی قسم! اس سے تمہارے حکمرانوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا، البتہ تُم اس دُنیا میں اپنے کو زحمت و مشقّت میں ڈالتے ہو اور آخرت میں اس کی وجہ سے بدبختی مُول لیتے ہو، وہ مشقّت کتنی گھاٹے والی ہے جِس کا نتیجہ سزائے اُخروی ہو اور وہ

راحت کتنی فائدہ مند ہے، جس کا نتیجہ دوزخ سے امان ہو۔

حکمت:38

اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السّلام سے فرمایا:

مجھ سے چار اور پھر چار باتیں یاد رکھو۔ ان کے ہوتے ہوئے جو کچھ کرو گے، وہ تمہیں ضرر نہ پہنچائے گا۔

سب سے بڑی ثروت عقل و دانش ہے اور سب سے بڑی ناداری حماقت و بے عقلی ہے اور سب سے بڑی وحشت غرور و خود بینی ہے، اور سب سے بڑا جوہر ذاتی حُسن اخلاق ہے۔

اے فرزند! بیو قوف سے دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا، تو نقصان پہنچائے گا، اور بخیل سے دوستی نہ کرنا، کیونکہ جب تمہیں اس کی مدد کی انتہائی احتیاج ہو گی، وہ تُم سے دُور بھاگے گا، اور بدکردار سے دوستی نہ کرنا ورنہ وہ تمہیں کوڑیوں کے مول بیچ ڈالے گا اور جُھوٹے سے دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ سراب کے مانند تمہارے لیے دُور کی چیزوں کو قریب اور قریب کی چیزوں کو دُور کر کے دکھائے گا

حکمت:39

مستحبات سے قُربِ الٰہی نہیں حاصل ہو سکتا، جب کہ وہ واجبات میں سدِّراہ ہوں۔

حکمت:40

عقلمند کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے اور بیو قوف کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہے۔

حکمت:41

یہی مطلب دُوسرے لفظوں میں بھی حضرت سے مروی ہے اور وہ یہ کہ:

بیو قوف کا دل اس کے مُنہ میں ہے اور عقلمند کی زبان اس کے دل میں ہے۔

حکمت:42

اپنے ایک ساتھی سے اس کی بیماری کی حالت میں فرمایا:

اللہ نے تمہارے مرض کو تمہارے گُناہوں کو دُور کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ خود مرض کا کوئی ثواب نہیں ہے۔ مگر وہ گُناہوں کو

مٹاتا اور انھیں اس طرح جھاڑ دیتا ہے جِس طرح درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ ہاں! ثواب اس میں ہوتا ہے، کہ کچھ زبان سے کہا جائے اور کچھ ہاتھ پیروں سے کیا جائے اور خُداوندِ عالم اپنے بندوں میں سے نیک نیتی اور پاکدامنی کی وجہ سے جسے چاہتا ہے جنّت میں داخل کرتا ہے۔

حکمت:43

خباب ابنِ ارت کے بارے میں فرمایا:

خُدا، خباب ابنِ ارت پر رحمت اپنی شامل حال فرمائے، وہ اپنی رضامندی سے اِسلام لائے اور بخوشی ہجرت کی، اور ضرورت بھر پر قناعت کی اور اللہ تعالٰی کے فیصلوں پر راضی رہے اور مجاہدانہ شان سے زندگی بسر کی۔

حکمت:44

خوشا نصیب اس کے جِس نے آخرت کو یاد رکھا، حساب وکتاب کے لیے عمل کیا ضرورت بھر پر قناعت کی اور اللہ سے راضی وخوشنود رہا

حکمت:45

اگر میں مومن کی ناک پر تلوار لگاؤں کہ وہ مجھے دُشمن رکھے، تو جب بھی وہ مجھ سے دُشمنی نہ کرے گا۔

اور اگر تمام متاعِ دُنیا کافر کے آگے ڈھیر کردوں کہ وہ مجھے دوست رکھے، تو بھی وہ مجھے دوست نہ رکھے گا۔

اس لیے کہ یہ وہ فیصلہ ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زبان سے ہو گیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

اے علیؑ! کوئی مومن تُم سے دُشمنی نہ رکھے گا اور کوئی منافق تُم سے محبّت نہ کرے گا۔

حکمت:46

وہ گُناہ جِس کا تمھیں رنج ہو اللہ کے نزدیک اس نیکی سے کہیں اچھا ہے جو تمھیں خود پسند بنادے۔

حکمت:47

اِنسان کی جتنی ہمّت ہو، اتنی ہی اس کی قدر وقیمت ہے اور جتنی مروت اور جوانمردی ہوگی اُتنی ہی راست گوئی ہو گی، اور جتنی حمیّت وخودداری ہو گی، اتنی ہی شجاعت ہو گی اور جتنی غیرت ہو گی اتنی ہی پاک دامنی ہو گی۔

حکمت:48

کامیابی دُور اندیشی سے وابستہ ہے اور دُور اندیشی فکر و تدبُر کو کام میں لانے سے اور تدبّر بھیدوں کو چُھپا کر رکھنے سے۔

حکمت:49

بُھوکے شریف اور پیٹ بھرے کمینے کے حملہ سے ڈرتے رہو۔

حکمت:50

لوگوں کے دل صحرائی جانور ہیں، جو ان کو سدھائے گا، اس کی طرف جھکیں گے۔

حکمت:51

جب تک تمہارے نصیب یاور ہیں تمہارے عیب ڈھکے ہوئے ہیں۔

حکمت:52

معاف کرنا سب سے زیادہ اسے زیب دیتا ہے جو سزا دینے پر قادر ہو۔

حکمت:53

سخاوت وہ ہے جو بن مانگے ہو اور مانگے سے دینا یا شرم ہے یا بد گوئی سے بچنا۔

حکمت:54

عقل سے بڑھ کر کوئی ثروت نہیں اور جہالت سے بڑھ کر کوئی بے مائیگی نہیں۔

اَدب سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں اور مشورہ سے زیادہ کوئی چیز معین و مددگار نہیں۔

حکمت:55

صبر دو طرح کا ہوتا ہے، ایک ناگوار باتوں پر صبر، دُوسرے پسندیدہ چیزوں سے صبر۔

حکمت:56

دولت ہو تو پردیس میں بھی دیس ہے اور مفلسی ہو تو دیس میں بھی پردیس ہے۔

حکمت:57

قناعت وہ سرمایا ہے جو ختم نہیں ہو سکتا۔

حکمت:58

مال نفسانی خواہشوں کا سر چشمہ ہے۔

حکمت:59

جو (بُرائیوں سے) خوف دلائے، وہ تمہارے لیے مُژدہ سنانے والے کے مانند ہے۔

حکمت:60

زبان ایک ایسا درندہ ہے کہ اگر اسے کُھلا چھوڑ دیا جائے، تو پھاڑ کھائے۔

حکمت:61

عورت ایک ایسا بچھو ہے، جِس کے لپٹنے میں بھی مزہ آتا۔

حکمت:62

جب تُم پر سلام کیا جائے، تو اس سے اچھے طریقہ سے جواب دو اور جب تُم پر کوئی احسان کرے تو اس سے بڑھ چڑھ کر بدلہ دو، اگرچہ اس صورت میں بھی فضیلت پہل کرنے والے ہی کے لیے ہو گی۔

حکمت:63

سفارش کرنے والا اُمیدوار کے لیے بمنزلہ پَر و بال کے ہوتا ہے۔

حکمت:64

دُنیا والے ایسے سواروں کے مانند ہیں جو سو رہے ہیں اور سفر جاری ہے۔

حکمت:65

دوستوں کو کھو دینا غریب الوطنی ہے۔

حکمت:66

مطلب کا ہاتھ سے چلا جانا نااہل کے آگے ہاتھ پھیلانے سے آسان ہے۔

حکمت:67

تھوڑا دینے سے شرماؤ نہیں، کیونکہ خالی ہاتھ پھیرنا تو اس سے بھی گری ہوئی بات ہے۔

حکمت:68

عفت فقر کا زیور ہے اور شکر دولت مندی کی زینت ہے۔

حکمت:69

اگر حسب منشا تمہارا کام نہ بن سکے، تو پھر جِس حالت میں ہو مگن رہو۔

حکمت:70

جاہل کو نہ پاؤ گے مگر یا حد سے آگے بڑھا ہُوا اور یا اس سے بہت پیچھے۔

حکمت:71

جب عقل بڑھتی ہے تو باتیں کم ہو جاتی ہیں۔

حکمت:72

زمانہ جسموں کو کہنہ و بوسیدہ اور آرزوؤں کو تر و تازہ کرتا ہے۔ موت کو قریب اور آرزوؤں کو دُور کرتا ہے۔

جو زمانہ سے کچھ پا لیتا ہے، وہ بھی رنج سہتا ہے اور جو کھو دیتا ہے، وہ تو دُکھ جھیلتا ہی ہے۔

حکمت:73

جو لوگوں کا پیشوا بنتا ہے تو اسے دُوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنے کو تعلیم دینا چاہیئے،

اور زبان سے درسِ اخلاق دینے سے پہلے اپنی سیرت و کردار سے تعلیم دینا چاہیئے،

اور جو اپنے نفس کی تعلیم و تادیب کر لے، وہ دُوسروں کی تعلیم و تادیب کرنے والے سے زیادہ احترام کا مستحق ہے۔

حکمت:74

اِنسان کی ہر سانس ایک قدم ہے، جو اسے موت کی طرف بڑھائے لیے جا رہا ہے۔

حکمت:75

جو چیز شمار میں آئے، اسے ختم ہونا چاہیئے اور جسے آنا چاہیئے، وہ آ کر رہے گا۔

حکمت:76

جب کسی کام میں اچھے بُرے کی پہچان نہ رہے، تو آغاز کو دیکھ کر انجام کو پہچان لینا چاہیئے۔

حکمت:77

جب ضرار ابن ضمرۃ ضبائی معاویہ کے پاس گئے اور معاویہ نے امیر المومنینؑ کے متعلق ان سے سوال کیا، تو انھوں نے کہا کہ: میں اس امر کی شہادت دیتا ہُوں کہ میں نے بعض موقعوں پر آپ کو دیکھا جب کہ رات اپنے دامن ظُلمت کو پھیلا چکی تھی۔ تو آپ محرابِ عبادت میں ایستادہ ریش مبارک کو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے مار گزیدہ کی طرح تڑپ رہے تھے اور غم رسیدہ کی طرح رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔

اے دُنیا! اے دُنیا! دُور ہو مجھ سے۔ کیا میرے سامنے اپنے کو لاتی ہے؟ یا میری دلدادہ و فریفتہ بن کر آئی ہے۔ تیرا وہ وقت نہ آئے (کہ تُو مجھے فریب دے سکے)۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے، جا کسی اور کو جل دے مجھے تیری خواہش نہیں ہے، میں تو تین بار تجھے طلاق دے چُکا ہوں کہ جِس کے بعد رجُوع کی گنجائش نہیں۔ تیری زندگی تھوڑی، تیری اہمیت بہت ہی کم اور تیری آرزو ذلیل و پست ہے، افسوس زادِ راہ تھوڑا، راستہ طویل، سفر دُور و دَراز اور منزل سخت ہے۔

حکمت:78

ایک شخص نے امیر المومنینؑ سے سوال کیا کہ کیا ہمارا اہل شام سے لڑنے کے لیے جانا قضا و قدر سے تھا؟

تو آپ نے ایک طویل جواب دیا جِس کا ایک منتخب حصّہ یہ ہے۔

خُدا تُم پر رحم کرے، شاید تُم نے حتمی و لازمی قضاء و قدر بھی سمجھ لیا ہے (کہ جِس کے انجام دینے پر ہم مجبُور ہیں) اگر ایسا ہوتا تو پھر نہ

ثواب کا کوئی سوال پیدا ہوتا، نہ عذاب کا، نہ وعدے کے کچھ معنی رہتے، نہ وعید کے۔ خُداوندِ عالم نے تو بندوں کو خود مختار بنا کر مامُور کیا ہے اور (عذاب سے) ڈراتے ہوئے نہی کی ہے۔ اس نے سہل و آسان تکلیف دی ہے اور دشواریوں سے بچائے رکھا ہے، وہ تھوڑے کئے پر زیادہ اجر دیتا ہے۔ اس کی نافرمانی اس لیے نہیں ہوتی کہ وہ دَب گیا ہے اور نہ اس کی اطاعت اس لیے کی جاتی ہے کہ اس نے مجبُور کر رکھا ہے۔ اس نے پیغمبروں کو بطور تفریح نہیں بھیجا اور بندوں کے لیے کتابیں بے فائدہ نہیں اُتاری ہیں اور نہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کو بیکار پیدا کیا ہے، یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے، جنھوں نے کُفر اختیار کیا، تو افسوس ہے ان پر جنھوں نے کُفر اختیار کیا آتش جہنّم کے عذاب سے۔

حکمت:79

حکمت کی بات جہاں کہیں ہو اسے حاصل کرو، کیونکہ حکمت منافق کے سینہ میں بھی ہوتی ہے۔
لیکن جب تک اس (کی زبان) سے نکل کر مومن کے سینہ میں پہنچ کر دُوسری حکمتوں کے ساتھ بہل نہیں جاتی تڑپتی رہتی ہے۔

حکمت:80

حکمت مومن ہی کی گمشدہ چیز ہے، اسے حاصل کرو، اگرچہ منافق سے لینا پڑے۔

حکمت:81

ہر شخص کی قیمت وہ ہُنر ہے، جو اس شخص میں ہے۔

حکمت:82

تمھیں ایسی پانچ باتوں کی ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ اگر انہیں حاصل کرنے کے لیے اُونٹوں کو ایڑ لگا کر تیز ہنکاؤ، تو وہ اسی قابل ہوں گی۔ تُم میں سے کوئی شخص اللہ کے سوا کسی سے آس نہ لگائے، اور اس کے گُناہ کے علاوہ کسی شئے سے خوف نہ کھائے اور اگر تُم میں سے کسی سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے کہ جسے وہ نہ جانتا ہو تو یہ کہنے میں نہ شرمائے کہ میں نہیں جانتا اور اگر کوئی شخص کسی بات کو نہیں جانتا تو اس کے سیکھنے میں شرمائے نہیں اور صبر و شکیبائی اختیار کرو کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو بدن سے ہوتی ہے۔ اگر سر نہ ہو تو بدن بیکار ہے، یونہی ایمان کے ساتھ صبر نہ ہو تو ایمان میں کوئی خوبی نہیں۔

حکمت:83

ایک شخص نے آپ کی بہت زیادہ تعریف کی حالانکہ وہ آپ سے عقیدت وارادت نہ رکھتا تھا، تو آپ نے فرمایا:

جو تمہاری زبان پر ہے میں اس سے کم ہوں اور جو تمہارے دل میں ہے اس سے زیادہ ہوں۔

حکمت:84

تلوار سے بچے کھچے لوگ زیادہ باقی رہتے ہیں اور ان کی نسل زیادہ ہوتی ہے۔

حکمت:85

جِس کی زبان پر کبھی یہ جملہ نہ آئے کہ "میں نہیں جانتا" تو وہ چوٹ کھانے کی جگہوں پر چوٹ کھا کر رہتا ہے۔

حکمت:86

بوڑھے کی رائے مجھے جوان کی ہمّت سے زیادہ پسند ہے۔

(ایک روایت میں یُوں ہے کہ) بُوڑھے کی رائے مجھے جوان کے خطرہ میں ڈٹے رہنے سے زیادہ پسند ہے۔

حکمت:87

اس شخص پر تعجّب ہوتا ہے کہ جو توبہ کی گنجائش کے ہوتے ہوئے مایوس ہو جائے۔

حکمت:88

ابو جعفر محمد ابن علی الباقر علیہما السّلام نے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا:

دُنیا میں عذابِ خُدا سے دو چیزیں باعث امان تھیں،

ایک ان میں سے اُٹھ گئی، مگر دُوسری تمہارے پاس موجود ہے۔ لہٰذا اسے مضبُوطی سے تھامے رہو۔

وہ امان جو اُٹھالی گئی وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تھے اور وہ امان جو باقی ہے وہ توبہ و استغفار ہے۔

جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا: "اللہ ان لوگوں پر عذاب نہیں کرے گا جب تک تُم ان میں موجود ہو۔"

اللہ ان لوگوں پر عذاب نہیں اُتارے گا، جب کہ یہ لوگ توبہ و استغفار کر رہے ہوں گے۔

حکمت:89

جِس نے اپنے اور اللہ کے مابین معاملات کو ٹھیک رکھا، تو اللہ اس کے اور لوگوں کے معاملات سُلجھائے رکھے گا اور جِس نے اپنی آخرت کو سنوار لیا، تو خُدا اس کی دُنیا بھی سنوار دے گا اور جو خود اپنے کو وعظ و پند کر لے، تو اللہ کی طرف سے اس کی حفاظت ہوتی رہے گی۔

حکمت:90

پورا عالم و دانا وہ ہے جو لوگوں کو رحمتِ خُدا سے مایُوس اور اس کی طرف سے حاصل ہونے والی آسائش و راحت سے نااُمید نہ کرے، اور نہ انھیں اللہ کے عذاب سے بالکل مطمئن کر دے۔

حکمت:91

یہ دل بھی اسی طرح اُکتا جاتے ہیں، جِس طرح بدن اُکتا جاتے ہیں۔ لٰہذا (جب ایسا ہو تو) ان کے لیے لطیف حکیمانہ نکات تلاش کرو۔

حکمت:92

وہ علم بہت بے قدر و قیمت ہے جو زبان تک رہ جائے، اور وہ علم بہت بلند مرتبہ ہے جو اعضا و جوارح سے نمودار ہو۔

حکمت:93

تُم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ "اے اللہ! میں تجھ سے فتنہ آزمائش سے پناہ چاہتا ہوں" اس لیے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو فتنہ کی لپیٹ میں نہ ہو، بلکہ جو پناہ مانگے وہ گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگے، کیونکہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے "اور اس بات کو جانے رہو کہ تمہارا مال اور اولاد فتنہ ہے۔" اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ لوگوں کو مال اولاد کے ذریعے آزماتا ہے تاکہ یہ ظاہر ہو جائے، کہ کون اپنی روزی پر چین بجبیں ہے اور کون اپنی قسمت پر شاکر ہے۔ اگرچہ اللہ سبحانہ، ان کو اتنا جانتا ہے کہ وہ خود بھی اپنے کو اتنا نہیں جانتے۔ لیکن یہ آزمائش اس لیے ہے کہ وہ افعال سامنے آئیں جن سے ثواب و عذاب کا استحقاق پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض اولاد نرینہ کو چاہتے ہیں، اور لڑکیوں سے کبیدہ خاطر ہوتے ہیں اور بعض مال بڑھانے کو پسند کرتے ہیں اور بعض شکستہ حالی کو بُرا سمجھتے ہیں۔

حکمت:94

آپؑ سے دریافت کیا گیا، کہ نیکی کیا چیز ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ:

نیکی یہ نہیں کہ تمہارے مال واولاد میں فراوانی ہو جائے۔ بلکہ خوبی یہ ہے کہ تمہارا علم زیادہ اور حلم بڑا ہو اور تُم اپنے پروردگار کی عبادت پر ناز کر سکو۔ اب اگر اچھا کام کرو تو اللہ کا شکر بجالاؤ اور اگر کسی بُرائی کا ارتکاب کرو تو توبہ واستغفار کرو اور دُنیا میں صرف دو شخصوں کے لیے بھلائی ہے۔ ایک وہ جو گُناہ کرے تو توبہ سے اس کی تلافی کرے اور دُوسرا وہ جو نیک کاموں میں تیز گام ہو۔

حکمت:95

جو عمل تقویٰ کے ساتھ انجام دیا جائے وہ تھوڑا نہیں سمجھا جا سکتا اور مقبول ہونے والا عمل تھوڑا کیونکر ہو سکتا ہے؟

حکمت:96

انبیاءؑ سے زیادہ خصوصیّت ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے کہ جو ان کی لائی ہوئی چیزوں کا زیادہ علم رکھتے ہوں۔

(پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی) ابراہیم سے زیادہ خصوصیّت ان لوگوں کو تھی، جو ان کے فرمانبردار تھے۔ اور اب اس نبی اور ایمان لانے والوں کو خصوصیّت ہے۔ (پھر فرمایا:) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا دوست وہ ہے، جو اللہ کی اطاعت کرے، اگرچہ ان سے کوئی قرابت نہ رکھتا ہو، اور ان کا دُشمن وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے، اگرچہ نزدیکی قرابت رکھتا ہو۔

حکمت:97

ایک خارجی کے متعلّق آپؑ نے سُنا کہ وہ نماز شب پڑھتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرتا ہے، تو آپؑ نے فرمایا:

یقین کی حالت میں سونا، شک کی حالت میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

حکمت:98

جب کوئی حدیث سنو تو اسے عقل کے معیار پر پرکھ لو، صرف نقل الفاظ پر بس نہ کرو،

کیونکہ علم کے نقل کرنے والے تو بہت ہیں اور اس میں غور و فکر کرنے والے کم ہیں۔

حکمت:99

ایک شخص کو اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (ہم اللہ کے ہیں اور ہمیں اللہ کی طرف پلٹنا ہے) کہتے سُنا تو فرمایا کہ: ہمارا یہ کہنا کہ:

"ہم اللہ کے ہیں" اس کے مالک ہونے کا اعتراف ہے اور یہ کہنا کہ "ہمیں اسی کی طرف پلٹنا ہے" یہ اپنے لیے فنا کا اقرار ہے۔

حکمت:100

کچھ لوگوں نے آپؑ کے رُوبرُو آپؑ کی مدح وستائش کی، تو فرمایا:

اے اللہ! تو مجھے مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے اور ان لوگوں سے زیادہ اپنے نفس کو میں پہچانتا ہوں۔

اے خُدا! جو ان لوگوں کا خیال ہے ہمیں اس سے بہتر قرار دے اور ان (لغزشوں) کو بخش دے جن کا انھیں علم نہیں۔

حکمت:101

حاجت روائی تین چیزوں کے بغیر پائدار نہیں ہوتی۔

اسے چھوٹا سمجھا جائے تاکہ وہ بڑی قرار پائے، اسے چُھپایا جائے تاکہ وہ خود بخود ظاہر ہو،

اور اس میں جلدی کی جائے تاکہ وہ خوش گوار ہو۔

حکمت:102

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا۔ جِس میں وہی بارگاہوں میں مقرب ہو گا جو لوگوں کے عیوب بیان کرنے والا ہو اور وہی خوش مذاق سمجھا جائے گا، جو فاسق و فاجر ہو اور انصاف پسند کو کمزور و ناتواں سمجھا جائے گا۔ صدقہ کو لوگ خسارہ اور صلہ رحمی کو احسان سمجھیں گے اور عبادت لوگوں پر تفوق جتلانے کے لیے ہوگی۔ ایسے زمانہ میں حکومت کا دارومدار عورتوں کے مشورے، نوخیر لڑکوں کی کارفرمائی اور خواجہ سراؤں کی تدبیر ورائے پر ہو گا۔

حکمت:103

آپ کے جسم پر ایک بوسیدہ اور پیوند دار جامہ دیکھا گیا، تو آپ سے اِس کے بارے میں کہا گیا، آپؑ نے فرمایا:

اس سے دل متواضع اور نفس رام ہوتا ہے اور مومن اس کی تاسی کرتے ہیں۔ دُنیا اور آخرت آپس میں دوناساز گار دُشمن اور دو جُدا جُدا راستے ہیں۔ چُنانچہ جو دُنیا کو چاہے گا اور اس سے دل لگائے گا، وہ آخرت سے بیر اور دُشمنی رکھے گا۔ وہ دونوں بمنزلہ مشرق و مغرب کے ہیں اور ان دونوں سمتوں کے درمیان چلنے والا جب بھی ایک سے قریب ہو گا، تو دُوسرے سے دُور ہونا پڑے گا۔ پھر ان دونوں کا رشتہ ایسا ہی ہے، جیسا دو سوتوں کا ہوتا ہے۔

حکمت:104

نوف (ابنِ فضالہ) بکالی کہتے ہیں کہ: میں نے ایک شب امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ فرشِ خواب سے اٹھے، ایک نظر ستاروں پر ڈالی اور پھر فرمایا: اے نوف! سوتے ہو یا جاگ رہے ہو؟ میں نے کہا کہ: یا امیر المومنینؑ! جاگ رہا ہوں۔

فرمایا: اے نوف! خوشا نصیب ان کے کہ جنھوں نے دُنیا میں زُہد اختیار کیا اور ہمہ تن آخرت کی طرف متوجہ رہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے زمین کو فرش، مٹی کو بستر اور پانی کو شربتِ خوش گوار قرار دیا۔ قرآن کو سینے سے لگایا اور دُعا کو سپر بنایا۔ پھر حضرت مسیحؑ کی طرح دامن جھاڑ کر دُنیا سے الگ ہو گئے۔ اے نوف! داؤدؑ رات کے ایسے ہی حصّہ میں اُٹھے اور فرمایا کہ: یہ وہ گھڑی ہے کہ جِس میں بندہ جو بھی دُعا مانگے مستجاب ہو گی، سوا اس شخص کے جو سرکاری ٹیکس وصُول کرنے والا، یا لوگوں کی بُرائیاں کرنے والا، یا (کسی ظالم حکومت کی) پولیس میں ہو، یا سارنگی یا ڈھول تاشہ بجانے والا ہو۔

حکمت:105

اللہ نے چند فرائض تُم پر عائد کئے ہیں انھیں ضائع نہ کرو اور تمہارے حدود کار مقرّر کر دیئے ہیں، ان سے تجاوز نہ کرو۔

اس نے چند چیزوں سے تمہیں منع کیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کرو،

اور جن چند چیزوں کا اس نے حکم بیان نہیں کیا، انھیں بُھولے سے نہیں چھوڑ دیا لہٰذا خواہ مخواہ انھیں جاننے کی کوشش نہ کرو۔

حکمت:106

جو لوگ اپنی دُنیا سنوارنے کے لیے دین سے ہاتھ اُٹھا لیتے ہیں،

تو خُدا اس دنیوی فائدہ سے کہیں زیادہ ان کے لیے نقصان کی صُورتیں پیدا کر دیتا ہے۔

حکمت:107

بہت سے پڑھے لکھوں کو (دین سے) بے خبری تباہ کر دیتی ہے اور جو علم ان کے پاس ہوتا ہے، انھیں ذرا بھی فائدہ نہیں پہنچاتا۔

حکمت:108

اس انسان سے بھی زیادہ عجیب وہ گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، جو اس کی ایک رگ کے ساتھ آویزاں کر دیا گیا ہے، اور وہ دل ہے جِس

میں حکمت و دانائی کے ذخیرے ہیں اور اس کے برخلاف بھی صفتیں پائی جاتی ہیں۔ اگر اسے اُمید کی جھلک نظر آتی ہے تو طمع اسے ذِلّت میں مبتلا کرتی ہے اور اگر طمع اُبھرتی ہے تو اسے حرص تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ اگر نا اُمیدی اس پر چھا جاتی ہے تو حسرت و اندوہ اس کے لیے جان لیوا بن جاتے ہیں اور اگر غضب اس پر طاری ہوتا ہے تو غم و غصّہ شدّت اختیار کر لیتا ہے اور اگر خوش و خوشنود ہوتا ہے، تو حفظِ ماتقدم کو بُھول جاتا ہے اور اگر اچانک اس پر خوف طاری ہوتا ہے، تو فکر و اندیشہ دُوسری قِسم کے تصورات سے اسے روک دیتا ہے۔ اگر امن و امان کا دَور دَورہ ہوتا ہے، تو غفلت اس پر قبضہ کر لیتی ہے اور اگر مال و دولت حاصل کر لیتا ہے، تو دولتمندی اسے سرکش بنا دیتی ہے اور اگر اس پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو بے تابی و بے قراری اسے رُسوا کر دیتی ہے اور اگر فقر و فاقہ کی تکلیف میں مبتلا ہو تو مصیبت و ابتلا اسے جکڑ لیتی ہے اور اگر بُھوک اس پر غلبہ کرتی ہے۔ تو ناتوانی اسے اُٹھنے نہیں دیتی اور اگر شکم پُری بڑھ جاتی ہے تو یہ شکم پُری اس کے لیے کرب و اذیت کا باعث ہوتی ہے۔ کوتاہی اس کے لیے نقصان رساں اور حد سے زیادتی اس کے لیے تباہ کُن ہوتی ہے۔

حکمت:109

ہم (اہلبیؑت) ہی وہ نقطۂ اعتدال ہیں کہ پیچھے رہ جانے والے کو اس سے آکر ملنا ہے،

اور آگے بڑھ جانے والے کو اس کی طرف پلٹ کر آنا ہے۔

حکمت:110

حکم خُدا کا نفاذ وہی کر سکتا ہے جو (حق کے معاملہ میں) نرمی نہ برتے عجز و کمزوری کا اِظہار نہ کرے اور حرص و طمع کے پیچھے نہ لگ جائے۔

حکمت:111

سہل ابنِ حنیف انصاری حضرت کو سب لوگوں میں زیادہ عزیز تھے یہ جب آپ کے ہمراہ صفین سے پلٹ کر کوفہ پہنچے تو انتقال فرما گئے، جِس پر حضرت نے فرمایا:

"اگر پہاڑ بھی مجھے دوست رکھے گا، تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔"

حکمت:112

جو ہم اہل بیت علیہمُ السّلام سے محبّت کرے، اسے جامہ فقر پہننے کے لیے آمادہ رہنا چاہیئے۔

حکمت:113

عقل سے بڑھ کر کوئی مال سُود مند اور خود بینی سے بڑھ کر کوئی تنہائی وحشتناک نہیں، اور تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقل کی بات نہیں، اور کوئی بزرگی تقویٰ کے مثل نہیں، اور خوش خلقی سے بہتر کوئی ساتھی، اور اَدب کے مانند کوئی میراث نہیں، اور توفیق کے مانند کوئی پیشرو اور اعمالِ خیر سے بڑھ کر کوئی تجارت نہیں، اور ثواب کا ایسا کوئی نفع نہیں، اور کوئی پرہیز گاری شبہات میں توقف سے بڑھ کر نہیں، اور حرام کی طرف بے رغبتی سے بڑھ کر کوئی زہد اور تفکر و پیش بینی سے بڑھ کر کوئی علم نہیں، اور ادائے فرائض کے مانند کوئی عبادت اور حیاءوصبر سے بڑھ کر کوئی ایمان نہیں، اور فروتنی سے بڑھ کر کوئی سرفرازی اور علم کے مانند کوئی بزرگی وشرافت نہیں۔ حلم کے مانند کوئی عزت اور مشورہ سے مضبُوط کوئی پُشت پناہ نہیں۔

حکمت:114

جب دُنیا اور اہل دُنیا میں نیکی کا چلن ہو اور پھر کوئی شخص کسی ایسے شخص سے کہ جِس سے رُسوائی کی کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی سُوء ظن رکھے تو اس نے اس پر ظُلم وزیادتی کی اور جب دُنیا واہل دُنیا پر شر وفساد کا غلبہ ہو اور پھر کوئی شخص کسی دُوسرے شخص سے حُسنِ ظن رکھے، تو اس نے (خود ہی اپنے کو) خطرے میں ڈالا۔

حکمت:115

امیر المومنین علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا کہ آپؑ کا حال کیسا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ:

اس کا حال کیا ہو گا، جسے زندگی موت کی طرف لیے جا رہی ہو،

اور جِس کی صحت بیماری کا پیش خیمہ ہو اور جسے اپنی پناہ گاہ سے گرفت میں لے لیا جائے۔

حکمت:116

کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنھیں نعمتیں دے کر رفتہ رفتہ عذاب کا مستحق بنایا جاتا ہے اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی پردہ پوشی سے دھوکا کھائے ہوئے ہیں اور اپنے بارے میں اچھے الفاظ سُن کر فریب میں پڑ گئے ہیں اور مہلت دینے سے زیادہ اللہ کی جانب سے کوئی بڑی آزمائش نہیں ہے۔

حکمت:117

میرے بارے میں دو قسم کے لوگ تباہ و برباد ہوئے۔

ایک وہ چاہنے والا جو حد سے بڑھ جائے اور ایک وہ دُشمنی رکھنے والا جو عداوت رکھے۔

حکمت:118

موقع کو ہاتھ سے جانے دینا رنج واندوہ کا باعث ہوتا ہے۔

حکمت:119

دُنیا کی مثال سانپ کی سی ہے کہ جو چُھونے میں نرم معلوم ہوتا ہے، مگر اس کے اندر زہر ہلاہل بھرا ہوتا ہے،

فریب خوردہ جاہل اس کی طرف کھینچتا ہے اور ہوشمند و دانا اس سے بچ کر رہتا ہے۔

حکمت:120

حضرت سے قریش کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ:

(قبیلہ) بنی مخزوم قریش کا مہکتا ہُوا پھول ہیں، ان کے مردوں سے گفتگو اور ان کی عورتوں سے شادی پسندیدہ ہے اور بنی عبد شمس دُور اندیش اور پیٹھ پیچھے کی اوجھل چیزوں کی پُوری روک تھام کرنے والے ہیں۔ لیکن ہم (بنی ہاشم) تو جو ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے اسے صَرف کر ڈالتے ہیں اور موت آنے پر جان دیتے ہیں۔ بڑے جوانمرد ہوتے ہیں اور یہ بنی (عبد شمس) گنتی میں زیادہ حیلہ باز اور بد صُورت ہوتے ہیں اور ہم خوش گفتار خیر خواہ اور خوب صُورت ہوتے ہیں۔

حکمت:121

ان دونوں قِسم کے عملوں میں کتنا فرق ہے۔

ایک وہ عمل جِس کی لذّت مِٹ جائے لیکن اس کا وبال رہ جائے ، اور ایک وہ جِس کی سختی ختم ہو جائے لیکن اس کا اجر و ثواب باقی رہے۔

حکمت:122

حضرت ایک جنازہ کے پیچھے جا رہے تھے کہ ایک شخص کے ہنسنے کی آواز سُنی، جِس پر آپؑ نے فرمایا:

گویا اس دُنیا میں موت ہمارے علاوہ دُوسروں کے لیے لکھی گئی ہے اور گویا یہ حق (موت) دُوسروں ہی پر لازم ہے اور گویا جن مرنے والوں کو ہم دیکھتے ہیں، وہ مسافر ہیں جو عنقریب ہماری طرف پلٹ آئیں گے۔ اِدھر ہم انھیں قبروں میں اُتارتے ہیں اُدھر ان کا ترکہ کھانے لگتے ہیں۔ گویا ان کے بعد ہم ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ پھر یہ کہ ہم نے ہر پند و نصیحت کرنے والے کو وہ مرد ہو یا عورت بُھلا دیا ہے اور ہر آفت کا نشانہ بن گئے ہیں۔

حکمت:123

خوشا نصیب اس کے کہ جِس نے اپنے مقام پر فروتنی اختیار کی، جِس کی کمائی پاک و پاکیزہ، نیت نیک اور خصلت و عادت پسندیدہ رہی، جِس نے اپنی ضرورت سے بچا ہوا مال خُدا کی راہ پر صَرف کیا، بے کار باتوں سے اپنی زبان کو روک لیا، مردم آزادی سے کنارہ کش رہا، سنّت اسے ناگوار نہ ہوئی اور بدعت کی طرف منسوب نہ ہُوا۔

حکمت:124

عورت کا غیرت کرنا کُفر ہے ،اور مرد کا غیور ہونا ایمان ہے۔

حکمت:125

میں اِسلام کی ایسی صحیح تعریف بیان کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کی۔ اسلام سر تسلیم خم کرنا ہے، اور سر تسلیم جھکانا یقین ہے، اور یقین تصدیق ہے، اور تصدیق اعتراف ہے، اور اعتراف فرض کی بجا آوری ہے، اور فرض کی بجا آوری عمل ہے۔

حکمت:126

مجھے تعجب ہوتا ہے بخیل پر کہ وہ جِس فقر و ناداری سے بھاگنا چاہتا ہے، اس کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے اور جِس ثروت و خوش حالی کا طالب ہوتا ہے، وہی اس کے ہاتھ سے نِکل جاتی ہے۔ وہ دُنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں دولت مندوں کا سا اس سے محاسبہ ہو گا، اور مجھے تعجب ہوتا ہے متکبر و مغرور پر کہ جو کل ایک نطفہ تھا اور کل کو مُردار ہو گا، اور مجھے تعجب ہے اس پر کہ جو اللہ کی پیدا کی ہوئی کائنات کو دیکھتا ہے اور پھر اس کے وجود میں شک کرتا ہے، اور تعجب ہے اس پر کہ جو مرنے والوں کو دیکھتا ہے اور پھر موت کو بھولے ہوئے ہے ،اور تعجب ہے اس پر کہ جو پہلی پیدائش کو دیکھتا ہے اور پھر دوبارہ اُٹھائے جانے سے اِنکار کرتا ہے اور تعجب

ہے اس پر جو سرائے فانی کو آباد کرتا ہے اور منزلِ جاودانی کو چھوڑ دیتا ہے۔

حکمت:127

جو عمل میں کوتاہی کرتا ہے، وہ رنج واندوہ میں مبتلا رہتا ہے،

اور جس کے مال وجان میں اللہ کا کچھ حصّہ نہ ہو اللہ کو ایسے کی کوئی ضرورت نہیں۔

حکمت:128

شروع سردی میں سردی سے احتیاط کرو اور آخر میں اس کا خیر مقدم کرو، کیونکہ سردی جسموں میں وہی کرتی ہے،

جو وہ درختوں میں کرتی ہے، کہ ابتداء میں درختوں کو جُھلس دیتی ہے اور اِنتہا میں سرسبز وشاداب کرتی ہے۔

حکمت:129

اللہ کی عظمت کا احساس تمہاری نظروں میں کائنات کو حقیر وپست کردے۔

حکمت:130

صفین سے پلٹتے ہوئے کوفہ سے باہر قبرستان پر نظر پڑی تو فرمایا:

اسے وحشت افزا گھروں، اُجڑے مکانوں اور اندھیری قبروں کے رہنے والو! اے خاک نشینو! اے عالم غربت کے ساکنوں! اے تنہائی اور اُلجھن میں بسر کرنے والو! تُم تیز رو ہو جو ہم سے آگے بڑھ گئے ہو اور ہم تمہارے نقشِ قدم پر چل کر تُم سے ملا چاہتے ہیں۔ اب صُورت یہ ہے کہ گھروں میں دُوسرے بس گئے ہیں۔ بیویوں سے اوروں نے نِکاح کرلیے ہیں اور تمہارا مال واسباب تقسیم ہو چُکا ہے، یہ تو ہمارے یہاں کی خبر ہے۔ اب تُم کہو کہ تمہارے یہاں کی کیا خبر ہے؟

(پھر حضرت اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:)

اگر انھیں بات کرنے کی اجازت دی جائے، تو یہ تمھیں بتائیں گے کہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔

حکمت:131

ایک شخص کو دُنیا کو بُرائی کرتے ہوئے سُنا تو فرمایا: اے دُنیا کی بُرائی کرنے والے! اس کے فریب میں مبتلا ہونے والے! اور اس کی غلط سلط

باتوں کے دھوکے میں آنے والے! تُم اس پر گرویدہ بھی ہوتے ہو اور پھر اس کی مذمّت بھی کرتے ہو۔ کیا تُم دُنیا کو مجرم ٹھہرانے کا حق رکھتے ہو، یا وہ تمہیں مجرم ٹھہرائے تو حق بجانب ہے؟ دُنیا نے کب تمہارے ہوش و حواس سلب کئے اور کس بات سے فریب دیا؟ کیا ہلاکت و کہنگی سے تمہارے باپ دادا کے بے جان ہو کر گرنے سے، یا مٹی کے نیچے تمہاری ماؤں کی خواب گاہوں سے؟ کتنی تُم نے بیماروں کی دیکھ بھال کی اور کتنی دفعہ خود تیمارداری کی اس صبح کو کہ جب نہ دوا کارگر ہوتی نظر آتی تھی اور نہ تمہارا رونا دھونا ان کے لیے کچھ مفید تھا۔ تُم ان کے لیے شِفا کے خواہشمند تھے اور طبیبوں سے دَوا دارُو پُوچھتے پھرتے تھے۔ ان میں سے کسی ایک کے لیے بھی تمہارا اندیشہ فائدہ مند ثابت نہ ہو سکا اور تمہارا مقصد حاصل نہ ہوا اور اپنی چارہ سازی سے تُم موت کو اس بیمار سے نہ ہٹا سکے۔ تو دُنیا نے تو اس کے پردہ میں خود تمہارا انجام اور اس کے ہلاک ہونے سے خود تمہاری ہلاکت کا نقشہ تمہیں دکھا دیا۔ بلاشبہ دُنیا اس شخص کے لیے جو باور کرے، سچائی کا گھر ہے اور جو اس کی ان باتوں کو سمجھے اس کے لیے امن و عافیت کی منزل ہے اور اس سے زادِ راہ حاصل کر لے، اس کے لیے دولتمندی کی منزل ہے اور جو اس سے نصیحت حاصل کرے، اس کے لیے وعظ و نصیحت کا محل ہے۔ وہ دوستانِ خُدا کے لیے عبادت کی جگہ، اللہ کے فرشتوں کے لیے نماز پڑھنے کا مقام، وحی الٰہی کی منزل اور اولیاء اللہ کی تجارت گاہ ہے۔ انھوں نے اس میں فضل و رحمت کا سودا کیا اور اس میں رہتے ہوئے جنّت کو فائدہ میں حاصل کیا، تو اب کون ہے جو دُنیا کی بُرائی کرے، جب کہ اس نے اپنے جُدا ہونے کی اطلاع دے دی ہے اور اپنی علیٰحدگی کا اعلان کر دیا ہے اور اپنے بسنے والوں کی موت کی خبر دے دی ہے۔ چُنانچہ اس نے اپنی ابتلاء سے ابتلاء کا پتہ دیا ہے اور اپنی مسرتوں سے آخرت کی مسرّتوں کا شوق دلایا ہے، وہ رغبت دلانے اور ڈرانے، خوفزدہ کرنے اور متنبہ کرنے کے لیے شام کو امن و عافیت کا اور صبح کو دَرد و اندوہ کا پیغام لے کر آتی ہے۔ تو جن لوگوں نے شرمسار ہو کر صبح کی وہ اس کی بُرائی کرنے لگے اور دُوسرے لوگ قیامت کے دن اس کی تعریف کریں گے کہ دُنیا نے ان کو آخرت کو یاد دلائی تو انھوں نے یاد رکھا اور اس نے انھیں خبر دی تو انھوں نے تصدیق کی اور اس نے انھیں پند و نصیحت کی، تو انھوں نے نصیحت حاصل کی۔

حکمت:132

اللہ کا ایک فرشتہ ہر روز یہ نِدا کرتا ہے کہ:

موت کے لیے اولاد پیدا کرو، برباد ہونے کے لیے جمع کرو، اور تباہ ہونے کے لیے عمارتیں کھڑی کرو۔

حکمت:133

"دُنیا" اصل منزل قرار کے لیے ایک گُزر گاہ ہے۔ اس میں دو قِسم کے لوگ ہیں۔

ایک وہ جنھوں نے اس میں اپنے نفس کو بیچ کر ہلاک کر دیا اور ایک وہ جنھوں نے اپنے نفس کو خرید کر آزاد کر دیا۔

حکمت:134

دوست اس وقت تک دوست نہیں سمجھا جا سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کی تین موقعوں پر نگہداشت نہ کرے۔

مصیبت کے موقع پر، اس کے پس پشت، اور اس کے مَرنے کے بعد۔

حکمت:135

جِس شخص کو چار چیزیں عطا ہوئی ہیں، وہ چار چیزوں سے محروم نہیں رہتا۔

جو دُعا کرے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا ہے، جسے توبہ کی توفیق ہو، وہ مقبولیت سے نااُمید نہیں ہوتا، جسے استغفار نصیب ہو، وہ مغفرت سے محروم نہیں ہوتا، اور جو شکر کرے، وہ اضافہ سے محروم نہیں ہوتا اور اس کی تصدیق قرآن مجید سے ہوتی ہے۔ چُنانچہ دُعا کے متعلّق ارشاد الٰہی ہے! "تُم مجھ سے دُعا مانگو میں تمہاری دُعا قبول کروں گا۔" اور استغفار کے متعلّق ارشاد فرمایا ہے۔ "جو شخص کوئی بُرا عمل کرے یا اپنے نفس پر ظُلم کرے پھر اللہ سے مغفرت کی دُعا مانگے تو وہ اللہ کو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا۔" اور شکر کے بارے میں فرمایا ہے۔ "اگر تُم شکر کروگے تو میں تُم پر (نعمت میں) اضافہ کروں گا۔" اور توبہ کے لیے فرمایا ہے۔ "اللہ ان ہی لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو جہالت کی بناء پر کوئی بُری حرکت کر بیٹھیں پھر جلدی سے توبہ کر لیں تو خُدا ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور خُدا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

حکمت:136

نماز ہر پرہیز گار کے لیے باعثِ تقرّب ہے اور حج ہر ضعیف و ناتواں کا جہاد ہے۔

ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے،

اور عورت کا جہاد شوہر سے حُسنِ معاشرت ہے۔

حکمت:137

صدقہ کے ذریعہ روزی طلب کرو۔

حکمت:138

جسے عوض کے ملنے کا یقین ہو، وہ عطیہ دینے میں دریا دلی دکھاتا ہے۔

حکمت:139

جتنا خرچ ہو اتنی ہی امداد ملتی ہے۔

حکمت:140

جو میانہ روی اختیار کرتا ہے، وہ محتاج نہیں ہوتا۔

حکمت:141

متعلقین کی کمی دو قِسموں میں سے ایک قِسم کی آسودگی ہے۔

حکمت:142

میل محبت پیدا کرنا عقل کا نصف حصّہ ہے۔

حکمت:143

غم آدھا بُڑھاپا ہے۔

حکمت:144

مصیبت کے اندازہ پر (اللہ کی طرف سے) صبر کی ہمت حاصل ہوتی ہے۔

جو شخص مصیبت کے وقت ران پر ہاتھ مارے اس کا عمل اکارت جاتا ہے۔

حکمت:145

بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جنھیں روزوں کا ثمرہ بُھوک پیاس کے علاوہ کچھ نہیں ملتا،

اور بہت سے عابد شب زندہ دار ایسے ہیں جنھیں عبادت کے نتیجہ میں جاگنے اور زحمت اُٹھانے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔
زیرک و دانا لوگوں کا سونا اور روزہ نہ رکھنا بھی قابلِ ستائش ہوتا ہے۔

حکمت:146

صدقہ سے اپنے ایمان کی نگہداشت اور زکوٰۃ سے اپنے مال کی حفاظت کرو اور دُعا سے مصیبت و ابتلاء کی لہروں کو دُور کرو۔

حکمت:147

کمیل ابنِ زیاد نخعی کہتے ہیں کہ امیر المومنین علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور قبرستان کی طرف لے چلے، جب آبادی سے باہر نکلے، تو ایک لمبی آہ کی پھر فرمایا:

اے کمیل! یہ دل اسرار و حکم کی ظروف ہیں اور ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ نگہداشت کرنے والا ہو۔ لہٰذا تو جو میں تمھیں بتاؤں اسے یاد رکھنا۔

دیکھو! تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں، ایک عالم ربانی، دُوسرا متعلّم کہ جو نجات کی راہ پر برقرار ہے اور تیسرا عوام الناس کا وہ پست گروہ ہے کہ جو ہر پُکارنے والے کے پیچھے ہو لیتا ہے اور ہر ہوا کے رُخ پر مُڑ جاتا ہے۔ نہ انھوں نے نُورِ علم سے کسبِ ضیا کیا، نہ کسی مضبُوط سہارے کی پناہ لی۔

اے کمیل! یاد رکھو، کہ علم مال سے بہتر ہے (کیونکہ) علم تمہاری نگہداشت کرتا ہے اور مال کی تمھیں حفاظت کرنا پڑتی ہے اور مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے۔ لیکن علم صَرف کرنے سے بڑھتا ہے، اور مال و دولت کے نتائج و اثرات مال کے فنا ہونے سے فنا ہو جاتے ہیں۔

اے کمیل! علم کی شناسائی ایک دین ہے، کہ جِس کی اقتداء کی جاتی ہے۔ اسی سے انسان اپنی زندگی میں دُوسروں سے اپنی اطاعت منواتا ہے اور مرنے کے بعد نیک نامی حاصل کرتا ہے۔ یاد رکھو کہ علم حاکم ہوتا ہے اور مال محکوم۔

اے کمیل! مال اکٹھا کرنے والے زندہ ہونے کے باوجود مُردہ ہوتے ہیں اور علم حاصل کرنے والے رہتی دُنیا تک باقی رہتے ہیں، بے شک ان کے اجسام نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں، مگر ان کی صُورتیں دلوں میں موجود رہتی ہیں (اس کے بعد حضرت نے اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:) دیکھو! یہاں علم کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ کاش! اس کے اُٹھانے والے مجھے مل جاتے، ہاں ملا،

کوئی تو، یا ایسا جو ذہین تو ہے، مگر نا قابلِ اطمینان ہے اور جو دُنیا کے لیے دین کو آلہ کار بنانے والا ہے اور اللہ کی ان نعمتوں کی وجہ سے اس کے بندوں پر اور اس کی حجتوں کی وجہ سے اس کے دوستوں پر تفوق و برتری جتلانے والا ہے۔ یا جو ارباب حق و دانش کا مطیع تو ہے مگر اس کے دل کے گوشوں میں بصیرت کی روشنی نہیں ہے، بس ادھر ذرا سا شبہہ عارض ہوا کہ اس کے دل میں شکوک وشبہات کی چنگاریاں بھڑکنے لگیں، تو معلوم ہونا چاہیئے کہ نہ یہ اس قابل ہے اور نہ وہ اس قابل ہے۔ یا ایسا شخص ملتا ہے کہ جو لذّتوں پر مٹا ہوا ہے اور بآسانی خواہش نفسانی کی راہ کھینچ جانے والا ہے، یا ایسا شخص جو جمع آوری و ذخیرہ اندوزی پر جان دیئے ہوئے ہے۔ یہ دونوں بھی دین کے کسی امر کی رعایت و پاسداری کرنے والے نہیں ہیں ان دونوں سے انتہائی قریبی شباہت چرنے والے چوپائے رکھتے ہیں۔ اسی طرح تو علم کے خزینہ داروں کے مرنے سے علم ختم ہو جاتا ہے۔

ہاں! مگر زمین ایسے فرد سے خالی نہیں رہتی کہ جو خُدا کی حُجّت کو برقرار رکھتا ہے چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو، یا خائف و پنہاں تا کہ اللہ کی دلیلیں اور نشان مٹنے نہ پائیں اور وہ ہیں ہی کتنے اور کہاں پر ہیں؟ خُدا کی قسم! وہ تو گنتی میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں، اور اللہ کے نزدیک قدر و منزلت کے لحاظ سے بہت بلند۔ خُداوندِ عالم ان کے ذریعہ سے اپنی حجتوں اور نشانیوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ان کو اپنے ایسوں کو سُپرد کر دیں اور اپنے ایسوں کے دلوں میں انھیں بو دیں۔ علم نے انھیں ایک دم حقیقت و بصیرت کے انکشافات تک پہنچا دیا ہے۔ وہ یقین و اعتماد کی رُوح سے گھل مل گئے ہیں اور ان چیزوں کو جنھیں آرام پسند لوگوں نے دشوار قرار دے رکھا تھا، اپنے لیے سہل و آسان سمجھ لیا ہے اور جن چیزوں سے جاہل بھڑک اُٹھتے ہیں ان سے وہ جی لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ ایسے جسموں کے ساتھ دُنیا میں رہتے سہتے ہیں کہ جن کی رُوحیں ملاء اعلیٰ سے وابستہ ہیں۔ یہی لوگ تو زمین میں اللہ کے نائب اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ ہائے ان کی دید کے لیے میرے شوق کی فراوانی۔

(پھر حضرت نے کمیل سے فرمایا:)

اے کمیل! (مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا) اب جِس وقت چاہو واپس جاؤ۔

حکمت: 148

انسان اپنی زبان کے نیچے چُھپا ہوا ہے۔

حکمت:149

جو شخص اپنی قدر و منزلت کو نہیں پہچانتا وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

حکمت:150

ایک شخص نے آپؑ سے پند و موعظت کی درخواست کی تو فرمایا:

تُم کو ان لوگوں میں سے نہ ہونا چاہیئے کہ جو عمل کے بغیر حُسنِ انجام کی اُمید رکھتے ہیں اور اُمیدیں بڑھا کر توبہ کو تاخیر میں ڈال دیتے ہیں، جو دُنیا کے بارے میں زاہدوں کی سی باتیں کرتے ہیں مگر ان کے اعمال دُنیا طلبوں کے سے ہوتے ہیں۔ اگر دُنیا انھیں ملے تو وہ سیر نہیں ہوتے اور اگر نہ ملے تو قناعت نہیں کرتے، جو انھیں ملا ہے اس پر شکر سے قاصر رہتے ہیں اور جو بچ رہا اس کے اضافہ کے خواہشمند رہتے ہیں۔ دُوسروں کو منع کرتے ہیں اور خود باز نہیں آتے اور دُوسروں کو حکم دیتے ہیں ایسی باتوں کا جنھیں خود بجا نہیں لاتے۔ نیکوں کو دوست رکھتے ہیں، مگر ان کے سے اعمال نہیں کرتے اور گنہگاروں سے نفرت و عناد رکھتے ہیں، حالانکہ وہ خود انہی میں داخل ہیں اپنے گُناہوں کی کثرت کے باعث موت کو بُرا سمجھتے ہیں، مگر جن گُناہوں کی وجہ سے موت کو ناپسند کرتے ہیں، انہی پر قائم ہیں۔ اگر بیمار پڑتے ہیں تو پشیمان ہوتے ہیں اور تندرست ہوتے ہیں تو مطمئن ہو کر کھیل کُود میں پڑ جاتے ہیں۔ جب بیماری سے چھٹکارا پاتے ہیں تو اِترانے لگتے ہیں اور مبتلا ہوتے ہیں تو ان پر مایُوسی چھا جاتی ہے۔ جب کسی سختی و ابتلا میں پڑتے ہیں تو لاچار و بے بس ہو کر دُعائیں مانگتے ہیں اور جب فراخ دستی نصیب ہوتی ہے تو فریب میں مبتلا ہو کر مُنہ پھیر لیتے ہیں۔ ان کا نفس خیالی باتوں پر انھیں قابُو میں لے آتا ہے اور وہ یقینی باتوں پر اسے نہیں دبا لیتے۔ دُوسروں کے لیے ان کے گُناہ سے زیادہ خطرہ محسوس کرتے ہیں اور اپنے لیے اپنے اعمال سے زیادہ جزا کے متوقع رہتے ہیں۔ اگر مالدار ہو جاتے ہیں تو اِترانے لگتے ہیں اور فتنہ و گمراہی میں پڑ جاتے ہیں اور اگر فقیر ہو جاتے ہیں تو نااُمید ہو جاتے ہیں اور سُستی کرنے لگتے ہیں۔ جب عمل کرتے ہیں تو اس میں سُستی کرنے لگتے ہیں اور جب مانگنے پر آتے ہیں تو اصرار میں حد سے بڑھ جاتے ہیں، اگر ان پر خواہش نفسانی کا غلبہ ہوتا ہے تو گُناہ جلد سے جلد کرتے ہیں اور توبہ کو تعویق میں ڈالتے رہتے ہیں، اگر کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو جماعتِ اسلامی کے خصوصی امتیازات سے الگ ہو جاتے ہیں، عبرت کے واقعات بیان کرتے ہیں مگر خود عبرت حاصل نہیں کرتے اور وعظ و نصیحت میں زور باندھتے ہیں مگر خود اس نصیحت کا اثر نہیں لیتے۔ چُنانچہ وہ بات کرنے میں تو اونچے رہتے ہیں مگر عمل میں کم ہی کم رہتے ہیں۔ فانی چیزوں میں نفسی نفسی کرتے ہیں اور باقی رہنے والی چیزوں میں سہل انگاری سے کام لیتے ہیں۔ وہ نفع

کو نقصان اور نقصان کو نفع خیال کرتے ہیں۔ موت سے ڈرتے ہیں مگر فرصت کا موقع نکل جانے سے پہلے اعمال میں جلدی نہیں کرتے۔ دُوسرے کے ایسے گُناہ کو بہت بڑا سمجھتے ہیں جس سے بڑے گُناہ کو خود اپنے لیے چھوٹا خیال کرتے ہیں اور اپنی ایسی اطاعت کو زیادہ سمجھتے ہیں، جسے دُوسرے سے کم سمجھتے ہیں۔ لہٰذا وہ لوگوں پر معترض ہوتے ہیں اور اپنے نفس کی چکنی چپڑی باتوں سے تعریف کرتے ہیں۔ دولتمندوں کے ساتھ طرب ونشاط میں مشغول رہنا انہیں غریبوں کے ساتھ محفل ذکر میں شرکت سے زیادہ پسند ہے۔ اپنے حق میں دُوسرے کے خلاف حکم لگاتے ہیں، لیکن کبھی یہ نہیں کرتے کہ دُوسرے کے حق میں اپنے خلاف حکم لگائیں۔ اوروں کو ہدایت کرتے ہیں اپنے کو گمراہی کی راہ پر لگاتے ہیں، وہ اطاعت لیتے ہیں اور خود نافرمانی کرتے ہیں اور حق پُورا پُورا وصُول کرلیتے ہیں، مگر خود ادا نہیں کرتے۔ وہ اپنے پروردگار کو نظرانداز کرکے مخلوق سے خوف کھاتے ہیں اور مخلوقات کے بارے میں اپنے پروردگار سے نہیں ڈرتے۔

حکمت:151

ہر شخص کا ایک انجام ہے، اب خواہ وہ شیریں ہو یا تلخ۔

حکمت:152

ہر آنے والے کے لیے پلٹنا ہے، اور جب پلٹ گیا تو جیسے کبھی تھا ہی نہیں۔

حکمت:153

صبر کرنے والا ظفر و کامرانی سے محروم نہیں ہوتا، چاہے اس میں طویل زمانہ لگ جائے۔

حکمت:154

کسی جماعت کے فعل پر رضامند ہونے والا ایسا ہے، جیسے اس کے کام میں شریک ہو،

اور غلط کام میں شریک ہونے والے پر دو گُناہ ہیں۔

ایک اس پر عمل کرنے کا، اور ایک اس پر رضامند ہونے کا۔

حکمت:155

عہد و پیمان کی ذمّہ داریوں کو ان سے وابستہ کرو جو میخوں کے ایسے (مضبُوط) ہوں۔

حکمت:156

تُم پر اطاعت بھی لازم ہے ان کی جن سے ناواقف رہنے کی بھی تمہیں معافی نہیں۔

حکمت:157

اگر تُم دیکھوِ تو تمہیں دکھایا جاچُکا ہے اور اگر تُم ہدایت حاصل کرو تو تمہیں ہدایت کی جاچکی ہے اور اگر سُننا چاہو تو تمہیں سُنایا جاچُکا ہے۔

حکمت:158

اپنے بھائی کو شرمندہ احسان بنا کر سرزش کرو اور لطف و کرم کے ذریعہ سے اس کے شر کو دُور کرو۔

حکمت:159

جو شخص بدنامی کی جگہوں پر اپنے کو لے جائے، تو پھر اسے بُرا نہ کہے جو اس سے بدظن ہو۔

حکمت:160

جو اقتدار حاصل کرلیتا ہے، جانبداری کرنے ہی لگتا ہے۔

حکمت:161

جو خودرائی سے کام لے گا، وہ تباہ و برباد ہو گا،

اور جو دُوسروں سے مشورہ لے گا، وہ ان کی عقلوں میں شریک ہو جائے گا۔

حکمت:162

جو اپنے راز کو چھپائے رہے گا، اسے پُورا قابُو رہے گا۔

حکمت:163

فقیری سب سے بڑی موت ہے۔

حکمت:164

جو ایسے کا حق ادا کرے کہ جو اس کا حق ادا نہ کرتا ہو، تو وہ اس کی پرستش کرتا ہے۔

حکمت:165

خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔

حکمت:166

اگر کوئی شخص اپنے حق میں دیر کرے تو اس پر عیب نہیں لگایا جا سکتا۔

بلکہ عیب کی بات یہ ہے کہ انسان دُوسرے کے حق پر چھاپا مارے۔

حکمت:167

خود پسندی ترقی سے مانع ہوتی ہے۔

حکمت:168

آخرت کا مرحلہ قریب اور (دُنیا میں) باہمی رفاقت کی مُدّت کم ہے۔

حکمت:169

آنکھ والے کے لیے صبح روشن ہو چکی ہے۔

حکمت:170

ترکِ گُناہ کی منزل بعد میں مدد مانگنے سے آسان ہے۔

حکمت:171

بسا اوقات ایک دفعہ کا کھانا بہت دفعہ کے کھانوں سے مانع ہو جاتا ہے۔

حکمت:172

لوگ اس چیز کے دُشمن ہوتے ہیں، جسے نہیں جانتے۔

حکمت:173

جو شخص مختلف رایوں کا سامنا کرتا ہے وہ خطا و لغزش کے مقامات کو پہچان لیتا ہے۔

حکمت:174

جو شخص اللہ کی خاطر سنانِ غضب تیز کرتا ہے، وہ باطل کے سُورماؤں کے قتل پر توانا ہو جاتا ہے۔

حکمت:175

جب کسی امر سے دہشت محسوس کرو تو اس میں پھاند پڑو،

اس لیے کہ کھٹکا لگا رہنا اس ضرر سے کہ جِس کا خوف ہے، زیادہ تکلیف دہ چیز ہے۔

حکمت:176

سربر آوردہ ہونے کا ذریعہ سینہ کی وُسعت ہے۔

حکمت:177

بدکار کی سرزنش نیک کو اس کا بدلہ دے کر کرو۔

حکمت:178

دُوسرے کے سینہ سے کینہ و شر کی جڑ اس طرح کاٹو، کہ خود اپنے سینہ سے اسے نکال پھینکو۔

حکمت:179

ضد اور ہٹ دھرمی صحیح رائے کو دُور کر دیتی ہے۔

حکمت:180

لالچ ہمیشہ کی غلامی ہے۔

حکمت:181

کوتاہی کا نتیجہ شرمندگی اور احتیاط و دُور اندیشی کا نتیجہ سلامتی ہے۔

حکمت:182

حکیمانہ بات سے خاموشی اختیار کرنے میں بھلائی نہیں، جِس طرح جہالت کی بات میں کوئی اچھائی نہیں۔

حکمت:183

جب دو مختلف دعوتیں ہوں گی، تو ان میں سے ایک ضرور گمراہی کی دعوت ہو گی۔

حکمت:184

جب سے مجھے حق دکھایا گیا ہے، میں نے اس میں کبھی شک نہیں کیا۔

حکمت:185

نہ میں نے جھوٹ کہا ہے، نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی ہے، نہ میں خود گمراہ ہُوا، نہ مجھے گمراہ کیا گیا۔

حکمت:186

ظُلم میں پہل کرنے والا کل (ندامت سے) اپنا ہاتھ اپنے دانتوں سے کاٹتا ہو گا۔

حکمت:187

چل چلاؤ قریب ہے۔

حکمت:188

جو حق سے مُنہ مُوڑتا ہے، تباہ ہو جاتا ہے۔

حکمت:189

جسے صبر رہائی نہیں دلاتا، اسے بے تابی و بے قراری ہلاک کر دیتی ہے۔

حکمت:190

العجب کیا خلافت کا معیار بس صحابیت اور قرابت ہی ہے۔

حکمت:191

دُنیا میں اِنسان موت کی تیر اندازی کا ہدف اور مصیبت و ابتلاء کی غارت گری کی جولانگاہ ہے، جہاں ہر گونٹ کے ساتھ اچھو اور ہر لقمہ میں گلوگیر پھندا ہے اور جہاں بندہ ایک نعمت اس وقت نہیں پاتا، جب تک دُوسری نعمت جُدا نہ ہو جائے اور اس کی عمر کا ایک دن آتا

نہیں، جب تک کہ ایک دن اس کی عمر سے کم نہ ہو جائے۔ ہم موت کے مددگار ہیں اور ہماری جانیں ہلاکت کی زد پر ہیں، تو اس صُورت میں ہم کہاں سے بقا کی اُمید کر سکتے ہیں، جب کہ شب و روز کسی عمارت کو بلند نہیں کرتے، مگر یہ کہ حملہ آور ہو کر جو بنایا ہے اسے گِراتے اور جو یکجا کیا ہے اسے بکھیرتے ہوتے ہیں۔

حکمت:192

اے فرزندِ آدمؑ! تو نے اپنی غذا سے جو زیادہ کمایا ہے اس میں دُوسرے کا خزانچی ہے۔

حکمت:193

دِلوں کے لیے رغبت و میلان، آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا ہوتا ہے۔ لہٰذا ان سے اس وقت کام لو جب ان میں خواہش و میلان ہو، کیونکہ دل کو مجبُور کر کے کسی کام پر لگایا جائے تو اسے کچھ سُجھائی نہیں دیتا۔

حکمت:194

جب غصّہ مجھے آئے تو کب اپنے غصّہ کو اتاروں؟ کیا اس وقت کہ جب انتقام نہ لے سکوں اور یہ کہا جائے کہ صبر کیجئے۔ یا اس وقت کہ جب انتقام پر قدرت ہو اور کہا جائے کہ بہتر ہے در گُزر کیجئے۔

حکمت:195

آپؑ کا گُزر ہوا ایک گُھورے کی طرف سے جِس پر غلاظتیں تھیں، فرمایا:

یہ وہ ہے جِس کے ساتھ بخل کرنے والوں نے بخل کیا تھا۔

(ایک اور روایت میں ہے کہ اس موقع پر آپؑ نے فرمایا:) یہ وہ ہے جِس پر تُم لوگ کل ایک دوسرے پر رشک کرتے تھے۔

حکمت:196

تمہارا وہ مال اکارت نہیں گیا، جو تمہارے لیے عبرت و نصیحت کا باعث بن جائے۔

حکمت:197

یہ دل بھی اسی طرح تھکتے ہیں، جِس طرح بدن تھکتے ہیں۔ لہٰذا (جب ایسا ہو تو) ان کے لیے لطیف حکیمانہ جُملے تلاش کرو۔

حکمت:198

جب خوارج کا قول "لَا حُکْمَ اِلَّا اللہ" (حکم اللہ سے مخصوص ہے) سُنا تو فرمایا:

یہ جملہ صحیح ہے مگر جو اس سے مراد لیا جاتا ہے، وہ غلط ہے۔

حکمت:199

بازاری آدمیوں کی بھیڑ بھاڑ کے بارے میں فرمایا:

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں کہ مجتمع ہوں تو چھا جاتے ہیں اور جب منتشر ہوں تو پہچانے نہیں جاتے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ: جب اکٹھا ہوتے ہیں تو باعثِ ضرر ہوتے ہیں اور جب منتشر ہو جاتے ہیں تو فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ: ہمیں ان کے مجتمع ہونے کا نقصان تو معلوم ہے، مگر ان کے منتشر ہونے کا فائدہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ پیشہ ور اپنے اپنے کاروبار کی طرف پلٹ جاتے ہیں تو لوگ ان کے ذریعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہیں جیسے معمار اپنی (زیر تعمیر) عمارت کی طرف، جولاہا اپنے کاروبار کی جگہ کی طرف اور نانبائی اپنے تنور کی طرف۔

حکمت:200

آپؑ کے سامنے ایک مجرم لایا گیا جس کے ساتھ تماشائیوں کا ہجوم تھا، تو آپؑ نے فرمایا:

ان چہروں پر پھٹکار، کہ جو ہر رسوائی کے موقع پر ہی نظر آتے ہیں۔

حکمت:201

ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جب موت کا وقت آتا ہے تو

وہ اس کے اور موت کے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں اور بے شک انسان کی مقررہ عمر اس کے لیے ایک مضبُوط سپر ہے۔

حکمت:202

طلحہ وزُبیر نے حضرت سے کہا کہ: ہم اس شرط پر آپ کی بیعت کرتے ہیں کہ اس حکومت میں آپ کے ساتھ شریک رہیں گے۔

آپؑ نے فرمایا کہ: نہیں، بلکہ تُم تقویت پہنچانے اور ہاتھ بٹانے میں شریک اور عاجزی اور سختی کے موقع پر مددگار ہو گے۔

حکمت:203

اے لوگو! اس اللہ سے ڈرو کہ اگر تُم کچھ کہو تو وہ سُنتا ہے اور دل میں چُھپا کر رکھو تو وہ جان لیتا ہے۔ اس موت کی طرف بڑھنے کا سر و سامان کرو کہ جِس سے بھاگے، تو وہ تمہیں پالے گی اور اگر ٹھہرے، تو وہ تمہیں گرفت میں لے لے گی اور اگر تُم اسے بُھول بھی جاؤ تو وہ تمہیں یاد رکھے گی۔

حکمت:204

کسی شخص کا تمہارے حُسنِ سلوک پر شکر گُزار نہ ہونا تمہیں نیکی اور بھلائی سے بد دل نہ بنا دے۔ اس لیے کہ بسا اوقات تمہاری اس بھلائی کی وہ قدر کرے گا، جِس نے اس سے کچھ فائدہ بھی نہیں اُٹھایا، اوراس ناشکرے نے جتنا تمہارا حق ضائع کیا ہے، اس سے کہیں زیادہ تُم ایک قدردان کی قدردانی حاصل کر لو گے اور خُدا نیک کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حکمت:205

ہر ظرف اس سے کہ جو اس میں رکھا جائے تنگ ہوتا جاتا ہے، مگر علم کا ظرف وسیع ہوتا جاتا ہے۔

حکمت:206

بُردبار کو اپنی بردباری کا پہلا عوض یہ ملتا ہے کہ لوگ جہالت دکھانے والے کے خلاف اس کے طرفدار ہو جاتے ہیں۔

حکمت:207

اگر تُم بُردبار نہیں ہو تو بظاہر بُردبار بننے کی کوشش کرو،

کیونکہ ایسا کم ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی جماعت سے شباہت اختیار کرے اور ان میں سے نہ ہو جائے۔

حکمت:208

جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے وہ فائدہ اُٹھاتا ہے اور جو غفلت کرتا ہے وہ نقصان میں رہتا ہے،

جو ڈرتا ہے وہ (عذاب سے) محفوظ ہو جاتا ہے اور جو عبرت حاصل کرتا ہے وہ بینا ہو جاتا ہے،

اور جو بینا ہوتا ہے وہ بافہم ہو جاتا ہے اور جو بافہم ہوتا ہے، اسے علم حاصل ہو جاتا ہے۔

حکمت:209

یہ دُنیا مُنہ زوری دکھانے کے بعد پھر ہماری طرف جھکے گی، جس طرح کاٹنے والی اُونٹنی اپنے بچہ کی طرف جھکتی ہے۔

اس کے بعد حضرت نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ "ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں، ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور انہی کو (اس زمین کا) مالک بنائیں"

حکمت:210

اللہ سے ڈرو، اس شخص کے ڈرنے کے مانند، جس نے دُنیا کی وابستگیوں کو چھوڑ کر دامن گردان لیا اور دامن گردان کر کوشش میں لگ گیا اور اچھائیوں کے لیے اس وقفۂ حیات میں تیز گامی کے ساتھ چلا اور خطروں کے پیشِ نظر اس نے نیکیوں کی طرف قدم بڑھایا اور اپنی قرار گاہ اور اپنے اعمال کے نتیجہ اور انجام کار کی منزل پر نظر رکھی۔

حکمت:211

سخاوت، عزت و آبرو کی پاسبان ہے، بُردباری احمق کے مُنہ کا تسمہ ہے، درگُزر کرنا کامیابی کی زکوٰۃ ہے۔

جو غداری کرے اسے بُھول جانا اس کا بدل ہے۔ مشورہ لینا خود صحیح راستہ پا جانا ہے۔

جو شخص اپنی رائے پر اعتماد کر کے بے نیاز ہو جاتا ہے، وہ اپنے کو خطرہ میں ڈالتا ہے۔ صبر مصائب و حوادث کا مقابلہ کرتا ہے۔

بیتابی و بیقراری زمانہ کے مددگاروں میں سے ہے۔ بہترین دولتمندی آرزوؤں سے ہاتھ اُٹھالینا ہے۔

بہت سی غلام عقلیں امیروں کی ہواوہوس کے بار میں دبی ہوئی ہیں۔ تجربہ و آزمائش کی نگہداشت حُسنِ توفیق کا نتیجہ ہے۔

دوستی و محبت اکتسابی قرابت ہے۔ جو تُم سے رنجیدہ و دل تنگ ہو، اس پر اطمینان و اعتماد نہ کرو۔

حکمت:212

اِنسان کی خود پسندی اس کی عقل کے حریفوں میں سے ہے۔

حکمت:213

تکلیف سے چشم پوشی کرو، ورنہ کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔

حکمت:214

جس (درخت) کی لکڑی نرم ہو، اس کی شاخیں گھنی ہوتی ہیں۔

حکمت:215

مخالفت صحیح رائے کو برباد کر دیتی ہے۔

حکمت:216

جو منصب پالیتا ہے دست درازی کرنے لگتا ہے۔

حکمت:217

حالات کے پلٹوں ہی میں مردوں کے جوہر کُھلتے ہیں۔

حکمت:218

دوست کا حسد کرنا دوستی کی خامی ہے۔

حکمت:219

اکثر عقلوں کا ٹھوکر کھا کر گِرنا طمع و حرص کی بجلیاں چمکنے پر ہوتا ہے۔

حکمت:220

یہ انصاف نہیں ہے کہ صرف ظن و گمان پر اعتماد کرتے ہوئے فیصلہ کیا جائے۔

حکمت:221

آخرت کے لیے بہت بُرا توشہ ہے، بندگان خُدا پر ظُلم و تعدّی کرنا۔

حکمت:222

بلند انسان کے بہترین افعال میں سے یہ ہے کہ:

وہ ان چیزوں سے چشم پوشی کرے جنھیں وہ جانتا ہے۔

حکمت:223

جِس پر حیا نے اپنا لباس پہنا دیا ہے اس کے عیب لوگوں کی نظروں کے سامنے نہیں آسکتے۔

حکمت:224

زیادہ خاموشی رعُب و ہیبت کا باعث ہوتی ہے، اور انصاف سے دوستوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

لطف و کرم سے قدر و منزلت بلند ہوتی ہے۔ جھک کر ملنے سے نعمت تمام ہوتی ہے۔

دُوسروں کا بوجھ بٹانے سے لازماً سرداری حاصل ہوتی ہے، اور خوش رفتاری سے کینہ ور دُشمن مغلُوب ہوتا ہے۔

اور سر پھرے آدمی کے مقابلہ میں بردباری کرنے سے اس کے مقابلہ میں اپنے طرفدار زیادہ ہو جاتے ہیں۔

حکمت:225

تعجّب ہے کہ حاسد جسمانی تندرستی پر حسد کرنے سے کیوں غافل ہو گئے۔

حکمت:226

طمع کرنے والا ذِلّت کی زنجیروں میں گرفتار رہتا ہے۔

حکمت:227

آپؑ سے ایمان کے متعلّق پوچھا گیا تو فرمایا کہ: ایمان دل سے پہچاننا، زبان سے اِقرار کرنا اور اعضا سے عمل کرنا ہے۔

حکمت:228

جو دُنیا کے لیے اندوہناک ہو وہ قضاو قدر الٰہی سے ناراض ہے، اور جو اس مصیبت پر کہ جِس میں مبتلا ہے شکوہ کرے،
تو وہ اپنے پروردگار کا شاکی ہے اور جو کسی دولت مند کے پاس پہنچ کر اس کی دولتمندی کی وجہ سے جھکے، تو اس کا دو تہائی دین جاتا رہتا ہے،
اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرے، پھر مر کر دوزخ میں داخل ہو تو ایسے ہی لوگوں میں سے ہو گا، جو اللہ کی آیتوں کا مذاق اُڑاتے تھے،
اور جِس کا دل دُنیا کی محبت میں فریفتہ ہو جائے تو اس کے دل میں دُنیا کی یہ تین چیزیں پیوست ہو جاتی ہیں۔ ایسا غم کہ جو اس سے جُدا
نہیں ہوتا اور ایسی حرص کہ جو اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی اور ایسی اُمید کہ جو بَر نہیں آتی۔

حکمت:229

قناعت سے بڑھ کر کوئی سلطنت اور خوش خلقی سے بڑھ کر کوئی عیش و آرام نہیں ہے۔

حضرت سے اس آیت کے متعلّق دریافت کیا گیا کہ:

"ہم اس کو پاک وپاکیزہ زندگی دیں گے؟" آپ نے فرمایا کہ: وہ قناعت ہے۔

حکمت:230

جِس کی طرف فراخ روزی رُخ کئے ہوئے ہو، اس کے ساتھ شرکت کرو،

کیونکہ اس میں دولت حاصل کرنے کا زیادہ امکان اور خوش نصیبی کا زیادہ قرینہ ہے۔

حکمت:231

خداوند کے ارشاد کے مطابق کہ "اللہ تمہیں عدل واحسان کا حکم دیتا ہے" فرمایا: عدل انصاف ہے اور احسان لطف و کرم۔

حکمت:232

جو عاجز و قاصر ہاتھ سے دیتا ہے، اسے بااقتدار ہاتھ سے ملتا ہے۔

حکمت:233

اپنے فرزند امام حسن علیہ السّلام سے فرمایا:

کسی کو مقابلہ کے لیے خود نہ للکارو۔ ہاں اگر دُوسرا للکارے تو فوراً جواب دو۔

اس لیے کہ جنگ کی خود سے دعوت دینے والا زیادتی کرنے والا ہے اور زیادتی کرنے والا تباہ ہوتا ہے۔

حکمت:234

عورتوں کی بہترین خصلتیں وہ ہیں جو مردوں کی بدترین صفتیں ہیں۔

غُرور، بزدلی اور کنجوسی، اس لیے کہ عورت جب مغرور ہو گی، تو وہ کسی کو اپنے نفس پر قابُو نہ دے گی،

اور کنجوس ہو گی، تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی اور بزدل ہو گی، تو وہ ہر اس چیز سے ڈرے گی جو اسے پیش آئے گی۔

حکمت:235

آپؑ سے عرض کیا گیا کہ عقلمند کے اوصاف بیان کیجئے۔ فرمایا:

عقلمند وہ ہے جو ہر چیز کو اس کے موقع و محل پر رکھے۔

پھر آپؑ سے کہا گیا کہ: جاہل کا وصف بتایئے، تو فرمایا کہ: میں بیان کر چکا۔

حکمت:236

خُدا کی قسم تمہاری یہ دُنیا میری نظروں میں سُوَر کی ان انتڑیوں سے بھی زیادہ ذلیل ہے جو کسی کوڑھی کے ہاتھ میں ہوں۔

حکمت:237

ایک جماعت نے اللہ کی عبادت، ثواب کی رغبت و خواہش کے پیش نظر کی، یہ سودا کرنے والوں کی عبادت ہے،

اور ایک جماعت نے خوف کی وجہ سے اس کی عبادت کی، یہ غلاموں کی عبادت ہے،

اور ایک جماعت نے ازروئے شکر و سپاس گُزاری اس کی عبادت کی، یہ آزادوں کی عبادت ہے۔

حکمت:238

عورت سراپا بُرائی ہے، اور سب سے بڑی بُرائی اس میں یہ ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔

حکمت:239

جو شخص سُستی و کاہلی کرتا ہے، وہ اپنے حقوق کو ضائع و برباد کر دیتا ہے،

اور جو چغل خور کی بات پر اعتماد کرتا ہے، وہ دوست کو اپنے ہاتھ سے کھو دیتا ہے۔

حکمت:240

گھر میں ایک غصبی پتھر کا لگانا اس کی ضمانت ہے کہ وہ تباہ و برباد ہو کر رہے گا۔

حکمت:241

مظلُوم کے ظالم پر قابُو پانے کا دن اس دن سے کہیں زیادہ ہو گا، جِس میں ظالم مظلُوم کے خلاف اپنی طاقت دکھاتا ہے۔

حکمت:242

اللہ سے کچھ تو ڈرو، چاہے وہ کم ہی ہو اور اپنے اور اللہ کے درمیان کچھ تو پردہ رکھو، چاہے وہ باریک ہی سا ہو۔

حکمت:243

جب (ایک سوال کے لیے) جوابات کی بہتات ہو جائے تو صحیح بات چُھپ جایا کرتی ہے۔

حکمت:244

بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے ہر نعمت میں ایک حق ہے، تو جو اس حق کو ادا کرتا ہے اللہ اس کے لیے نعمت کو اور بڑھاتا ہے، اور جو کوتاہی کرتا ہے، وہ موجودہ نعمت کو بھی خطرہ میں ڈالتا ہے۔

حکمت:245

جب مَقدِرَت زیادہ ہو جاتی ہے، تو خواہش کم ہو جاتی ہے۔

حکمت:246

نعمتوں کے زائل ہونے سے ڈرتے رہو، کیونکہ ہر بے قابو ہو کر نکل جانے والی چیز پلٹا نہیں کرتی۔

حکمت:247

جذبۂ کرم رابطۂ قرابت سے زیادہ لطف و مہربانی کا سبب ہوتا ہے۔

حکمت:248

جو تُم سے حُسنِ ظن رکھے، اس کے گمان کو سچا ثابت کرو۔

حکمت:249

بہترین عمل وہ ہے جِس کے بجالانے پر تمہیں اپنے نفس کو مجبُور کرنا پڑے۔

حکمت:250

میں نے اللہ سبحانہ، کو پہچانا، اِرادوں کے ٹوٹ جانے، نیتوں کے بدل جانے، اور ہمّتوں کے پست ہو جانے سے۔

حکمت:251

دنیا کی تلخی آخرت کی خوشگواری ہے، اور دُنیا کی خوشگواری آخرت کی تلخی ہے۔

حکمت:252

خُداوندِ عالم نے ایمان کا فریضہ عائد کیا۔ شرک کی آلودگیوں سے پاک کرنے کے لیے، اور نماز کو فرض کیا، رعونت سے بچانے کے لیے، اور زکوٰۃ کو رزق کے اِضافہ کا سبب بنانے کے لیے، اور روزہ کو مخلوق کے اخلاص کو آزمانے کے لیے، اور حج کو دین کے تقویت پہنچانے کے لیے، اور جہاد کو اسلام کو سرفرازی بخشنے کے لیے، اور امر بالمعروف کو اصلاحِ خلائق کے لیے، اور نہی عن المنکر کو سرپھروں کی روک تھام کے لیے، اور حقوقِ قرابت کے ادا کرنے کو (یاروانصار کی) گنتی بڑھانے کے لیے، اور قصاص کو خونریزی کے اِنسداد کے لیے، اور حدود شرعیہ کے اجراء کو محرمات کی اہمیت قائم کرنے کے لیے، اور شراب خوری کے ترک کو عقل کی حفاظت کے لیے، اور چوری سے پرہیز کو پاک بازی کا باعث ہونے کے لیے، اور زناکاری سے بچنے کو نسب کے محفوظ رکھنے کے لیے، اور اغلام کے ترک کو نسل بڑھانے کے لیے، اور گواہی کو انکارِ حقوق کے مقابلہ میں ثبوت مہیا کرنے کے لیے، اور جُھوٹ سے علیحدگی کو سچائی کا شرف آشکارا کرنے کے لیے، اور قیامِ امن کو خطروں سے تحفظ کے لیے، اور امانتوں کی حفاظت کو اُمّت کا نظام دُرست رکھنے کے لیے، اور اطاعت کو امامت کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے۔

حکمت:253

آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ: اگر کسی ظالم سے قسم لینا ہو تو اس سے اس طرح حلف اٹھواؤ کہ وہ اللہ کی قوّت وتوانائی سے بَری ہے؟

کیونکہ جب وہ اس طرح جُھوٹی قسم کھائے گا، تو جلد اس کی سزا پائے گا، اور جب یُوں قسم کھائے کہ

قسم اس اللہ کی جِس کے علاوہ کوئی معبُود نہیں، تو جلد اس کی گرفت نہ ہو گی، کیونکہ اس نے اللہ کو وحدت ویکتائی کے ساتھ یاد کیا ہے۔

حکمت:254

اے فرزند آدمؑ!

اپنے مال میں اپنا وصی خود بن اور جو تُو چاہتا ہے کہ تیرے بعد تیرے مال میں سے خیر خیرات کی جائے، وہ خود انجام دے دے۔

حکمت:255

غصّہ ایک قِسم کی دیوانگی ہے۔ کیونکہ غصّہ ور بعد میں پشیمان ضرور ہوتا ہے اور اگر پشیمان نہیں ہوتا تو اس کی دیوانگی پختہ ہے۔

حکمت:256

حسد کی کمی بدن کی تندرستی کا سبب ہے۔

حکمت:257

کمیل ابنِ زیاد نخعی سے فرمایا:

اے کمیل! اپنے عزیزو اقارب کو ہدایت کرو کہ وہ اچھی خصلتوں کو حاصل کرنے کے لیے دن کے وقت نکلیں اور رات کو سو جانے والے کی حاجت روائی کو چل کھڑے ہوں۔

اس ذات کی قسم! جِس کی قوت شنوائی تمام آوازوں پر حاوی ہے۔ جِس کسی نے بھی کسی کے دل کو خوش کیا، تو اللہ اس کے لیے اس سرور سے ایک لطفِ خاص خلق فرمائے گا، کہ جب بھی اس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ نشیب میں بہنے والے پانی کی طرح تیزی سے بڑھے اور اجنبی اُونٹوں کو ہنکانے کی طرح اس مصیبت کو ہنکا کر دُور کر دے۔

حکمت:258

جب تنگدست ہو جاؤ، تو صدقہ کے ذریعہ اللہ سے بیوپار کرو۔

حکمت:259

غدّاروں سے وفا کرنا اللہ کے نزدیک غدّاری ہے اور غدّاروں کے ساتھ غدّاری کرنا اللہ کے نزدیک عین وفا ہے۔

حکمت:260

کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنھیں نعمتیں دے کر رفتہ رفتہ عذاب کا مستحق بنایا جاتا ہے،

اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں کہ جو اللہ کی پردہ پوشی سے دھوکا کھائے ہوئے ہیں اور اپنے بارے میں اچھے الفاظ سُن کر فریب میں پڑ گئے اور مہلت دینے سے زیادہ اللہ کی جانب سے کوئی بڑی آزمائش نہیں۔

حکمت:261

جب امیر المومنین علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی کہ معاویہ کے ساتھیوں نے (شہر) انبار پر دھاوا کیا ہے تو آپؑ بنفس نفیس پیادہ چل کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ نخیلہ تک پہنچ گئے، اتنے میں لوگ بھی آپ کے پاس پہنچ گئے اور کہنے لگے۔ یا امیر المومنینؑ! ہم دُشمن سے نپٹ لیں گے، آپ کے تشریف لے جانے کی ضرورت نہیں، آپؑ نے فرمایا کہ: تُم اپنے سے تو میرا بچاؤ کر نہیں سکتے، دُوسروں سے کیا بچاؤ کرو گے۔ مجھ سے پہلے رعایا اپنے حاکموں کے ظُلم وجور کی شکایت کیا کرتی تھی۔ مگر میں آج اپنی رعیت کی زیادتیوں کا گلہ کرتا ہوں، گویا کہ میں رعیت ہوں اور وہ حاکم اور میں حلقہ بگوش ہوں اور وہ فرمانروا۔

حکمت:262

بیان کیا گیا ہے کہ حارث ابن حوط حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ: کیا آپ کے خیال میں مجھے اس کا گمان بھی ہو سکتا ہے کہ اصحابِ جمل گمراہ تھے؟ حضرت نے فرمایا کہ: اے حارث! تُم نے نیچے کی طرف دیکھا، اُوپر کی طرف نگاہ نہیں ڈالی، جِس کے نتیجہ میں تم حیران و سرگردان ہو گئے ہو، تُم حق ہی کو نہیں جانتے کہ حق والوں کو جانو اور باطل ہی کو نہیں پہچانتے، کہ باطل کی راہ پر چلنے والوں کو پہچانو۔ حارث نے کہا کہ: میں سعد ابنِ مالک اور عبد اللہ ابنِ عمر کے ساتھ گوشہ گزیں ہو جاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ: سعد اور عبد اللہ ابنِ عمر نے حق کی مدد کی اور نہ باطل کی نصرت سے ہاتھ اُٹھایا۔

حکمت:263

بادشاہ کا ندیم و مصاحب ایسا ہے جیسے شیر پر سوار ہونے والا کہ اس کے مرتبہ پر رشک کیا جاتا ہے،
لیکن وہ اپنے موقف سے خوب واقف ہے۔

حکمت:264

دُوسروں کے پسماندہ گان سے بھلائی کرو، تا کہ تمہارے پسماندگان پر بھی نظر شفقت پڑے۔

حکمت:265

جب حکماء کا کلام صحیح ہو تو وہ دوا ہے اور غلط ہو تو سراسر مرض ہے۔

حکمت:266

حضرت سے ایک شخص نے سوال کیا کہ ایمان کی تعریف کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ:

کل میرے پاس آنا تاکہ میں تمہیں اس موقع پر بتاؤں کہ دُوسرے لوگ بھی سُن سکیں، کہ اگر تُم بھول جاؤ تو دُوسرے یاد رکھیں۔

اس لیے کہ کلام بھڑکے ہوئے شکار کے مانند ہوتا ہے کہ ایک کی گرفت میں آجاتا ہے اور دُوسرے کے ہاتھ سے نِکل جاتا ہے۔

حکمت:267

اے فرزند آدمؑ! اس دن کی فکر کا بار جو ابھی آیا نہیں، آج کے اپنے دن پر نہ ڈال کہ جو آچُکا ہے۔

اس لیے کہ اگر ایک دن بھی تیری عمر کا باقی ہو گا تو اللہ تیرا رزق تجھ تک پہنچائے گا۔

حکمت:268

اپنے دوست سے بس ایک حد تک محبت کرو، کیونکہ شاید کسی دن وہ تمہارا دُشمن ہو جائے،

اور دُشمن کی دُشمنی بس ایک حد میں رکھو، ہو سکتا ہے کہ کسی دن وہ تمہارا دوست ہو جائے۔

حکمت:269

دُنیا میں کام کرنے والے دو قسم کے ہیں ایک وہ جو دُنیا کے لیے سرگرم عمل رہتا ہے اور اسے دُنیا نے آخرت سے روک رکھا ہے۔ وہ اپنے پسماندگان کے لیے فقر و فاقہ کا خوف کرتا ہے مگر اپنی تنگدستی سے مطمئن ہے تو وہ دُوسروں کے فائدہ ہی میں پوری عمر بسر کر دیتا ہے اور ایک وہ ہے جو دُنیا میں رہ کر اس کے بعد کی منزل کے لیے عمل کرتا ہے تو اسے تگ و دو کئے بغیر دُنیا بھی حاصل ہو جاتی ہے اور اس طرح وہ دونوں گھروں کا مالک بن جاتا ہے وہ اللہ کے نزدیک با وقار ہوتا ہے اور اللہ سے کوئی حاجت نہیں مانگتا جو اللہ پوری نہ کرے۔

حکمت:270

بیان کیا گیا ہے کہ عمر ابنِ خطاب کے سامنے خانہ کعبہ کے زیورات اور ان کی کثرت کا ذکر ہُوا تو کچھ لوگوں نے ان سے کہا کہ اگر آپ ان زیورات کو لے لیں اور انھیں مسلمانوں کے لشکر پر صَرف کر کے ان کی روانگی کا سامان کریں تو زیادہ باعثِ اجر ہو گا، خانہ کعبہ کو ان زیورات کی کیا ضرورت ہے۔ چُنانچہ عمر نے اس کا اِرادہ کر لیا اور امیر المومنین علیہ السّلام سے اس کے بارے میں مسئلہ پوچھا، آپؑ نے فرمایا

کہ: جب قرآن مجید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر نازل ہُوا تو اس وقت چار قِسم کے اموال تھے، ایک مسلمانوں کا ذاتی مال تھا، اسے آپ نے ان کے وارثوں میں ان کے حصّہ کے مطابق تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ دُوسرا مالِ غنیمت تھا، اسے اس کے مستحقین پر تقسیم کیا۔ تیسرا مالِ خمس تھا، اس مال کے اللہ تعالیٰ نے خاص مصارف مقرّر کر دیئے۔ چوتھے زکوٰۃ وصدقات تھے، انھیں اللہ نے وہاں صَرف کرنے کا حکم دیا جو ان کا مصرف ہے۔ یہ خانہ کعبہ کے زیورات اس زمانہ میں بھی موجود تھے۔ لیکن اللہ نے ان کو ان کے حال پر رہنے دیا اور ایسا بھولے سے تو نہیں ہُوا اور نہ ان کا وجود اس پر پوشیدہ تھا۔ لہٰذا آپ بھی انھیں وہیں رہنے دیجئے جہاں اللہ اور اس کے رسُولؐ نے انھیں رکھا ہے۔ یہ سُن کر عمر نے کہا کہ: اگر آپ نہ ہوتے تو ہم رُسوا ہو جاتے اور زیورات کو ان کی حالت پر رہنے دیا۔

حکمت: 271

روایت کی گئی ہے کہ حضرت کے سامنے دو آدمیوں کو پیش کیا گیا، جنھوں نے بیت المال میں چوری کی تھی۔ ایک تو ان میں غلام اور خود بیتُ المال کی ملکیت تھا اور دُوسرا لوگوں میں سے کسی کی ملکیت میں تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ: "یہ غلام جو بیت المال کا ہے اس پر حد جاری نہیں ہو سکتی، کیونکہ اللہ کا مال اللہ کے مال ہی نے کھایا ہے، لیکن دُوسرے پر حد جاری ہو گی" چُنانچہ اس کا ہاتھ قطع کر دیا۔

حکمت: 272

اگر ان پھسلنوں سے بچ کر میرے پیر جم گئے، تو میں بہت سے چیزوں میں تبدیلی کر دُوں گا۔

حکمت: 273

پُورے یقین کے ساتھ اس امر کو جانے رہو کہ اللہ سبحانہ نے کسی بندے کے لیے چاہے اس کی تدبیریں بہت زبردست، اس کی جستجو شدید اور اس کی ترکیبیں طاقتور ہوں، اس سے زائد رزق قرار نہیں دیا جتنا کہ تقدیرِ الٰہی میں اس کیلیئے مقرر ہو چُکا ہے، اور کسی بندے کے لیے اس کی کمزوری و بے چارگی کی وجہ سے لوحِ محفوظ میں اس کے مقرّرہ رزق تک پہنچنے میں رکاوٹ نہیں ہوتی۔ اس حقیقت کو سمجھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا سُود و منفعت کی راحتوں میں سب لوگوں سے بڑھ چڑھ کر ہے اور اسے نظر انداز کرنے اور اس میں شک وشبہ کرنے والا سب لوگوں سے زیادہ زیاں کاری میں مبتلا ہے۔ بہت سے وہ جنھیں نعمتیں ملی ہیں، نعمتوں کی بدولت کم کم عذاب کے نزدیک کئے جا رہے ہیں اور بہت سوں کے ساتھ فقر و فاقہ کے پردہ میں اللہ کا لُطف و کرم شامل حال ہے۔ لہٰذا اے سُننے والے! شکر زیادہ

اور جلد بازی کم کر اور جو تیری روزی کی حد ہے اس پر ٹھہرا رہ۔

حکمت:274

اپنے علم کو جہل اور اپنے یقین کو شک نہ بناؤ۔ جب جان لیا تو عمل کرو اور جب یقین پیدا ہو گیا تو آگے بڑھو۔

حکمت:275

طمع گھاٹ پر اُتارتی ہے، مگر سیراب کئے بغیر پلٹا دیتی ہے۔ ذمّہ داری کا بوجھ اُٹھاتی ہے، مگر اسے پُورا نہیں کرتی اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پانی پینے والے کو پینے سے پہلے ہی اچھو ہو جاتا ہے اور جتنی کسی مرغُوب و پسندیدہ چیز کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی ہے اُتنا ہی اسے کھو دینے کا رنج زیادہ ہوتا ہے۔ آرزوئیں دیدہ بصیرت کو اندھا کر دیتی ہیں اور جو نصیب میں ہوتا ہے پہنچنے کی کوشش کئے بغیر مل جاتا ہے۔

حکمت:276

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، اس سے کہ میرا ظاہر لوگوں کی چشم ظاہر بیں میں بہتر ہو اور جو اپنے باطن میں چُھپائے ہوئے ہوں، وہ تیری نظروں میں بُرا ہو۔ درآں حالیکہ میں لوگوں کے دکھاوے کے لیے اپنے نفس کی ان چیزوں سے نگہداشت کروں کہ جن سب پر تو آگاہ ہے۔ اس طرح لوگوں کے سامنے تو ظاہر کے اچھا ہونے کی نمائش کروں اور تیرے سامنے اپنی بداعمالیوں کو پیش کرتا رہوں جِس کے نتیجہ میں تیرے بندوں سے تقرب حاصل کروں اور تیری خوشنودیوں سے دُور ہی ہوتا چلا جاؤں۔

حکمت:277

(کسی موقع پر قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا:) اس ذات کی قسم!

جِس کی بدولت ہم نے ایسی شبِ تار کے باقی ماندہ حصّہ کو بسر کر دیا، جِس کے چھٹتے ہی روزِ درخشاں ظاہر ہو گا ایسا اور ایسا نہیں ہوا۔

حکمت:278

وُہ تھوڑا عمل جو پابندی سے بجالایا جاتا ہے، زیادہ فائدہ مند ہے، اس کثیر عمل سے کہ جِس سے دل اُکتا جائے۔

حکمت:279

جب مستحبات فرائض میں سدِ راہ ہوں، تو انھیں چھوڑ دو۔

حکمت:280

جو سفر کی دُوری کو پیشِ نظر رکھتا ہے وہ کمربستہ رہتا ہے۔

حکمت:281

آنکھوں کا دیکھنا حقیقت میں دیکھنا نہیں۔ کیونکہ آنکھیں کبھی اپنے اشخاص سے غلط بیانی بھی کر جاتی ہیں،

مگر عقل اس شخص کو جو اس سے نصیحت چاہے کبھی فریب نہیں دیتی۔

حکمت:282

تمہارے اور پند و نصیحت کے درمیان غفلت کا ایک بڑا پردہ حائل ہے۔

حکمت:283

تمہارے جاہل دولت زیادہ پا جاتے ہیں اور عالم آئندہ کے توقعات میں مبتلا رکھے جاتے ہیں۔

حکمت:284

علم کا حاصل ہو جانا، بہانے کرنے والوں کے عُذر کو ختم کر دیتا ہے۔

حکمت:285

جسے جلدی سے موت آجاتی ہے وہ مہلت کا خواہاں ہوتا ہے،

اور جسے مہلت زندگی دی گئی ہے وہ ٹال مٹول کرتا رہتا ہے۔

حکمت:286

لوگ کسی شئے پر "واہ واہ" نہیں کرتے، مگر یہ کہ زمانہ اس کے لیے ایک بُرا دن چُھپائے ہوئے ہے۔

حکمت:287

آپؑ سے قضاو قدر کے متعلّق پُوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

یہ ایک تاریک راستہ ہے، اس میں قدم نہ اُٹھاؤ۔ ایک گہرا سمندر ہے، اس میں نہ اُترو۔ اللہ کا ایک راز ہے، اسے جاننے کی زحمت نہ اُٹھاؤ۔

حکمت:288

اللہ جس بندے کو ذلیل کرنا چاہتا ہے، اسے علم و دانش سے محروم کر دیتا ہے۔

حکمت:289

عہدِ ماضی میں میرا ایک دینی بھائی تھا اور وہ میری نظروں میں اس وجہ سے باعزت تھا کہ دُنیا اس کی نظروں میں پست و حقیر تھی۔ اس پر پیٹ کے تقاضے مسلّط نہ تھے۔ لہٰذا جو چیز اسے میسّر نہ تھی اس کی خواہش نہ کرتا تھا اور جو چیز میسّر تھی، اسے ضرورت سے زیادہ صَرف میں نہ لاتا تھا۔ وہ اکثر اوقات خاموش رہتا تھا اور اگر بولتا تھا تو بولنے والوں کو چُپ کر دیتا تھا اور سوال کرنے والوں کی پیاس بجھا دیتا تھا۔ یوں تو وہ عاجز کمزور تھا، مگر جہاد کا موقع آجائے تو وہ شیر بیشہ اور وادی کا اژدہا تھا۔ وہ جو دلیل وبُرہان پیش کرتا تھا، وہ فیصلہ کُن ہوتی تھی۔ وہ ان چیزوں میں کہ جن میں عُذر کی گنجائش ہوتی تھی، کسی کو سرزنش نہ کرتا تھا، جب تک کہ اس کے عُذر معذرت کو سُن نہ لے۔ وہ کسی دردو تکلیف کا ذِکر نہ کرتا تھا، مگر اس وقت کہ جب اس سے چھٹکارا پالیتا تھا، وہ جو کرتا تھا، وہی کہتا تھا اور جو نہیں کرتا تھا، وہ اسے کہتا نہیں تھا، اگر بولنے میں اس پر کبھی غلبہ پا بھی لیا جائے تو خاموشی میں اس پر غلبہ حاصل نہیں کیا جاسکتا تھا۔ وہ بولنے سے زیادہ سُننے کا خواہشمند رہتا تھا اور جب اچانک اس کے سامنے دو چیزیں آجاتی تھیں تو دیکھتا تھا کہ ان دونوں میں سے ہوائے نفس کے زیادہ قریب کون ہے، تو وہ اس کی مخالفت کرتا تھا۔ لہٰذا تمہیں ان عادات و خصائل کو حاصل کرنا چاہیئے اور ان پر عمل پیرا اور ان کا خواہشمند رہنا چاہیئے۔ اگر ان تمام کا حاصل کرنا تمہاری قُدرت سے باہر ہو تو اس بات کو جانے رہو کہ تھوڑی سی چیز حاصل کرنا پورے کے چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔

حکمت:290

اگر خُداوندِ عالم نے اپنی معصیّت کے عذاب سے نہ ڈرایا ہوتا، جب بھی اس کی نعمتوں پر شکر کا تقاضا یہ تھا کہ اس کی معصیّت نہ کی جائے۔

حکمت:291

اشعث ابنِ قیس کو اس کے بیٹے کا پُرسا دیتے ہوئے فرمایا:

اے اشعث! اگر تُم اپنے بیٹے پر رنج و ملال کرو تو یہ خون کا رشتہ اس کا سزاوار ہے اور اگر صبر کرو تو اللہ کے نزدیک ہر مصیبت کا عوض ہے۔ اے اشعث! اگر تُم نے صبر کیا تو تقدیرِ الٰہی نافذ ہو گی، اس حال میں کہ تُم اجر و ثواب کے حقدار ہو گے اور اگر چیخے چلائے، جب

بھی حکم قضا جاری ہو کر رہے گا۔ مگر اس حال میں کہ تُم پر گُناہ کا بوجھ ہو گا۔ تمہارے لیے بیٹا مسرّت کا سبب ہوا، حالانکہ وہ ایک زحمت وآزمائش تھا اور تمہارے لیے رنج واندوہ کا سبب ہُوا، حالانکہ وہ (مرنے سے) تمہارے لیے اجر ورحمت کا باعث ہُوا ہے۔

حکمت:292

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دفن کے وقت قبر پر یہ الفاظ کہے۔

صبر عموماً اچھی چیز ہے، سوائے آپ کے غم کے، اور بیتابی وبیقراری عُموماً بُری چیز ہے، سوائے آپ کی وفات کے،

اور بِلاشُبہ آپ کی موت کا صدمہ عظیم ہے اور آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آنے والی ہر مصیبت سبک ہے۔

حکمت:293

بے وقوف کی ہم نشینی اختیار نہ کرو، کیونکہ وہ تمہارے سامنے اپنے کاموں کو سج کر پیش کریگا اور یہ چاہے گا کہ تُم اسی کے ایسے ہو جاؤ۔

حکمت:294

آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ مشرق ومغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا: "سورج کا ایک دن کا راستہ"

حکمت:295

تین قِسم کے تمہارے دوست ہیں اور تین قِسم کے دُشمن۔

دوست یہ ہیں: تمہارے دوست، تمہارے دوست کا دوست اور تمہارے دُشمن کا دُشمن۔

دُشمن یہ ہیں: تمہارا دُشمن، تمہارے دوست کا دُشمن، تمہارے دُشمن کا دوست۔

حکمت:296

حضرت نے ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے دُشمن کو ایسی چیز کے ذریعہ سے نقصان پہنچانے کے درپے ہے جِس میں خود اس کو بھی نقصان پہنچے گا، تو آپؑ نے فرمایا کہ: تُم اس شخص کی مانند ہو جو اپنے پیچھے والے سوار کو قتل کرنے کے لیے اپنے سینہ میں نیزہ مارے۔

حکمت:297

نصیحتیں کتنی زیادہ ہیں اور ان سے اثر لینا کتنا کم ہے۔

حکمت:298

جو لڑائی جھگڑے میں حد سے بڑھ جائے وہ گنہگار ہوتا ہے اور جو اس میں کمی کرے، اس پر ظُلم ڈھائے جاتے ہیں،
اور جو لڑتا جھگڑتا ہے، اس کے لیے مشکل ہوتا ہے کہ خوفِ خُدا قائم رکھے۔

حکمت:299

وہ گُناہ مجھے اندوہناک نہیں کرتا، جِس کے بعد مجھے اتنی مہلت مل جائے کہ
میں دو رکعت نماز پڑھوں اور اللہ سے امن وعافیت کا سوال کروں۔

حکمت:300

امیر المومنین علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا کہ:

خُداوندِ عالم اس کثیر التعداد مخلوق کا حساب کیونکر لے گا؟ فرمایا: جس طرح اس کی کثرت کے باوجود انھیں روزی پہنچاتا ہے۔
پوچھا کیونکر حساب لے گا، جب کہ مخلوق اسے دیکھے گی نہیں؟ فرمایا: جِس طرح انھیں روزی دیتا ہے اور وہ اسے دیکھتے نہیں۔

حکمت:301

تمہارا قاصد تمہاری عقل کا ترجمان ہے اور تمہاری طرف سے کامیاب ترین ترجمانی کرنے والا تمہارا خط ہے۔

حکمت:302

ایسا شخص جو سختی ومصیبت میں مبتلا ہو۔ جتنا محتاجِ دُعا ہے، اس سے کم وہ محتاج نہیں ہے کہ جو اس وقت خیر وعافیت سے ہے۔
مگر اندیشہ ہے کہ نہ جانے کب مصیبت آجائے۔

حکمت:303

لوگ اسی دُنیا کی اولاد ہیں اور کسی شخص کو اپنی مال کی محبت پر لعنت مُلامت نہیں کی جاسکتی۔

حکمت:304

غریب ومسکین اللہ کا فرستادہ ہوتا ہے تو جِس نے اس سے اپنا ہاتھ روکا اس نے خُدا سے ہاتھ روکا اور جِس نے اسے کچھ دیا اس نے خُدا کو دیا

حکمت:305

غیرت مند کبھی زنا نہیں کرتا۔

حکمت:306

مُدّتِ حیات نگہبانی کے لیے کافی ہے۔

حکمت:307

اولاد کے مرنے پر آدمی کو نیند آجاتی ہے، مگر مال کے چھن جانے پر اسے نیند نہیں آتی۔

حکمت:308

باپوں کی باہمی محبت اولاد کے درمیان ایک قرابت ہُوا کرتی ہے اور محبت کو قرابت کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی قرابت کو محبت کی۔

حکمت:309

اہل ایمان کے گمان سے ڈرتے رہو، کیونکہ خُداوندِ عالم نے حق کو ان کی زبانوں پر قرار دیا ہے۔

حکمت:310

کسی بندے کا ایمان اس وقت تک سچا نہیں ہوتا،

جب تک اپنے ہاتھ میں موجود ہونے والے مال سے اس پر زیادہ اطمینان نہ ہو جو قُدرت کے ہاتھ میں ہے۔

حکمت:311

جب حضرت بصرہ میں وارد ہوئے تو انس ابنِ مالک کو طلحہ وزُبیر کے پاس بھیجا تھا کہ ان دونوں کو کچھ وہ اقوال یاد دلائیں جو آپؑ کے بارے میں انھوں نے خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنے ہیں۔

مگر انھوں نے اس سے پہلو تہی کی اور جب پلٹ کر آئے تو کہا کہ: وہ بات مجھے یاد نہیں رہی۔

اس پر حضرت نے فرمایا:

اگر تُم جھوٹ بول رہے ہو تو اس کی پاداش میں خُداوندِ عالم ایسے چمکدار داغ میں تمھیں مبتلا کرے، کہ جسے دستار بھی نہ چُھپا سکے۔

حکمت:312

دِل کبھی مائل ہوتے ہیں اور کبھی اُچاٹ ہو جاتے ہی۔

لہٰذا جب مائل ہوں، اس وقت انھیں مستحبات کی بجاآوری پر آمادہ کرو اور جب اُچاٹ ہوں تو واجبات پر اکتفا کرو۔

حکمت:313

قرآن میں تُم سے پہلے کی خبریں، تمہارے بعد کے واقعات اور تمہارے درمیانی حالات کے لیے احکام ہیں۔

حکمت:314

جدھر سے پتھر آئے اسے اُدھر ہی پلٹادو۔ کیونکہ سختی کا دفعیہ سختی ہی سے ہو سکتا ہے۔

حکمت:315

اپنے منشی عبید اللہ بن ابی رافع سے فرمایا:

دوات میں صُوف ڈالا کرو، اور قلم کی زبان لانبی رکھا کرو۔

سِطروں کے درمیان فاصلہ زیادہ چھوڑا کرو اور حروف کو ساتھ ملا کر لکھا کرو، کہ یہ خط کی دیدہ زیبی کے لیے مناسب ہے۔

حکمت:316

میں اہل ایمان کا یعسوب ہوں اور بدکرداروں کا یعسوب مال ہے۔

حکمت:317

ایک یہودی نے آپؑ سے کہا کہ: ابھی تُم لوگوں نے اپنی نبیؐ کو دفن نہیں کیا تھا کہ ان کے بارے میں اختلاف شروع کر دیا۔

حضرت نے فرمایا:

ہم نے ان کے بارے میں اختلاف نہیں کیا، بلکہ ان کے بعد جانشینی کے سلسلہ میں اختلاف ہوا۔ مگر تُم تو وہ ہو کہ ابھی دریائے نیل سے نکل کر تمہارے پیر خشک بھی نہ ہوئے تھے کہ اپنے نبی سے کہنے لگے کہ ہمارے لیے بھی ایک ایسا خُدا بنا دیجئے جیسے ان لوگوں کے خُدا ہیں۔ تو موسیٰ نے کہا کہ: "بیشک تُم ایک جاہل قوم ہو۔"

حکمت:318

حضرت سے کہا گیا کہ: آپ کس وجہ سے اپنے حریفوں پر غالب آتے رہے ہیں تو آپؑ نے فرمایا کہ:

میں جِس شخص کا بھی مقابلہ کرتا تھا وہ اپنے خلاف میری مدد کرتا تھا۔

حکمت:319

اپنے فرزند محمد ابنِ حنفیہ سے فرمایا:

اے فرزند! میں تمہارے لیے فقر و تنگدستی سے ڈرتا ہوں، لہٰذا فقر و ناداری سے اللہ کی پناہ مانگو۔

کیونکہ یہ دین کے نقص، عقل کی پریشانی اور لوگوں کی نفرت کا باعث ہے۔

حکمت:320

ایک شخص نے ایک مسئلہ آپؑ سے دریافت کیا، تو آپؑ نے فرمایا:

سمجھنے کے لیے پوچھو، اُلجھنے کے لیے نہ پوچھو۔

کیونکہ وہ جاہل جو سیکھنا چاہتا ہے مثل عالِم کے ہے اور وہ عالِم جو اُلجھنا چاہتا ہے، وہ مثل جاہل کے ہے۔

حکمت:321

عبداللہ ابن عباس نے ایک امر میں آپؑ کو مشورہ دیا، جو آپ کے نظریہ کے خلاف تھا، تو آپؑ نے ان سے فرمایا:

تمہارا یہ کام ہے کہ مجھے رائے دو، اس کے بعد مجھے مصلحت دیکھنا ہے اور اگر میں تمہاری رائے کو نہ مانوں، تو تمہیں میری اِطاعت لازم ہے

حکمت:322

وارد ہُوا ہے کہ جب حضرت صفین سے پلٹتے ہوئے کوفہ پہنچے تو قبیلہ شبام کی آبادی سے ہو کر گُزرے جہاں صفین کے کشتوں پر رونے کی آواز آپ کے کانوں میں پڑی۔ اتنے میں حرب ابنِ شرجیل شبامی جو اپنی قوم کے سربر آوردہ لوگوں میں سے تھے، حضرت کے پاس آئے تو آپ نے اس سے فرمایا: کیا تمہارا ان عورتوں پر بس نہیں چلتا؟ جو میں رونے کی آوازیں سُن رہا ہُوں۔ اس رونے چلانے سے تُم انھیں منع نہیں کرتے؟ حرب آگے بڑھ کر حضرت کے ہمرکاب ہو لیے، درآں حالیکہ حضرت سوار تھے تو آپؑ نے فرمایا: پلٹ جاؤ تُم

ایسے آدمی کا مجھ ایسے کے ساتھ پیادہ چلنا، والی کے لیے فتنہ اور مومن کے لیے ذِلّت ہے۔

حکمت:323

نہروان کے دن خوارج کے کشتوں کی طرف ہو کر گُزرے تو فرمایا:

تمہارے لیے ہلاکت وتباہی ہو جِس نے تمہیں ورغلایا، اس نے تمہیں فریب دیا۔ کہا گیا کہ "یاامیر المومنینؑ کس نے انھیں ورغلایا تھا؟" فرمایا کہ گمراہ کرنے والے شیطان اور بُرائی پر اُبھارنے والے نفس نے کہ جِس نے انھیں اُمیدوں کے فریب میں ڈالا اور گُناہوں کا راستہ ان کے لیے کھول دیا۔ فتح وکامرانی کے ان سے وعدے کیئے اور اس طرح انھیں دوزخ میں جھونک دیا۔

حکمت:324

تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرنے سے ڈرو۔ کیونکہ جو گواہ ہے وہی حاکم ہے۔

حکمت:325

جب آپ کو محمد ابن ابی بکر رحمتہ اللہ کے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو آپؑ نے فرمایا:

ہمیں ان کے مرنے کا اتنا ہی رنج و قلق ہے جتنی دُشمنوں کو اس کی خوشی ہے۔

بِلاشبہ ان کا ایک دُشمن کم ہُوا اور ہم نے ایک دوست کو کھو دیا۔

حکمت:326

وہ عمر کہ جِس کے بعد اللہ تعالیٰ آدمی کے عُذر کو قبول نہیں کرتا، ساٹھ برس کی ہے۔

حکمت:327

جِس پر گُناہ قابُو پالے، وہ کامران نہیں اور شر کے ذریعہ غلبہ پانے والا حقیقۃً مغلُوب ہے۔

حکمت:328

خُداوندِ عالم نے دولتمندوں کے مال میں فقیروں کا رزق مقرّر کیا ہے، لٰہذا اگر کوئی فقیر بُھوکا رہتا ہے تو اس لیے کہ دولت مند نے دولت کو سمیٹ لیا ہے اور خُدائے بزرگ وبرتر ان سے اس کا مواخذہ کرنے والا ہے۔

حکمت:329

سچا عُذر پیش کرنے سے یہ زیادہ دقیق ہے کہ عُذر کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

حکمت:330

اللہ کا کم سے کم حق جو تُم پر عائد ہوتا ہے، یہ ہے کہ اس کی نعمتوں سے گُناہوں میں مدد نہ لو۔

حکمت:331

جب کاہل اور ناکارہ افراد عمل میں کوتاہی کرتے ہیں تو اللہ کی طرف سے یہ عقلمندوں کے لیے ادائے فرض کا ایک بہترین موقع ہوتا ہے

حکمت:332

حکام اللہ کی سرزمین میں اس کے پاسبان ہیں۔

حکمت:333

مومن کے متعلّق فرمایا: مومن کے چہرے پر بشاشت اور دل میں غم و اندوہ ہوتا ہے۔ ہمّت اس کی بلند ہے اور اپنے دل میں وہ اپنے کو ذلیل و خوار سمجھتا ہے، سربلندی کو بُرا سمجھتا ہے اور شہرت سے نفرت کرتا ہے۔ اس کا غم بے پایاں اور ہمّت بلند ہوتی ہے۔ بہت خاموش ہمہ وقت مشغول، شاکر، صابر، فکر میں غرق، دستِ طلب بڑھانے میں بخیل، خوش خلق اور نرم طبیعت ہوتا ہے اور اس کا نفس پتھر سے زیادہ سخت اور وہ خود غلام سے زیادہ متواضع ہوتا ہے۔

حکمت:334

اگر کوئی بندہ مُدّتِ حیات اور اس کے انجام کو دیکھے تو اُمیدوں اور ان کے فریب سے نفرت کرنے لگے۔

حکمت:335

ہر شخص کے مال میں دو حصّہ دار ہوتے ہیں۔ ایک وارث اور دُوسرے حوادث۔

حکمت:336

جِس سے مانگا جائے وہ اس وقت تک آزاد ہے، جب تک وعدہ نہ کرے۔

حکمت:337

جو عمل نہیں کرتا اور دُعا مانگتا ہے، وہ ایسا ہے جیسے بغیر چلہ کمان کے تیر چلانے والا۔

حکمت:338

علم دو طرح کا ہوتا ہے۔

ایک وہ جو نفس میں رَچ بس جائے اور ایک وہ جو صرف سُن لیا گیا ہو اور سُنا سُنایا علم فائدہ نہیں دیتا جب تک وہ دل میں راسخ نہ ہو۔

حکمت:339

اصابت رائے اقبال و دولت سے وابستہ ہے، اگر یہ ہے تو وہ بھی ہوتی ہے، اگر یہ نہیں تو وہ بھی نہیں ہوتی۔

حکمت:340

فقر کی زینت پاکدامنی، اور تونگری کی زینت شُکر ہے۔

حکمت:341

ظالم کے لیے انصاف کا دن اس سے زیادہ سخت ہو گا، جتنا مظلُوم پر ظُلم کا دن۔

حکمت:342

سب سے بڑی دولت مندی یہ ہے کہ دُوسروں کے ہاتھ میں جو ہے اس کی آس نہ رکھی جائے۔

حکمت:343

گفتگوئیں محفوظ ہیں اور دلوں کے بھید جانچے جانے والے ہیں۔ ہر شخص اپنے اعمال کے ہاتھوں میں گروی ہے اور لوگوں کے جسموں میں نقص اور عقلوں میں فتور آنے والا ہے۔ مگر وہ کہ جسے اللہ بچائے رکھے۔ ان میں پوچھنے والا اُلجھانا چاہتا ہے اور جواب دینے والا (بے جانے بُوجھے جواب کی) زحمت اُٹھاتا ہے، جو ان میں دُرست رائے رکھتا ہے۔ اکثر خوشنودی و ناراضگی کے تصورات اسے صحیح رائے سے موڑ دیتے ہیں اور جو ان میں عقل کے لحاظ سے پختہ ہوتا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ ایک نگاہ اس کے دل پر اثر کر دے اور ایک کلمہ اس میں انقلاب پیدا کر دے۔

حکمت:344

اے گروہِ مردم! اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ کتنے ہی ایسی باتوں کی اُمید باندھنے والے ہیں جن تک پہنچتے نہیں اور ایسے گھر تعمیر کرنے والے ہیں جن میں رہنا نصیب نہیں ہوتا اور ایسا مال جمع کرنے والے ہیں جسے چھوڑ جاتے ہیں۔ حالانکہ ہو سکتا ہے کہ اسے غلط طریقہ سے جمع کیا ہو، یا کسی کا حق دبا کر حاصل کیا ہو۔ اس طرح اسے بطور حرام پایا ہو اور اس کی وجہ سے گُناہ کا بوجھ اُٹھایا ہو، تو اس کا وبال لے کر پلٹے اور اپنے پروردگار کے حضور رنج و افسوس کرتے ہوئے جا پہنچے، دُنیا و آخرت دونوں میں گھاٹا اُٹھایا۔ یہی تو کھلم کھلا گھاٹا ہے۔

حکمت:345

گُناہ تک رسائی کا نہ ہونا بھی ایک صُورت پاکدامنی کی ہے۔

حکمت:346

تمہاری آبرُو قائم ہے جسے دستِ سوال دراز کرنا بہا دیتا ہے۔ لہٰذا یہ خیال رہے کہ کس کے آگے اپنی آبرُو ریزی کر رہے ہو۔

حکمت:347

کسی کو اس کے حق سے زیادہ سراہنا چاپلوسی ہے اور حق میں کمی کرنا کوتاہ بیانی ہے یا حسد۔

حکمت:348

سب سے بھاری گُناہ وہ ہے کہ جِس کا ارتکاب کرنے والا اسے سُبک سمجھے۔

حکمت:349

جو شخص اپنے عیوب پر نظر رکھے گا وہ دُوسروں کی عیب جوئی سے باز رہے گا اور جو اللہ کے دیئے ہوئے رزق پر خوش رہے گا، وہ نہ ملنے والی چیز پر رنجیدہ نہیں ہو گا۔ جو ظُلم کی تلوار کھینچتا ہے، وہ اسی سے قتل ہو تا ہے، جو اہم اُمور کو زبردستی انجام دینا چاہتا ہے، وہ تباہ و برباد ہو تا ہے، جو اُٹھتی ہوئی موجوں میں پھاند تا ہے، وہ ڈوبتا ہے، جو بدنامی کی جگہوں پر جائے گا، وہ بدنام ہو گا، جو زیادہ بولے گا، وہ زیادہ لغزشیں کرے گا اور جس کی لغزشیں زیادہ ہوں اس کی حیا کم ہو جائے گی اور جِس میں حیا کم ہو اس میں تقویٰ کم ہو گا اور جِس میں تقویٰ کم ہو گا، اس کا دل مردہ ہو جائے گا اور جِس کا دل مردہ ہو گیا، وہ دوزخ میں جا پڑا۔ جو شخص لوگوں کے عیوب دیکھ کر ناک بھول چڑھائے

اور پھر انھیں اپنے لیے چاہے وہ سراسر احمق ہے۔ قناعت ایسا سرمایہ ہے جو ختم نہیں ہوتا۔ جو موت کو زیادہ یاد رکھتا ہے، وہ تھوڑی سی دُنیا پر بھی خوش رہتا ہے۔ جو شخص یہ جانتا ہے کہ اس کا قول بھی عمل کا ایک جُزہے، وہ مطلب کی بات کے علاوہ کلام نہیں کرتا۔

حکمت:350

لوگوں میں جو ظالم ہو اس کی تین علامتیں ہیں۔

وہ ظُلم کرتا ہے اپنے سے بالا ہستی کی خلاف ورزی سے اور اپنے پست لوگوں پر قہر و تسلّط سے اور ظالموں کی کمک و امداد کرتا ہے۔

حکمت:351

جب سختی انتہا کو پہنچ جائے تو کشائش و فراخی ہو گی اور جب ابتلاء و مصیبت کی کڑیاں تنگ ہو جائیں تو راحت و آسائش حاصل ہوتی ہے۔

حکمت:352

اپنے اصحاب میں سے ایک سے فرمایا: زن و فرزند کی زیادہ فکر میں نہ رہو، اس لیے کہ اگر وہ دوستانِ خُدا ہیں، تو خُدا اپنے دوستوں کو برباد نہ ہونے دے گا اور اگر دُشمنانِ خُدا ہیں، تو تمہیں دُشمنانِ خُدا کی فکروں اور دھندوں میں پڑنے سے مطلب ہی کیا۔

حکمت:353

سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ اس عیب کو بُرا کہو، جِس کے مانند خود تمہارے اندر موجود ہے۔

حکمت:354

حضرت کی سامنے ایک نے دُوسرے شخص کو فرزند کے پیدا ہونے پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ: "شہسوار مُبارک ہو"

جِس پر حضرت نے فرمایا کہ: یہ نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ تُم بخشنے والے (خُدا) کے شکر گُزار ہُوئے، یہ بخشی ہوئی نعمت تمہیں مبارک ہو، یہ اپنے کمال کو پہنچے اور اس کی نیکی و سعادت تمہیں نصیب ہو۔

حکمت:355

حضرت کے عمال میں سے ایک شخص نے ایک بلند عمارت تعمیر کی، جِس پر آپؑ نے فرمایا:

چاندی کے سکّوں نے سر نکالا ہے۔ بِلاشبہ یہ عمارت تمہاری ثروت کی غمازی کرتی ہے۔

حکمت:356

حضرت سے کہا گیا کہ: اگر کسی شخص کو گھر میں چھوڑ کر اس کا دروازہ بند کر دیا جائے، تو اس کی روزی کِدھر سے آئے گی؟

فرمایا: جِدھر سے اس کی موت آئے گی۔

حکمت:357

حضرت نے ایک جماعت کو ان کے مرنے والے کی تعزیت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

اس موت کی ابتدا تُم سے نہیں ہوئی ہے اور نہ اس کی انتہا تُم پر ہے۔ یہ تمہارا ساتھی مصروفِ سفر رہتا تھا۔

اب بھی یہی سمجھو کہ وہ اپنے کسی سفر میں ہے۔ اگر وہ آگیا تو بہتر، ورنہ تُم خود اس کے پاس پہنچ جاؤ گے۔

حکمت:358

اے لوگو! چاہیئے کہ اللہ تُم کو نعمت و آسائش کے موقع پر بھی اسی طرح خائف و ترساں دیکھے جِس طرح تمہیں عذاب سے ہراساں دیکھتا ہے۔ بیشک جسے فراخ دستی حاصل ہو اور وہ اسے کم کم عذاب کی طرف بڑھنے کا سبب نہ سمجھے تو اس نے خوفناک چیز سے اپنے کو مطمئن سمجھ لیا اور جو تنگدست ہو اور وہ اسے آزمائش نہ سمجھے، تو اس نے اس ثواب کو ضائع کر دیا۔ کہ جِس کی اُمید و آرزو کی جاتی ہے۔

حکمت:359

اے حرص و طمع کے اسیرو! باز آؤ کیونکہ دُنیا پر ٹوٹنے والوں کو حوادثِ زمانہ کے دانت پیسنے ہی کا اندیشہ کرنا چاہیئے۔

اے لوگو! خود ہی اپنی اصلاح کا ذمّہ لو اور اپنی عادتوں کے تقاضوں سے مُنہ موڑ لو۔

حکمت:360

کسی کے مُنہ سے نکلنے والی بات میں اگر اچھائی کا پہلو نکل سکتا ہو، تو اس کے بارے میں بدگمانی نہ کرو۔

حکمت:361

جب اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرو، تو پہلے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر دُرود بھیجو، پھر اپنی حاجت مانگو۔

کیونکہ خُداوندِ عالم اس سے بلند تر ہے کہ اس سے دو حاجتیں طلب کی جائیں اور وہ ایک پوری کر دے اور ایک روک لے۔

حکمت:362

جسے اپنی آبرُو عزیز ہو، وہ لڑائی جھگڑے سے کنارہ کش رہے۔

حکمت:363

امکان پیدا ہونے سے پہلے کسی کام میں جلد بازی کرنا اور موقع آنے پر دیر کرنا دونوں حماقت میں داخل ہیں۔

حکمت:364

جو بات نہ ہونے والی ہو، اس کے متعلّق سوال نہ کرو۔ اس لیے کہ جو ہے، وہی تمہارے لیے کافی ہے۔

حکمت:365

فکر ایک روشن آئینہ ہے۔ عبرت اندوزی ایک خیر خواہ متنبہ کرنے والی چیز ہے۔

نفس کی اصلاح کے لیے یہی کافی ہے کہ جن چیزوں کو دُوسروں کے لیے بُرا سمجھتے ہو ان سے بچ کر رہو۔

حکمت:366

علم عمل سے وابستہ ہے۔ لہٰذا جو جانتا ہے وہ عمل بھی کرتا ہے اور علم عمل کو پُکارتا ہے۔

اگر وہ لبیک کہتا ہے تو بہتر، ورنہ وہ بھی اس سے رخصت ہو جاتا ہے۔

حکمت:367

اے لوگو! دُنیا کا سازوسامان سوکھا سڑا بُھوسا ہے، جو وبا پیدا کرنے والا ہے۔ لہٰذا اس چراگاہ سے دُور رہو کہ جِس سے چل چلاؤ باطمینان منزل کرنے سے زیادہ فائدہ مند ہے اور صرف بقدر کفاف لے لینا اس دولت وثروت سے زیادہ برکت والا ہے۔ اس کے دولت مندوں کے لیے فقر طے ہو چُکا ہے اور اس سے بے نیاز رہنے والوں کو راحت کا سہارا دیا گیا ہے۔ جِس کو اس کی سج دھج لُبھا لیتی ہے، وہ انجام کار اس کی دونوں آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے اور جو اس کی چاہت کو اپنا شعار بنا لیتا ہے، وہ اس کے دل کو ایسے غموں سے بھر دیتی ہے جو دل کی گہرائیوں میں تلاطم برپا کرتے ہیں۔ یوں کہ کبھی کوئی فکر اسے گھیرے رہتی ہے اور کبھی کوئی اندیشہ اسے رنجیدہ بنائے رہتا ہے، وہ اسی حالت میں ہوتا ہے کہ اس کا گلا گھوٹا جانے لگتا ہے اور وہ بیابان میں ڈال دیا جاتا ہے اس عالَم میں کہ اس کے دل کی دونوں رگیں ٹوٹ

چکی ہوتی ہیں۔ اللہ کو اس کا فنا کرنا سہل اور اس کی بھائی بندوں کا اسے قبر میں اُتارنا آسان ہو جاتا ہے۔ مومن دُنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس سے اتنی ہی غذا حاصل کرتا ہے جتنی پیٹ کی ضرورت مجبور کرتی ہے اور اس کے بارے میں ہر بات کو بغض و عناد کے کانوں سے سُنتا ہے۔ اگر کسی کے متعلّق کہ کہا جاتا ہے کہ وہ مال دار ہو گیا ہے تو پھر یہ بھی کہنے میں آتا ہے کہ نادار ہو گیا ہے۔ اگر زندگی پر خوشی کی جاتی ہے تو مرنے پر غم بھی ہوتا ہے۔ یہ حالت ہے حالانکہ ابھی وہ دن نہیں آیا کہ جِس میں پُوری پوری مایوسی چھا جائے گی

حکمت:368

اللہ سبحانہ، نے اپنی اطاعت پر ثواب اور اپنی معصیّت پر سزا اس لیے رکھی ہے کہ:

اپنے بندوں کو عذاب سے دُور کرے اور جنّت کی طرف گھیر کر لے جائے۔

حکمت:369

لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا، جب ان میں صِرف قرآن کے نقوش اور اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ اس وقت مسجدیں تعمیر و زینت کے لحاظ سے آباد اور ہدایت کے اعتبار سے ویران ہوں گی۔ ان میں ٹھہرنے والے اور انھیں آباد کرنے والے تمام اہل زمین میں سب سے بدتر ہوں گے، وہ فتنوں کا سرچشمہ اور گُناہوں کا مرکز ہوں گے۔ جو ان فتنوں سے مُنہ موڑے گا، انھیں انہی فتنوں کی طرف پلٹائیں گے اور جو قدم پیچھے ہٹائے گا، انھیں دھکیل کر ان کی طرف لائیں گے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ "مجھے اپنی ذات کی قسم! میں ان لوگوں پر ایسا فتنہ نازل کروں گا، جِس میں حلیم و بُردبار کو حیران و سرگردان چھوڑ دوں گا۔ چُنانچہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ ہم اللہ سے غفلت کی ٹھوکروں سے عفو کے خواستگار ہیں۔

حکمت:370

جب بھی آپ منبر پر رونق افروز ہوتے، تو ایسا اتفاق کم ہوتا تھا کہ خطبہ سے پہلے یہ کلمات نہ فرمائیں۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو کیونکہ کوئی شخص بے کار پیدا نہیں کیا گیا کہ وہ کھیل کُود میں پڑ جائے اور نہ اسے بے قید و بند چھوڑ دیا گیا ہے کہ بیہودگیاں کرنے لگے اور یہ دُنیا جو اس کے لیے آراستہ و پیراستہ ہے، اس آخرت کا عوض نہیں ہو سکتی کہ جِس کو اس کی غلط نگاہ نے بُری صُورت میں پیش کیا ہے، وہ فریب خوردہ جو اپنی بلند ہمتی سے دُنیا حاصل کرنے میں کامیاب ہو، اس دُوسرے شخص کے مانند نہیں ہو

سکتا، جِس نے تھوڑا بہت آخرت کا حصّہ حاصل کر لیا ہو۔

حکمت:371

کوئی شرف اسلام سے بلند تر نہیں، کوئی بزرگی تقویٰ سے زیادہ باوقار نہیں، کوئی پناہ گاہ پرہیز گاری سے بہتر نہیں، کوئی سفارش کرنے والا توبہ سے بڑھ کر کامیاب نہیں، کوئی خزانہ قناعت سے زیادہ بے نیاز کرنے والا نہیں، کوئی مال بقدر کفاف پر رضامند رہنے سے بڑھ کر فقر و احتیاج کا دُور کرنے والا نہیں۔ جو شخص قدر حاجت پر اکتفا کر لیتا ہے، وہ آسائش و راحت پا لیتا ہے اور آرام و آسُودگی میں منزل بنا لیتا ہے۔ خواہش و رغبت، رنج و تکلیف، کلید اور مشقت و اندوہ کی سواری ہے۔ حرص، تکبّر اور حسد گُناہوں میں پھاند پڑنے کے محرمات ہیں اور بد کرداری تمام بُرے عیوب کو حاوی ہے۔

حکمت:372

جابر ابن عبد اللہ انصاری سے فرمایا: اے جابر! چار قِسم کے آدمیوں سے دین و دُنیا کا قیام ہے۔

* عالم جو اپنے علم کو کام میں لاتا ہو * جاہل جو علم کے حاصل کرنے میں عار نہ کرتا ہو * سخی جو داد و دہش میں بخل نہ کرتا ہو * اور فقیر جو آخرت کو دُنیا کے عوض نہ بیچتا ہو۔ تو جب عالم اپنے علم کو برباد کرے گا، تو جاہل اس کے سیکھنے میں عار سمجھے گا اور جب دولت مند نیکی و احسان میں بخل کرے گا، تو فقیر اپنی آخرت دُنیا کے بدلے بیچ ڈالے گا۔

اے جابر! جِس پر اللہ کی نعمتیں زیادہ ہوں گی، لوگوں کی حاجتیں بھی اس کے دامن سے زیادہ وابستہ ہوں گی۔ لہٰذا جو شخص ان نعمتوں پر عائد ہونے والے حقوق کو اللہ کی خاطر ادا کرے گا، وہ ان کے لیے دوام و ہمیشگی کا سامان کرے گا اور جو ان واجب حقوق کے ادا کرنے کے لیے کھڑا نہیں ہو گا، وہ انھیں فنا و بربادی کی زد پر لے آئے گا۔

حکمت:373

ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں عبد الرحمٰن ابنِ ابی لیلیٰ فقیہ سے روایت کی ہے اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جو ابنِ اشعث کے ساتھ حجاج سے لڑنے کے لیے نکلے تھے کہ وہ لوگوں کو جہاد پر اُبھارنے کے لیے کہتے تھے کہ جب اہل شام سے لڑنے کے لیے بڑھے تو میں نے علی علیہ السّلام کو فرماتے سُنا۔ اے اہل ایمان! جو شخص دیکھے کہ ظُلم و عدوان پر عمل ہو رہا ہے اور بُرائی کی طرف دعوت دی جا رہی ہے اور وہ

دل سے اسے بُرا سمجھے، تو وہ (عذاب سے) محفوظ اور (گُناہ سے) بَری ہو گیا اور جو زبان سے اسے بُرا کہے وہ ماجور ہے اور صرف دِل سے بُرا سمجھنے والے سے افضل ہے اور جو شخص شمشیر بکف ہو کر اس بُرائی کے خلاف کھڑا ہو، تاکہ اللہ کا بول بالا ہو اور ظالموں کی بات گر جائے تو یہی وہ شخص ہے جِس نے ہدایت کی راہ کو پا لیا اور سیدھے راستے پر ہو لیا اور اس کے دل میں یقین نے روشنی پھیلا دی۔

حکمت:374

اسی انداز پر حضرت کا ایک یہ کلام ہے۔

لوگوں میں سے ایک وہ ہے جو بُرائی کو ہاتھ، زبان اور دل سے بُرا سمجھتا ہے۔ چُنانچہ اس نے اچھی خصلتوں کو پُورے طور پر حاصل کر لیا ہے اور ایک وہ ہے جو زبان اور دل سے بُرا سمجھتا ہے، لیکن ہاتھ سے اسے نہیں مٹاتا، تو اس نے اچھی خصلتوں میں سے دو خصلتوں سے ربط رکھا اور ایک خصلت کو رائیگاں کر دیا اور ایک وہ ہے جو دل سے بُرا سمجھتا ہے، لیکن اسے مٹانے کے لیے ہاتھ اور زبان کسی سے کام نہیں لیتا۔ اس نے تین خصلتوں میں سے دو عمدہ خصلتوں کو ضائع کر دیا اور صِرف ایک سے وابستہ رہا اور ایک وہ ہے جو نہ زبان سے، نہ ہاتھ سے اور نہ دل سے بُرائی کی روک تھام کرتا ہے، یہ زندوں میں (چلتی پھرتی ہوئی) لاش ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام اعمال خیر اور جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلہ میں ایسے ہیں، جیسے گہرے دریا میں لعابِ دہن کے ریزے ہوں۔ یہ نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا ایسا نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے موت قبل از وقت آ جائے، یا رزق معین میں کمی ہو جائے اور ان سب سے بہتر وہ حق بات ہے، جو کسی جابر حکمران کے سامنے کہی جائے۔

حکمت:375

ابو جحیفہ سے روایت ہے کہ انھوں نے امیر المومنین علیہ السّلام کو فرماتے سُنا کہ:

پہلا جہاد کہ جِس سے تُم مغلوب ہو جاؤ گے، ہاتھ کا جہاد ہے۔ پھر زبان کا اور پھر دل کا، جِس نے دِل سے بھلائی کو اچھا اور بُرائی کو بُرا نہ سمجھا اسے اُلٹ پلٹ کر دیا جائے گا۔ اس طرح کہ اُوپر کا حصّہ نیچے اور نیچے کا حصّہ اُوپر کر دیا جائے گا۔

حکمت:376

حق گراں، مگر خوش گوار ہوتا ہے اور باطل ہلکا، مگر وبا پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔

حکمت:377

اس اُمّت کے بہترین شخص کے بارے میں بھی اللہ کے عذاب سے بالکل مطمئن نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ "گھاٹا اُٹھانے والے لوگ ہی اللہ کے عذاب سے مطمئن ہو بیٹھے ہیں۔" اور اس اُمّت کے بدترین آدمی کے بارے میں بھی اللہ کی رحمت سے مایُوس نہ ہو جاؤ، کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے کہ "خُدا کی رحمت سے کافروں کے علاوہ کوئی اور نااُمید نہیں ہوتا۔"

حکمت:378

بخل تمام بُرے عیُوب کا مجموعہ ہے اور ایسی مہار ہے، جِس سے ہر بُرائی کی طرف کھینچ کر جایا جا سکتا ہے۔

حکمت:379

رزق دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جِس کی تلاش میں تُم ہو اور ایک وہ جو تمہاری جستجو میں ہے۔ اگر تُم اس تک نہ پہنچ سکو گے، تو وہ تُم تک پہنچ کر رہے گا۔ لہٰذا اپنے ایک دن کی فکر پر سال بھر کی فکریں نہ لادو۔ جو ہر دن کا رزق ہے وہ تمہارے لیے کافی ہے، اگر تمہاری عمر کا کوئی سال باقی ہے، تو اللہ ہر نئے دن جو روزی اس نے تمہارے لیے مقرّر کر رکھی ہے وہ تمہیں دے گا اور اگر تمہاری عمر کا کوئی سال باقی نہیں ہے تو پھر اس چیز کی فکر کیوں کرو، جو تمہارے لیے نہیں ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ کوئی طلبگار تمہارے رزق کی طرف تُم سے آگے بڑھ نہیں سکتا اور نہ کوئی غلبہ پانے والا اس میں تُم پر غالب آ سکتا ہے اور جو تمہارے لیے مقدر ہو چُکا ہے، اس کے ملنے میں کبھی تاخیر نہ ہو گی۔

حکمت:380

بہت سے لوگ ایسے دن کا سامنا کرتے ہیں جِس سے انھیں پیٹھ پھرانا نہیں ہوتا اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ رات کے پہلے حصّہ میں ان پر رشک کیا جاتا ہے اور آخری حصّہ میں ان پر رونے والیوں کا کہرام بپا ہوتا ہے۔

حکمت:381

کلام تمہارے قید و بند میں ہے، جب تک تُم نے اسے کہا نہیں ہے اور جب کہہ دیا، تو تُم اس کی قید و بند میں ہو۔

لہٰذا اپنی زبان کی اسی طرح حفاظت کرو، جِس طرح اپنے سونے چاندی کی حفاظت کرتے ہو،

کیونکہ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو کسی بڑی نعمت کو چھین لیتی اور مصیبت کو نازل کر دیتی ہیں۔

حکمت:382

جو نہیں جانتے اسے نہ کہو، بلکہ جو جانتے ہو، وہ بھی سب کا سب نہ کہو۔

کیونکہ اللہ سبحانہ نے تمہارے تمام اعضا پر کچھ فرائض عائد کئے ہیں جن کے ذریعہ قیامت کے دن تُم پر حُجّت لائے گا۔

حکمت:383

اس بات سے ڈرتے رہو کہ اللہ تمہیں اپنی معصیت کے وقت موجود اور اپنی اطاعت کے وقت غیر حاضر پائے، تو تمہارا شمار گھاٹا اُٹھانے والوں میں ہو گا۔ جب قوی و توانا ثابت ہونا ہو تو اللہ کی اطاعت پر اپنی قوت دکھاؤ اور کمزور بننا ہو، تو اس کی معصیّت سے کمزوری دکھاؤ۔

حکمت:384

دُنیا کی حالت دیکھتے ہوئے اس کی طرف جھکنا جہالت ہے اور حُسنِ عمل کے ثواب کا یقین رکھتے ہوئے اس میں کوتاہی کرنا گھاٹا اُٹھانا ہے، اور پرکھے بغیر ہر ایک پر بھروسا کر لینا عجز و کمزوری ہے۔

حکمت:385

اللہ کے نزدیک دُنیا کی حقارت کے لیے یہی بہت ہے کہ

اللہ کی معصیّت ہوتی ہے تو اس میں اور اس کے یہاں کی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں تو اسے چھوڑنے سے۔

حکمت:386

جو شخص کسی چیز کو طلب کرے، تو اسے یا اس کے بعض حصّہ کو پا لے گا۔

حکمت:387

وہ بھلائی بھلائی نہیں جِس کے بعد دوزخ کی آگ ہو،

اور وہ بُرائی بُرائی نہیں جِس کے بعد جنّت ہو۔

جنّت کے سامنے ہر نعمت حقیر اور دوزخ کے مقابلہ میں ہر مصیبت راحت ہے۔

حکمت:388

اس بات کو جانے رہو کہ فقر و فاقہ ایک مصیبت ہے،

اور فقر سے زیادہ سخت جسمانی امراض ہیں اور جسمانی امراض سے زیادہ سخت دل کا روگ ہے۔

یاد رکھو کہ مال کی فراوانی ایک نعمت ہے اور مال کی فراوانی سے بہتر صحتِ بدن ہے اور صحتِ بدن سے بہتر دل کی پرہیز گاری ہے۔

حکمت:389

جسے عمل پیچھے ہٹائے، اسے نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔

(ایک دُوسری روایت میں اس طرح ہے) جسے ذاتی شرف و منزلت حاصل نہ ہو، اسے آباؤ اجداد کی منزلت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

حکمت:390

مومن کے اوقات تین ساعتوں پر منقسم ہوتے ہیں۔

ایک وہ کہ جس میں اپنے پروردگار سے راز و نیاز کی باتیں کرتا ہے اور ایک وہ کہ جِس میں اپنے معاش کا سر و سامان کرتا ہے اور وہ کہ جِس میں حلال و پاکیزہ لذّتوں میں اپنے نفس کو آزاد چھوڑ دیتا ہے۔ عقلمند آدمی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ گھر سے دُور ہو۔ مگر تین چیزوں کے لیے، معاش کے بندوبست کے لیے، یا امر آخرت کی طرف قدم اُٹھانے کے لیے، یا ایسی لذّت اندوزی کے لیے کہ جو حرام نہ ہو۔

حکمت:391

دنیا سے بے تعلّق رہو، تاکہ اللہ تُم میں دُنیا کی بُرائیوں کا احساس پیدا کرے،

اور غافل نہ ہو اس لیے کہ تمہاری طرف سے غافل نہیں ہوا جائے گا۔

حکمت:392

بات کرو، تاکہ پہچانے جاؤ۔ کیونکہ آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔

حکمت:393

جو دُنیا سے تمہیں حاصل ہو اسے لے لو اور جو چیز رُخ پھیر لے اس سے مُنہ موڑے رہو۔

اور اگر ایسا نہ کر سکو تو پھر تحصیل و طلب میں میانہ روی اختیار کرو۔

حکمت:394

بہت سے کلمے حملہ سے زیادہ اثر و نفوذ رکھتے ہیں۔

حکمت:395

جِس چیز پر قناعت کر لی جائے وہ کافی ہے۔

حکمت:396

موت ہو اور ذِلّت نہ ہو۔ کم ملے اور دُوسروں کو وسیلہ بنانا نہ ہو۔ جسے بیٹھے بٹھائے نہیں ملتا اسے اٹھنے سے بھی کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ زمانہ دو دنوں پر منقسم ہے۔ ایک دن تمہارے موافق اور ایک تمہارے مخالف۔ جب موافق ہو تو اِتراؤ نہیں اور جب مخالف ہو تو صبر کرو۔

حکمت:397

بہترین خوشبو مشک ہے۔ جِس کا ظرف ہلکا اور مہک عطر بار ہے۔

حکمت:398

فخر و سربلندی کو چھوڑو، تکبُّر و غرور کو مٹاؤ اور قبر کو یاد رکھو۔

حکمت:399

ایک حق فرزند کا باپ پر ہوتا ہے اور ایک حق باپ کا فرزند پر ہوتا ہے۔

باپ کا فرزند پر یہ حق ہے کہ وہ سوائے اللہ کی معصیّت کے ہر بات میں اس کی اطاعت کرے،

اور فرزند کا باپ پر یہ حق ہے کہ اس کا نام اچھا تجویز کرے، اچھے اخلاق و آداب سے آراستہ کرے اور قرآن کی اسے تعلیم دے۔

حکمت:400

چشم بد، افسوں، سحر اور فالِ نیک ان سب میں واقعیت ہے۔ البتہ فال بد اور ایک کی بیماری کا دُوسرے کو لگ جانا غلط ہے۔

خوشبو سونگھنا، شہد کھانا، سواری کرنا اور سبزے پر نظر کرنا غم و اندوہ اور قلق واِضطراب کو دُور کرتا ہے۔

حکمت:401

لوگوں سے ان کے اخلاق واطوار میں ہمرنگ ہونا ان کے شر سے محفوظ ہو جانا ہے۔

حکمت:402

ایک ہمکلام ہونے والے سے کہ جِس نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر ایک بات کہی تھی، فرمایا:

تُم پر نکلتے ہی اُڑنے لگے اور جوان ہونے سے پہلے بلبلانے لگے۔

حکمت:403

جو شخص مختلف چیزوں کا طلب گار ہوتا ہے اس کی ساری تدبیریں ناکام ہو جاتی ہیں۔

حکمت:404

حضرت سے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ (قوت و توانائی نہیں مگر اللہ کے سبب سے) کے معنے دریافت کئے گئے، تو آپ نے فرمایا کہ:

ہم خُدا کے ساتھ کسی چیز کے مالک نہیں۔ اس نے جن چیزوں کا ہمیں مالک بنایا ہے بس ہم انہیں پر اختیار رکھتے ہیں۔ تو جب اس نے ہمیں ایسی چیز کا مالک بنایا جِس پر وہ ہم سے زیادہ اختیار رکھتا ہے تو ہم پر شرعی ذمہ داریاں عائد کیں اور جب اس چیز کو واپس لے لے گا، تو ہم سے اس ذمہ داری کو بھی برطرف کر دے گا۔

حکمت:405

عمار بن یاسر کو جب مغیرہ ابنِ شعبہ سے سوال و جواب کرتے سُنا، تو ان سے فرمایا:

اے عمار! اسے چھوڑو۔ اس نے دین سے بس وہ لیا ہے، جو اسے دُنیا سے قریب کر لے،

اور اس نے جان بُوجھ کر اپنے کو اشتباہ میں ڈال رکھا ہے، تاکہ ان شبہات کو اپنی لغزشوں کے لیے بہانہ قرار دے سکے۔

حکمت:406

اللہ کے یہاں اَجر کے لیے دولتمندوں کا فقیروں سے عجز و انکساری برتنا کتنا اچھا ہے،

اور اس سے اچھا فقراء کا اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے دولتمندوں کے مقابلہ میں غرور سے پیش آنا ہے۔

حکمت:407

اللہ نے کسی شخص کو عقل ودیعت نہیں کی ہے۔ مگر یہ کہ وہ کسی دن اس کے ذریعہ سے اسے تباہی سے بچائے گا۔

حکمت:408

جو حق سے ٹکرائے گا، حق اسے پچھاڑ دے گا۔

حکمت:409

دِل آنکھوں کا صحیفہ ہے۔

حکمت:410

تقویٰ تمام خصلتوں کا سر تاج ہے۔

حکمت:411

جِس ذات نے تمہیں بولنا سکھایا ہے، اسی کے خلاف اپنی زبان کی تیزی صَرف نہ کرو،

اور جِس نے تمہیں راہ پر لگایا ہے، اس کے مقابلے میں فصاحتِ گفتار کا مظاہرہ نہ کرو۔

حکمت:412

تمہارے نفس کی آراستگی کے لیے یہی کافی ہے کہ جِس چیز کو اوروں کے لیے ناپسند کرتے ہو، اس سے خود بھی پرہیز کرو۔

حکمت:413

جوانمردوں کی طرح صبر کرے، نہیں تو سادہ لوحوں کی طرح بُھول بھال کر چُپ ہو گا۔

حکمت:414

ایک دُوسری روایت میں ہے کہ

آپؑ نے اشعث ابنِ قیس کو تعزیت دیتے ہوئے فرمایا:

اگر بزرگوں کی طرح تُم نے صبر کیا تو خیر! ورنہ چوپاؤں کی طرح ایک دن بُھول جاؤ گے۔

حکمت:415

دُنیا کے متعلّق فرمایا:

دُنیا دھوکے باز، نقصان رساں اور رواں دواں ہے۔ اللہ نے اپنے دوستوں کے لیے اسے بطورِ ثواب پسند نہیں کیا، اور نہ دُشمنوں کے لیے اسے بطورِ سزا پسند کیا، اہل دُنیا سواروں کے مانند ہیں کہ ابھی انھوں نے منزل کی ہی تھی کہ ہنکانے والے نے انہیں للکارا اور یہ چل دیئے

حکمت:416

اپنے فرزند حسن علیہ السّلام سے فرمایا:

اے فرزند! دُنیا کی کوئی چیز اپنے پیچھے نہ چھوڑو۔ اس لیے کہ تُم دو میں سے ایک کے لیے چھوڑو گے۔ ایک وہ جو اس مال کو خُدا کی اطاعت میں صَرف کرے گا تو جو مال تمہارے لیے بد بختی کا سبب بنا وہ اس کے لیے راحت و آرام کا باعث ہو گا۔

یا وہ ہو گا جو اسے خُدا کی معصیت میں صَرف کرے، تو وہ تمہارے جمع کردہ مال کی وجہ سے بدبخت ہو گا اور اس صُورت میں تُم خُدا کی معصیت میں اس کے معین و مددگار ہو گے اور ان دونوں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ اسے اپنے نفس پر ترجیح دو۔

سیّد رضی فرماتے ہیں کہ: یہ کلام ایک دُوسری صُورت میں بھی روایت کیا گیا ہے جو یہ ہے۔

جو مال تمہارے ہاتھ میں ہے تُم سے پہلے اس کے مالک دُوسرے تھے اور یہ تمہارے بعد دُوسروں کی طرف پلٹ جائے گا اور تُم دو میں سے ایک کے لیے جمع کرنے والے ہو۔ ایک وہ جو تمہارے جمع کئے ہوئے مال کو خُدا کی اطاعت میں صَرف کرے گا۔ تو جو مال تمہارے لیے بد بختی کا سبب ہُوا، وہ اس کے لیے سعادت و نیک بختی کا سبب ہو گا۔ وہ جو اس مال سے اللہ کی معصیت کرے تو جو تُم نے اس کے لیے جمع کیا وہ تمہارے لیے بد بختی کا سبب ہو گا اور ان دونوں میں سے ایک بھی اس قابل نہیں کہ اسے اپنے نفس پر ترجیح دو اور ان کی وجہ سے اپنی پُشت کو گرانبار کرو، جو گُزر گیا اس کے لیے اللہ کی رحمت اور جو باقی رہ گیا ہے اس کے لیے رزقِ الٰہی کے اُمیدوار رہو۔

حکمت:417

ایک کہنے والے نے آپ کے سامنے استغفر اللہ کہا۔ تو آپؑ نے اس سے فرمایا:

تمہاری ماں تمہارا سوگ منائے کچھ معلوم بھی ہے۔ کہ استغفار کیا ہے؟ استغفار بلند منزلت لوگوں کا مقام ہے اور یہ ایک ایسا لفظ ہے جو چھ باتوں پر حاوی ہے۔ پہلے یہ کہ جو ہو چُکا اس پر نادم ہو، دُوسرے ہمیشہ کے لیے اس کے مرتکب نہ ہونے کا تہیا کرنا، تیسرے یہ کہ

مخلوق کے حقوق ادا کرنا یہاں تک کہ اللہ کے حضور میں اس حالت میں پہنچو کہ تمہارا دامن پاک وصاف اور تُم پر کوئی مواخذہ نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ جو فرائض تُم پر عائد ہوئے تھے اور تُم نے انہیں ضائع کر دیا تھا، انہیں اب پورے طور پر بجالاؤ۔ پانچویں یہ کہ جو گوشت (اکل) حرام سے نشوونما پاتا رہا ہے، اس کو غم واندوہ سے پگھلاؤ۔ یہاں تک کہ کھال کو ہڈیوں سے ملا دو کہ پھر سے ان دونوں کے درمیان نیا گوشت پیدا ہو۔ چھٹے یہ کہ اپنے جسم کو اطاعت کے رنج سے آشنا کرو، جِس طرح اسے گُناہ کی شیرینی سے لذّت اندوز کیا ہے تو اب کہو "استغفر اللہ"۔

حکمت:418

حلم و تحمل ایک پُورا قبیلہ ہے۔

حکمت:419

بیچارہ آدمی کتنا بے بس ہے موت اس سے نہاں، بیماریاں اس سے پوشیدہ اور اس کے اعمال محفوظ ہیں۔
مچھر کے کاٹنے سے چیخ اُٹھتا ہے، اچھو لگنے سے مر جاتا ہے اور پسینہ اس میں بدبُو پیدا کر دیتا ہے۔

حکمت:420

وارد ہُوا ہے کہ حضرت اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے، کہ ان کے سامنے سے ایک حسین عورت کا گُزر ہوا جسے ان لوگوں نے دیکھنا شروع کیا، جِس پر حضرت نے فرمایا:

ان مردوں کی آنکھوں تاکنے والی ہیں اور یہ نظر بازی ان کی خواہشات کو برانگیختہ کرنے کا سبب ہے۔ لہٰذا اگر تُم میں سے کسی کی نظر ایسی عورت پر پڑے کہ جو اسے اچھی معلوم ہو، تو اسے اپنی زوجہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے، کیونکہ یہ عورت بھی عورت کے مانند ہے۔ یہ سُن کر ایک خارجی نے کہا کہ: خدا اس کافر کو قتل کرے یہ کتنا بڑا فقیہہ ہے۔ یہ سُن کر لوگ اسے قتل کرنے اُٹھے۔ حضرت نے فرمایا کہ: ٹھہرو! زیادہ سے زیادہ گالی کا بدلہ گالی سے ہو سکتا ہے، یا اس کے گُناہ ہی سے درگُزر کرو۔

حکمت:421

اتنی عقل تمہارے لیے کافی ہے کہ جو گمراہی کی راہوں کو ہدایت کے راستوں سے الگ کر کے تمہیں دکھادے۔

حکمت:422

اچھے کام کرو اور تھوڑی سی بھلائی کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ کیونکہ چھوٹی سی نیکی بھی بڑی اور تھوڑی سی بھلائی بھی بہت ہے۔ تُم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اچھے کام کے کرنے میں کوئی دُوسرا مجھ سے زیادہ سزاوار ہے۔ ورنہ خُدا کی قسم! ایسا ہی ہو کر رہے گا۔ کچھ نیکی والے ہوتے ہیں اور کچھ بُرائی والے۔ جب تُم نیکی یا بدی کسی ایک کو چھوڑ دو گے، تو تمہارے بجائے اس کے اہل اسے انجام دے کر رہیں گے۔

حکمت:423

جو اپنے اندرونی حالات کو دُرست رکھتا ہے۔ خُدا اس کے ظاہر کو بھی دُرست کر دیتا ہے اور جو دین کے لیے سرگرم عمل ہوتا ہے، اللہ اس کے دُنیا کے کاموں کو پورا کر دیتا ہے اور جو اپنے اور اللہ کے درمیان خوش معاملگی رکھتا ہے۔ خُدا اس کے اور بندوں کے درمیان کے معاملات ٹھیک کر دیتا ہے۔

حکمت:424

حلم و تحمل ڈھانکنے والا پردہ اور عقل کاٹنے والی تلوار ہے۔

لٰہذا اپنے اخلاق کے کمزور پہلو کو حلم و بُردباری سے چُھپاؤ اور اپنی عقل سے خواہش نفسانی کا مقابلہ کرو۔

حکمت:425

بندوں کی منفعت رسائی کے لیے اللہ کچھ بندگانِ خدا کو نعمتوں سے مخصوص کر لیتا ہے۔

لٰہذا جب تک وہ دیتے دلاتے رہتے ہیں، اللہ ان نعمتوں کو ان کے ہاتھوں میں برقرار رکھتا ہے،

اور جب ان نعمتوں کو روک لیتے ہیں تو اللہ ان سے چھین کر دُوسروں کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔

حکمت:426

کسی بندے کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دو چیزوں پر بھروسا کرے۔

ایک صحت اور دُوسرے دولت، کیونکہ ابھی تُم کسی کو تندرست دیکھ رہے تھے، کہ وہ دیکھتے ہی دیکھتے بیمار پڑ جاتا ہے،

اور ابھی تُم اسے دولتمند دیکھ رہے تھے کہ فقیر و نادار ہو جاتا ہے۔

حکمت:427

جو شخص اپنی حاجت کا گلہ کسی مردِ مومن سے کرتا ہے، گویا اس نے اللہ کے سامنے اپنی شکایت پیش کی،

اور جو کافر کے سامنے گلہ کرتا ہے، گویا اس نے اپنے اللہ کی شکایت کی۔

حکمت:428

ایک عید کے موقع پر فرمایا:

عید صرف اس کے لیے ہے جِس کے روزوں کو اللہ نے قبول کیا ہو اور اس کے قیام (نماز) کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہو،

اور ہر وہ دن کہ جِس میں اللہ کی معصیت نہ کی جائے عید کا دن ہے۔

حکمت:429

قیامت کے دن سب سے بڑی حسرت اس شخص کی ہو گی جِس نے اللہ کی نافرمانی کر کے مال حاصل کیا ہو اور اس کا وارث وہ شخص ہوا ہو جِس نے اسے اللہ کی اطاعت میں صَرف کیا ہو کہ یہ تو اس مال کی وجہ سے جنّت میں داخل ہُوا اور پہلا اس کی وجہ سے جہنّم میں گیا۔

حکمت:430

لین دین میں سب سے زیادہ گھاٹا اٹھانے والا اور دوڑ دُھوپ میں سب سے زیادہ ناکام ہونے والا وہ شخص ہے جِس نے مال کی طلب میں اپنے بدن کو بوسیدہ کر ڈالا ہو۔ مگر تقدیر نے اس کے اِرادوں میں اس کا ساتھ نہ دیا ہو۔ لہٰذا وہ دُنیا سے بھی حسرت لیے ہوئے گیا اور آخرت میں بھی اس کی پاداش کا سامنا کیا۔

حکمت:431

رزق دو طرح کا ہوتا ہے، ایک وہ جو خود ڈھونڈتا ہے اور ایک وہ جسے ڈھونڈا جاتا ہے۔

چنانچہ جو دُنیا کا طلبگار ہوتا ہے، موت اس کو ڈھونڈتی ہے۔ یہاں تک کہ دُنیا سے اسے نکال باہر کرتی ہے،

اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہوتا ہے، دُنیا خود اسے تلاش کرتی ہے،

یہاں تک کہ وہ اس سے تمام و کمال اپنی روزی حاصل کر لیتا ہے۔

حکمت:432

دوستانِ خُدا وہ ہیں کہ جب لوگ دُنیا کے ظاہر کو دیکھتے ہیں تو وہ اس کے باطن پر نظر کرتے ہیں اور جب لوگ اس کی جلد میسّر آجانے والی نعمتوں میں کھو جاتے ہیں، تو وہ آخرت میں حاصل ہونے والی چیزوں میں منہمک رہتے ہیں اور جن چیزوں کے متعلّق انہیں یہ کھٹکا تھا کہ وہ انہیں تباہ کریں گی، انھیں تباہ کر کے رکھ دیا اور جن چیزوں کے متعلّق انھوں نے جان لیا کہ وہ انھیں چھوڑ دینے والی ہیں۔ انہیں انھوں نے خود چھوڑ دیا اور دُوسروں کے دُنیا زیادہ سمیٹنے کو کم خیال کیا اور اسے حاصل کرنے کو کھونے کے برابر جانا۔ وہ ان چیزوں کے دُشمن ہیں جن سے دُوسروں کی دوستی ہے اور ان چیزوں کے دوست ہیں جن سے اوروں کو دُشمنی ہے۔ ان کے ذریعہ سے قرآن کا علم حاصل ہوا اور قرآن کے ذریعہ سے ان کا علم ہُوا اور ان کے ذریعہ سے کتابِ خُدا محفوظ اور وہ اس کے ذریعہ سے برقرار ہیں وہ جِس چیز کی اُمید رکھتے ہیں، اس سے کسی چیز کو بلند نہیں سمجھتے اور جِس چیز سے خائف ہیں، اس سے زیادہ کسی شئے کو خوفناک نہیں جانتے۔

حکمت:433

لذّتوں کے ختم ہونے اور پاداشوں کے باقی رہنے کو یاد رکھو۔

حکمت:434

آزماؤ تا کہ اس سے نفرت کرو۔

حکمت:435

ایسا نہیں کہ اللہ کسی بندے کے لیے شکر کا دروازہ کھولے اور (نعمتوں کی) افزائش کا دروازہ بند کر دے،

اور کسی بندے کے لیے دُعا کا دروازہ کھولے اور درِ قبولیت کو اس کے لیے بند رکھے،

اور کسی بندے کے لیے توبہ کا دروازہ کھولے اور مغفرت کا دروازہ اس کے لیے بند کر دے۔

حکمت:436

لوگوں میں سب سے زیادہ کرم و بخشش کا وہ اہل ہے جِس کا رشتہ اشراف سے ملتا ہو۔

حکمت:437

آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ عدل بہتر ہے یا سخاوت؟ فرمایا کہ:

عدل تمام اُمور کو ان کے موقع و محل پر رکھتا ہے اور سخاوت ان کو ان کی حدوں سے باہر کر دیتی ہے،

عدل سب کی نگہداشت کرنے والا ہے اور سخاوت اسی سے مخصوص ہو گی جسے دیا جائے۔ لہٰذا عدل سخاوت سے بہتر و برتر ہے۔

حکمت:438

لوگ جِس چیز کو نہیں جانتے، اس کے دُشمن ہوتے ہیں۔

حکمت:439

(زہد کی مکمل تعریف قرآن کے دو جملوں میں ہے) ارشادِ الٰہی ہے۔

"جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے، اس پر رنج نہ کرو اور جو چیز خُدا تمہیں دے اس پر اِتراؤ نہیں"

لہٰذا جو شخص جانے والی چیز پر افسوس نہیں کرتا اور آنے والی چیز پر اِتراتا نہیں، اس نے زہد کو دونوں سمتوں سے سمیٹ لیا۔

حکمت:440

نیند دن کی مہمّوں میں بڑی کمزوری پیدا کرنے والی ہے۔

حکمت:441

حکومت لوگوں کے لیے آزمائش کا میدان ہے۔

حکمت:442

تمہارے لیے ایک شہر دُوسرے شہر سے زیادہ حقدار نہیں (بلکہ) بہترین شہر وہ ہے جو تمہارا بوجھ اُٹھائے۔

حکمت:443

جب مالک اشترؒ کی خبر شہادت آئی تو فرمایا:

مالک! اور مالک! کیا شخص تھا۔ خُدا کی قسم! اگر وہ پہاڑ ہوتا تو ایک کوہِ بلند ہوتا اور اگر وہ پتھر ہوتا تو ایک سنگِ گراں ہوتا۔

کہ نہ تو اس کی بلندیوں تک کوئی سُم پہنچ سکتا اور نہ کوئی پرندہ وہاں تک پَر مار سکتا۔

حکمت:444

وہ تھوڑا سا عمل جس میں ہمیشگی ہو، اس زیادہ سے بہتر ہے جو دل تنگی کا باعث ہو۔

حکمت:445

اگر کسی آدمی میں عمدہ و پاکیزہ خصلت ہو، تو ویسی ہی دُوسری خصلتوں کے متوقع رہو۔

حکمت:446

فرزوق کے باپ غالب ابن صعصعہ سے باہمی گفتگو کے دوران فرمایا:

وہ تمہارے بہت سے اُونٹ کیا ہوئے؟ کہا کہ: حقوق کی ادائیگی نے انہیں منتشر کر دیا۔ فرمایا کہ: یہ تو ان کا انتہائی اچھا مصرف ہُوا۔

حکمت:447

جو شخص احکامِ فقہ کے جانے بغیر تجارت کرے گا، وہ ربا میں مبتلا ہو جائے گا۔

حکمت:448

جو شخص ذراسی مصیبت کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ اللہ اسے بڑی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

حکمت:449

جِس کی نظر میں خود اپنے نفس کی عزّت ہو گی، وہ اپنی نفسانی خواہشوں کو بے وقعت سمجھے گا۔

حکمت:450

کوئی شخص کسی دفعہ ہنسی مذاق نہیں کرتا، مگر یہ کہ وہ اپنی عقل کا ایک حصّہ اپنے سے الگ کر دیتا ہے۔

حکمت:451

جو تمہاری طرف جھکے اس سے بے اعتنائی برتنا اپنے حظ و نصیب میں خسارہ کرنا ہے۔

اور جو تُم سے بے رُخی اختیار کرے، اس کی طرف جھکنا نفس کی ذِلّت ہے۔

حکمت:452

اصل فقر و غنا (قیامت میں) اللہ کے سامنے پیش ہونے کے بعد ہو گا۔

حکمت:453

زُبیر ہمیشہ ہمارے گھر کا آدمی رہا، یہاں تک کہ اس کا بد بخت بیٹا عبد اللہ نمودار ہُوا۔

حکمت:454

فرزندِ آدم کو فخر و مباہات سے کیا ربط، جب کہ اس کی ابتداء نطفہ اور انتہا مُردار ہے،

وہ نہ اپنے لیے روزی کا سامان کر سکتا ہے، نہ موت کو اپنے سے ہٹا سکتا ہے۔

حکمت:455

حضرت سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ فرمایا کہ: شعرا کی دوڑ ایک روش پر نہ تھی،

کہ گوئے سبقت لے جانے سے ان کی آخری حد کو پہچانا جائے اور اگر ایک کو ترجیح دینا ہی ہے، تو پھر ملک ِ ضلیل (گمراہ بادشاہ) ہے۔

حکمت:456

کیا کوئی جوانمرد ہے جو اس چبائے ہوئے لقمہ (دُنیا) کو اس کے اہل کے لیے چھوڑ دے؟

تمہارے نفسوں کی قیمت صرف جنت ہے۔ لہٰذا جنت کے علاوہ اور کسی قیمت پر انھیں نہ بیچو۔

حکمت:457

دو ایسے خواہشمند ہیں جو سیر نہیں ہوتے۔ طالب علم اور طلبگار دُنیا۔

حکمت:458

ایمان کی علامت یہ ہے کہ جہاں تمہارے لیے سچائی باعثِ نقصان ہو، اسے جھوٹ پر ترجیح دو۔ خواہ وہ تمہارے فائدہ کا باعث ہو رہا ہو،

اور تمہاری باتیں، تمہارے عمل سے زیادہ نہ ہوں، اور دُوسرے کے متعلّق بات کرنے میں اللہ کا خوف کرتے رہو۔

حکمت:459

تقدیر ٹھیرائے ہوئے اندازے پر غالب آجاتی ہے۔ یہاں تک کہ چارہ سازی ہی تباہی و آفت بن جاتی ہے۔

حکمت:460

بُردباری اور صبر دونوں کا ہمیشہ ہمیشہ کا ساتھ ہے اور یہ دونوں بلند ہمّتی کا نتیجہ ہیں۔

حکمت:461

کمزور کا یہی زور چلتا ہے، کہ وہ پیٹھ پیچھے بُرائی کرے۔

حکمت:462

بہت سے لوگ اس وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ان کے بارے میں اچھے خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے۔

حکمت:463

دُنیا ایک دُوسری منزل کے لیے پیدا کی گئی ہے نہ اپنے (بقاو دوام کے) لیے۔

حکمت:464

بنی اُمیہ کے لیے ایک مرود (مہلت کا میدان) ہے۔ جِس میں وہ دوڑ لگا رہے ہیں۔

جب ان میں باہمی اختلاف رونما ہو تو پھر بجّو بھی ان پر حملہ کریں، تو ان پر غالب آجائیں گے۔

حکمت:465

انصار کی مدح و توصیف میں فرمایا:

خُدا کی قسم! انھوں نے اپنی خوش حالی سے اسلام کی اس طرح تربیت کی، جِس طرح یکسالہ بچھڑے کو پالا پوسا جاتا ہے۔

اپنے کریم ہاتھوں اور تیز زبانوں کے ساتھ۔

حکمت:466

آنکھ عقب کے لیے تسمہ ہے۔

حکمت:467

ایک کلام کے ضمن میں آپؑ نے فرمایا: لوگوں کے اُمور کا ایک حاکم و فرماں روا ذمہ دار ہوا،
جو سیدھے راستے پر چلا اور دُوسروں کو اس راہ پر لگایا۔ یہاں تک کہ دین نے اپنا سینہ ٹیک دیا۔

حکمت:468

لوگوں پر ایک ایسا گزند پہنچانے والا دَور آئے گا، جِس میں مالدار اپنے مال میں بخل کرے گا، حالانکہ اسے یہ حکم نہیں۔ چُنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ " آپس میں حُسنِ سلوک کو فراموش نہ کرنا" اس زمانہ میں شریر لوگ اُٹھ کھڑے ہوں گے اور نیکوکار ذلیل و خوار سمجھے جائیں گے اور مجبُور اور بے بس لوگوں سے خرید و فروخت کی جائے گی، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجبور و مضطر لوگوں سے (اونے پونے) خریدنے کو منع کیا ہے۔

حکمت:469

میرے بارے میں دو قِسم کے لوگ ہلاکت میں مبتلا ہوں گے۔ ایک محبت میں حد سے بڑھ جانے والا اور دُوسرا جُھوٹ و افترا باندھنے والا

حکمت:470

حضرت سے توحید و عدل کے متعلّق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا:
توحید یہ ہے کہ اسے اپنے وہم و تصوّر کا پابند نہ بناؤ اور یہ عدل ہے کہ اس پر الزامات نہ لگاؤ۔

حکمت:471

حکمت کی بات سے خاموشی اختیار کرنا کوئی خوبی نہیں، جِس طرح جہالت کے ساتھ بات کرنے میں کوئی بھلائی نہیں۔

حکمت:472

طلبِ باران کی ایک دُعا میں فرمایا: بارالٰہا! ہمیں فرمانبردار اَبروں سے سیراب کر، نہ ان اَبروں سے جو سرکش اور مُنہ زور ہوں۔

حکمت:473

حضرت سے کہا گیا کہ اگر آپ سفید بالوں کو (خضاب سے) بدل دیتے تو بہتر ہوتا۔ فرمایا کہ: خضاب زینت ہے اور ہم لوگ سوگوار ہیں۔

حکمت:474

وہ مجاہد جو خُدا کی راہ میں شہید ہو، اس شخص سے زیادہ اجر کا مستحق نہیں ہے جو قدرت واختیار رکھتے ہوئے پاک دامن رہے، کیا بعید ہے کہ پاکدامن فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہو جائے۔

حکمت:475

قناعت ایسا سرمایہ ہے، جو ختم ہونے میں نہیں آتا۔

حکمت:476

جب زیاد ابن ابیہ کو عبداللہ ابنِ عباس کی قائم مقامی میں فارس اور اس کے ملحقہ علاقوں پر عامل مقرّر کیا تو ایک باہمی گفتگو کے دوران میں کہ جِس میں اسے پیشگی مالگزاری کے وصول کرنے سے روکنا چاہا، یہ فرمایا:

عدل کی روش پر چلو۔ بے راہ روی اور ظُلم سے کنارہ کشی کرو،

کیونکہ بے راہ روی کا نتیجہ یہ ہو گا، کہ انھیں گھر بار چھوڑنا پڑے گا اور ظُلم انھیں تلوار اُٹھانے کی دعوت دے گا۔

حکمت:477

سب سے بھاری گُناہ وہ ہے، جسے مرتکب ہونے والا سُبک سمجھے۔

حکمت:478

خداوندِ عالم نے جاہلوں سے اس وقت تک سیکھنے کا عہد نہیں لیا جب تک جاننے والوں سے یہ عہد نہیں لیا کہ وہ سکھانے میں دریغ نہ کریں

حکمت:479

بدترین بھائی وہ ہے جِس کے لیے زحمت اُٹھانا پڑے۔

حکمت:480

جب کوئی مومن اپنے کسی بھائی کا احتشام کرے، تو یہ اس سے جُدائی کا سبب ہو گا۔